

## جلد دوم دلائل النبوة

باب ۴۰

### نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سینہ کو چاک کرنے اور آپ کے دل سے شیطان کا حصہ نکال دینے کے متعلق احادیث جو کچھ وارد ہوئے ہیں اس کے ماسواً باب ذکر رضاعت میں گزر چکا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ - کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوہل محمد بن نصر ویہ بن احمد مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن احمد بن حنبل نے بخاری میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الفضل عباس بن فضل المعروف دبیس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ثابت نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے ایک دن۔ حضور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل نے حضور کو پکڑ کر لٹا دیا اور آپ کے سینے سے دل کی جگہ سے چاک کیا پھر آپ کے دل کو نکالا، اس کے بعد دل کو چاک کیا اور اس میں سے خون بستہ نکال دیا، اور فرمایا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ تھا۔ اس کے بعد جبرائیل نے آپ کے دل کو سونے کی تھالی میں رکھ کر زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا۔ اس کے بعد اس کو جمع کیا اور ملا دیا اور اس کو اپنی جگہ پر واپس لوٹا دیا۔ لہذا یہ منظر دیکھ کر لڑکے ان کی امی کے پاس یعنی ان کی دودھ پلانے والی کے پاس دوڑ کر چلے گئے اور بولے بے شک محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہذا وہ لوگ بھاگ کر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ٹھیک کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کا رنگ ڈر کے مارے فک پڑ چکا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سینے پر سوئی سے سلامتی کی نشانات دیکھا کرتا تھا۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں شیبانی سے اس نے حماد سے۔ مسلم ۳۸۹/۲۔ باب الایمان رقم الحدیث ۲۶۱

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر بن محمد بن عمر بن حفص نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سہل بن عمار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عبد اللہ نے ابراہیم بن طہمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا سعید سے اللہ کے اس قول کے بارے میں ”أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ“ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے کہ حضور ﷺ کا پیٹ چاک کیا گیا یعنی نبی کریم ﷺ کا سینے سے پیٹ کے نیچے تک۔ اس میں سے آپ کا دل نکالا گیا تھا پھر سونے کے تھال میں دھویا گیا تھا۔ اس کے بعد اس میں ایمان اور حکمت بھر دی گئی تھی۔ اس کے بعد اسے دوبارہ اپنی جگہ پر لگا دیا گیا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن احمد بن محمد عنبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حیوۃ بن شریح حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بقیہ بن ولید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بحیر بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو علی بن معبد نے، ان کو بقیہ بن بحیر بن سعید سے، اس نے خالد بن

معدان سے، اس نے ابن عمرو السلمی سے، اس نے عتبہ بن عبد سے، اس نے ان لوگوں کو حدیث بیان کی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے ابتدائی حالات کیا تھے؟

رضاعی ماں سے حقیقی ماں کے پاس ..... حضور نے فرمایا: ”مجھے بنو سعد بن بکر کی ایک خاتون دودھ پلاتی تھی۔ ایک دن میں اور اس کا بیٹا بکری اور بچوں میں باہر کھیل رہے تھے۔ ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز ساتھ لے کر نہیں گئے تھے۔ میں نے کہا، اے میرے بھائی جان! آپ امی کے پاس جاؤ اور ان سے کوئی چیز لے کر آؤ۔ میرا بھائی چلا گیا اور میں وہیں بکری کے بچوں کے ساتھ ٹھہر گیا اور میں نے دیکھا کہ میری طرف دوسفید پرندے آئے جیسے کہ وہ چیلیں ہیں۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے بتایا کہ جی ہاں! یہی ہے۔ دونوں جلدی جلدی آگے آئے اور انہوں نے مجھے پکڑ کر لٹا دیا یا سیدھا چت لٹایا۔ انہوں نے میرا پیٹ چاک کر دیا اور میرا دل انہوں نے نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے انہوں نے دوسیا خون کے بستے ٹکڑے نکالے اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میرے پاس برف کا پانی لے آئیے۔ انہوں نے اس کے ساتھ میرے پیٹ کو دھو دیا۔ پھر کہا کہ میرے پاس ٹھنڈا پانی لے آئیے۔ انہوں نے میرے دل کو دھو دیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میرے پاس سکیٹ لے آؤ۔ لہذا انہوں نے اسے میرے دل میں چھڑک دیا۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب اس کو سی دو، بند کر دو اور اس نے اس کے بعد نبوت کی مہر لگا دی۔“

ابوالفضل نے کہا کہ مراد ہے یخیطہ کہ اس کو سی دے اور حیوة کی ایک روایت میں ہے کہ خطہ کہ اس کو سی دو۔

”اور اس نے اس پر نبوت کی مہر لگائی۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا آپ اس کو ایک پلڑے میں رکھ دو اور اس کی اُمت کے ایک ہزار کو دوسرے پلڑے میں رکھ دو۔ چنانچہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہزار والا پلڑا مجھ سے اُپر اُٹھا ہوا تھا (یعنی ہلکا تھا)۔ میں ڈرنے لگا کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر گرنے جائے۔ آپ دونوں نے کہا کہ اگر اس کی ساری اُمت اس کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی یہ ان سب میں بھاری ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ مجھے شدید ڈر لگنے لگا۔ اس کے بعد میں امی کے پاس چلا گیا۔ میں نے جا کر ان کو اس واقعہ کی خبر دی جو مجھے پیش آیا تھا اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں مجھ پر کوئی اور گڑ بڑ نہ ہو جائے۔ امی نے کہا میں اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ لہذا انہوں نے اپنے اُونٹ پر پلان سجایا مجھے کجاوے میں بٹھایا، خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ یہاں تک کہ ہم اپنی حقیقی امی کے پاس پہنچ گئے۔ رضاعی امی نے کہا کہ لیجئے میں نے اپنی امانت پہنچا دی ہے اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور پھر انہوں نے میری امی کو وہ پوری بات بتائی، جو کچھ میرے ساتھ گزرا تھا۔ ان کو اس سے کوئی ڈر نہ لگا بلکہ انہوں نے بتایا کہ میں نے دیکھا تھا کہ مجھ سے ایک روشنی نکلی ہے جس کی وجہ سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔“ (مسند امام احمد بن حنبل (نیا ایڈیشن) ۶/۶۳، پرانا نسخہ ۳/۱۸۳)

## باب ۴۱

### سَيْفِ بْنِ ذِي يَزَنٍ كَا عَبْدِ الْمَطْلَبِ بْنِ هَاشِمٍ كُوْخْبَرِوِيْنَا

ان امور کی جو نبی کریم کے بارے میں پیش آئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوہل محمد بن نصر ویہ بن احمد مروزی نے نیشاپور میں، ان کو حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن صالح معافری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو یزن حمیری نے ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن عفیر سے۔ اس نے عبد العزیز بن عفیر بن زرعہ بن سیف بن ذی یزن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا احمد بن حیش بن عبد العزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد عبد العزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد عفیر نے، ان کو ابو زرعہ بن سیف

بن ذی یزن نے، وہ کہتے ہیں کہ جب سیف بن ذی یزن حبشہ پر غالب آگئے تو یہ حضور ﷺ کی ولادت سے دو سال بعد کا واقعہ ہے تو اس کے پاس عرب کے وفود اور شرفاء اور شعراء ان کے پاس پہنچے ان کو مبارک باد دینے کے لئے۔ اور اس کی یاد دہانی کے لئے جس آزمائش میں وہ تھے اور ان کا اپنی قوم کا بدلہ طلب کرنے کی بابت۔ لہذا ان کے پاس قریش کا وفد بھی پہنچا۔ ان میں عبدالمطلب بن ہاشم اور امیہ بن عبدشمس اور عبد اللہ ابن جدعان اور اسد بن عبد العزیٰ اور وہب بن عبد مناف اور قصی بن عبدالدار تھے۔ چنانچہ اس کے پاس ان کی اجازت لینے والا پہنچا۔ وہ اپنے محل کے اوپر بیٹھے تھے جس کو غمدان کہا جاتا تھا۔ وہ وہی تھا جس کے بارے میں امیہ بن ابوصلت ثقفی کہتے ہیں :

اشرب ہنیئا علیک التاج مرتفقا  
واشرب ہنیئا فقد شالت نعامتہم  
فہی رأس غمدان دارا منک محلالا  
وأسبل الیوم فی بردیک اسبالا  
تلك المکارم لا قعبان من لبن  
شیبا بماء فعادا۔ بعد۔ ابوالا  
(سیرۃ ابن ہشام ۱/۶۹)

آپ کے پیچھے خوشگوار طریقے سے اس حال میں کہ آپ کے اوپر بلندی کا تاج ہے قصر غمدان کی بالائی منزل پر جو دار آپ کا مسکن ہے۔  
آپ کے پیچھے خوشگوار طریقے پر اس حال میں کہ ان کے شتر مرغ ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور آج کے دن تہہ بند اور چادر کا دامن لٹکائے فخر سے۔  
یہ وہ عظمتیں ہیں۔ نہیں کوئی پلایا دودھ کا جو ملایا گیا ہو پانی کے ساتھ وہیں بعد میں پیشاب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے عنبری کی خوشبو بالوں میں لپ کی ہوئی تھی۔ ان کی سر کی مانگ میں کستوری کی سفیدی چمک تھی۔ اور ان کے جسم پر دوہری چادریں تھیں۔ ایک کو انہوں نے اوپر اوڑھا ہوا تھا اور دوسری کا تہہ بند کیا ہوا تھا۔ تلوار ان کے آگے رکھی ہوئی تھی اور ان کے دائیں بائیں بادشاہ (گورنر) بیٹھے تھے ترجم اور بات کرنے والے۔ ان کے مقام کے بارے میں اسے بتایا گیا، پھر اس نے ان کو اجازت دی۔ وہ لوگ اس کے پاس داخل ہوئے اور عبدالمطلب اس کے قریب ہوا اور اس نے بات کرنے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اگر آپ ایسے ہیں جو بادشاہ کے ساتھ ہم کلامی کرتے رہتے ہیں تو ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

عبدالمطلب نے بات شروع کی اور کہا :

”بے شک اللہ عزوجل نے آپ کو ایسے محل میں پہنچایا ہے جو بلند قدر ہے، بلند ہے، پر شکوہ ہے، محفوظ ہے۔ اسی نے آپ کو اگایا ہے (یعنی آپ کو اللہ نے پالا ہے)۔ جس کا ماحول پاکیزہ ہے، جس کی جڑ اور بنیاد بہت بڑی ہے، جس کی اصل مضبوط ہے، جس کی فرع اور حصے شاخیں اونچی ہیں انتہائی پاکیزہ اور ستھرے مقام پر ہے عزت والے ٹھکانے ہیں۔ آپ نے گالی دینے اور لعنت کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ آپ عرب کے ایسے بادشاہ ہیں جن کی تابعداری ہوتی ہے۔ مملکت کے ارکان وہ ہیں جن پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ بندھن اس کا ایسا ہے جس کی طرف لوگ مجبور ہوتے ہیں۔ آپ کے اسلاف بہترین اسلاف تھے۔ آپ ہمارے لئے انہیں میں سے بہترین خلف ہیں ان (پیش روؤں) کا ذکر ہرگز نہیں مٹے گا۔ آپ جن کے خلف ہیں اور ان کا ذکر بھی ہرگز نہیں بھلے گا آپ جن کے سلف ہوں گے۔ ہم لوگ اللہ کے حرم کے سامنے والے ہیں اور بیت اللہ کے خادم ہیں ہمیں آپ سے اس نے ملوایا ہے جس نے ہمیں خوش کر دیا تھا آپ کے اس کرب و مصیبت کو کھول دینے پر جس نے ہمیں زیر بار کر دیا تھا۔ ہم لوگ مبارک باد کا وفد اور پیغام دینے والے ہیں، ہلاکت و تباہی کا پیغام نہیں ہیں۔“

بادشاہ نے عبدالمطلب سے پوچھا آپ کون ہو؟ اے کلام کرنے والے۔ انہوں نے بتایا کہ میں عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا ہماری بہن کے بیٹے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! بادشاہ نے کہا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ اس کے بعد بادشاہ عبدالمطلب اور اس کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ لوگوں کو خوش آمدید ہو، آپ لوگ اپنے گھر میں آئے ہو۔ اور سب سے زیادہ نرم و بردبار

مثال کے اعتبار سے (جبکہ یہ پہلا شخص تھا جس نے کلام کیا تھا)۔ اُونٹنی یعنی سواری اور سامان کے اعتبار سے اور سواری بٹھانے کے اعتبار سے اور تم نرم زمین پر آئے ہو۔ اور تم لوگ ایسے بادشاہ کے پاس آئے ہو جو نفع بخش ہے۔ جو بڑے بڑے عطا یا دیتا ہے۔

تحقیق بادشاہ نے تمہارا مقالہ سنا ہے اور تمہاری قرابت دارشی کو پہچانا ہے اور تمہارے وسیلے اور ذریعے کو قبول کیا ہے۔ تم لوگ اہل رات اور اہل دن ہو (یعنی دن رات ہر وقت رہ سکتے ہو)۔ جب تک تم رہو گے تمہاری عزت و اکرام کیا جائے گا۔ اور جب کوچ کرو گے تو تم لوگوں کے ساتھ دوستی قائم رکھی جائے گی۔

اس کے بعد وہ لوگ دارضیافت اور مہمان خانے کی طرف اور وفود کی جگہ کی طرف اٹھا کر لے جائے گئے۔ اور ان کے عمدہ کھانوں کا انتظام کر دیا گیا۔ وہ لوگ وہاں پر مہینہ بھر مقیم رہے۔ بادشاہ کی طرف بھی نہیں جا رہے تھے۔ اور ان کی واپسی پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ پھر ان کو اطلاع اور آگاہی کر دی گئی اور عبدالمطلب کے پاس نمائندہ بھیج کر بلایا، اپنے پاس بٹھایا پھر کہا، اے عبدالمطلب بے شک میں اپنے علم کا راز آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کے لئے اس راز کو جائز نہ سمجھتا۔ لیکن میں آپ کو اس راز کی کان سمجھاتا ہوں۔ لہذا میں آپ کو اس سے آگاہ کرتا ہوں اور وہ راز آپ کے پاس محفوظ رہنا چاہئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں خود آگاہی فرمائے۔

میں کتاب مکنون میں اور علم مخزون میں اس راز کو پاتا ہوں۔ وہ کتاب اور وہ علم جو ہم لوگوں نے اپنے لئے ذخیرہ کیا ہو اور محفوظ کیا ہو ہے اور دوسرے لوگوں سے ہم نے اسے چھپایا ہوا ہے۔ میں تمہیں ایک عظیم خبر دوں گا اور بہت بڑے امر سے آگاہ کروں گا جس میں شرف حیات ہے۔ فضیلت و وفات ہے۔ عامۃ الناس کے لئے عموماً اور تیرے قافلے کے لئے مجموعی طور پر اور آپ کے لئے خاص طور پر۔ عبدالمطلب نے اس سے کہا، اے بادشاہ سلامت! جیسا شخص ہمیشہ خوش رہے اور ہمیشہ مقصد میں کامیاب رہے۔ بتائیے وہ کیا خبر ہے؟ عرب آپ کے دیہاتی ان کے اوپر قربان جائیں جماعت درجماعت۔

اس نے بتایا کہ ”جس وقت تہامہ میں (سرزمین حجاز مکہ) ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کے دونوں کندھوں کے درمیان شامت ہوگی۔ اس کے لئے امامت ہوگی۔ اور تم لوگوں کے لئے قیامت تک کے لئے رُعامت ہوگی یعنی اس کے کندھوں کے پاس مہر نبوت ہوگی اور وہ اور اس شخص کی امامت و سیادت ہوگی اور قیامت تک کے لئے آپ لوگوں کے لئے سرداری ہوگی۔“

عبدالمطلب نے کہا، اے بادشاہ سلامت تحقیق مجھے اس قدر خیر اور بھلائی آپ سے حاصل ہوئی کہ اس قدر بھلائی کسی قوم کے وفد کے سربراہ کو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ اگر بادشاہ کی ہیبت و رعب اور جلالت شان اور عظمت آڑے نہ ہوتی تو میں اپنے اور اس پیدا ہونے والے لڑکے کے بارے میں کچھ اور راز پوچھتا تو مجھے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

بادشاہ نے عبدالمطلب سے کہا :

”یہی اس کے پیدا ہونے کا وقت ہے جس میں وہ پیدا ہوگا یا وہ پیدا بھی ہوگی یا ہوگا؟ نام اس کا محمد ہوگا؟ اس کے ماں باپ مرجائیں گے۔ اس کی کفالت اس کا دادا اور اس کا چچا کریں گے۔ ہم نے بار بار اس کے پیدا ہونے پر غور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کھلم کھلا کھڑا کرے گا۔ اور ہم ہی سے اس کے مددگار بنائے گا اور انہیں کے ذریعے اس کے دوستوں کو عزت و غلبہ عطا کرے گا اور انہیں کے ذریعے اس کے دشمنوں کو ذلت سے دوچار کرے گا۔ اور انہیں کے ذریعے لوگوں کی عزتوں کا دفاع کرائے گا۔ اور انہیں کے ذریعے دہرتی پر بسنے والے شرفاء کو غلبہ عطا کرے گا۔ وہ شخص رحمن کی عیادت کرے گا۔ اور شیطان رسوا ہوگا۔ اور (آتش پرستوں کی) آگ بجھائے گا۔ اور بتوں کو توڑے گا۔ اس کا قول فیصلہ کن ہوگا۔ اس کی حکمت دانائی، عدل و انصاف ہوگا۔ اور وہ معروف کا حکم کرے گا۔ خود بھی معروف پر عمل کرے گا۔ اور منکر سے روکے گا اور اس کو باطل کر دے گا۔“ (یا اس کو باطل قرار دے گا)۔

عبدالمطلب نے اس کے جواب میں کہا، آپ کا نام اُنچا رہے، کیا بادشاہ سلامت نے مجھ سے مخفی راز نہیں کھولے؟ تحقیق میرے لئے وضاحت کی ہے بعض اہم وضاحتوں کی۔ بادشاہ سیف ذی یزن نے اس سے کہا کہ یہ گھر (جس کے اندر ہماری گفتگو ہو رہی ہے) ہر طرح محفوظ اور بند ہے اور دروازوں پر پہرے ہیں۔ بے شک آپ یقیناً اس لڑکے کے دادا ہیں اے عبدالمطلب (سچ سچ) بغیر کسی جھوٹ کے۔ یہ باتیں اور یہ تفصیل سنتے ہیں عبدالمطلب اس عیسائی بادشاہ کے آگے سجدے میں گر گئے۔ اب یزن نے اس سے کہا، آپ اپنا سر اُوپر اٹھائیے۔ آپ کا سینہ ٹھنڈا ہو اور آپ کا مرتبہ بلند ہو، کیا آپ نے کوئی شی محسوس کی اس میں سے جو کچھ میں نے ذکر کیا آپ کے سامنے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا جی ہاں! اے بادشاہ سلامت۔

”بے شک میرا بیٹا تھا عبداللہ۔ مجھے اس پر بڑا فخر تھا اور میں اس پر بہت ہی مہربان تھا۔ بے شک میں نے اپنی قوم کے شرفاء میں سے ایک شریف اور معزز خاتون کے ساتھ شادی کرائی یعنی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے ساتھ۔ اس نے ایک لڑکا جنم دیا۔ میں نے اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ اب اس کا باپ مرچکا ہے اور اس کی ماں بھی مرچکی ہے۔ اس کی پرورش میں اور اس کا چچا کر رہے ہیں۔ ابن یزن نے عبدالمطلب سے کہا :

آپ علیہ السلام کی یہودیوں سے حفاظت ..... ”بے شک میں نے جو کچھ آپ سے کہا تھا وہ بالکل اسی طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ جا کر اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کو یہودیوں سے بچائیں۔ بے شک وہ اس کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس پر ہرگز کوئی سبیل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کو میں نے جو کچھ بتایا ہے آپ اس کو اپنے گروہ سے چھپائیں جو آپ کے ساتھ ہیں۔ بے شک میں بے خوف نہیں اور مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ان کے اندر بغض اور حسد داخل ہو جائے، اس وجہ سے کہ سیادت و ریاست (عزت و اقتدار) تمہارے لئے ہوگا آنے والے وقت میں۔ پھر وہ کوئی چال نصب کریں گے اس کے خلاف۔ اور اس کے خلاف خطرات تلاش کریں گے۔ بے شک وہ ایسا کریں گے۔ وہ نہیں ان کی اولادیں ایسا کریں گی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ موت اس کی بعثت سے قبل ہی مجھے گھیر لے گی تو میں اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت چلتا، اور جا کر یثرب کو اپنے ملک اور اقتدار کا گھر بنا لیتا (یعنی میں دارالحکومت بنا دیتا)۔

کتاب ناطق کے اندر اور علم سابق کے اندر یہ بات پاتا ہوں کہ یثرب ہی اس کے معاملے کے استحکام کی جگہ ہے اور وہی اس کے اہل نصرت کی جگہ ہے۔ اور وہی اس کی قبر کی جگہ ہے۔ اور یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو آفات سے بچانا چاہتا ہوں اور اس کے مصائب اور ہلاکتوں سے ڈرتا ہوں تو میں اس کی ابتدائی عمر میں اس کے بچپن میں اس کے معاملے کا اعلان کر دیتا (یا میں اس کو بھی) ظاہر کر دیتا۔ اور اس کے مرتبے اور مقام کو عرب کی زبانوں پر لے آتا۔ لیکن میں اس معاملے کو تیری طرف پھیلتا ہوں (یعنی سپرد کرتا ہوں)۔ بغیر کسی کوتاہی کے اس کے ذریعے جو تیرے ساتھ ہیں۔“

اس کے بعد بادشاہ نے قوم کو بلایا (یعنی عبدالمطلب کے ساتھیوں کو) اور ان میں سے ہر آدمی کے لئے سیاہ فام دس غلام اور دس سیاہ فام لونڈیاں اور دو دو پوشاکیں برور کی پوشاکوں میں سے اور پانچ پانچ رطل سونا اور دس دس رطل چاندی اور سو اونٹ اور ایک تھال بھرا ہوا عنبر پیش کیا اور حکم دیا کہ عبدالمطلب کو اس کا دس گنا دیا جائے۔ اور کہا کہ جب سال پورا گزر جائے تو میرے پاس اس لڑکے (محمد ﷺ) کی خبر لے کر آنا اور اس کا جو بھی معاملہ ہو۔

کہتے ہیں کہ ابھی سال اس واقعے کو پورا نہیں ہوا تھا کہ سیف بن ذی یزن فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب اکثر یہ کہتے رہتے تھے کہ اے قریش کی جماعت! کوئی شخص تم سے اس پر میرے ساتھ شک نہ کرے جو اس نے مجھے بڑے بڑے عطایا دیئے ہیں، اگر چہ وہ واقعی بہت ہیں مگر پھر بھی وہ ایسے ہیں جو کبھی نہ کبھی ختم ہو جائیں گے۔ بلکہ میرے ساتھ رشک کرو اس چیز پر جو میرے لئے باقی رہے گی اور میرے پیچھے اُس کا ذکر باقی رہے گا اور اس کا فخر باقی رہے گا۔

جب ان سے پوچھا جاتا کہ وہ کیا ہے؟ تو وہ اس کی تفصیل بتانے سے گریز کرتے اور یوں کہہ دیتے تھے کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی سہی۔

اور امیہ بن عبد شمس نے سیف بن ذی یزن کی طرف ان کے سفر کے بارے میں کچھ شعر کہے تھے اور تحقیق یہ حدیث درجہ بالا ایک اور طریق سے بھی مروی ہے یعنی الکنسی سے، اس نے صالح سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۳۰)

## باب ۲۲

## عبدال مطلب بن ہاشم کا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں) بارش کی دعا مانگنا اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن احمد بن عبد اللہ مزی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو ابو عبد الرحمن حمید بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن محمد بن عیسیٰ بن عبد الملک بن حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے، ان کو عبد العزیز بن عمران نے ابن حویصہ سے، ان کو مخرمہ بن نوفل نے اپنی ماں رقیقہ بنت صنیعی سے۔ یہ عبدال مطلب کی ہم عمر تھی، وہ کہتی ہے، قریش کے اوپر مسلسل قحط اور خشک سال گزر رہے تھے جنہوں نے لوگوں کو جلا کر سوکھا دیا تھا۔ اور ہڈیوں کو نرم اور کمزور کر دیا تھا۔

کہتی ہیں کہ میں اور میرا چھوٹا بھائی میرے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس بکری کے بچے تھے جو پرورش پا رہے تھے۔ اور غلام جو آتے جاتے رات کی تاریکی میں بھی۔ میں سو رہی تھی اللہ کی قسم، یا یوں کہا کہ کچی کچی نیند میں تھی کہ ایک ہاتف کی یعنی (غیب سے آواز دینے والے کی) زوردار آواز آئی جو بھڑائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا،

”اے قریش کی جماعت بے شک وہ نبی مبعوث ہو چکا ہے تم لوگوں میں سے۔ اور یہی اس کے ظہور کا وقت ہے۔ پس جاؤ وہ خیر اور سرسبزی کو لے کر آیا ہے۔ خبردار تم لوگ دیکھو تم میں سے اس آدمی کو جو سب سے لمبا ہے، بڑا ہے، انڈے کی سفیدی جیسا رنگ ہے، اونچی ناک والا ہے۔ اس کو وہ بڑائی حاصل ہے جو صرف اس پر بند ہے۔ اور اس کا طور طریقہ ایسا ہے جس کی طرف راستہ بنایا جاتا ہے۔ خبردار اسی کو اور اس کے بیٹے کو منتخب کیا جائے۔ اور چاہئے کہ ہر قبیلے کی ہر شاخ کھنچ کھنچ کر اس کے پاس آئے اور سب لوگ بارش کی دعا کریں، خوشبو لگا کر آئیں اور حجر اسود کا استیلام کریں اور سات مرتبہ کعبہ کو طواف کریں۔ اس کے بعد لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھ جائیں اور وہ ہی خاص شخص بارش کی دعا کرے اور باقی قوم آمین کہے۔ خبردار پھر تم لوگوں پر بارش برسائی جائے گی جس قدر چاہو گے اور جب تک چلو گے۔“

کہتی ہیں کہ میں نے صبح کی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں دل گرفتہ تھی، ڈر رہی تھی، خوف سے میری جلد سکڑ رہی تھی، میری عقل ماؤف ہو رہی تھی۔ میں نے اپنا خواب بیان کیا۔ چنانچہ وہ مکے کی گھائیوں میں پھیل گیا۔ قسم ہے حرمت و عزت کی اور حرم کی۔ مکے میں کوئی الطبعی (کئی) باقی نہ رہا مگر سب نے کہا کہ اس خواب (کے اندر جس شخص کی تصویر بتائی گئی) وہ شیتہ الحمد ہے (یہ عبدال مطلب کی کنیت تھی)۔ سب نے کہا کہ یہ شبہ ہے (یعنی عبدال مطلب ہے)۔ پورے قریش ان کے پاس جمع ہو گئے اور ہر قبیلے کی ہر شاخ کا ایک ایک آدمی اس کے پاس آیا۔ سب نے غسل کیا۔ خوشبو لگائی اور حجر اسود کا استیلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد سب کے سب جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے اور سب کے سب عبدال مطلب کے جمع ہونے لگے سب لوگ کچھ بھی وقت ضائع کئے بغیر کسی تاخیر کے۔ اس کے بعد پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں عاجزی کی، جبکہ رسول اللہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ اس وقت جوانی کے قریب لڑکے تھے یا خود جوان تھے۔ اب عبدالمطلب دعا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے دعا کی :

### حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی دعا

اللهم ساد الخلة، و كاشف الكربة، انت عالم غير معلم، و مسئول غير منجل، و هذه عبداؤك و اماؤك عذرات حرمك، يشكون اليك سنتهم التي قد اقلحت الظلف و الخف - فاسمعن اللهم و امطرن غيثا مريعا مغدقا - اے اللہ! اے درست اور سچی دوستی کرنے والے، اے حقیقی مشکل کشائی کرنے والے، آپ ایسے حقیقت آگاہ ہیں جس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ ایسے ذمہ دار ہیں جو کسی سے زیادتی نہیں کرتے (یا کسی کے ساتھ بخل نہیں کرتے)۔ یہ لوگ تیرے بندے، تیرے غلام ہیں اور یہ تیری بندیاں ہیں آپ کے حرم کے جن میں۔ یہ آپ کی بارگاہ میں اپنی قحط سالی کی شکایت کرتے ہیں، جس نے کھڑی اور کھڑ کو خشک کر دیا ہے (یعنی مویشی تک سوکھ گئے ہیں)۔ (اے اللہ) آپ ہم سب کی دعا قبول فرمائیے۔ اے اللہ! آپ بارش برسائیے ایسی بارش جو سیراب کرنے والی ہو، بزرہ اگانے والی ہو۔ (دعا ختم ہوئی)

یہ لوگ (دعا) کر کے ابھی واپس بیت اللہ میں نہیں پہنچے تھے کہ آسمان اپنے پانی کے ساتھ پھٹ پڑا (یعنی خوب زوردار بارش ہو گئی) جس نے اپنے سیلاب کے ساتھ وادی کو ڈھک دیا۔

میں نے قریش کی خاتون سے سنا جو عبدالمطلب سے کہہ رہی تھی، مبارک ہو تیرے لئے ابوالبطحاء مبارک ہو، یعنی تیری وجہ سے اہل بطحاء زندہ ہیں۔ اور اسی واقعہ پر رقیقہ نے شعر کہے تھے۔

بشبية الحمد اسقى الله بلدتنا  
فجاد بالماء جوني له سبل  
سيل من الله بالميمون طائره  
مبارك الامر يستسقى الغمام به  
وقد فقدنا الحيا و اجلوذ المطر  
دان فعاشت به الامصار و الشجر  
و خير من بشرت يوم ما به مضر  
ما فى الانام له عدل و لا خطر

(طبقات ابن سعد ۱/۹۰)

اللہ نے عبدالمطلب کے بسبب ہماری نہر میں بارش برسائی۔ ہم تو زندگی گم کر بیٹھے تھے اور بارش رواں ہو گئی۔

بادل نے پانی کی سخاوت کی ہے، دُور دراز تک برسا ہے۔ قریب ہوا بس اسی کے سبب شہروں نے اور درختوں نے زندگی پائی ہے۔

اللہ کی طرف سے سیلاب ہے مبارک ہے اس کا پرندہ (یعنی اس کی خبر دینے والا) اور مضر والے جس دن اس کی بشارت دے گئے ان میں سے۔

سب سے بہتر ہے مبارک، معاملے والا ہے وہ جس جس کے ذریعے بادل کو پانی پلایا گیا، لوگوں کے اندر اس کے برابر اور مثل کوئی بھی نہیں ہے مرتبہ اور انعام میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابوالدنیانے، ان کو زکریا بن یحییٰ بن عمر بکائی نے، ان کو زحر بن حصن نے اپنے دادا حمید بن منہب سے۔ وہ کہتے ہیں میرے چچا عروہ بن مضر بن اوس بن حارثہ بن لام حدیث بیان کرتے ہیں مخرمہ بن نوفل سے اپنی ماں رقیقہ بنت ابو صغی بن ہاشم سے، وہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھی یا ساتھ پیدا ہونے والی تھی۔

قحط سالی کے زمانہ میں ہاتف غیبی کی آواز ..... کہتی ہیں کہ ”قریش کے اوپر مسلسل کئی سال گزرے تھے جن میں دودھ والے جانوروں کے تھن سوکھ گئے تھے اور ہڈیاں نرم ہو گئی تھیں، اسی اثنا میں ایک دن میں کھڑی ہوئی تھی یا سوئی ہوئی تھی، اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی ہاتف غیبی بھڑائی ہوئی آواز کے ساتھ چیخ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اے قریش کی جماعت! بے شک وہ نبی جو تمہارے اندر مبعوث ہونے والا ہے، تحقیق اس کے ایام تم پر سایہ کرنے آئے ہیں اور یہی اس کے چمکنے کا وقت ہے (یا یہی اس کے ستاروں کے طلوع ہونے کا وقت ہے)۔

لہذا زندگی اور سرسبزی کے لئے آجاؤ۔ خبردار! تم لوگ اپنے اندر اس شخص کو تلاش کرو جو معزز ہے، سب سے اچھا ہے، سب سے لمبا، جسم انتہائی سفید، لمبی پلکوں والا، گھنی بھنوں والا، ہلکے رخسار والا، اونچی ناک والا، اس کی فضیلت اور بڑائی ایسی ہے کہ اس کا دروازہ اس پر بند کیا جاتا ہے اور وہ شخص ایسی سنت اور طریقہ ہے جس کی طرف راستہ بتایا جاتا ہے۔ چاہئے کہ اس کو اور بیٹے کو منتخب کیا جائے اور چاہئے کہ ہر قبیلے کی شاخ سے اس کی طرف ایک ایک آدمی آئے۔ چاہئے کہ پانی چھڑکیں (یعنی غسل کریں اور خوشبو لگائیں، پھر حجر اسود کا استلام کریں، اس کے بعد جبل قبیس پر چڑھ جائیں اور وہ خاص شخص بارش کی دعا کرے اور باقی لوگ آمین کہیں۔ تم لوگوں پر بارش برسائی جائے گی جتنی چاہو گے۔

رقیقہ کہتی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں صبح سے حیران و پریشان تھی۔ میری جلد پر پھریرا آرہی تھی۔ اور میرا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ میں نے یہ خواب لوگوں کو بتایا، حرمت کی اور حرم کی قسم کوئی مکہ کا باشندہ باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ ایسا شخص عبدالمطلب ہے اور قریش کے سوار اور پیادے سب اس کے پاس آئے اور ہر قبیلے سے آدمی ان کے پاس آیا۔ انہوں نے غسل کیا خوشبو لگائی، حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد جبل قبیس پر چڑھ گئے۔ جس قدر ان کے لئے ممکن ہوا جلدی جلدی عبدالمطلب کے پاس پہنچنا شروع ہوئے۔ جب پہاڑی کی چوٹی برابر ہو گئی تو عبدالمطلب دعا کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ جو جوان لڑکے تھے یا جوانی کے قریب تھے۔ انہوں نے کہا، اے اللہ! سچی دوستی والے، اے مشکل کشائی کرنے والے! آپ حقیقت سے خوب آگاہ ہیں بغیر کسی آگاہ کرنے والے کے۔ اور ایسے ذمہ دار ہیں جو کسی پر زیادتی نہیں کرتا، یہ تیرے ہی بندے اور غلام ہیں اور تیری ہی بندیاں ہیں۔ تیرے حرم کے صحن میں حاضر ہیں۔ یہ اپنی قحط سالی کی شکایت کرتے ہیں جس نے مویشیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اے اللہ! تو بارش برسائیں اُگانے والی، سیراب کرنے والی۔ کعبہ کی قسم یہ لوگ واپس نہیں آئے تھے کہ آسمان پھٹ پڑا پانی کے ساتھ۔ اور وادی بھر گئی سیلاب کے ساتھ۔ پھر میں نے قریش کے دو بزرگوں سے سنا اور بڑوں سے یعنی عبد اللہ بن جدعان اور حرب بن امیہ ہشام بن مغیرہ سے۔ یہ لوگ عبدالمطلب سے کہہ رہے تھے، اے ابوالمطلب! مبارک ہو تجھے یعنی اہل بطحاء نے تیری وجہ سے زندگی پائی ہے۔ اور اس بارے میں رقیقہ نے کہا تھا یعنی شعر کہے جو اوپر مذکور ہوئے ہیں ترجمہ کے ساتھ دوبارہ ملاحظہ کر لیں۔

باب ۲۳

## عبدالمطلب بن ہاشم کا رسول اللہ ﷺ پر شفقت کرنا

اور اس کا اپنی وفات کے وقت ابوطالب کو حضور ﷺ کے ساتھ شفقت کرنے کی وصیت کرنا  
بسبب اس کے جو انہوں نے حضور ﷺ کی نشانیاں دیکھی تھیں اور یہودی علماء سے  
آپ کے بارے میں جو باتیں سنی تھیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نظیف فرامصری نے۔ مکہ میں اللہ اس کی حفاظت کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن احمد بن محمد خروف بن کامل مدینی نے بطور املاء کے مصر میں، ان کو حسن بن علی بن موسیٰ بغدادی نے، ان کو وہبان بن بقیہ واسطی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن نظیف نے، ان کو ابو الحسن احمد بن محمود بن احمد شامی بغدادی نے بطور املاء کے مصر میں۔ ان کو ابو العباس احمد بن یونس بن موسیٰ سامی بصری نے بطور املاء کے اپنی کتاب سے، ان کو عمرو بن عون نے اور یہ لفظ اسی کے مروی ہیں اور دونوں کا مفہوم ایک دوسرے کے قریب ہے۔ ان کو خالد بن عبد اللہ نے داؤد بن ابو ہند سے، اس نے عباس بن عبد الرحمن ہاشمی، وہ ہاشمی سے، اس نے کندیر بن



سعید سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دور جاہلیت میں حج کیا تھا میں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا :

رَبِّ رُدِّ اِلَيْ رَاكِبِي مُحَمَّدًا      يَا رَبِّ رُدِّهُ وَاصْطَنَعُ عِنْدِي يَدًا

اے میرے رب میرے جوان محمد کو میرے پاس واپس لوٹا۔ اے میرے رب اے میرے رب اسے واپس لوٹا اور محمد پر احسان فرما

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کو اونٹوں کی تلاش میں بھیجا تھا جبکہ اس نے اسے کبھی کسی بھی کام کے لئے نہیں بھیجا تھا مگر وہ ہمیشہ کامیاب آتے تھے۔ مگر اس مرتبہ وہ بہت لیٹ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ نبی کریم ﷺ آگئے اور اونٹ بھی۔ عبدالمطلب نے اسے سینے سے لگایا اور کہنے لگے، اے بیٹے! میں تیرے لئے بہت شدید گھبرا گیا تھا، اس قدر کہ میں اتنا شدید کسی چیز کے لئے نہیں گھبرا یا۔ اللہ کی قسم! میں نے تجھے کبھی کسی کام سے نہیں بھیجا اور اب تم کبھی بھی مجھ سے جدا نہ ہونا۔ (المستدرک ۲/۶۰۳-۶۰۴)

اے اللہ سواری واپس کر دے ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوصالح خلف بن محمد کراہیسی نے بخارا میں بطور اطاء کے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن فضل مفسر نے، ان کو احمد بن فضل نے، ان کو عیسیٰ فنجار نے، ان کو خارجہ نے، ان کو بہز بن حکیم نے اپنے والد سے، اس نے معاویہ بن حیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں حیدہ بن معاویہ جاہلیت میں عمرہ کرنے چلا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شیخ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے۔ اے میرے رب! میرے سوار محمد کو میری طرف واپس لوٹا، اسے میری طرف لوٹا اور یوں مجھ پر احسان فرما۔ میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش کا سردار ہے اور یہ سردار کا بیٹا ہے۔ یہ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے۔ میں نے پوچھا کہ محمد اس کا کیا لگتا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ اس کا پوتا ہے۔ وہ اسے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس کے بہت سارے اونٹ ہیں۔ جب کوئی اونٹ بھٹک جاتا ہے، اپنے بیٹوں کو بھیجتے ہیں ان کی تلاش میں۔ جب اس کے بیٹے تلاش سے عاجز آجاتے ہیں تو یہ پوتے کو بھیجتے ہیں۔ اس نے اسے بھٹکنے والے اونٹ کی تلاش میں اسے بھیجا تھا جس کی تلاش سے اس کے بیٹے عاجز آ گئے تھے۔ مگر وہ خود بھی نہیں آئے تو یہ کہنے لگے اللہ کی قسم میں بھی مکہ میں نہیں رہوں گا یہاں تک کہ محمد ﷺ آجائے اونٹ لے کر۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق بن بسار سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ تھے۔ مجھے بات بیان کی عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض اصل سے۔

رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کی مسند پر ..... وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے دادا عبدالمطلب کے لئے سائے تلے گدا بچھایا جاتا تھا۔ ان کے بیٹوں میں سے اس کے اوپر کوئی نہیں بیٹھتا تھا ازراہ اکرام و احترام میں۔ مگر رسول اللہ ﷺ آتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے تھے۔ چچاؤں میں سے کوئی آتا تو آپ کو جھڑکتا کہ بڑوں کی مسند پر نہ بیٹھا کریں، مگر آپ کے دادا عبدالمطلب یہ کہتے کہ چھوڑو میرے بیٹے کو بیٹھنے دو اور وہ آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی ایک شان ہے یعنی اس کا اپنا ایک مقام ہے۔ حضور ﷺ آٹھ سال کے تھے کہ دادا عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ یہ عام الفیل سے آٹھ سال بعد کی بات ہے۔

ابوطالب کو وصیت ..... ابن اسحاق نے کہا کہ عبدالمطلب نے ابوطالب کو وصیت کی تھی لوگوں کے گمان کے مطابق ابوطالب کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں۔ یہ اس لئے ہوا کہ عبد اللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے۔ عبدالمطلب نے کہا تھا لوگوں کے گمان کے مطابق اپنی وصیت کے اندر۔ اور ابوطالب کا نام عبدمناف تھا۔

اوصیک یا عبد مناف بعدی

بموجد بعد ایہ فرد

فارقہ وهو ضحیح المهد

فکنت کالأم له فی الوجد

میں تجھے وصیت کرتا ہوں اے عبد مناف، میرے بعد اس نوجوان کے ساتھ جو اپنے باپ کے بعد سے اکیلا ہے۔ باپ اس وقت سے اس کو چھوڑ گیا ہے جب وہ ابھی گہوارے میں تھا۔ میں نے جس سے اس کو پایا ہے میں اس کے لئے ماں کی طرح تھا۔

کچھ اور اشعار بھی مذکور ہوئے ہیں ان میں اس نے یہ کہا تھا :

قد علمت علام اهل العهد

بل احمد ر جورته لشرشد

يعلو علی ذی البدن الاشد

ان الفتی سید اهل نجد

بلکہ میں اس کے بارے میں پُر امید ہوں کہ وہ ہدایت دینے والا ہوگا۔ میں اس کو اپنے پروردگار کا بہت بڑے علم والا سمجھتا ہوں کہ ہوگا یہ جوان اہل نجد کا سردار ہوگا بڑے بڑے مضبوط لوگوں پر غالب آئے گا۔

عبدال مطلب نے وصیت میں یہ بھی کہا تھا :

عبد مناف وهو ذو تجارب

اوصیت من کنیتہ بطالب

بابن الذی قد غالب غیر آیب

میں وصیت کرتا ہوں۔ اس کو میں نے جس کی کنیت طالب رکھی ہے نام اس کا عبد مناف ہے اور وہ خوب تجربہ کار ہے۔ وصیت اپنے بیٹے کے بارے میں کی ہے جو یتیم ہے۔

کچھ مزید اشعار بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ ان کے اندر اس نے کہا تھا :

بان یحق اللہ قول الراهب

فلمست بالایس غیر الراغب

فیہ وان یفضل ال غالب

میں نا امید نہیں ہوں بلکہ پُر امید ہوں کہ اللہ تعالیٰ واہب کا قول سچا کرے گا۔ محمد ﷺ کے بارے میں۔ اور وہ آل غالب میں فضیلت و برتری پائے گا۔

من کل حبر عالم و کاتب

انی سمعت اعجب العجائب

من حل بالابطح و الاخشب

هذا الذی یقتاد کالجائب

من ساکن للحرم او مجانب

ایضا و من تاب الی المشاوب

میں نے ہر بڑے عالم سے اور ہر لکھنے والے سے بڑی عجیب بات سنی ہے کہ یہ (محمد ﷺ) قیادت کرے گا مثل حکمرانوں کے ہر اس شخص کی جو وادی البطح میں آباد ہوگا، مثل قد اور بڑے آدمی کے اور ان لوگوں کی بھی قیادت کرے گا جو رجوع کرے گا نیک کاموں کی طرف خواہ وہ حرم کی حدود کے اندر رہنے والے ہوں یا باہر رہنے والوں ہوں۔

وہ اخبار جو وارد ہوئیں نبی کریم ﷺ کے ابوطالب کے ساتھ  
خروج کے بارے میں جب وہ شام کی طرف تجارت کی نیت سے نکلے تھے  
اور بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کی صفت اور نشانیوں کو ملاحظہ کرنا جن سے اس نے  
استدلال کیا تھا کہ یہ وہی نبی ہے ان کی کتب میں جس کا وعدہ کیا گیا ہے  
صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی نے، وہاں پر ان کو خبر دی ابو الحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے، ان کو عباس  
بن محمد وری نے (ح)۔ ان کو ابو عبد اللہ حافظ نے اور ان کو احمد بن حسن قاضی اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے،  
ان کو عباس بن محمد نے، ان کو قراد ابو نوح نے، ان کو یونس بن ابواسحاق نے، ان کو ابو بکر بن ابو موسیٰ نے، ان کو ابو موسیٰ نے۔

وہ سہتے ہیں ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے قریش کے چند دیگر شیوخ کے ساتھ۔ جب یہ  
راہب کے سامنے پہنچے تو یہ اتر پڑے۔ پڑاؤ کیا، پلان وغیرہ اتارے اور راہب نکل کر ان کی طرف آیا اور وہ لوگ اس سے قبل بھی وہاں اس کے  
پاس اترتے رہتے تھے۔ اس نے کبھی ان کی طرف التفات نہیں کیا تھا اور نہ کبھی ان کے پاس اتر کر آیا تھا۔ یہ لوگ اپنے پلان وغیرہ اتار رہے تھے۔  
اور وہ راہب ان کے بیچ میں پھر رہا تھا۔

راہب نے کہا یہی رسول مبعوث ہیں ..... حتیٰ کہ اس نے آ کر رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص سارے جہانوں کا  
سردار ہے۔ سید العالمین کا رسول ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجیں گے۔

چنانچہ قریش کے شیوخ نے اس راہب سے کہا، آپ کو کیسے علم ہوا ہے۔ ان باتوں کا۔ اس نے بتایا بے شک تم لوگ جب گھائی سے ظاہر  
ہوئے تھے یہ جس درخت سے گزرا یا پتھر سے گزرے وہ اس کے سامنے سجدے میں گر گیا ہے۔ اور درخت اور پتھر نہیں سجدہ کیا کرتے مگر نبی کے لئے۔  
اور بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں مہر نبوت ہے اس کے کندھے کی نرم ہڈی کے نیچے سب کی مثل۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس نے جا کر ان سب  
کے لئے کھانا تیار کیا اور جب اس کو لے کر وہ ان کے سامنے آیا حضور ﷺ اونٹوں کو چرانے والوں میں گئے ہوئے تھے۔

اس نے کہا اس کو بلاؤ، جب حضور ﷺ وہاں سے واپس آئے تو آپ کے اوپر ایک بادل سایہ کر کے آ رہا تھا۔ راہب نے کہا کہ دیکھو اس کو اس  
پر بادل سایہ کر رہا ہے۔ جب حضور ﷺ لوگوں کے قریب آئے حضور ﷺ نے دیکھا کہ سب لوگ حضور ﷺ سے قبل سائے میں بیٹھ چکے ہیں حضور ﷺ  
جب بیٹھے تو درخت کا سایہ حضور ﷺ کی طرف جھک آیا۔ راہب نے کہا دیکھو ذرا درخت کے سائے کو کہ وہ اس پر نائل ہو گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اچانک وہ کھڑا ہوا تھا ان لوگوں پر وہ ان کو قسم دے رہا تھا کہ وہ اس کو روم نہ لے جائیں کیونکہ اگر رومیوں نے اس کو  
دیکھ لیا تو وہ اس کی صفت سے اس کو پہچان لیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ اچانک اس نے جو پلٹ کر دیکھا تو نو آدمی اور احم کی ایک  
روایت کے مطابق سات آدمی روم سے آ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ راہب آگے جا کر ان سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں آئے ہو۔

انہوں نے کہا: کہ

ہم اس نبی کے پاس آئے ہیں جو اس شہر سے نکلنے والے ہیں۔ نہیں باقی رہا کوئی راستہ مگر ہر راستے کی طرف بندے بھیج دیئے گئے ہیں۔ ہمیں بھی اس کے بارے میں خبر ملی تھی اور ہم آپ کے پاس اس راستے پر بھیجے گئے ہیں۔ راہب نے ان سے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ تم لوگ اپنے پیچھے کسی آدمی کو چھوڑ آئے ہو جو تم لوگوں سے بہتر ہو۔ انہوں نے بتایا کہ نہیں، ہمیں تیرے اسی راستے کی خبر ملی تھی۔ راہب نے پوچھا کہ یہ بتاؤ تم لوگ کیا سمجھتے ہو ایک امر کے بارے میں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پورا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے، کیا لوگوں میں ایسا کوئی ہے جو اس کو روک دے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ راہب نے کہا کہ پھر تم لوگ اس کے تابع ہو جاؤ اور اس کے ساتھ اقامت کرو۔

کہتے ہیں کہ پھر راہب ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تم میں سے کون اس کا سر پرست ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ابوطالب۔ وہ بار بار اس کو قسم دینے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے حضور ﷺ کو واپس بھیج دیا۔ اور ان کے ساتھ ابو بکر نے بلال کو بھیج دیا اور راہب نے حضور ﷺ کے ساتھ زاد سفر گھی اور مکہ دیا۔ (ترمذی حدیث ۲۶۲۰)

ابوالعباس نے کہا کہ میں نے عباس سے سنا، وہ کہتے تھے کہ دنیا میں کوئی مخلوق نہیں جو اس روایت کو بیان کرے سوائے قراد کے اور اس کو قراد سے سنا احمد نے اور یحییٰ بن معین نے۔

میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اس کے ساتھ ارادہ کیا ہے اس اسناد کے موصول ہونے کا۔ بہر حال یہ قصہ اہل مغازی کے ہاں مشہور ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۰۳/۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے کہ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں۔ پھر ابوطالب نے ایک قافلے میں تجارت کی غرض سے شام کے ملک جانے کا ارادہ کیا۔ جب روانگی کے لئے تیار ہو گئے اور روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ اس کو چمٹ گئے اور انہوں نے چچا کی اُونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہنے لگے اے چچا جان آپ مجھے کس کے حوالے کر کے جارہے ہیں، نہ میرا باپ ہے نہ ماں ہے؟ لہذا ابوطالب کو ان پر ترس آ گیا اور کہنے لگا میں ضرور بالضرور ان کو ساتھ لے کر جاؤں گا، یہ مجھ سے جدا نہیں ہوں گے، میں ان سے جدا نہیں ہوں گا ہمیشہ کے لئے یا جیسے بھی کہا ہوگا۔ کہتے ہیں ابوطالب نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب قافلہ مقام بصری شام کی سر زمین پر اترتا تھا وہاں ایک راہب رہتا تھا۔ اسے بحیراء کہتے ہیں وہ اپنے گرجے میں رہتا تھا اور وہ اہل نصرانیت میں سب سے زیادہ علم والا تھا۔ اس گرجے کے اندر کبھی ایسا راہب نہیں ہوا تھا جس کا علم اس جیسا ہوا ہو (گویا کہ وہ سب سے قابل عالم تھا)۔

ان کے دعوے کے مطابق پشت در پشت وہ اس علم کے وارث آرہے تھے۔ جب قریش کا یہ قافلہ اس سال بحیراء کے ہاں اترتا اس سے پہلے اکثر قافلے گزرتے رہتے تھے نہ وہ ان لوگوں سے ملتا نہ بات کرتا نہ ہی ان کی طرف توجہ کرتا تھا۔ مگر اس سال جب یہ لوگ اس کے گرجے کے قریب اترے تو اس نے باقاعدہ ان کی دعوت کی۔ ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ ان لوگوں کے گمان کے مطابق یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا کہ اس نے اپنے گرجے کے اوپر سے کچھ دیکھا تھا۔ قافلے کے اندر جب قافلہ آ رہا تھا۔ اور اس نے سفید بادل دیکھا تھا جو لوگوں کے اندر اسی (محمد ﷺ) پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اس کے بعد وہ آ کر گرجے کے قریب ایک درخت کے سائے تلے اترے تو اس نے دیکھا کہ وہ بادل اسی درخت پر سایہ کئے ہوئے تھا اور درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ پر چمک آئی تھیں اس قدر کہ آپ نے ان سے سایہ حاصل کیا۔

بحیراء راہب نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے گرجے سے نیچے اتر آیا۔ اسی وجہ سے اس نے کھانا تیار کروایا۔ پھر ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے آپ لوگوں کے لئے کھانا تیار کروایا ہے اے قریشیو! اور میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ سب کے سب کھانے پر آؤ چھوٹے بھی بڑے بھی، آزاد بھی غلام بھی۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے بحیراء! آج آپ کی جو خاص بات ہے کیوں ہے؟ ہم تو پہلے بھی گزرتے رہتے تھے

کثرت کے ساتھ، آج کیا بات ہے؟ بحیراء نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو۔ بات یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہو، مگر تم لوگ مہمان ہو، میں تمہارا اکرام کرنا چاہتا ہوں اور میں نے کھانا تیار کروایا ہے تاکہ تمہارے سب لوگ کھالیں۔ چنانچہ وہ سب لوگ پہنچے مگر رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے لوگوں میں سے۔ لوگوں کے سامان میں اپنی کم عمری کی وجہ سے درخت تلے۔

بحیراء نے دیکھا قوم کے اندر اور وہ صفت نہ دیکھی جس کو وہ پہچان رہا تھا اور حضور ﷺ کے ساتھ دیکھ رہا تھا تو اس نے کہا اے قریش کی جماعت! کیا تم سب گئے ہو پیچھے کوئی بھی نہیں رہا۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! اے بحیراء، ہم میں سے پیچھے کوئی بھی نہیں جس کا آنا ضروری تھا۔ بس ایک لڑکا سامان میں رہ گیا ہے وہ کم عمر ہے سامان میں بیٹھا ہے۔ اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو اس کو بھی بلاؤ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں حاضر ہو جائے۔ قریش میں سے ایک آدمی جو قوم کے ساتھ تھا کہا، لات وعزى کی قسم بے شک یہ بھی ملامت بن گیا ہمارے لئے ابن عبد اللہ بن عبدالمطلب کہ وہ کھانے سے پیچھے رہ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص گینا اور اس کو اپنے ساتھ لے آیا اور لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔

بحیراء نے جب اسے دیکھا تو شدید طریقے سے اس کو گھورتا رہا اور اس کے جسم پر کچھ چیزیں دیکھتا رہا جو وہ اپنے ہاں پاتا تھا۔ ان کے جسم پر الگ صفت میں۔ حتیٰ کہ لوگ جب کھانا کھا کر چلے گئے تھے، بحیراء کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے لڑکے! میں تجھے لات وعزى کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو کچھ پوچھوں آپ مجھے سچ بتانا۔ بحیراء نے یہ قسم اس لئے دی تھی کہ اس نے ان کی قوم سے سنا تھا کہ وہ لات وعزى کی قسم کھا رہے تھے۔ انہوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ مجھ سے لات وعزى کے ساتھ سوال نہ کرنا کسی شی کا، اللہ کی قسم میں ان سے زیادہ کسی شی سے بغض نہیں رکھتا ہوں (یعنی سب چیزوں سے ان کو زیادہ ناپسند کرتا ہوں)۔

بحیراء نے کہا اچھا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں جو پوچھوں گا آپ سچ بتائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا آپ جو چاہیں پوچھیں۔ اب اس نے سوال کرنے شروع کئے۔ کئی چیزوں کے بارے میں، آپ کے حال میں سے آپ کی پسند کے بارے میں، صورت شکل کے بارے میں، کیفیت کے بارے میں دیگر امور کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے بھی جواب دینا شروع کئے۔ اس کے جوابات اس کے مطابق ہوتے گئے جو بحیراء کے پاس حضور ﷺ کی صفات تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ کی طرف دیکھا، اس کو مہر نبوت نظر آئی دونوں کندھوں کے درمیان اپنے مقام پر جو صفت اس کے پاس لکھی ہوئی تھی۔

جب وہ سوال جواب کر چکا تو پھر ان کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا، اس نے پوچھا کہ یہ لڑکا آپ کا کیا لگتا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیراء نے کہا کہ نہیں یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے، میرے علم کے مطابق تو اس کا باپ مرچکا ہے۔ اس نے بتایا کہ واقعی یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا تھا اس وقت جب اس کی ماں حمل سے تھی۔ اس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو اپنے شہر میں واپس لے جائیے اور اس کے بارے میں یہودیوں کا خوف رکھئے۔ اللہ کی قسم اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا اور پہچان لیا جو کچھ میں نے پہچانا ہے تو وہ اس کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ کے اس بھتیجے کی ایک خاص حالت ہونے والی ہے۔ لہذا آپ فوراً اس کو اپنے شہر میں لے جائیے۔

چنانچہ آپ کے چچا ابوطالب آپ کو جلدی واپس لے آئے جیسے تجارت سے فارغ ہوئے۔ شام میں لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے اس میں جو لوگ باتیں کرتے ہیں کہ زبیر اور تمام اور دریس جو کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ تھے، انہوں نے اس سفر میں جب آپ چچا ابوطالب کے ساتھ تھے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ میں کچھ باتیں دیکھی تھیں اور انہوں نے حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر بحیراء راہب نے حضور ﷺ سے روکا تھا اور ان کو اللہ سے ڈرایا اور ان کو وہ یاد دلایا تھا جو وہ حضور ﷺ کا ذکر توراہ میں پاتے تھے۔ اور ان کو کہا تھا کہ اگر تم ان کو نقصان پہنچانے کا طے بھی کر لو تو بھی تم اس تک نہیں پہنچ سکو گے۔ یہاں تک کہ انہوں نے وہ سمجھ لیا جو کچھ اس نے سمجھایا تھا۔ اور انہوں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ اس کے بارے میں جو کچھ اس نے بتایا۔ لہذا وہ اس طرح حضور ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

لہذا ابوطالب نے اس بارے میں شعر کہے تھے، جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے سفر کو ذکر کرتے ہیں اور یہودیوں کی اس جماعت نے جو ارادہ کیا تھا اور اس بارے میں ان کو بخیراء راہب نے جو کچھ کہا تھا۔

ابن اسحاق نے اس بارے میں تین قصیدے ذکر کئے ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب ہذا نے حاشیہ میں وہ اشعار نقل کئے ہیں اور بتایا ہے کہ ان اشعار میں رکاکت ظاہر ہے جو دلالت کر رہی ہے کہ وہ اشعار وضعی ہیں اور ابوطالب کی طرف محض منسوب ہیں۔ (مترجم)

## باب ۴۵

### اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی حفاظت کرنا

آپ جوانی میں منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ دورِ جاہلیت کی نجاستوں اور عیبوں سے پاک اس لئے کہ وہ آپ کو شرف رسالت سے نوازا نا چاہتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ ﷺ جوان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نگرانی اور حفاظت کر رہے تھے۔ جاہلیت کی گندگیوں، کمزوریوں اور عیبوں سے۔ اس لئے کہ وہ آپ کو نبوت و رسالت کے منصب سے عزت بخشنا چاہتے تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بالغ ہو گئے۔ بایں صورت کہ وہ اپنی قوم کے افضل آدمی بن گئے۔ اخلاق و مروت کے اعتبار سے ان سب سے احسن تھے۔ اپنے خلق کے لحاظ سے۔ اکرم اور شریف ترین تھے۔ ان سب سے میل جول اور معاشرت کے اعتبار سے۔ پڑوسیوں کے ساتھ جن کا رویہ احسن تھا، ان سب سے اخلاق میں عظیم نہیں بلکہ اعظم تھے۔ بات کے اعتبار سے صادق نہیں بلکہ اصدق تھے۔ امانت داری کے لحاظ سے عظیم نہیں بلکہ اعظم تھے۔ فحش کاموں سے اور ان اخلاق سے جو مردوں کو میلا کر دیتے ہیں سب سے زیادہ بعید تھے۔ اپنی طبعی پاکیزگی اور شرافت کی وجہ سے اس قدر کہ آپ کی قوم کے اندر آپ کا اگر کوئی نام پڑ گیا تھا تو وہ صادق اور امین تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر تمام امور صالح جمع کر دیئے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۱۹۷)

مجھے جو بتایا گیا ہے، یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ اس چیز کے بارے میں بتایا کرتے تھے جو اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔ ان کے صغریٰ میں امور جاہلیت سے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے اس شخص سے جس نے اس کو حدیث بیان کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا اس سلسلے میں جواب ذکر فرماتے تھے اللہ کا آپ ﷺ کی حفاظت کرنا۔ کہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ہم لوگ کھیلنے کے لئے پتھر اٹھا رہے تھے۔ اسی دوران ہم لوگوں نے اپنی چادریں یعنی تہہ بند اتار کر کندھوں پر رکھ لئے تاکہ ان پر پتھر رکھ کر اٹھائیں۔ اچانک کسی جھنجھوڑنے والے نے مجھے پکڑ کر سخت طریقے سے جھنجھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ تہہ بند باندھئے۔ چنانچہ میں نے جلدی سے تہہ بند باندھ لیا۔ سب لڑکوں میں تہہ بند باندھ کر اٹھانے لگا۔

اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑے ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن علی بن محمد فقیہ شیرازی نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب احزام نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی روح نے اور ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی حافظ نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث پڑھی گئی تھی ابو بکر محمد بن جعفر بن ہشام کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد عوام نے ان کو

روح بن عبادہ نے، ان کو زکریا بن اسحاق نے، ان کو عمر بن دینار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ان لوگوں سے ساتھ مل کر کعبے کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھا رہے تھے، آپ نے تہہ بند باندھا ہوا تھا۔ آپ کے ﷺ نے چچا کی بات مان لی اور تہہ بند اُتار کر کندھے پر رکھ لیا، مگر آپ گر کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کبھی بھی اس حالت میں نہ دیکھے گئے۔

دونوں کی حدیث کے الفاظ برابر ہیں۔ اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا مطرب بن فضل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا زہیر بن حرب سے سب روح بن عبادہ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو ولید فقیہ نے، ان کو محمد بن زہیر نے، ان کو اسحاق بن منصور نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو عمرو بن ابو جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو ابن جریر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو بن دینار نے کہ اس نے سنا جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کعبے کی تعمیر ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ اور عباس پتھر اٹھا کر لانے لگے۔ عباس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اپنی چادر اپنے کندھے پر رکھ لیں۔ انہوں نے ایسا کیا تو بے ہوش ہو گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف پتھر اگئیں۔ پھر اٹھے تو فرمایا میری چادر کہاں ہے، آپ نے چادر باندھ لی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے اس نے عبد الرزاق سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صفحانی نے، ان کو محمد بن بکیر خضرمی نے، ان کو عبد الرحمن بن عبد اللہ دشتکی نے، ان کو عمرو بن ابو قیس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے کہ وہ بیت اللہ میں پتھر اٹھا رہے تھے۔ جب قریش نے بیت اللہ کو بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ قریش نے دودو آدمی الگ کر دیئے تھے پتھر اٹھانے کے لئے، عورتیں شیدا اٹھا رہی تھیں۔ کہتے ہیں میں اور میرا بھتیجا ساتھ اٹھا رہے تھے۔ ہم اپنی گردنوں پر لاد کر اٹھا رہے تھے۔ اور ہم لوگوں نے تہہ بند پتھروں کے نیچے رکھ لئے تھے۔ جب لوگوں کے سامنے آتے تھے تو چادر کو تہہ بند کے طور پر باندھ لیتے تھے۔ محمد ﷺ پیدل چل رہے تھے میرے آگے، اچانک وہ گر گئے اور ان کے چہرے پر چوٹ آ گئی۔ کہتے ہیں کہ میں دوڑا دوڑا آیا اور میں نے پتھر ہٹایا وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کیا ہوا آپ کو؟ وہ اٹھ کھڑے ہوئے، جلدی سے انہوں نے اپنی چادر سنبھالی اور فرمانے لگے، میں منع کر دیا گیا ہوں اس سے کہ میں ننگے چلوں۔ میں نے یہ بات لوگوں کو نہ بتائی بلکہ ان سے چھپالی اس خوف کے مارے کہ وہ کہیں گے کہ یہ مجنون ہے (کیونکہ اس معاشرے میں لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے)۔

منکرات کی مجلس سے حفاظت کا انتظام ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے آپ کو محمد بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ نے حسن بن محمد بن علی بن ابوطالب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے۔ میں نے نہیں ارادہ کیا کسی شیئی کا جس کا اہل جاہلیت قصد کرتے تھے عورتوں میں سے (تماشہ وغیرہ) مگر دوراتیں۔ ان دونوں راتوں میں بھی اللہ نے مجھے بچایا اور مجھے محفوظ رکھا (تماشہ وغیرہ دیکھنے سے)۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہم اپنی بکریوں کی حفاظت میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا آپ میری بکریوں کی دیکھ بھال کریں میں مکے میں جانا چاہتا ہوں۔ میں رات کی قصے کہانیوں کی محفل میں شریک ہوتا ہوں، جیسے نوجوان شریک ہوتے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ فرماتے ہیں، میں چلا گیا۔ جب ایسی جگہ پہنچا تو میں نے دف وغیرہ اور گانے بجانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہو رہا ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں مرد کی فلاں عورت کے ساتھ شادی ہو رہی ہے۔ میں دیکھنے کے لئے جا کر بیٹھ گیا مگر اللہ نے میرے کانوں پر مہر ماری (اور میں محفل میں ہی سو گیا)۔ اللہ کی قسم میری اس وقت آنکھ کھلی جب مجھے دھوپ لگی۔ میں اٹھ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا کیا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر میں نے خبر دی جو کچھ دیکھا تھا (کہ سو گیا تھا سورج کی دھوپ نے اٹھایا ہے)۔

ایک دوسری رات کا واقعہ ہے کہ میں نے پھر اپنے ساتھی سے کہا، میری بکریوں کی دیکھ بھال رکھنا میں مکے میں رات کو سنانے والی کہانیوں، قصوں کی محفل میں جاؤں گا۔ اس نے حامی بھر لی اور میں چلا گیا۔ اس رات کو بھی میں نے وہی بات سنی جو اس رات کو سنی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں آدمی کا فلاں عورت کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔ میں جا کر دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ آج بھی اللہ نے میرے کانوں پر مہر ماری۔ اللہ کی قسم مجھے صبح کی دھوپ ہی نے اٹھایا۔ میں اٹھ کر اپنے ساتھی کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا کہ کیا کیا تھا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر میں نے اس کو پوری حقیقت کی خبر دی۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے بعد نہ کبھی ایسی محفل میں جانے کا ارادہ کیا اور نہ ہی دوبارہ گیا ایسی کسی چیز میں۔ حتیٰ کہ اللہ نے مجھے عزت بخش دی نبوت و رسالت کے ساتھ۔

(دلائل النبوة لابن نعیم ص ۱۳۳۔ البدایہ والنہایہ ۲/۲۸۷)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمن حاطب نے، اسامہ بن زید سے، اس نے زید بن حارثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ تانبا کا بنا ہوا بت تھا۔ اس کو اساف یا نائلہ کہتے تھے۔ مشرکین جب طواف کرتے تھے تو اس پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں نے ان کے ساتھ طواف کیا۔ میں جب بت کی پاس سے گزرا تو میں نے اس پر ہاتھ پھیرا، رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے طواف کیا تو میں نے دل میں کہا میں اس کو ضرور ہاتھ لگاؤں گا پھر دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو ہاتھ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ باز نہیں آئے؟

آپ علیہ السلام نے کبھی بتوں کو ہاتھ نہیں لگایا ..... میں کہتا ہوں کہ دیگر راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے محمد بن عمرو سے اس کی اسناد میں کہ زید نے کہا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو عزت بخشی ہے اور اس پر کتاب اتاری ہے انہوں نے کسی صنم کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا، حتیٰ کہ نبی بن گئے اور ان پر کتاب نازل ہو گئی۔

اور ہم نے روایت کی ہے بحیراء راہب کے قصے کے اندر کہ جب قریش کی موافقت کرتے ہوئے لات وعزیٰ کی قسم دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے لات وعزیٰ کے ساتھ سوال نہ کیجئے، اللہ کی قسم میں ان سے بڑھ کر کسی شے کو ناپسند نہیں کرتا ہوں۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو ابو القاسم طبرانی نے، ان کو معمری نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ابراہیم بن اسباط نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے، ان کو سفیان ثوری نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ان کے جمع ہونے کی جگہوں پر جایا کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے دو فرشتوں کی آواز سنی کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے ہمیں لے کر چلو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ہم ان کے پیچھے کیسے کھڑے ہوں گے ان کے تھوڑا سا آگے تو بتوں کا استلام ہوتا ہے؟ کہتے ہیں حضور ﷺ نے جب سے یہ سنا اس کے بعد سے مشرکین کے مشاہد و محافل میں کبھی نہ گئے۔

ابو القاسم نے کہا کہ جابر کو قول کی تفسیر کہ (سوائے اس کے کہ ان کا عبد سے استلام اصنام کا)۔ مطلب یہ کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ موجود ہوئے ہیں جنہوں نے اصنام کا استلام کیا ہے۔ اور یہ واقعہ آپ کے اوپر نزول سے قبل کا ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ قریش اور وہ لوگ جو ان کے دین پر تھے وہ حُصْنُ تھے (یہ تمس کی جمع ہے، مراد شدید الصلب ہے حماسہ سے ماخوذ ہے یعنی شدت۔ ان کا نام تمس اس لئے پڑا کہ وہ بزعم خود اپنے دین میں سخت تھے)۔ مترجم



عرفہ کی شام کو مزدلفہ میں قیام کرتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ ہم قُطْنُ البیت ہیں (سیرت ابن ہشام میں ہے نَحْنُ قُطَانُ مَكَّةَ ہے یعنی ہم قطان مکہ اور اسی کے باسی ہیں ہم بنو ابراہیم ہیں اور اہل حرمت ہیں)۔ مترجم اور باقی لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ پھر آگے بڑھے اور عرفات میں لوگوں کے ساتھ وقوف کرنا شروع کیا۔ بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ہشام سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس بن شبيب نے ابن اسحاق سے، ان کو عبد اللہ بن ابوبکر نے، ان کو عثمان بن ابوسلیمان نے نافع بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت جب وہ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ وہ اپنے اُونٹ پر عرفات میں وقوف کر رہے تھے اپنی قوم کے بیچ میں، یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ بھی وہ پاس سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے دی گئی توفیق کے ساتھ۔ (السیوطی فی الخصائص اللبرنی ۱/۹۰) میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ (عَلَى دِينِ قَوْمِهِ) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر ان میں ابراہیم و اسماعیل کا دینی ورثہ باقی رہ گیا تھا ان کے حج کرنے میں باہم نکاح میں اور خرید و فروخت میں شرک کے ماسوا بے شک رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے ساتھ قطعاً شرک نہیں کیا تھا۔ پیچھے ہم نے ان کے بارے میں لات و عزنی کے ساتھ بغض کو جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس کی دلیل ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو یحییٰ بن علی بن ہشام خفاف نے، ان کو ابو عبد الرحمن آذری نے، ان کو اسماعیل بن علیہ نے، ان کو عبد الرحمن بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد الرحمن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں حاضر ہوا اپنی پھوپھی کے ساتھ (حلف المطیین میں) میں پسند کرتا تھا کہ میں اس کو توڑ دوں یا اس جیسا کوئی کلمہ کہتا تھا۔ اور میرے لئے سُرخ اُونٹ ہوں۔ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے بشر بن مفصل نے عبد الرحمن سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابو عمرو بن مطر نے، ان کو ابو بکر احمد بن داؤد سمنانی نے، ان کو معلیٰ بن مہدی نے، ان کو ابو عوانہ نے، ان کو عمر بن ابوسلمہ نے اپنے والد سے۔ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قریش کے کسی خلف اور معاہدہ میں شریک نہیں ہوں مگر حلف المطیین میں نہیں پسند کرتا تھا کہ میرے سُرخ اُونٹ ہوں۔ اور میں اس کو توڑ چکا ہوتا۔

۱۔ روایت میں حلف المطیین کا لفظ وارد ہوا ہے۔ حلف عربوں کے اس معاہدے کو کہتے ہیں جو وہ باہم قسمیں کھا کر کرتے تھے۔ حلف المطیین کا مطلب خوشبو لگانے والوں یا خوشبو استعمال کرنے والوں کا معاہدہ ہے۔ اس لئے کہ معاہدہ کرنے والوں نے خوشبو کا ایک تھال کعبے میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے معاہدہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ خوشبو میں ڈالے تھے پھر وہ ہاتھ کعبے کی دیواروں پر مسل دیئے تھے۔ معاہدہ کو پکا کرنے کے لئے۔ یہ معاہدہ اس وقت ان کو کرنا پڑا تھا جب بنی عبد مناف میں اور بنو عبد الدار میں تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا۔ سقایہ، حجابہ، رقادہ، لواء اور ندوہ کے بارے میں۔ سقایہ، حجابہ، حجاج کو زمزم پلانے کا حق اور حجابہ بیت اللہ کی دربانی چابی برداری کا حق۔ افادہ باہر سے آنے والے حجاج کی مدد کے لئے رکھے ہوئے مال کے اختیارات۔ لواء وہ جھنڈا جو سردار کے پاس ہوتا تھا اس کے رکھنے کا حق۔ ندوہ مشورہ گاہ میں سب کو بلانے اور اس کی سرپرستی کرنے کا حق ہوتا تھا۔ اور

مطلبون سے مراد قریش کے مندرجہ ذیل قبائل تھے۔ بنو عبد مناف، بنو ہاشم، بنو عبد المطلب، بنو عبد شمس، بنو نوفل، بنو زہرہ، بنو اسد، بنو عبد العزی، بنو تیم، بنو حارث بن فہر کے پانچ قبائل جنہوں نے اس بات پر معاہدہ کیا تھا کہ مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلوائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ایک دوسرے کو رسوا نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ اور معاہدہ کے بعد خوشبو کے تھال میں ہاتھ مار کر کعبے پر مل کر معاہدہ کو پکا کیا تھا اور اللہ کو گواہ کیا تھا کہ یہ اس بات کی علامت تھی کہ یہ معاہدہ خوشبو کی طرح صاف اور بے لاک ہے۔

فرمایا کہ مطہیین، ہاشم اور اُمیہ اور زہرہ اور مخزوم تھے۔ اسی طرح روایت کی گئی یہ تفسیر حالانکہ حدیث میں درج ہے اور اس کا قول کرنے والے کو نہیں جانتا اور بعض اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ آپ نے اس سے مراد حلف الفضول لی تھی۔ اور نبی کریم ﷺ نے حلف المطہیین نہیں پائی تھی۔

ابن اسحاق نے گمان کیا ہے کہ یہ حلف یعنی آخیر وہ ہے جو انہوں نے ایک دوسرے کے تناظر پر باندھا تھا۔ اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوانے پر۔ اس میں بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم موجود تھے۔ ہم نے اس کو مفصل طور پر کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔

(السنن الکبریٰ ۶/۳۶۶)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان ربیع نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو یثیم بن جمیل نے، ان کو زہیر بن محارب بن دثار سے۔ اس نے عمرو بن بیثرب سے، اس نے عباس بن عبد المطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے بلائیے اپنے دین میں داخل ہونے کے لئے۔ امارۃ ہے آپ کی نبوت کے لئے، میں نے آپ کو گوارے میں دیکھا تھا آپ چاند کو دیکھ رہے تھے اور اس کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کر رہے تھے۔ آپ جس طرف اشارہ کرتے تھے وہ ادھر ہی جھک جاتا تھا۔

عباس کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے باتیں کرتا تھا حضور مجھ سے۔ مجھے رونے سے غافل کر رہے تھے۔ اور میں ان کے گرنے کی آواز سنوں گا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ زیر ہوں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۶۶)

اس روایت کے ساتھ حلبی کی اپنی اسناد منفرد ہے اور مجہول بھی ہے۔

مذکورہ معاملات میں قبائل میں جنگ شروع ہونے والی تھی کہ یکا یک معاہدہ ہو گیا اور صلح ہو گئی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ سقایہ اور رقادہ کا منصب بنو عبد مناف کے لئے ہوگا۔ حجابہ، لواء اور ندوہ بنو عبد الدار کے پاس ہوگا۔

اس پر ہر فریق راضی ہو گیا۔ اسی پر لوگ جنگ سے باز آ گئے۔ اس کے بعد سب لوگ اس معاہدہ پر پکے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر فرمایا تھا :

مَا كَانَ مِنْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً

اسلام سے قبل جو بھی معاہدہ تھا اسلام نے اس کو مزید پکا کر دیا ہے۔

باب ۴۶

## بنائے کعبہ بطور اختصار

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر جو آثار ظہور پذیر ہوئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا، وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔

مبارک ہے اور سارے جہاں والوں کے لئے باعث ہدایت ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو

ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے اپنے والد سے، اس نے ابو ذر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

کوئی مسجد دھرتی پر سب سے پہلے قائم کی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد الحرام۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد پھر کوئی؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں میں کتنے عرصہ کا فرق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ جہاں پر نماز کا وقت آجائے بس نماز پڑھ لے وہی مسجد ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے اور دیگر نے ابو وہاب سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔ (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابویحییٰ سے۔ اس نے مجاہد سے، اس نے عبد اللہ بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ زمین سے دو ہزار سال قبل تھا۔

وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ - جب زمین دراز کی جائے گی۔ (المستدرک ۵۱۸/۲)

فرمایا کہ اس کے نیچے سے کھینچی جائے گی۔ منصور نے مجاہد سے اس کا متابع بیان کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تعمیر ..... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللہ بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان بن صالح نے، ان کو ابوصالح جہنی نے، ان کو لہبیعہ نے یزید سے، اس نے ابوالخیر سے، اس نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا آدم اور حوا کے پاس۔ اس نے ان دونوں سے کہا کہ آپ دونوں میرے لئے ایک لئے ایک عمارت بناؤ اور جبرائیل علیہ السلام نے ان دونوں کے لئے خط کھینچا، لکیر لگا دی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کھدائی کرنے لگے اور حوا اس میں سے مٹی نکالنے لگی۔ یہاں تک کہ نیچے سے پانی آ گیا ان کی طرف وحی کی۔ اب آپ اس کے گرد طواف کریں (چکر لگائیں)۔ اور ان سے کہا گیا کہ آپ پہلے آدمی ہیں اور یہ پہلا گھر ہے۔

اس کے بعد صدیاں گزرتی رہیں۔ حتیٰ کہ نوح علیہ السلام نے اس کا حج کیا۔ اس کے بعد زمانے گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی سے بنیاد اٹھائیں۔

اس روایت میں ابن لہبیعہ مفرد ہے، اس طرح اس نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۲۹۹/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، دونوں نے کہا ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی سفیان نے ابن ابولبید سے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے یاد کرنے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حج کیا اور اس کو فرشتے ملے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے حج کے احکامات پورے کیجئے۔ ہم نے اب سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

طوفان نوح علیہ السلام سے بیت اللہ کا منہدم ہونا ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ اس کو اہل مدینہ کے ایک ثقہ آدمی نے عروہ بن زبیر سے کہ اس نے کہا کہ ہر ایک نبی نے حج کیا ہے جتنے نبی گزرے ہیں مگر وہ نبی جو ہود اور صالح علیہما السلام سے تھا۔ نوح علیہ السلام نے اس کا حج کیا تھا، جب دھرتی پہ غرق ہونے کا واقعہ پیش آیا یعنی طوفان آیا تو جیسے زمین کو جو کچھ پیش آیا تھا بیت اللہ کو بھی وہی کچھ پیش آیا۔ اس وقت بیت اللہ (منہدم ہو جانے کے باعث) محض ایک سُرخ ٹیلہ رہ گیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ اپنی قوم کے معاملے میں مصروف رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کر لیا اپنی طرف۔ انہوں نے حج نہیں کیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ نے صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ بھی اپنی قوم کے معاملے میں مشغول رہے، یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف قبض کر لیا۔ انہوں نے بھی حج نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ٹھکانہ دیا تو انہوں نے حج کیا۔ ان کے بعد کوئی نبی باقی نہ رہا سب نے حج کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو فیاض بن زہیر اور محمود بن غیلان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن محمد بن حسن بن منصور نے، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف بن زیاد نے، ان کو ابن ابو عمر نے سب نے ہمیں حدیث بیان کی عبد الرزاق سے، ان کو عمر نے کثیر بن کثیر بن عبد المطلب ابو دعد اور ایوب سختیانی سے، ان دونوں میں ایک دوسرے پر زیادہ کرتا ہے سعید بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا، اے جوانوں کی جماعت! مجھ سے تم لوگ کچھ پوچھ لو، قریب ہے کہ میں تمہارے سامنے سے چلا جاؤں۔ لہذا لوگوں نے ان سے کثرت کے ساتھ سوال کرنا شروع کئے۔

اسماعیل اور ہاجرہ علیہما السلام کی مکہ آمد ..... ایک آدمی نے ان سے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے کیا آپ نے یہ مقام دیکھا ہے۔ کیا یہ ایسے ہے جیسے بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کیا حدیث بیان کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہم لوگ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام جب آئے تھے تو اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے ان کو اپنے ہاں رکنے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے رکنے سے انکار کر دیا تھا۔ لہذا وہ یہ پتھر آپ کے لئے لائی اور لاکڑان کے لئے زکھ دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس طرح بات نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پہلی عورت جس نے کمر پٹہ باندھا تھا وہ ام اسماعیل علیہ السلام تھی اس نے کمر پٹہ اس لئے استعمال کیا تھا تا کہ منادے اپنا اثر سارہ پر (یعنی خادمہ بن کر دکھائے)۔ اس کے بعد ان کو ابراہیم علیہ السلام لے آئے اور ان کے بیٹے اسماعیل جب کہ وہ اسے دودھ پلا رہی تھی۔ انہوں نے ان کو لاکر بیت اللہ کے پاس بٹھا دیا تھا۔

اس وقت مکہ میں کوئی ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے دونوں کو یہاں لاکر چھوڑ دیا تھا اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس کے اندر سوکھی کھجوریں تھیں اور ایک مشک تھی جس کے اندر پانی تھا۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام واپس چلے گئے تھے۔ جاتے ہوئے پیچھے مڑ کر انہوں نے دیکھا تو ام اسماعیل ان کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ پوچھنے لگی، اے ابراہیم! آپ کہاں جا رہے ہیں اور ہمیں اس وادی میں اکیلے چھوڑے جا رہے ہیں، جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ ہی کوئی چیز ہے؟ ام اسماعیل نے تین مرتبہ یہ بات کہی مگر انہوں نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ پھر ام اسماعیل نے پوچھا کہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! پھر کہنے لگی، پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں سے وہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے، انہوں نے وہاں سے بیت اللہ کی طرف منہ کیا اور یہ دعائیں کیں اور اپنا ہاتھ اٹھایا :

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي سِوَى بَيْتِكَ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ تَكَ - (سورۃ ابراہیم : ۳۷)

پانی کی تلاش میں دوڑ دھوپ ..... ادھر ام اسماعیل اسے دودھ پلانے لگی اور مشک کا پانی پینے لگی، یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا جو کچھ مشک میں تھا۔ پیاسی ہو گئی اور بچہ بھی پیاسا ہو گیا اور بھوکا ہو گیا۔ ماں حسرت بھری نگاہوں سے بچے کو دیکھنے لگی اور بچہ بلبلا نے لگا۔ وہ اس کے پاس کھڑی ہو کر وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگی کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر وہ صفا پہاڑی سے نیچے اتر آئی، جب وہ نیچے وادی میں پہنچی تو اس نے اپنا دامن سمیٹا اور دوڑی جیسے کوئی پریشان انسان بھاگتا ہے، یہاں تک کہ بھاگ کر اس نے وہ وادی عبور کر لی اور وہ یوں مروہ کی چٹان پر چڑھی۔ اس پر کھڑی ہو کر دیکھا کہ کیا کوئی اس کو نظر آتا ہے۔ مگر اب بھی اسے کوئی نظر نہ آیا۔ لہذا اس نے اس پریشانی میں بے خود ہو کر سات ماریبی عمل کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسی لئے لوگ بھی صفا اور مروہ کے مابین سعی کرتے ہیں۔

زمزم کا کنواں ..... اب جب وہ مروہ پہاڑ پر چڑھی تو اس نے ایک آواز سنی اور اس نے اپنے آپ سے کہا کہ ٹھہر ٹھہر۔ پھر اس نے کان لگایا، پھر اس نے کچھ سنا اور بولی کہ مجھے کچھ سنائی دے رہا ہے، شاید کوئی میری فریاد سن رہا ہے۔ یکا یک کیا دیکھتی ہے کہ کوئی فرشتہ ہے جو مقام زمزم پر اپنی ایڑی سے یا اپنے پروں سے زمین کھود رہا ہے۔ حتیٰ کہ پانی ظاہر ہو گیا۔ اور ام اسماعیل اس کو ادھر ادھر سے روکنے اور جمع کرنے لگی تاکہ یہ ضائع نہ ہو جائے۔ اور چلو بھر بھر کر مشک میں بھرنے لگی اور وہ جس قدر چلو بھرتی اسی قدر اور بھر آتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اللہ رحم فرمائے اُم اسماعیل پر اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا یوں فرمایا تھا کہ اگر وہ پاس میں سے چلے نہ بھرتی تو زم زم ایک عام بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔

بہر حال اس نے پانی پیا اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا اور فرشتے نے اسے کہا آپ ہلاکت کا خوف نہ کریں یہاں پر بیت اللہ ہے اس کو یہ بچہ اور اس کا والد آباد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس گھر کے بسنے والوں کو ضائع نہیں کریں گے۔ بیت اللہ ایک ٹیلہ کے مانند اونچی جگہ تھی۔ سیلاب آتے رہتے تھے اور دائیں بائیں سے اس کو کم کرتے رہتے تھے۔ اس طرح زمانے گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ یہاں ایک قوم (جرہم) کا گزر ہوا، یا جرہم کے کسی گھرانے کا۔ جو کدواں پہاڑی کی طرف سے (یعنی بالائی مکہ سے)۔ ادھر کا رخ کر کے آئے تھے۔ اور وہ اس مقام زم زم پر اترے (یعنی اسفل مکہ میں)۔ انہوں نے دُور سے یہاں پر کسی پرندے کو منڈلاتے دیکھا تو کہنے لگے یہ پرندہ گھوم رہا ہے ضرور یہاں کوئی پانی ہے۔ اور ہماری ضرورت ایسی وادی ہے جہاں پانی ہو۔ لہذا انہوں نے ایک یاد و نمائندے بھیجے۔ انہوں نے معلوم کر کے جا کر ان کو اس وادی میں پانی کے موجودہ ہونے کی اطلاع دی۔ لہذا وہ سب لوگ اس جگہ آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس پانی پر اس عورت اُم اسماعیل کا قبضہ ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں گی کہ ہم لوگ بھی آپ کے پاس پڑاؤ ڈالیں؟ اُم اسماعیل نے ان کو اجازت دے دی۔ لیکن تمہارا اس پانی میں کوئی حق نہیں ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُم اسماعیل نے یہ اس لئے کیا کہ وہ اکیلی تھی انسانوں کے ساتھ انس چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ بھی اس کے ساتھ رہنے لگے، وہ کئی ایک گھرانے تھے، رہتے رہے۔ اتنے میں یہ بچہ اسماعیل بھی جوان ہو گیا اور ان سے عربی زبان بھی سیکھ گیا۔

أَوَّلُ مَنْ نَطَقَ بِالْعَرَبِيَّةِ إِسْمَاعِيلُ - (حاکم)

چنانچہ وہ لوگ بھی اسماعیل علیہ السلام میں رغبت کرنے لگے اور اس کو پسند کرنے لگے، یہ بھی ان کو اچھے لگے تھے۔ جب یہ جوان ہو گئے تو انہوں نے اس کو اپنے میں سے ایک عورت دے دی، اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ پھر اُم اسماعیل کا بھی انتقال ہو گیا۔

معمّر کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا تھا قریش سے۔ بے شک تم لوگوں سے پہلے اس گھر کے سرپرست اور والی۔ میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا کہ طَسُّمُ تھے۔ انہوں نے اس بارے میں سستی یا غفلت کی تھی، وہ اس کی حرمت بجا نہ لائے، پھر اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد جرہم اس کے سرپرست بنے۔ انہوں نے بھی اس معاملے میں غفلت سے کام لیا وہ بھی حرمت بجا نہیں لائے، پھر اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔ تم لوگ اس بارے میں غفلت نہ کرو۔ اس کی حرمت کی تعظیم بجالاؤ۔ اس کی بات واپس لوٹ آتی ہے سعید بن جبیر کی طرف۔

انہوں نے فرمایا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام اس وقت آئے جب اسماعیل علیہ السلام شادی شدہ تھے۔ وہ اپنے اس بیٹے کو دیکھنے آئے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام موجود نہ تھے۔ انہوں نے ان کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے رزق روزی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری زندگی کیسی گزر رہی ہے۔ اور تمہاری حالت کیسی ہے۔ اس عورت نے بتایا کہ ہم لوگوں کی حالت خراب ہے۔ ہم بڑی تنگ اور سختی میں ہیں۔ اس نے ان کے سامنے شکایت کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو سلام کہو اور اس سے کہنا کہ وہ دروازے کی چوکھٹ کو تبدیل کر لے۔

ناشکری کی سزا ..... جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو گویا انہوں نے کچھ محسوس کیا کہ گھر میں شاید کوئی آیا ہے، انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے بتایا کہ جی ہاں، ہمارے یہاں ایک بزرگ آئے تھے، ایسا حلیہ تھا۔ انہوں نے آپ کے بارے میں پوچھا اور ہماری گزر بسر کے بارے میں پوچھا۔ میں نے انہیں بتایا ہم لوگ تکلیف اور مشقت میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا

انہوں نے آپ کو کوئی وصیت بھی کی؟ بیوی نے بتایا کی جی ہاں، انہوں نے کہا تھا کہ میں آپ کو سلام کہوں اور وہ آپ کو کہہ رہے تھے کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کر لیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور وہ چوکھٹ تم ہو۔ وہ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں آپ کو الگ کر دوں۔ لہذا آپ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ، اور اس کو طلاق دے دی۔ اور انہوں نے انہیں لوگوں میں دوسری عورت سے شادی کر لی۔

شکر گزار ہونے کا صلہ ..... پھر ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ تک واپس نہیں آئے۔ جب آئے تو پھر اسماعیل علیہ السلام موجود نہیں تھے۔ وہ ان کی دوسری بیوی کے پاس گئے۔ اس سے ان کی زندگی گذران کا پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ ہم لوگ بخیریت ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ ہم لوگ فراخی میں ہیں۔ اس بیوی نے اللہ کی تعریف کی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کھانا کیا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ گوشت ہوتا ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا پینا کیا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی :

اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ - اے اللہ ان کے لئے گوشت میں اور پانی میں برکت عطا فرما۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت ان کے لئے غلہ دانے وغیرہ نہیں ہوتے تھے، اگر ہوتے تو وہ ضروران کے لئے بھی دعا کرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گوشت اور پانی کے لئے بغیر خوارک کے مکہ میں موافق آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں اور موافق نہیں آتے (گویا یہ حضرت ابراہیم کی دعا کی برکت ہے)۔ مترجم

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

”جب آپ کے شوہر آئیں تو ان کو میرا سلام بولنا اور انہیں کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو مضبوط رکھیں۔“

جب اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے تو کچھ محسوس کر کے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے جواب دیا، جی ہاں! ایک خوبصورت شکل بزرگ آئے تھے، اس نے ان کی تعریف کی۔ اور بتایا کہ انہوں نے آپ کے لئے پوچھا تھا۔ میں نے ان کو بتایا۔ پھر انہوں نے ہم لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ میں نے بتایا کہ ہم لوگ خیریت سے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا انہوں نے کوئی وصیت بھی کی تھی؟ بیوی نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے سلام کے لئے کہا تھا اور آپ کے لئے پیغام تھا کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔

اسماعیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ میرے والد تھے۔ اور وہ چوکھٹ تم ہو، وہ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں تمہارے رکھوں۔ پھر عرصے تک وہ ان کے پاس نہیں آئے۔ اس کے بعد پھر آئے۔

معمرنے کہا کہ میں نے ایک آدمی سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام براق پر آیا کرتے تھے۔ پھر بات لوٹی سعید بن جبیر کی طرف۔ سعید نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام جب (تیسری بار) آئے تو اسماعیل تیروں کو بھالے لگا رہے تھے ایک درخت کے نیچے زم زم کے قریب۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہو گئے اور دونوں نے ایسے کہا یا (کیا) جیسے ایک والد بیٹے کے ساتھ اور ایک بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے یعنی (گلے لگایا، مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا)۔

معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم و اسماعیل دونوں روپڑے، حتیٰ کہ پرندوں نے بھی ساتھ رونا شروع کر دیا۔ پھر بات لوٹ جاتی ہے سعید بن جبیر کی طرف کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اسماعیل بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے ایک چیز کا۔ انہوں نے جواب دیا، اللہ نے جو حکم دیا ہے آپ وہ پورا کیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا میرے ساتھ تعاون کریں گے؟ اسماعیل نے جواب دیا کہ میں آپ سے تعاون کروں گا۔

اس مقام پر حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب ہذا لکھتے ہیں کہ کہا گیا کہ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال تھی اور اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی۔ واللہ اعلم (مترجم)

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں (بیت اللہ)۔ فرمایا کہ اس وقت بیت اللہ کی بنیادیں اٹھائی گئیں۔ فرمایا کہ اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ اور ابراہیم دیواریں بناتے تھے۔ یہاں تک کہ دیوار اونچی ہو گئی تو وہ اس پتھر کو لے آئے اور لا کر رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو گئے اور دیوار اونچی کرتے گئے۔ اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر دیتے گئے اور دونوں یہ کہہ رہے تھے :

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - (الایة : ۱۲۷ من سورة البقرة)  
اے ہمارے پروردگار تو ہی ہم سے اس کو قبول فرما، بے شک آپ سننے اور جاننے والے ہیں۔

اور وہ بیت اللہ کے گرد گھومتے گئے اور دیواریں اونچی کرتے گئے اور یہ دعا پڑھتے رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ..... الخ  
اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن محمد سے اس نے عبد الرزاق سے۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے ان کو احمد بن شیبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے یونس سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جچی نے، اس نے سنا عبد اللہ بن عمر سے۔ بے شک حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشت کے یا قوت کے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کو بنی آدم کے گناہ لگ گئے تو مشرق و مغرب کو روشن کر دیتا۔ نہیں ہاتھ لگا تا ان دونوں کو صاحب آفت و مصیبت اور نہ ہی کوئی بیمار مگر شفا یاب ہو جاتا ہے۔

(ترمذی ۸۷۸-۸۷۹- مسند احمد ۲/۲۱۳-۲۱۴)

حجر اسود جنتی پتھر ہے ..... (۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے اسماعیل ابن عبد الرحمن سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تھے تو ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ورق تھا۔ چنانچہ وہ پتا ہندوستان میں آگے تو جنتی تم لوگ خوشبود دیکھتے ہو اسی سے ہے۔ بہر حال وہ سفید یا قوت اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو بنایا اور حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئے مجھے کہا کہ حجر اسود لاؤ تاکہ میں اس کو نصب کر دوں اسی جگہ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس پہاڑ سے پتھر لے آئے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ اس کے علاوہ لاؤ۔ وہ بار بار لاتے رہے مگر ابراہیم علیہ السلام اس کو رد کرتے رہے، جو لاتے رہے وہ اس سے راضی نہیں ہوئے تھے۔ وہ ایک مرتبہ چلے گئے تو جبرائیل ہندوستان سے وہ پتھر لے آئے آدم علیہ السلام جنت سے لے کر نکلے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو نصب کر دیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو کہنے لگے کہ اس کو کون آپ کے پاس لے کر آیا ہے؟ فرمایا کہ وہ لایا ہے جو آپ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(حاشیہ) محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ أَنْفَرَدَا الْبَيْهَقِي بِاخْرَاجِهِ بس سہیلی نے ہی اس کو نقل کیا ہے اور کسی نے نہیں۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسن نے، ان کو آدم بن ابویاس نے، ان کو ورقاء نے، ان کو عطاء بن سائب نے سعید بن جبیر سے، ان کو عباس نے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (سورة الحج : آیت ۷۳)  
آپ لوگوں میں حج کا اعلان کیجئے۔

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو! بے شک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم اس حج کرو۔ چنانچہ ان کی آواز اور اعلان کو سُن کر سب چیزوں نے جواب دیا، پتھروں نے اور درختوں نے اور ٹیلوں نے اور مٹی نے اور ہر شے نے سب نے یوں کہا :

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

تعمیر قریش ..... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی محمد مرقی نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن حماد نے، ان کو داؤد عطار نے، ان کو ابن خثیم نے ابو الطفیل سے، اس نے کہا کہ میں نے ان سے عرض کی اے ماموں جان! آپ مجھے کعبے کی حالت کے بارے میں بات بیان کریں کہ قریش کے اس کو بنانے سے پہلے اس کی کیا حالت تھی؟ انہوں نے بتایا کہ پتھر تھے خشک، پسپائی کئے ہوئے بھی نہیں تھے (دیواریں اتنی چھوٹی کہ) بکری کے بچے اس پر کود جاتے اور کپڑے ڈال دیئے جاتے تھے دیواروں پر، پھر لڑکا دیئے جاتے تھے۔

اس کے بعد روم کے ملک سے ایک جہاز آیا تھا سمندر میں جب وہ جدہ کے جنوبی ساحل بمقام شعبیہ میں پہنچا تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ قریش سواری پر بیٹھ کر وہاں گئے اور اس کی لکڑیاں پکڑ کر لے آئے۔ ایک رومی ترکھان تھا اس کو بلقوم ترکھان کہتے تھے وہ بناتا تھا۔ جب یہ مکہ میں واپس آگئے، کہنے لگے اگر ہم لوگ اپنے رب کا گھر بنا لیتے تو اچھا ہوتا۔ لہذا سب اس بات پر متفق ہو کر جمع ہو گئے اور پتھر جمع کرنے لگے بطحاء مکہ سے، اجیاد کی اطراف سے۔ رسول اللہ بھی وہ پتھر اٹھا رہے تھے کہ (کسی طرح آپ کی چادر، تہہ بند کر گیا) اور آپ کی شرم گاہ یعنی ستر کھل گیا۔ چنانچہ آواز آئی اے محمد! اپنا ستر ڈھکنے۔ بس یہ پہلی پکار یا آواز تھی جو آپ کو آواز دی گئی۔ واللہ اعلم لہذا نہ اس سے قبل کبھی نہ اس کے بعد کبھی آپ کا ستر دیکھا گیا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو بکر بن محمد صیرفی نے مقام مرو میں، ان کو احمد بن حیان بن ملاعب نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ اور محمد بن سابق نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو خالد بن عرعرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا پہلے گھر کے بارے میں جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا مکہ مکرمہ میں جو بابرکت ہے۔ کیا وہی پہلا گھر ہے جو دہرتی پر بنایا گیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں وہ پہلا گھر ہے جس میں برکت اور ہدایت رکھی گئی ہے۔ اور مقام ابراہیم اور جو شخص بھی اس میں داخل ہوگا وہ ارض والا ہوگا۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ اس کی تعمیر کیسے ہوئی؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی طرف کہ میرے لئے دہرتی پر ایک گھر بنائیے۔ لہذا ان کا دل اس بات سے تنگ ہو گیا (گویا وہ سوچ میں پڑ گئے کہ کہاں اور کیسے؟)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیکنہ اتارا۔ وہ ایک شدید ہوا تھی۔ اس کا ایک لمبا اور بالائی حصہ تھا۔ وہ جھونکا ایک بگولے کی صورت میں آیا بیت اللہ کی جگہ آ کر گول گول گردش کرنے لگا جیسے سانپ گول کندلی مارتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بنانا شروع کیا وہ ہر روز بندلی کے برابر دیوار بناتے تھے۔ جب وہ حجر اسود کی جگہ پر پہنچے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا، آپ کوئی پتھر تلاش کر کے لائیں۔ انہوں نے اسی جگہ ایک پتھر ڈھونڈا اور اس کو والد کے پاس لے کر آئے۔ مگر انہوں نے آ کر دیکھا تو حجر اسود جوڑا ہوا ہے۔ بیٹے نے والد سے پوچھا کہ یہ آپ کے پاس کہاں سے آ گیا؟ والد نے فرمایا کہ اس کو وہ ہستی لائی ہے جس نے اس کا بنانا صرف آپ کے اوپر نہیں چھوڑ رکھا۔ اس کو جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں آسمان سے، انہوں نے اس کو مکمل کیا ہے۔ (اخرجہ الطبری فی تفسیر ۳/۶۹-۷۱)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو الحسن محمد بن حسن سراج نے، ان کو ابو شعیب حسانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو ابوالاحوص سلام نے سماک بن حرب سے۔ اس نے خالد بن عرعرہ سے، اس نے ابوطالب سے، اس نے اسی مفہوم کے ساتھ اور انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس پر زمانہ گزر گیا اور بیت اللہ گر گیا، لہذا قوم عمالقہ کے حکمرانوں نے اس کو بنایا تھا اور کہا کہ پھر اس پر زمانہ گزر گیا اور وہ پھر گر گیا۔ اس کے بعد اس کو قبیلہ جُرھم نے بنایا تھا، پھر اس پر زمانہ گزر گیا، پھر اسے قریش نے بنوایا۔ رسول اللہ ﷺ جو ان آدمی تھے جب انہوں نے



حجر اسود کو اُوپن نصب کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپس میں اختلاف کر بیٹھے مگر کہتے تھے کہ ہم اپنے درمیان ایسے شخص کو فیصلہ بناتے ہیں جو پہلا شخص اس راستے سے صبح نکلے گا۔ لہذا پہلا شخص جو نکلا وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا کہ اس پتھر کو ایک چادر میں رکھ دیں، پھر اس کو چادر سے پکڑ کر سارے قبائل اس کو اُٹھالیں۔

آپ علیہ السلام کے فیصلہ سے لڑائی کا خاتمہ ..... (۱۳) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد حسن بن فورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالی نے، ان کو حماد بن سلمہ اور قیس اور سلام نے سب نے سماک بن حرب سے، اس نے خلد بن عرعرہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا کہ جب بیت اللہ منہدم ہو گیا تھا جرہم کے بنانے کے بعد تو پھر قریش نے اس کو بنایا تھا۔ جب انہوں نے حجر اسود کو رکھنے کا ارادہ کیا تو اختلاف ہو گیا کہ کون اس کو رکھے گا۔ پھر وہ اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ پہلا شخص جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہی فیصلہ کرے گا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ صبح داخل ہوئے تھے۔ باب بنوشیبہ سے۔ حضور ﷺ نے ایک کپڑا بچھانے کا کہا، حجر اسود اس کے اُوپر رکھ دیا گیا اور آپ نے ہر قبیلے والوں سے کہا کہ سب کے سب کپڑے کو کونے سے پکڑیں۔ لہذا سب نے اس کو اُٹھایا۔ رسول اللہ نے خود بھی اس کو اُٹھایا اور اُٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصغ بن فرج نے، ان کو خبر دی بن وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بلوغت کو پہنچے، ایک عورت نے کعبے میں لوبان سلگایا اور اس کی انگیٹھی سے آگ کی چنگاریاں اُٹھ کر کعبے کے کپڑے پر پڑ گئیں جس سے وہ جل گیا۔ لہذا انہوں نے اسے گرا دیا اور جب اس کو بنانے لگے اور مقام رکن تک پہنچے تو قریش نے رکن کے بارے میں اختلاف کر لیا کہ کونسا قبیلہ اس کو اُونچا کرے گا؟ کہنے لگے آ جاؤ ہم اس پہلے شخص کو فیصلہ مقرر کرتے ہیں جو صبح صبح ہمارے سامنے آئے گا۔

لہذا رسول اللہ ﷺ ان پر نمودار ہوئے۔ حضور نو جوان لڑکے تھے۔ ان کے اُوپر ایک چادر تھی جو کہ دھاری دار تھی۔ لوگوں نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا۔ حضور ﷺ نے کہا کہ رکن کو اُٹھا کر چادر میں رکھ لیں۔ چنانچہ وہ کپڑے میں رکھا گیا۔ اس کے بعد ہر قبیلے کا سردار آگے آیا۔ حضور نے اس کو ایک کونہ پکڑ لیا۔ سب نے اس کو اُوپر اُٹھایا اور حضور ﷺ نے خود اس کو دیوار پر رکھ دیا۔ اس کے بعد ہر بات حضور کی پسند کی گئی حتیٰ کہ لوگوں نے ان کو آمین کہنا شروع کیا۔ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے حتیٰ کہ پھر وہ اس وقت تک اُونٹ ذبح نہیں کرتے تھے، جب تک وہ حضور سے دعا نہ کروا لیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۲/۲۳۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو ابو محمد القاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ جوہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواولیس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حرب الفجار سے اور کعبہ کی تعمیر کے درمیان پندرہ سال کا فرق تھا۔

(حاشیہ) ۱۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ چودہ یا پندرہ سال کی عمر کو پہنچے تو حرب الفجار بھڑک اُٹھی تھی۔ (ابن ہشام ۱/۱۹۸)

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حرب الفجار بھڑک اُٹھی تھی حضور ﷺ بیس سال کے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۲/۳۰۰)

۳۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ حرب الفجار اور حلف الفضول ایک سال میں واقع ہوئی تھیں۔ مترجم

مصنف فرماتے ہیں۔ اس حرب کا نام فجار رکھا گیا تھا۔ اس لئے کہ قریش کے درمیان اور قبیلہ قیس بن عیلان کے درمیان عکاظ میں ایک عہد و میثاق طے ہوا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کے سوا سب نے کہا ہے کہ پھر ان کے درمیان ایسی جنگ واقع ہوئی کہ انہوں نے اس میں حرمتوں کو پامال کیا تھا اور اس میں انہوں نے گناہ کئے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ قریش کو کعبے کی تعمیر پر اس بات نے اُکسایا تھا کہ سیلاب اس کے اُوپر سے آتا تھا اور ان کے اُوپر سے جو انہوں نے بند بنائے تھے سیلاب نے ان کو نقصان پہنچایا تھا۔ ان لوگوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں پانی کعبے کے اندر نہ داخل ہو جائے۔

وہاں ایک آدمی تھا اس کو ملیح کہتے تھے۔ اس نے کعبے کی خوشبو چوری کی تھی۔ لہذا ان لوگوں نے چاہا کہ اس کی دیواریں مضبوط کر دیں اور اس کا دروازہ اُونچا کر دیں۔ تاکہ اس کے اندر صرف وہی داخل ہو سکے جس کو وہ چاہیں۔ لہذا انہوں نے اس مقصد کے لئے خرچے کا انتظام بھی کیا اور کام کرنے والے کاریگر کا بھی۔ اس کے بعد انہوں نے کعبہ گرانے کا ارادہ کیا ڈرتے ڈرتے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو اس ارادے سے روک دے گا۔

انہدام بت سے خوف زدہ ہونا ..... لہذا پہلا آدمی جو اس کے اُوپر چڑھا اور اس نے اس میں سے کچھ حصہ توڑ کر گرایا وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ جب انہوں نے ولید کو گراتے دیکھا تو ایک کے پیچھے ایک شروع ہو گئے۔ اور انہوں نے اسے گرایا۔ یہ کام ان کو کچھ عجیب سا لگا۔ جب انہوں نے اس کی دیواریں چُھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کام کرنے والے بلائے مگر ان سے کوئی ایک آدمی بھی اپنے قدموں کی جگہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ انہوں نے ایک بہت بڑا اژدھا دیکھا، جس نے بیت اللہ کا احاطہ کر رکھا تھا۔ اس کا سر اس کی دم کے پاس پڑا تھا، کنڈلی مار رکھی تھی۔ سب لوگ اس سے شدید خوفزدہ ہو گئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ انہوں نے جو کعبہ کو گرانے کا کام کیا ہے کہیں وہ اس کی پاداش میں ہلاک نہ ہو جائیں۔ کیونکہ کعبہ تو ان کا تحفظ تھا اور لوگوں سے ان کا بچاؤ تھا اور ان کے لئے شرف اور فخر تھا۔

کہتے ہیں کہ اس پر ان کو اشارہ کیا مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے (اس کے مطابق جو اس کتاب میں مذکور ہوا ہے) جب انہوں نے یہ کام شروع کر لیا تو وہ سانپ آسمان کی طرف چلا گیا اور ان سے غائب ہو گیا اور یہ کام اللہ عزوجل کی طرف سے ہوا۔ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو کوئی نامعلوم پرندہ آیا اور وہ اُٹھا کر اس کو لے گیا اور اس نے اس کو جیاد کی طرف ڈال دیا۔

جب کعبہ ان کے ہاتھوں گرایا جا چکا تو معاملہ ان پر گنڈ ہو گیا۔ گوپا پریشان ہو گئے کہ اب کیا کریں صحیح ہو رہا ہے یا غلط۔ کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ چنانچہ مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو مخزوم کھڑا ہو گیا، کہا تم لوگ اس امر میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم اس گھر کے مالک اور رب کی رضا تلاش کر سکو؟ تو سنو جب تم لوگوں نے اپنے دائرے کے بارے میں اجتہاد کیا تھا اور اپنی کوشش کو پورا کر ڈالا تو تم نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے (تمہیں مہلت دے دی۔ اب بھی وہ تمہارے اور تمہاری تعمیر کے مابین حائل نہیں ہوگا۔ اگر وہ تمہیں بتائے دیتا ہے تو یہی تمہاری خواہش ہے اور اگر وہ تمہارے درمیان حائل ہوتا ہے تو تم اپنی سی کوشش کر لو گے۔

انہوں نے کہا کہ اچھا تم ہمیں اشارہ دو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ اس گھر کو بنانے کے لئے حزیمہ جمع کر چکے ہو جو تمہیں معلوم ہے۔ پھر تم اس کے گرانے میں لگ گئے ہو اور اس کے بنانے کے لئے آپس میں ایک دوسرے پر رشک کر رہے ہو تو دریں صورت میں یہ رائے دوں گا کہ تم لوگ اس کو چار حصے کر لو اپنی منازل اور گھروں اور احام کے مطابق (یعنی خرچہ چار جگہ تقسیم کر لو)۔ اس کے بعد بیت اللہ کو بھی چار حصوں میں تقسیم کر لو۔ مگر ہر جانب پوری کسی کے لئے نہ ہو بلکہ ہر جانب کو بھی دو دو حصوں میں کر دو پھر اس میں سے ہر قبیلہ اپنے لئے ایک حصہ فرض کر لے۔ اور بیت اللہ کی تعمیر کے خرچے میں غصب اور چھینا جھپٹی کی رقم نہ ملاؤ اور نہ ہی قطع رحمی کر کے حاصل کی ہوئی رقم ہو، نہ ہی لوگوں سے کسی کے ساتھ عہد شکنی کر کے یا کسی کے ذمہ اور پناہ دینے میں خیانت کر کے حاصل کی گئی ہو۔ جب یہ سب کچھ احتیاط کر چکو تو پھر اپنے درمیان بیت اللہ کے صحن میں بیٹھ کر قرعہ اندازی کر لو کوئی تنازعہ نہ کرو، نہ ہی زیادہ رغبت کرو بلکہ ہر حصہ دار تم میں سے اپنے حصہ پر صابر رہے۔ اس کے بعد اپنے عمال کو اور کام کرنے والوں کو بلا لو۔ شاید کہ تم جب ایسا کرو گے تو تمہیں اللہ بیت اللہ میں تصرف کرنے اور کام کرنے کے لئے چھوڑ دے گا۔

قریش نے جب مغیرہ کی بات غور سے سنی تو وہ اس فیصلے پر راضی ہو گئے۔ لہذا وہ اس مقصد کو پورا کرنے میں لگ گئے اور انہوں نے ایسے ہی کیا جیسے اس نے ان کو بتایا تھا۔

اولیت قریش ماننے والے علماء کا زعم ہے کہ کعبے کا دروازہ سے حجر اسود تک نصف کے ساتھ اس جانب سے جو یمن کی طرف ہے یہ حصہ بنو عبد مناف کے حصے میں آیا۔ جب تعمیر حجر اسود تک پہنچ گئی تو سب لوگوں نے اس کو اٹھانے میں رغبت کی اور اس پر باہم حسد کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اس بارے میں فیصل مقرر کیا کہ جو شخص پہلے پہلے کعبے میں ان کے سامنے آئے گا وہ فیصلہ کرے گا۔ وہ آنے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس خبر کے مطابق جو اس بارے میں پہنچی ہے انہوں نے آپ ﷺ کی اعانت کی اس کو اٹھانے میں سب کی اصلاح کے ساتھ اور اتفاق کے ساتھ گمان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کپڑے کے بیچ میں رکھ دیا تھا، پھر ان سب سے کہا تھا کہ اس کپڑے کے اطراف اور کونوں سے پکڑ کر سب اٹھالیں۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے خود اٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت سے پندرہ سال پہلے ہوا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے خیال کیا ہے کہ قریش کی اولیت یوں ہے کہ یوں حدیث بیان کرتے تھے کہ قریش میں سے کچھ مرد جب اکٹھے ہوئے حجر اسود کو اپنی جگہ سے ہٹانے کے لئے اور وہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تالیس تک جا پہنچے تو ایک آدمی نے ان میں سے اساس اول کو اٹھا کرنے کا ارادہ کیا اور ایک پتھر اس نے اٹھایا، اس کو معلوم نہیں تھا کہ یہ پتھر اساس اول کا ہے تو قوم نے اس پتھر کے نیچے ایک چمک دیکھی جو اس قدر زیادہ تھی کہ قریب تھا کہ وہ انسان کی بینائی کو چکا چوند کر دے۔

لہذا وہ پتھر خود بخود اس آدمی کے ہاتھ سے نیچے اتر گیا اور اپنی جگہ پڑ گیا، جس سے وہ آدمی گھبرا گیا اور سارے بنانے والے گھبرا گئے۔ جب اس پتھر نے اپنے نیچے جو کچھ بھی تھا چھپا لیا تو وہ دوبارہ اس کی تعمیر میں لگ گئے اور کہنے لگے کہ اس پتھر کو نہ ہلاؤ اور نہ ہی اس کے ارگردے کسی پتھر کو۔ جب پہلے گھر یعنی پہلی عمارت کی بنیاد تک پہنچے تو انہوں نے اس میں ایک پتھر میں (میں نہیں جانتا کہ شاید اس نے ذکر کیا تھا) کہ مقام ابراہیم کے نیچے ایک کتاب پائی تھی۔ وہ نہیں جان سکے کہ یہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے پاس یمن کے یہود میں سے کوئی عالم آیا اس نے اس تحریر کو دیکھا اور اس نے ان کو بیان کیا کہ میں نے اس کو پڑھ لیا ہے ان لوگوں نے اس کو قسم دے کر کہا کہ آپ ہمیں ضرور بتائیں اس میں جو کچھ بھی ہے اور ہمیں اس کے بارے میں سچ سچ بتائیے۔

اس نے ان کو خبر دی کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ میں اللہ ہوں صاحب مکہ۔ میں نے محترم قرار دیا ہے جب سے میں نے آسمان اور زمین تخلیق کئے ہیں اور چاند سورج اور اس دن جب سے میں نے دونوں پہاڑ قائم کئے ہیں میں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ سات املاک کے ساتھ جو حنیف اور یکسو ہیں۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو بکر فارسی نے، ان کو خبر دی ابو اسحاق اصفہانی نے، ان کو ابو احمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو معلیٰ نے، ان کو وہیب نے، ان کو ابن خثیم نے، ان کو محمد بن اسود بن خلف بن عبد یعقوب نے، ان کو ان کے والد نے کہ انہوں نے مقام ابراہیم کے نیچے ایک تحریر پائی تھی۔ چنانچہ قریش نے ایک آدمی کو حمیر سے بلایا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اس تحریر میں ایک بات تحریر ہے اگر میں وہ آپ لوگوں کو بیان کر دوں تو تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔ ہم نے گمان کیا کہ اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہے۔ لہذا ہم لوگوں نے اس کو چھپا دیا۔

(التاریخ الکبیر ۱/۴۴۵)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے، پھر اس نے تعمیر کعبہ کا قصہ ذکر کیا عبد قریش میں اس مفہوم میں جو ہم نے روایت کیا موسیٰ بن عقبہ سے مگر انہوں نے کہا کہ وہ اس کلام کو منسوب کرتے تھے ولید بن مغیرہ کی طرف اور کہا گیا ابو وہیب بن عمرو بن عائد حرم نے رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے کے بارے میں کہا کہ جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ امین آ گیا ہے ہم راضی ہیں اس پر جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا نام جاہلیت میں الامین رکھا جاتا تھا۔ آپ کی طرف وحی کی جانے سے قبل اور گمان کیا ہے یہ حرب فجار سے پندرہ برس بعد ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت پینتیس سال کے تھے۔

اسی طرح ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مگر اس کے ماسوائے اس کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت پچیس سال کے تھے اور یہ واقعہ بعثت رسول سے پندرہ برس پہلے کا ہے۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو الحسنین بن فضل نے ابو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو ابن جریر نے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ بیت اللہ شریف بعثت رسول سے پندرہ سال پہلے بنایا گیا تھا۔

مقام ابراہیم بیت اللہ سے متصل ہے ..... میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت کیا گیا ہے عروہ بن زبیر اور محمد بن جبیر بن مطعم وغیرہ سے، ہمیں خبر دی ابو الحسنین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی قاضی ابو بکر احمد بن کامل نے، ان کو ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو ابو ثابت نے، ان کو در اور دی نے، ہشام بن عروہ سے، ان کو ان کے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مقام ابراہیم حضور ﷺ کے زمانے میں اور صدیق اکبر ﷺ کے دور میں کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے اس کو پیچھے کر دیا تھا۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی طاہر بن احمد بن عبد اللہ بیہقی نے، ان کو ابن اخت فضل بن محمد نے، ان کو عبد ان بن عبد الحلیم نے، ان کو زبیر بن بکار نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز زہری نے اپنے والد سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے، اس نے عباس ﷺ سے یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے حرم کے حدود ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تھے۔ انہوں نے وہیں نشان گاڑ دیئے تھے۔ پھر اسماعیل علیہ السلام نے اس کو نیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد قسطنطین بن کلاب نے ان کو نیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی تجدید کی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ عبید اللہ نے کہا کہ جب عمر بن خطاب ﷺ نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے قریش کے چار آدمی بھیجے تھے۔ انہوں نے حرم انصاب اور نشانات نصب کئے تھے۔ ایک مخرمہ بن نوفل، دوسرے ابن اُبیب بن عبد مناف بن زہرہ، تیسرے ازہر بن عبد عوف اور سعید بن ربیع اور حویطب بن عبد العزیٰ۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عبد اللہ بن ابو بکر بن حزم نے، ان کو عمرہ بنت عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں کہ اساف اور ناکلہ ایک مرد اور ایک عورت تھے قبیلہ جرہم کے۔ انہوں نے کعبہ میں زنا کیا تھا۔ لہذا وہ دونوں مسخ کر کے پتھر بنا دیئے گئے تھے۔ (أخبار مکہ ۱/۴۴)

باب ۴۷

## رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی سے قبل

اپنی معاش کے لئے مصروفیت اور اس میں بعض نشانیوں کا ظہور اس قدر کہ

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو سعید نے، ان کو عمرو بن یحییٰ بن سعید قرشی نے اپنے دادا سعید سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے جتنے نبی بھیجے

سب کے سب نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اہل مکہ کے لئے بکریاں چرائی تھیں قراریط میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں، احمد بن محمد مکی سے، اس نے عمرو بن یحییٰ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، ان کو خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو یشیم بن سہل تَسْتَرِی نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ربیع بن بدر نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دو سفروں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اونٹنی کرایہ پر لی تھی اپنے لئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تا جر عورت تھی عزت دار اور مالدار تھی۔ اپنے مال کے ساتھ مردوں کو اجرت پر لیتی تھی اور پھر انہیں کی مزدوری اور اجرت سے بھی مضاربت کا کاروبار کر لیتی تھی۔ دور قریش لوگ تجارت پیشہ لوگ تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بات کے سچے ہیں عظیم امانت دار ہیں، عمدہ اخلاق کے حامل ہیں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ حضور ﷺ اس کے ساتھ تجارت کے لئے شام کے ملک جائیں اور وہ جو کچھ دیگر تاجروں کو دیتی ہیں آپ کو اس سے بہتر دیں گی اور آپ کو ہیلپ لینے کے لئے ساتھ اپنا غلام میسرہ بھی دیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ کی پیشکش قبول کر لی اور اس کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ ہو گئے۔

راہب نے کہا اس درخت کے سایہ میں نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھتا ..... جب شام میں پہنچے تو ایک درخت تلے فروکش ہوئے۔ قریب ہی وہاں ایک عیسائی راہب کا معبد تھا۔ اس راہب نے میسرہ کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جو یہاں درخت تلے اتر ہے؟ میسرہ نے اس کو بتایا کہ یہ ایک قریش کا جوان ہے اہل حرم سے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اتر سوائے نبی کے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا وہ سامان فروخت کیا جس کو لے کر گئے تھے۔ اور جو کچھ خرید کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ خریدا۔ پھر واپس مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ میسرہ غلام بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس دور اس نے یہ منظر دیکھا کہ جب دھوپ ہوتی اور گرمی شدید ہو جاتی تو وہ دیکھتے کہ دو فرشتے آتے تھے اور وہ حضور کے اوپر سایہ کرنے اور دھوپ سے آپ کو بچاتے جبکہ حضور ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ فرشتوں کا سایہ کرنا ..... جب مکہ میں آئے خدیجہ کے پاس اس کا مال لے کر تو اس نے وہ مال فروخت کر دیا جو حضور لائے تھے۔ چنانچہ منافع دوہرا ہو گیا یا اس کے قریب ہو گیا۔ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میسرہ نے راہب والی بات بھی بتادی اور یہ بھی بتادیا جو اس نے خود دیکھا تھا۔ دو فرشتے دھوپ کے وقت لان پر سایہ کرتے تھے۔

خدیجہ مضبوط ارادے کی مالک شریف اور عقل مند عورت تھی، اس کے علاوہ اللہ نے اس کو عزت عطا کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ میسرہ نے جب اس کو ساری باتیں سنائیں تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا اور بلا کر کہا :

”اے میرے چچا کے بیٹے میں نے آپ کے بارے میں رغبت کی ہے اس لئے کہ آپ کی مجھ سے قربت ہے اور آپ کی قوم کے اندر آپ کا ایک مقام ہے۔ آپ ان میں سے صاحب حسب نسب ہیں اور ان کے نزدیک آپ امین ہیں۔ اور آپ عمدہ اخلاق والے ہیں اور سچ گو ہیں۔“

اس کے بعد اس نے حضور ﷺ کے لئے اپنے نفس کو پیش کیا اور اس وقت خدیجہ قریش میں نسبت کے اعتبار سے بہترین اور مرتبے کے اعتبار سے عظیم تھی۔ مال کے اعتبار سے سب سے مالدار تھی پوری قوم اس بات پر حریص تھی کہ اگر اس پر قدرت پائیں تو اس سے شادی کر لیں۔

ان کا پورا نام و نسب اس طرح تھا۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔ (ابن ہشام ۲۰۲/۱-۲۰۳)

## خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں کیا کچھ مروی ہے؟

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر ابن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصعب بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے یونس سے۔ اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اپنی جوانی کو پہنچ گئے تو ان کے پاس مال کثیر نہ تھا۔ تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اجرت پر رکھ کر بازار حباشہ میں کاروبار دیا۔ حضور ﷺ جب واپس آئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کر لی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے لگے، یہاں تک کہ اس سے آپ کی کچھ اولاد بھی ہو گئی۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی اولاد یہ تھی :

(۱) قاسم۔ بعض اہل علم نے گمان کیا ہے کہ ان کا ایک ہی لڑکا ہوا تھا جس کا نام ظاہر رکھا گیا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ہم خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم کے سوا اور لڑکا نہیں جانتے جو پیدا ہوا ہو۔ اور حضور کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں ہوئیں، (۱) فاطمہ۔ (۲) رقیہ۔ (۳) أم کلثوم۔ اور (۴) زینب۔ جب حضور ﷺ کی بعض اولاد ہو گئی تو ان کو خلوت یعنی علیحدہ رہنا اور عبادت کرنا پسند ہونے لگا۔

(ابن ہشام ۱/۲۰۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منیع نے، ان کو ان کے دادا نے ازہری سے کہ پہلی عورت جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیاہ کیا تھا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ شادی جاہلیت کے دور میں کی تھی یعنی اسلام سے قبل۔ حضور سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس کے والد خویلد بن اسد نے کیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مندرجہ ذیل بچے جنے تھے۔ القاسم، اسی کے ساتھ حضور ابو القاسم کنیت استعمال کرتے تھے۔ اور طاہر، زینب، رقیہ، أم کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہم۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اس نے ساری اولاد کو حضور ﷺ پر وحی کے نزول سے پہلے جنم دیا۔ ساری اولاد یہ ہے۔ زینب، أم کلثوم، رقیہ اور فاطمہ، قاسم طاہر، الطیب اسلام کے دور سے پہلے بیٹے فوت ہو گئے تھے۔ اور قاسم کے ساتھ حضور ﷺ اپنی کنیت رکھتے تھے۔ بہر حال آپ کی بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا تھا۔ حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت بھی کی تھی۔ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے گئی تھیں اور حضور ﷺ کے ساتھ ایمان بھی لائی تھیں۔ ابن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔ (ابن ہشام ۱/۲۰۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابو عبد اللہ جعفی سے، اس نے جابر سے، اس نے محمد بن علی سے، اس نے کہا کہ قاسم بن رسول اللہ ﷺ اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ سواری پر بیٹھ سکتے تھے اور نجیب پر چل سکتے تھے۔ جب اللہ نے ان کو قبض فرمایا تو عمرو بن العاص نے کہا تھا کہ محمد ابتر ہو گئے ہیں اپنے بیٹے سے، یعنی سمجھے کوئی نہیں رہا نام لینے والا۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اپنے نبی پر اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثُرَ يَوْمَ يَدْعُوْنَ دَعْوَانِمْ اَنْ يَّعْبُدُوْا اِلٰهًا سِوَا اِلٰهِنَا اَنْ تَشَاطُرَ اَنْ تَشَاطُرَ هُوَ الْاَشْرُ۔

اسی طرح روایت کی گئی ہے اسی اسناد کے ساتھ اور ضعیف ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمرو بن العاص کے بلکہ ان کے باپ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

(۴) یہ بات تو تھی اس روایت میں جو ہمیں خبردی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبد الرحمن سے بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم نے، ان کو ورقاء سے ان کو ابن ابونجیح نے مجاہد سے، اللہ کے اس فرمان کے بارے میں کہ اِنَّ سَانَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ فرمایا کہ یہ نازل ہوئی تھی عاص بن وائل کے بارے میں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے بغض اور دشمنی رکھتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے جو بھی اس سے دشمنی رکھے گا وہ ابتر ہوگا۔ (تفسیر طبری ۲۱۲/۳۰)

(۵) ہمیں خبردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابراہیم بن عثمان نے، ان کو حکم نے مقسم سے، اس نے عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے دوڑ کے جنے تھے اور چار لڑکیاں۔ قاسم، عبد اللہ، فاطمہ، أم کلثوم، زینب اور رقیہ۔

ابو عبد اللہ نے کہا کہ میں نے ابو بکر بن ابوشیمہ کی تحریر میں پڑھا، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مصعب بن عبد اللہ زبیری نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا لڑکا قاسم تھا اس کے بعد زینب اس کے بعد عبد اللہ اس کے بعد أم کلثوم اس کے بعد فاطمہ، اس کے بعد رقیہ۔

مصعب نے کہا کہ وہ اسی طرح تھے۔ پہلے پہلا پھر اس کے بعد دوسرا اس کے بعد قاسم فوت ہو گیا۔ حضور کے بچوں میں وہ مرنے والا پہلا بچہ تھا۔ جو مکے میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد عبد اللہ فوت ہوا۔ اس لئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پینسٹھ سال کو پہنچ گئی تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ پچاس سال کو، یہ زیادہ صحیح ہے۔

اور ہم نے روایت کی ہے جعفر ہاشمی سے یہ کہ فاطمہ پیدا ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے اکتالیس سال بعد۔

(۶) ہمیں خبردی ابو الحسن بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو عمر بن ابو بکر موصلی نے، ان کو عبد اللہ بن ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اپنے والد سے، اس نے مقسم ابو القاسم مولیٰ عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے یہ کہ عبد اللہ بن حارث نے اس کو حدیث بیان کی کہ یہ عمار بن یاسر جب سنتے تھے وہ بات جو لوگ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بارے میں اور اس میں کچھ بات میں اضافہ کرتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں، میں سب سے زیادہ جانتا ہوں حضور کے خدیجہ سے بیان کے بارے میں۔ میں حضور ﷺ کا ہم عمر تھا اور میں حضور ﷺ کا دوست تھا اور پیارا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن باہر نکلا اور ہم بازار حزورہ میں پہنچ گئے۔ ہمارا گزر ہوا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس۔ وہ ایک بچھونے پر بیٹھی تھی جس کو وہ فروخت کرنا چاہتی تھی۔ اس نے مجھے آواز دی، میں اس کی طرف پھر لوٹ کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے لئے اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تیرے اس دوست (محمد) کو خدیجہ کے ساتھ شادی کرنے کی ضرورت ہے؟ عمار کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی طرف لوٹ کر آیا تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں۔ میں نے جا کر یہ بات رسول اللہ ﷺ کی اس کو بتادی۔ اس نے کہا کہ آپ لوگ صبح کو ہمارے پاس آنا۔ چنانچہ ہم لوگ صبح پہنچ گئے ان کے پاس۔

ہم نے ان کو اس طرح پایا کہ انہوں نے گائے ذبح کی ہوئی تھی اور خدیجہ کے والد کو ایک جوڑا بھی پہنایا ہوا تھا اور ان کی داڑھی کو بھی رنگ لگایا ہوا تھا۔ پیلا رنگ (یا مہندی وغیرہ)۔ میں نے خدیجہ کے بھائی سے بات کی۔ اس نے اپنے والد سے بات کی، حالانکہ وہ اس وقت شراب پئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ان کے سامنے ذکر کیا گیا اور ان کا مرتبہ بھی۔ آپ نے ان سے خدیجہ کے ساتھ بیاہ دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے خدیجہ کو ان کے ساتھ بیاہ دیا۔ ان لوگوں نے گائے کے گوشت سے کھانا بنایا، ہم لوگوں نے اس میں سے کھانا کھایا پھر ان کے والد سو گئے۔ پھر وہ اٹھے تو چیخ رہے تھے کہ یہ کیسا جوڑا ہے اور یہ کیسا شراب ہے اور یہ کیسا کھانا ہے؟ چنانچہ ان کی بیٹی نے جس نے خدیجہ کی شادی کی بات عمار سے کی تھی اس نے ان سے کہا کہ یہ جوڑا آپ کو محمد بن عبد اللہ آپ کے داماد نے پہنایا ہے اور یہ گائے ہدیہ کی تھی۔ ہم نے اس کو ذبح کیا ہے جب آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیاہ کیا ہے۔ اس نے انکار کیا کہ اس نے اس کو ان کے ساتھ بیاہ دیا ہے اور چیخنا ہوا باہر نکل گیا۔ حتیٰ کہ ایک پتھر اٹھا کر لے آیا اور بنو ہاشم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکل آئے اور اس کے پاس گئے اور انہوں نے اس سے بات کی پھر وہ کہنے لگے کہ وہ تمہارا بندہ کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ میں نے اس کے ساتھ خدیجہ کا بیاہ کر دیا ہے؟

(مجمع الزوائد ۹/۲۲۰-۲۲۱)

رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے آ گئے۔ جب اس نے آپ کی طرف دیکھا تو کہا کہ اگر میں نے اس کے ساتھ بیاہ دی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں بیاہی تھی تو اب میں نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا ہے۔

اور موسلی نے کہا کہ متفق علیہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا چچا عمرو بن اسد وہ تھا جس نے خدیجہ کا حضور کے ساتھ بیاہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس روایت میں جس میں ہے کہ ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خدیجہ کے ساتھ بیاہے گئے تو وہ پچیس سال کے تھے۔ اس سے قبل کہ اللہ نے ان کو نبوت عطا کی پندرہ سال پہلے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، اور اس روایت میں جو اس نے لکھی ہے ابراہیم بن منذر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی موصل نے عمر بن ابو بکر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے متعدد لوگوں نے کہ عمرو بن اسد نے خدیجہ کا بیاہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ حضور نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو وہ پچیس سال کے تھے۔ اور قریش کعبہ کو بنا رہے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق بغوی نے، ان کو مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، عمار بن ابو عمار سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ یہ کہ خدیجہ کے والد نے نبی کریم کے ساتھ بیاہ کیا۔

میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ نشے کی حالت میں تھے۔ (مسند احمد ۱/۳۱۲-مجمع الزوائد ۹/۲۲۰)

(حاشیہ) ڈاکٹر عبد المعطی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں طویل نقل کیا ہے۔ مگر اسناد ضعیف ہے۔ اور بیہوشی نے مجھے الزوائد میں نقل کی ہے طبرانی سے۔ انہوں نے کہا ہے کہ طبرانی اور مسند احمد کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں (ویسے یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ اس دور کی عادت تھی)۔ مترجم



## باب ۴۹

## أَحْبَارُ أَوْرُزْهَبَانَ (علماء یہود و نصاریٰ) کا

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے بارے میں خبر دینا بوجہ اس کے کہ وہ اپنے ہاں اپنی کتب میں حضور ﷺ کی آمد، آپ کی سچائی اور آپ کی رسالت کے بارے میں وضاحت موجود پاتے تھے اور وہ حضور ﷺ کی آمد سے اہل شرک پر غلبہ چاہتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سعد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ احبار اور رُہبان اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے تھے (یعنی اہل توراہ و انجیل تھے)۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو خوب جانتے تھے۔ آپ کی بعثت سے قبل آپ کے زمانے کے بارے میں جس میں عرب کے اندر آپ کا انتظار کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ آپ ﷺ کے بارے میں آپ کی صفت کو اپنی کتب میں پاتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ ان کے ہاں آپ ﷺ کا نام محفوظ اور ثابت تھا۔ اور اس لئے بھی کہ ان سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد و میثاق لیا جا چکا تھا۔ ان کے انبیاء کے عہد میں اور ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی اتباع کرنے کے بارے میں۔ لہذا وہ اسی بنا پر اہل اوٹان و اہل شرک کے خلاف حضور ﷺ کے ذریعے غلبہ چاہتے تھے۔ اور اسی کی دعا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ مشرکین کو اس بات کی خبر دیا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے دین ابراہیم کے ساتھ، اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ لوگ حضور ﷺ کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پاتے تھے اور اپنے انبیاء کے عہد میں۔

(۲) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ - تَأُولِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (سورة الاعراف - آیت ۱۵۷)

(مفہوم) میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور توراہ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور وہ ان کو نیک کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ سے کاموں سے روکتا ہے اور ان کے لئے حلال قرار دیتا ہے تمام پاکیزہ چیزوں کو اور حرام ٹھہراتا ہے ان پر تمام گندی چیزوں کو اور ان کے اوپر سے سخت احکامات کے بوجھ اور جو نجیریں پڑی ہوئی تھیں ان کو اتارتا ہے۔ پس جو ایمان لائے ہیں اس (رسول پر) اور اس کی حمایت کی اور اس کی مددگی اور انہوں نے اس نور کی اتباع کی جو اس پر اتارا گیا ہے (قرآن) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(۳) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ رَسُولَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ - مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ - (سورة صف : ۶)

(وہ وقت یاد کرو) جب کہا تھا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف اور تصدیق کرنے والا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ رسول ان کے پاس آ گیا دلائل کے ساتھ تو کہنے لگے یہ تو جادو و سحر ہے۔

(۴) نیز ارشاد ہے :

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله  
ورضوانا سيمئهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التوراة والانجيل -  
(سورة فتح : آیت ۲۹)

محمد ﷺ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں، آپس میں بڑے شفیق ہیں۔ آپ ان کو حالت رکوع میں، کبھی حالت سجدے  
میں دیکھیں گے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ یہی مثال ان کی موجود ہے توراہ اور انجیل میں۔

(۵) نیز ارشاد ہے :

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا - فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين -  
(سورة بقرہ : آیت ۸۹ تا ۹۰)

(اہل کتاب) پہلے سے فتیابی مانگتے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا جب وہ رسول ان کے پاس آ گیا ہے جس کو انہوں نے پہچان لیا ہے تو اس کا انکار کر دیا  
پس لعنت ہے کافروں پر۔ ناعذاب مٹھین

یہ عام آیات کریمات دلیل ہیں اس بات کی کہ علماء یہود و نصاریٰ کو اچھی طرح یہ بات معلوم تھی کہ نبی آخر الزماں قریش میں سے تشریف  
لائیں گے اور نبوت و رسالت کی بشارتیں توراہ و انجیل میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ مشرکوں کے خلاف حضور ﷺ کی آمد کی دعا کرتے تھے۔ اور ان  
کے خلاف فتیابی مانگتے تھے۔ مگر جب وہ آگئے تو یہود و نصاریٰ نے ان کا ازراہ حسد انکار کر دیا۔ مترجم

## سیرت نگار ابن اسحاق فرماتے ہیں

(۱) ابن اسحاق نے کہا کہ اہل عرب اُمی تھے، ناخواندہ تھے، نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی رسولوں کا زمانہ جانتے تھے، نہ ہی  
جنت و جہنم کو جانتے تھے، نہ ہی قیامت کو جانتے تھے، نہ مرنے کے بعد دوبارہ جی کر اٹھنے کو۔ ہاں تھوڑی بہت باتیں وہ اہل کتاب سے سنتے تھے،  
وہ بھی ان کے کرسیوں میں باقی نہیں رہتی تھیں۔

حضور ﷺ کی بعثت سے ایک زمانہ قبل علماء یہود و نصاریٰ کی بات جو ہم تک پہنچی یہ تھی کہ وہ اس طرح مذکور ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ  
حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو حدیث بیان کی کئی  
شیوخ نے ہم میں سے۔ انہوں نے عرب میں سے رسول اللہ ﷺ کی حالت کے بارے میں ہم سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا۔

ہمارے ساتھ یہودی رہتے تھے، وہ صاحب کتاب تھے اور ہم لوگ بت پرست تھے (یعنی وہ کتاب والے تھے اور ہم بتوں والے تھے)۔  
ان کی یہ حالت تھی کہ ان کو ہماری طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آتی تو وہ یوں کہتے تھے کہ بے شک وہ آنے والا نبی ابھی مبعوث ہو رہا ہے اسی  
وقت اس کا زمانہ آ گیا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے اور ہم تمہیں قوم عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث  
کر دیا تو ہم لوگوں نے تو اس رسول کی اتباع کر لی اور انہوں نے انکار کر دیا۔ لہذا اللہ کی قسم ہمارے بارے میں اور ان کے بارے میں اللہ نے یہ  
آیت نازل فرمائی :

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا - (التي احره)

پہلے کافروں کے خلاف آنے والے رسول کے بارے میں دعا کرتے اور فتیابی مانگتے تھے، جب وہ آگئے اور انہوں نے اس کو پہچان لیا تو پھر اس کا

انکار کر دیا (آخر تک)۔ (ابن ہشام ۱/۲۲۱۔ سل الہدیٰ ۲/۲۳۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابویاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے علی ازدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے: کہ

اللهم ابعث لنا هذا النبي يحكم بيننا وبين الناس  
اے اللہ! ہمارے لئے اس نبی کو بھیج، وہ ہمارے اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرے۔

وہ اس کے ساتھ استفتاح مانگتے یعنی اس کے ساتھ لوگوں کے خلاف مدد مانگتے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی یوسف بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی عبد الملک بن ہارون بن عنترہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے بن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان سے لڑتے رہتے تھے۔ جب بھی لڑائی ہوتی تو خیبر کے یہودی شکست کھا جاتے تھے۔ لہذا یہودیوں نے اس طرح پناہ مانگی۔

اللهم انا نسالک بحق محمد سلبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی اخر الزمان۔ الا نصرتنا علیہم  
اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں نبی امی کے حق کے ساتھ جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ آپ اس کو پیدا کریں گے ہمارے لئے آخر زمانے میں۔ ہماری ان لوگوں کے خلاف مدد فرما۔

فرمایا کہ جب وہ باہم ٹکراتے تھے تو یہی دعا کرتے۔ جب دعا کرتے تو غطفان سے غالب آجاتے۔ جب نبی کریم مبعوث ہو گئے تو ان لوگوں نے اس کے ساتھ کفر کر لیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ

کہ وہ یہودی پہلے سے اس کے ساتھ فتح مندی مانگتے تھے اس کے ذریعہ یعنی تیرے ذریعے اے محمد۔

على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين

ان لوگوں کے خلاف جو کافر ہیں، جب وہ رسول آ گیا جس کو انہوں نے پہچان لیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس لعنت ہو اللہ کی کافروں پر۔

(۵) نیز اس کا مفہوم روایت عطیہ جو انہوں نے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

آپ علیہ السلام پر بعثت سے قبل ایمان ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر قیس بن ربیع سے، اس نے یونس بن ابو مسلم سے، اس نے عکرمہ سے کہ اہل کتاب سے کچھ لوگ وہ تھے جو اپنے رسولوں کے ساتھ بھی ایمان لائے تھے اور ان کی تصدیق کی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لے آئے تھے مگر ان کی بعثت سے پہلے جب وہ مبعوث ہو گئے تو انہوں نے کفر کر لیا۔ ان کے ساتھ اس بارے میں اللہ نے آیت اتاری:

فا ما الذين اسودت وجوههم ا كفروا بعد ايمانكم

بہر حال وہ لوگ جن کے منہ کالے ہوئے ہوں ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگوں نے مان لینے کے بعد کفر کیا تھا؟ اور ایک قوم تھی اہل کتاب میں سے جو اپنے رسولوں کے ساتھ بھی ایمان لائے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی آپ کی بعثت سے قبل جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی تو وہ بھی ایمان لے آئے ان کے ساتھ۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

والذين اهتدوا زادهم هدى و اتاهم تقواهم۔ (سورۃ محمد: ۱۷)

جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے ان کی ہدایت کردی ہے اور ان کو ان کا تقویٰ عطا کیا ہے۔

## باب ۵۰

## بنو عبد الاشہل میں سے ایک یہودی کی خبر کا ذکر

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے ہمیں خبر دی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو صالح بن عبد الرحمن بن عوف نے محمود بن لبید سے۔ اس نے سلمہ بن سلامہ بن قش سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے محلے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کیا یعنی بنو عبد الاشہل کے سامنے۔ اس نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کی اور قیامت کی بات کی، جنت اور جہنم، حساب و کتاب، میزان وغیرہ کا ذکر کیا۔ اس نے ساری باتیں ان لوگوں کے سامنے کہیں جو بتوں کے پجاری تھے۔ جو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو نہیں جانتے تھے۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت سے کچھ ہی قبل پیش آیا۔ ان لوگوں نے کہا افسوس ہے تم پر اے فلاں۔

اور قاضی کی ایک روایت کے مطابق تیری ہلاکت ہو، اے فلاں۔ کیا واقعی یہ بات فی الواقع ہونے والی ہے کہ لوگ اپنی موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے، ایک ایسی جگہ کی طرف جس میں جنت بھی ہو اور جہنم بھی۔ لوگ اپنے اعمال کی جزاء سے جائیں گے؟ اس نے بتایا کہ بالکل ایسا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس آگ میں سے میرا حصہ ہونا چاہئے کہ تم لوگ آگ کا ایک بہت بڑا لاؤ روشن کرو اپنے گھر کے اندر پھر اس کو خوب بھڑکاؤ۔ اس کے بعد مجھے اس کے اندر پھینک دو۔ اس کے بعد مٹی اور گارے اوپر سے لپک کر مجھے اس کے اندر بند کر دو۔ میں کل کی آگ سے نجات پا جاؤں۔ اس سے پوچھا گیا اس ہونے والی بات کی کیا علامت ہے؟ اس نے بتایا کہ ان شہروں کی جانب ایک نبی مبعوث ہوگا، یہ کہتے ہوئے اس نے مکہ اور یمن کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ نبی کب تک آئے گا؟ چنانچہ اس نے ادھر ادھر اپنی نگاہیں دوڑائیں اور کہنے لگا اس لڑکے کی عمر رہی تو یہ اس نبی کو پالے گا۔ اور میں اس وقت وہاں موجود لوگوں میں کم عمر تھا۔ میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث کر دیا۔ اور تاحال وہ شخص ابھی تمہارے سامنے زندہ موجود ہے۔ ہم لوگ اس رسول کے ساتھ ایمان بھی لے آئے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کر لی ہے مگر اُس نے اس رسول کے ساتھ کفر کر لیا ہے محض حسد اور بغاوت کی بنا پر۔ ہم نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی۔ اور آپ نے ہمیں خبر نہیں دی تھی، اس نے کہا کہ نہیں۔ یہ وہ نہیں ہے۔

(ابن ہشام ۱/۲۳۱۔ مسند احمد ۳/۴۶۸)

## باب ۵۱

## سعیہ کے دو بیٹوں کے مسلمان ہونے کا سبب

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنو قریظہ کے ایک شیخ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ اُسید بن سعیہ اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسد بن عبید کے اسلام کے بارے میں ایک گروہ تھا بذل سے۔ وہ نہ تو بنو قریظہ میں سے تھے نہ ہی بنو نضیر میں سے۔ وہ اس سے اوپر تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا ہوں۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک سے ایک یہودی آدمی آیا۔ اسے ابن ابیہیان کہتے تھے۔ اس نے ہمارے یہاں قیام کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو پانچ نمازیں نہ پڑھے مگر اس سے بہتر ہو۔ وہ شخص ہمارے پاس حضور کی بعثت سے کوئی دو سال قبل آیا تھا۔ ہم لوگ جب قحط میں پڑتے تھے اور ہمارے اوپر بارش کم ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے، اے ابن ابیہیان چلے ہمارے لئے بارش کی دعا کیجئے۔ وہ کہتا تھا کہ نہیں

اللہ کی قسم پہلے تم لوگ اپنے جانے سے پہلے صدقہ کرو۔ ہم اس سے پوچھتے کہ کتنا صدقہ کریں۔ وہ کہتا کہ ایک صاع کھجوریں یا دو منڈ جو۔ ہم اس کو لے جاتے تھے۔ وہ ہمارے خڑوہ کے ظاہر کی طرف نکلتا اور ہم بھی اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ دعا کرتا تھا۔ اللہ کی قسم وہ ابھی تک اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھا نہیں ہوتا تھا کہ گھٹائیں چلنے لگتی تھیں (یعنی پانی سے بہنے لگتی تھیں)۔ اس نے یہ کام ایک سے زیادہ بار کیا تھا۔ دو تین دفعہ۔ پھر وہ شخص فوت ہو گیا۔

فوت ہونے لگا تو ہم لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس نے کہا اے یہودی جماعت! تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و کباب کی سرزمین سے بھوک اور افلاس کی زمین کی طرف کس چیز نے نکالا (یعنی ارض شام کو چھوڑ کر ارض حرم کی طرف کیوں آیا ہوں)۔ سب نے کہا تم بہتر جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے وہ آرام کی زمین چھوڑ کر یہ تکلیف کی سرزمین اس لئے اختیار کی تھی کہ میں ایک نبی کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ جس کا وقت آچکا ہے۔ یہ شہر اس کی جائے ہجرت ہے۔ میں اس لئے آیا تھا کہ میں اس کی اتباع کروں گا۔ وہ جب آجائے تو تم لوگ کسی سے پیچھے نہ رہنا۔

اے جماعت یہود! بے شک وہ مبعوث ہوگا تو وہ خون بہائے گا اور اولادوں کو بچوں کو اور عورتوں کو قید کرے گا جو اس کے مخالف ہوں گے۔ یہ باتیں تمہیں اس پر ایمان لانے سے نہ روکے۔ یہ کہتے ہی وہ مر گیا۔ وقت گزرتا رہا، کچھ عرصہ بعد جب وہ رات آئی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہوئی تو وہ نوجوان جن کا اوپر ذکر ہوا کہنے لگے، اے یہودی جماعت! تمہیں یاد ہے کہ ابن الہیبان یہودی نے کیا کہا تھا۔ کہنے لگے، نہیں یہ وہ نہیں ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ہاں اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے بے شک اس کی یہی صورت ہے۔ اس کے بعد وہ اتر آئے اور مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنے مالوں کو اور اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ (ابن ہشام ۲۳۲/۱-۲۳۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ ان کا مال قلعے میں تھے۔ مشرکین کے مال کے ساتھ۔ جب قلعہ فتح ہوا تو ان کے مال ان کو واپس کر دیئے گئے۔

## باب ۵۲

### حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے زیادات فوائد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو خبر دی سماک بن حرب نے زید بن صوحان سے یہ کہ دو آدمی تھے اہل کوفہ میں سے، دونوں دوست تھے زید بن صوحان کے۔ وہ دونوں اپنے دوست کے پاس آئے کہ وہ ان دونوں کے لئے سلمان سے بات کرے کہ وہ ان دونوں کو اپنی بات بیان کرے کہ اس کے اسلام لانے کی ابتداء کیسے ہوئی؟ چنانچہ وہ اپنے دونوں دوستوں کو ساتھ لئے ہوئے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ سلمان اس وقت مدائن میں امیر اور حاکم تھے (یا گورنر تھے)۔ جب یہ پہنچے تو سلمان اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے آگے کھجور کے پتے رکھے ہوئے تھے چیر رہے تھے۔

وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ زید نے ان سے عرض کی، اے ابو عبد اللہ! یہ دونوں آدمی میرے دوست ہیں اور دونوں بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے یہ چاہا کہ یہ آپ سے آپ کے اسلام کے بارے میں سنیں کہ اس کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں یتیم تھا۔ قبیلہ رام ہرمز سے اور رام ہرمز کے کسان کا بیٹا تھا۔ میرے پاس ایک استاد آتا تھا جو تعلیم دیتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ہولیا تا کہ میں اس کے ساتھ اس کے گرجے میں جا کر رہوں گا۔ اور میرا بھائی تھا جو کہ مجھ سے بڑا تھا۔ وہ اپنی مرضی کا مالک تھا اور میں فقیر تھا۔ جب وہ اپنی مجلس برخاست کوزتا تو اس کے محافظ اس سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ بعد میں باہر نکلتا مگر اپنے کپڑے کے ساتھ وہ گھونگھٹ نکال لیتا تھا۔ اس کے بعد وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ جاتا۔ وہ یہ کام کئی مرتبہ اجسی سا بن کر کرتا۔

غار والوں کی خدمت میں حاضری ..... کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ لڑکے ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بات آپ سے ظاہر نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ بالکل نہ ڈریں۔ اس نے بتایا کہ اس پہاڑ کے اوپر ایک چٹان کی غار کے اندر کچھ لوگ رہتے ہیں۔ جن کا کام بس عبادت کرنا ہے اور نیک لوگ ہیں۔

اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں ہم لوگوں کے بارے میں کہ ہم لوگ آگ کے پجاری ہیں اور بتوں کے پجاری ہیں اور یہ کہ ہم لوگ بغیر دین کے ہیں (بے دین)۔ میں نے استاذ سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا جب تک میں ان لوگوں سے مشورہ نہ کر لوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم سے کوئی بات ظاہر ہو جائے اور میرے باپ کے علم میں آئے۔ وہ تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا۔ اس طرح ان کی موت کی ذمہ داری مجھ پر آ جائے گی۔ میں نے اسے یقین دہانی کرائی کہ مجھ سے کوئی بات ظاہر نہیں ہوگی۔ ان کے ساتھ مشورہ کر لیجئے۔

چنانچہ استاذ نے جا کر ان سے کہا کہ میرے ہاں ایک یتیم لڑکا ہے وہ تمہارے پاس آنا چاہتا ہے اور تمہاری باتیں سننا چاہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ کو اس پر یقین ہے تو لے آؤ۔ استاذ نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی اور کو نہیں لائے گا میری مرضی کے بغیر۔ انہوں نے کہا، اس کو لے آؤ۔ استاذ نے مجھے بتایا کہ ان لوگوں نے اجازت دے دی ہے کہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں۔ لہذا تم جس وقت دیکھو کہ میں نکلوں تو تم میرے پاس آ جانا۔ مگر آپ کو کوئی ایک آدمی بھی نہ دیکھے، اس لئے کہ اگر میرے باپ نے ان کے بارے میں جان لیا تو وہ ان کو قتل کر دے گا۔

کہتے ہیں کہ جب وہ وقت ہو گیا جس میں وہ نکلا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑا۔ چنانچہ وہ حسب عادت پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا تو وہ لوگ چٹان کے سائے تلے بیٹھے تھے۔

علی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے یوں کہا تھا کہ وہ چھ یا سات افراد تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے عبادت کی وجہ سے ان کی روح نکل گئی ہے۔ وہ لوگ دن کے روزے رکھتے تھے اور راتوں کو قیام کرتے تھے۔ درختوں کے پتے کھاتے تھے اور جو چیز ان کو مل جاتی تھی کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ جا کر ان کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ ابن دہقان نے میری تعریف اور اچھائی کی، ان سے تعریف کی۔ ان لوگوں نے کامیاب اور اللہ کی حمد کی اور اسی کی تعریف کرتے رہے اور سابق انبیاء اور رسالوں کا تذکرہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ بات کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے۔

اب کہنے لگے، اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا تھا۔ اور اسے بغیر کسی نر کے (باپ کے) پیدا کیا تھا۔ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ نے اس کے لئے مردوں کو زندہ کرنے والی قدرت عطا فرمائی تھی۔ پرندہ بنا کر اڑانا، اندھے کو بینا کرنا، کوڑھ والے کو تندرست کرنا۔ مگر اس کی قوم نے اس کے ساتھ کفر کیا اور ایک جماعت نے اس کی اتباع کر لی تھی۔ بے شک وہ اللہ کا بندہ تھا اور اس کا رسول تھا۔ اس نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اور انہوں نے بتایا کہ اس سے قبل انہوں نے کہا، اے لڑکے! تیرا بھی ایک رب ہے، تجھے بھی مر کر دوبارہ جینا ہے اور تیرے آگے جنت اور جہنم ہے۔ تو انہیں کی طرف رواں دواں ہے۔ اور یہ لوگ جو آگ کی پوجا کرتے ہیں یہ اہل کفر ہیں، اہل ضلالت ہیں۔ اللہ ان سے راضی نہیں ہے۔

استاذ واپس لوٹا میں بھی اس کے ساتھ لوٹا۔ اس کے بعد پھر ہم لوگ اگلے دن پھر ان لوگوں کے پاس گئے۔ انہوں نے آج بھی اسی طرح کی باتیں کیں اور ان سے بھی بہتر کیں۔ میں ان کے ساتھ پکا پکا لگ گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے سلمان، اے لڑکے! آپ اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ آپ بھی وہ کام کریں جو ہم لوگ کر رہے ہیں۔ آپ تو بس نمازیں پڑھیں، سوئیں اور کھائیں اور پینیں۔

بادشاہ کی غار پر چڑھائی ..... کہتے ہیں کہ کسی طرح بادشاہ کو اپنے بیٹے کی حرکت کا علم ہو گیا اور وہ اپنا فوجی دستہ لے کر ان عبادت گزار لوگوں کے پاس پہنچ گیا ان کی پناہ گاہ کے اندر۔ اور جا کر ان سے کہا کہ اے لوگو! تم لوگ میرے پڑوسی بنے ہوئے ہو۔ میں نے تمہارے ساتھ اچھا پڑوس نبھایا ہے۔ میری طرف سے کوئی بُرائی تمہیں نہیں پہنچی مگر تم لوگوں نے میرے بیٹے کی طرف غلط ارادہ کیا ہے اور اس کو خراب کر دیا ہے۔ لہذا تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر میں نے تین دن بعد تمہیں یہاں پایا تو میں تمہاری پناہ گاہ کو آگ لگا دوں گا۔ لہذا تم لوگ اپنے شہروں کی طرف چلے جاؤ۔ میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، ہم چلے جائیں گے۔ مگر ہم نے آپ کے ساتھ بُرائی کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم نے تو جو کچھ ارادہ کیا وہ خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس جانے سے روک دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم اللہ سے ڈرو۔ بے شک اچھی طرح جانتے ہو کہ یہی دن اللہ کا دین ہے اور تیرا باپ بھی ہم بھی غیر دین پر ہیں۔ ہم لوگ آگ کے بجاری ہیں، اللہ کو نہیں پہچانتے۔ لہذا تو اپنی آخرت کو دوسرے دین کے بدلے میں فروخت نہ کر۔ اس نے کہا، اے سلمان! بات تو کچھ ایسی ہی ہے جیسے آپ کہتے ہیں۔ میں ان لوگوں کے بقایا کے طور پر پیچھے رہ جاؤں گا۔ اگر میں ان کے پیچھے گیا تو میرا باپ مجھے پیچھے سے تلاش کر لے گا فوج بھیج کر۔ وہ میرے ان لوگوں کے پاس جانے سے گھبرا گیا ہے، اس لئے اس نے ان لوگوں کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ اور میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ حق ان لوگوں کے پاس ہے اور کہا کہ تم خوب جانتے ہو۔

اس کے بعد میں اپنے بھائی سے ملا۔ میں نے یہ ساری حقیقت اس کو بتائی۔ اس نے کہا کہ میں نے تو اپنے نفس کو تلاش معاش میں مصروف کر رکھا ہے۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس اس دن گیا جس دن ان کی روانگی تھی۔ انہوں نے کہا، اے سلمان! ہم لوگ ڈرتے رہتے تھے مگر وہی ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین سے جان رکھو کہ دین وہی ہے ہم نے جس کی تمہیں وصیت کر دی ہے۔ اور یہ لوگ آگ کے بجاری ہیں یہ اللہ کو نہیں پہچانتے اور نہ ہی اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ تمہیں اس بات سے کوئی شخص دھوکہ نہ دے دے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تو تم لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اس پر قادر نہیں ہو سکو گے ہمارے ساتھ۔ ہم لوگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات کو کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں و سختوں کے پتے کھاتے ہیں، ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہوتی۔ اور آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

کہتے ہیں، میں نے کہا کچھ بھی ہو میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا تمہارے ساتھ ہوں۔ انہوں نے کہا تم ہمارے بارے میں اچھی طرح جان چکے ہو، ہم نے بھی اپنا حال تجھے بتا دیا ہے مگر آپ ہیں کہ اصرار کئے جا رہے ہیں۔ اچھا آپ جائیں اپنے ساتھ کوئی ضرورت کا سامان تیار کر کے آ جاؤ جو تیرے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی کھانے کا سامان بھی اپنے ساتھ لے لے۔ کیونکہ آپ ہماری طرح بھوکے پیاسے نہیں رہ سکو گے۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے ان کی بات مان لی اور میں نے ساری بات اپنے بھائی کو بتادی، اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آ گیا، وہ روانہ ہو گئے۔ وہ پیدل چلتے رہے میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلتا رہا۔ اللہ نے ہمیں سلامتی دی، حتیٰ کہ ہم لوگ شہر موصل پہنچ گئے۔ ہم لوگ موصل میں ایک کینہہ میں گئے، جب یہ لوگ اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کو گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ہم ان شہروں میں تھے جو اللہ تعالیٰ کو یاد ہی نہیں کرتے۔ وہاں آگ کے بجاری رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ لہذا ہم لوگ تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ بعد میں ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ اے سلمان! یہاں پر جو قوم ہے جو ان پہاڑوں میں رہتے ہیں وہ اہل دین ہیں۔ ہم لوگ ان سے ملاقات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ یہاں پر ہیں ان لوگوں کے پاس، یہ بھی اہل دین ہیں۔ امید ہے آپ ان کے ہاں وہ سب کچھ دیکھیں گے جو آپ پسند کرتے ہیں۔ مگر میں نے کہا کہ نہیں میں آپ لوگوں سے جدا نہیں ہوں گا۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اہل کینہہ کو میرے بارے میں وصیت کر دی۔ اہل کینہہ نے مجھ سے کہا، اے لڑکے! آپ ہمارے ساتھ رہیں، بے شک آپ کسی شئی سے محروم نہیں ہوں گے جو ہمارے پاس ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے نکلنے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔

ہم لوگوں نے پہاڑوں میں ایک صبح کی۔ اچانک ہم لوگ ایک چٹان میں پہنچے تو کثیر مقدار میں پانی رکھا ہوا تھا منکوں کے اندر اور کثیر مقدار میں روٹی رکھی ہوئی تھی۔ ہم لوگ اس پہاڑ پر بیٹھ گئے۔ جب سورج طلوع ہو گیا تو کچھ لوگ ان پہاڑوں میں سے نکلے۔ ایک ایک آدمی اپنی جگہ سے نکلا مگر خاموش سہمے سہمے۔ جیسے ان کے اندر سے رُو جس کھینچ لی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کثیر تعداد میں آ گئے۔ انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو مرحبا (خوش آمدید) کہا۔ اور پوچھنے لگے کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ہم لوگوں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا؟ ہم نے ان شہروں سے آئے ہیں جہاں وہ لوگ اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ اس میں آگ کی پوجا کرنے والے لوگ رہتے ہیں۔ ہم لوگ وہاں پر اللہ کی عبادت کرتے تھے لہذا انہوں نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ ان لوگوں نے ان کے آگے میری تعریف شروع کر دی۔ اور کہا کہ یہ ان شہروں سے ہمارے ساتھ ساتھی بن کر چلے ہیں۔ ہم نے اس سے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

اچانک ایک آدمی نے غار سے نکل کر سلام کیا ..... سلمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم وہ لوگ بھی واقعی ایسے ہی تھے۔ اچانک ایک آدمی ان کے سامنے غار سے نکل کر آیا، یہ لمبا آدمی تھا۔ وہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان سب لوگوں نے اسے گھیر لیا اور میرے ساتھیوں کی اس کے سامنے تعظیم اور بڑائی بتانے لگے۔ میں جن کے ساتھ تھا یہ لوگ توجہ سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ان لوگوں نے اسے خبر دی۔ اس آدمی نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ لڑکا کون ہے؟ ان لوگوں نے میری تعریف کی میری اچھائی بیان کی اور اسے بتایا کہ یہ ہمارے پیچھے آ رہا ہے اور ہماری اتباع کرتا ہے۔ اس آدمی نے اللہ کی حمد و ثنا کی خطبہ پڑھا۔

اس کے بعد اس نے ان رسولوں کا ذکر کیا جن کو اللہ نے بھیجا ہے انبیاء اور رسولوں میں سے۔ اس بات کا بھی کہ جو مشکلات ان کو درپیش آئیں اور اس کا بھی جو ان کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ حتیٰ کہ اس نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کی ولادت کا بھی ذکر کیا، یہ بھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا تھا اور ان کے ہاتھ پر مردوں کو زندہ کرنے کی اور اندھے کو تندرست کرنے اور کوڑھی کو ٹھیک کرنے کی طاقت رکھی تھی۔ اور بتایا کہ وہ کچھڑ میں سے پرندہ کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ کے حکم کے ساتھ واقعی پرندہ بن جاتا تھا۔ اور اللہ نے اس پر انجیل اتاری تھی، اور اس کو توراہ کا علم بھی دے دیا تھا۔ اور ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

چنانچہ ایک قوم نے ان میں سے ان کے ساتھ کفر کیا اور ایک قوم ان پر ایمان لے آئی تھی۔ اور اس نے بعض ان امور کا بھی ذکر کیا جو عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے تھے کہ اس نے جب اللہ کی بندگی کی تو اللہ نے اس پر انعام فرمایا اور ان کی اس پر عزت افزائی فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ وہ لمبا آدمی ان کو تعظیم سکھاتا اور فرماتا کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اس کو لازم پکڑو، جو ہدایت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے تم لوگ مخالفت نہ کرو۔ تمہاری مخالفت کی جائے گی۔

اس کے بعد جو شخص اس میں سے کوئی شئی لینا چاہے اس کو چاہئے کہ لے لے۔ وہ شخص خود شروع ہوا۔ اٹھ کر اس نے پانی کا ایک برتن اور کچھ کھانا اور کچھ شئی لے لی۔ اس کے بعد میرے ساتھی اٹھے جن کے ساتھ میں آیا تھا انہوں نے اس شخص کو سلام کیا اور اس کی تعظیم بجالائے۔ اس نے ان سے بھی یہی بات کہی کہ اسی دین کو لازم پکڑو اور تم اپنے آپ کو بکھرنے سے اور تفرقہ سے بچاؤ اور اس لڑکے کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو اور مجھ سے فرمایا، کہ اے لڑکے یہی اللہ کا دین ہے جو تم نے مجھ سے سنا ہے جو میں کہہ رہا تھا اور اس کے ماسوا سب کفر ہے۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یعنی آپ کے ساتھ رہوں گا۔ اس نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتے، میں اس غار سے باہر نہیں نکلتا ہوں مگر صرف ہر اتوار کے دن۔ لہذا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے۔ سلمان کہتے ہیں کہ میرے ساتھی میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے لڑکے! واقعی آپ ان کے ساتھ نہیں رہ سکو گے۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے کہا، اے لڑکے ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں اس غار میں داخل ہو جاؤں گا اور میں اس سے دوسرے اتوار سے پہلے باہر نہیں آؤں گا۔ اب تم بہتر طور پر سمجھ گئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ ان کے اصحاب نے ان سے کہا، اے ابو فلان یہ لڑکا ہے اس کے بارے میں کوئی یقین نہیں ہے۔

ہر شخص اپنے ٹھکانے پر چلا گیا ..... سلمان کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ بہتر سمجھتے ہو۔ میں نے کہا میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ میرے پہلے والے ساتھی رونے لگے جن کے ساتھ میں آیا تھا۔ جب میں ان سے جدا ہونے لگا اب اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اس طعام میں سے آپ جتنی چاہیں لے لیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو اگلے اتوار تک کافی رہے گا۔ اور اس پانی میں سے بھی اپنی ضرورت کا لے لیجئے۔ چنانچہ میں نے وہ لے لیا اور وہ سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ ہر شخص اپنے ٹھکانے پر چلا گیا جس میں وہ رہتا تھا۔ میں اس شخص کے پیچھے ہو لیا۔ حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی غار میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کے پاس جو کچھ ہے اس کو رکھ لیجئے اور کھائیے اور پیجئے اور وہ خود کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ اس کی طاقت نہیں



رکھیں گے۔ لیکن آپ نماز پڑھیں اور سو جائیں اور کھائیں پئیں۔ میں نے ایسے ہی کر لیا مگر اس شخص کو میں نے نہ سوتے دیکھا نہ ہی کھاتے پیتے دیکھا۔ مگر دیکھا تو یار کوع میں تھے یا جدے میں۔ دوسرے اتوار تک یہی ہوتا رہا۔

جب اتوار کے روز ہم نے صبح کی تو انہوں نے کہا اٹھائیے اپنا گھڑا اور چلئے۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ان کے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ پہاڑی چٹان پر پہنچ گئے جہاں لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ پہاڑوں سے نکل کر آئے چٹان پر اکھٹے ہوئے تھے۔ لوگ بیٹھ گئے اور اس رجل طویل نے اپنی بات دوبارہ شروع کی۔ پہلے کی طرح انہوں نے کہا تم لوگ اس دین پر پکے رہو اور تفرقہ نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کے بندے تھے۔ اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے میرا تذکرہ کیا۔ انہوں نے پوچھا، اے لوگو! ابو فلاں آپ نے اس لڑکے کو کیسا پایا؟ انہوں نے میری تعریف کی اور اچھائی کی۔ ان سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا۔ ادھر کثیر تعداد میں روٹیاں اور پانی موجود تھا ہر شخص اس قدر لیتا جتنا اس کی ضرورت پوری ہو جاتی۔ میں نے بھی ایسے ہی کیا۔ اور لوگ ان پہاڑوں میں علیحدہ ہو گئے اور وہ استاذ بھی اپنی غار میں واپس لوٹ گیا، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب تک کہ اللہ نے چاہا وہ اسی طرح کرتا رہا۔ ہر اتوار کو باہر نکلتا تھا اور لوگوں کو وعظ کرتا رہا۔ لوگ اس کے پاس نکل کر آتے رہے، اسے گھیر کر بیٹھتے رہے اور وہ ان کو جو کچھ وصیت کرنا ہوتی وصیت کرتا۔

ایک اتوار ایسا آیا کہ وہ حسب معمول نکلا جب لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے اللہ کی حمد کی اور وعظ فرمایا اور ایسے کہتا رہا جیسے ان سے کہتا تھا۔ پھر آخر میں اس نے ان سے کہا، اے لوگو! میری عمر بڑی ہو گئی ہے، میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا اجل قریب آ گیا ہے۔ اس گھر کے ساتھ میرا اتنا عرصے سے ساتھ رہا، موت کا آنا لازمی تھا تم لوگ اس لڑکے کے بارے میں بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ میں نے اس کو مفید اور غیر مضر پایا ہے اس کے اندر کوئی خرابی نہیں ہے۔

یہ سنتے ہی لوگ گھبرا گئے۔ میں نے ان کے گھبرانے جیسا گھبرانا کبھی نہیں دیکھا۔ لوگوں نے کہا، اے ابو فلاں! آپ ضعیف ہیں اور آپ اکیلے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ آپ کوئی حالت پیش آ جائے، ہمیں تو آپ کی شدید ضرورت ہے۔ مگر اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے واپس نہیں لونا سکو گے۔ اس موت کا آنا لازمی ہے، لیکن تم لوگ اس لڑکے کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا۔ اور ایسا کرنا ایسا کرنا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا اے سلمان! تم نے میرا حال دیکھ رکھا ہے اور یہ بھی کہ میں جس حال میں ہوں۔ یہ ایسے نہیں ہو گیا میں جانتا ہوں، دن میں روزہ رکھتا ہوں، رات کو عبادت کرتا ہوں، میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اپنے ساتھ سامان وغیرہ اٹھا کر لے جاؤں اور تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے گا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے کہا تم بہتر جانتے ہو۔ لوگوں نے کہا، اے ابو فلاں، ہم اس لڑکے کے بارے میں ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا وہ بہتر جانتا ہے، میں نے اس کو سارا حال بتا دیا ہے اور وہ پہلے بھی جو کچھ ہوتا رہا ہے دیکھ چکا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت ..... کہتے ہیں وہ لوگ رو پڑے اور اس کو رخصت کیا۔ اس معلم واعظ نے ان سے کہا، اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس وصیت پر قائم رہنا جو میں نے تمہیں کی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو شاید تمہارے پاس واپس لوٹ آؤں گا اور اگر میں مر گیا تو بے شک اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ چنانچہ اس نے الوداعی سلام کیا اور روانہ ہو گیا۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھ سے اس نے کہا کہ اپنے ساتھ ان میں سے کچھ روٹیاں اٹھالے تم انہیں کھا لینا، وہ اور ہم روانہ ہو گئے۔ وہ آگے چل رہے تھے، میں ان کے پیچھے تھا۔ وہ اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ چلتے رہے، نہ ہی انہوں نے ادھر ادھر دیکھا نہ ہی وہ کسی چیز پر رُکے۔ یہاں تک کہ جب مسلسل چلتے چلتے شام ہو گئی تو انہوں نے کہا، اے سلمان! آپ نماز پڑھئے اور سو جائیے اور کچھ کھانی لیجئے۔ پھر اٹھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ جب شام ہو جاتی تو وہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ بیت المقدس تک پہنچنے تک جب ہم بیت المقدس پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں دروازے پر ایک پیروں اور ٹانگوں سے معذور شخص پڑا ہوا ہے۔ اس نے کہا، اے اللہ کے بندے! آپ میرا یہ حال دیکھ رہے ہیں مجھ پر کوئی چیز صدقہ کر دیجئے مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو گیا۔ اندر جا کر وہ بعض جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے رہے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا، کہ اے سلمان! میں اتنی اتنی راتوں سے نہیں سویا ہوں اور نیند کا ذائقہ بھی نہیں چکھا ہے۔ آپ ایسا کرو میں سو جاتا ہوں جب سایہ فلاں جگہ تک پہنچ جائے مجھے اٹھا دینا۔ اب میں سو رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس مسجد میں آرام کر لوں ورنہ نیند ہی نہیں کروں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں جگا دوں گا۔ پھر انہوں نے کہا کہ نیند مجھ پر غالب آجائے تو آپ مجھے اٹھا دینا جب سایہ فلاں مقام تک پہنچے، بس وہ سو گئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ اتنے دنوں سے یہ سوئے نہیں ہیں، میں نے یہ منظر خود آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لہذا میں ان کو سونے دوں گا، نہیں اٹھاؤں گا۔ حتیٰ کہ خوب سیر ہو کر نیند کر لیں۔ راستے میں جب ہم پیدل چل رہے تھے میں بھی ساتھ تھا۔ وہ میری طرف منہ کر کے مجھے وعظ کرتے تھے۔ اور مجھے خبر دیتے تھے کہ میرا رب ہے اور میرے آگے جنت اور جہنم ہے اور حساب و کتاب ہے۔ اور مجھے تعلیم دیتے تھے۔ اور مجھے ڈراتے تھے جیسے وہ اتوار کے دن لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اسی بات کے دوران انہوں نے مجھے یہ بات بتائی، کہ اے سلمان! بے شک اللہ عنقریب ایک رسول بھیجیں گے اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ تہامہ میں ظاہر ہوگا (وہ استاذ پادری) عجمی یعنی غیر عرب تھا۔ لفظ تہامہ صاف نہیں کہہ سکتا تھا اور محمد بھی صاف نہیں کہہ سکتا تھا۔

### پادری کا سلمان فارسی کو حضور ﷺ کی اتباع کی نصیحت کرنا

اس نے بتایا کہ وہ رسول ہدیہ کی ہوئی چیز کھائے گا لیکن صدقہ کی ہوئی نہیں کھائے گا۔ اس کے دنوں کندھوں کے درمیان مہر ہوگی۔ یہ ہی زمانہ ہے اس کے ظہور کا بس قریب آچکا ہے۔ بہر حال میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کو نہیں پاسکوں گا۔ اگر تم اس کو پاسکو تو اس کو سچا ماننا۔ اور اس کی اتباع کرنا۔ میں نے کہا کہ اگرچہ وہ رسول مجھے آپ کا دین چھوڑ دینے کی بات کرے اور جس طریقے پر آپ ہیں اس کو ترک کر دینے کا کہے پھر بھی میں اس کی اتباع کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ تجھے اس کا حکم دے تو بھی اس کی اتباع کرنا۔ بے شک حق اسی میں ہوگا جو چیز وہ لے کر آئے گا اور رحمن کی رضا بھی اسی میں ہوگی جو کچھ وہ کہے گا۔

سلمان کہتے ہیں کہ زیادہ دیر نہیں گزری تھی حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے گھبرا کر۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے، اے سلمان! سایہ اس جگہ سے گزر گیا لیکن میں نے اللہ کو یاد نہیں کیا۔ کہا گیا تیرا وعدہ اور وہ ذمہ داری جو تو نے اپنے اوپر کی تھی؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ اتنے دن سے نہیں سوئے ہیں اور میں نے بھی اس میں سے کچھ آپ کو دیکھا ہے، میں نے یہ پسند کیا تھا کہ آپ نیند سے پورا پورا فائدہ اٹھالیں۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے نکل پڑے، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔

پھر وہ اسی معذور شخص کے پاس سے گزرے تو اس معذور نے کہا اے اللہ کے بندے آپ داخل ہوئے تھے تو میں نے آپ سے سوال کیا تھا مگر آپ نے مجھے کچھ بھی نہیں دیا تھا اب آپ باہر آئے ہیں تو میں نے آپ سے سوال کیا ہے مگر آپ نے اب بھی کچھ نہیں دیا۔ لہذا اس عبادت گزار پادری نے کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ جب اُسے کوئی بھی نظر نہ آیا تو یہ اس معذور کے قریب ہوئے اور اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ پکڑاؤ اس نے اپنا ہاتھ اسے دے دیا تو انہوں نے اس سے کہا کھڑا ہو جا اللہ کے نام کے ساتھ۔ چنانچہ وہ معذور کھڑا ہو گیا ایسے جیسے کہ وہ باندھی ہوئی رسی سے رہا ہو گیا ہے۔ بالکل صحیح سالم تھا اس میں کوئی عیب نہیں تھا۔ لہذا انہوں نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا اور وہاں سے کہیں چلے گئے۔ نہ کسی طرف مڑ کر دیکھا اور نہ ہی کسی کے پاس کھڑے ہوئے۔

لہذا اس معذور نے مجھ سے کہا کہ اے لڑکے میرے کپڑے اوپر اٹھا دے میں بھی چلا جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری سناؤں کہ میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔ لہذا میں نے اس کے کپڑے اس کو اٹھا کر دے دیئے، وہ بھی چلا گیا مگر میری طرف نہیں دیکھا اور میں ان کی (پادری کی) تلاش میں نکلا۔ جب بھی کسی سے پوچھتا تو لوگ بتاتے کہ وہ تیرے آگے آگے ہے۔ یہاں تک جو قبیلہ کلب کا ایک قافلہ ملا، میں نے ان سے پوچھا، جب انہوں نے اس جوان کے بارے میں سنا تو ان میں سے ایک آدمی نے اپنا اونٹ بٹھایا اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا یہاں تک کہ وہ ان شہروں میں لے آئے۔

ایک انصاری عورت کے ہاتھ فروخت ہو گیا ..... سلمان کہتے ہیں کہ پھر ان لوگوں نے مجھے بیچ دیا مجھے ایک انصاری عورت نے خرید لیا اور اس نے مجھے اپنے باغ کی دیکھ بھال کے لئے رکھ لیا۔ انہیں ایام میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے کہ مجھے آپ کے بارے میں بتایا گیا۔ میں نے

اپنے باغ سے کچھ سوکھی کھجوریں لیں اور ان کو کسی چیز پر رکھا۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ میں نے ان کے پاس کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے پایا، ان میں حضور ﷺ کے قریب تر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ میں نے وہ کھجوریں لاکر حضور ﷺ کے آگے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کھا لو مگر آپ ﷺ نے خود اس میں سے نہیں کھایا۔ اس کے بعد میں کچھ دیر ٹھہرا رہا جس قدر اللہ نے چاہا۔ خیر میں نے کچھ کھجوریں لیں اور چلا گیا۔ اس وقت میں آپ کے پاس لوگ کچھ لوگ موجود تھے۔ ان میں سے قریب تر آدمی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے لاکر وہ حضور ﷺ کے آگے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ بدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ کر کے خود بھی کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا۔

مشرف باسلام ہو گئے ..... سلمان کہتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا یہ باتیں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ میرے ساتھی (پادری) غیر عرب تھے۔ وہ تہامہ میں نہیں کہہ سکتے تھے۔ تہمہ اور کہا تھا احمد۔ میں حضور ﷺ کے پیچھے گھوم کر آیا، حضور ﷺ میری ادا سمجھ گئے، لہذا انہوں نے اپنا کپڑا ڈھیلا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی مہر نبوت بائیں کندھے کے کونے کے پاس تھی۔ میں نے اس کو واضح طور پر دیکھ لیا۔ اس کے بعد میں گھوم گیا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اب میں نے کہا :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

حضور ﷺ نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ غلام ہوں۔ پھر میں نے اپنی بات حضور ﷺ کو بتائی اور اس پادری کی بھی جس کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی بتایا جو کچھ اس نے مجھے حکم دیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو؟ میں نے بتایا ایک انصاری عورت کے۔ اس نے مجھے اپنے باغ میں مالی رکھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکر! انہوں نے عرض کی لیبک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ آپ اس کو خرید لیجئے۔ لہذا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید کر آزاد کر دیا۔ میں ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے ٹھہرانا چاہا۔ پھر میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے سلام کیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ انصاری کے دین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ ان میں کوئی چیز ہے نہ ان کے دین میں کوئی چیز ہے۔ اس بات سے میرے اندر بڑا عظیم وہم داخل ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ وہ شخص میں جس کے ساتھ تھا اور وہ عبادتیں اور ریاضتیں جو میں نے ان میں دیکھی، پھر وہ بھی جو میں نے دیکھا کہ اس نے ایک معذور شخص کا ہاتھ پکڑا تو اللہ نے اس کے ہاتھ کو صحیح کر دیا، وہ کیا تھا؟ کیا واقعی ان میں کوئی خیر کی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کے دین میں ہے؟ میں واپس لوٹ گیا اور میرے دل میں وہ بہت سارے خیالات آئے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی :

ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّ اَنْهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ - (سورة المائدہ : آیت ۸۲)

یہ بائیں وجہ ہے کہ ان میں سے بعض علماء ہیں اور راب (درویش) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! یہی لوگ تھے آپ جن کے ساتھ تھے۔ اور تیرا صاحب (استاذ) بھی یہ لوگ انصاری نہیں تھے، بلکہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ اس نے حکم دیا تھا آپ کی اتباع کرنے کا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اگرچہ وہ آپ کے دین کو ترک کر دینے کا حکم دے اور جس دین پر آپ ہیں اس کو چھوڑ دینے کی بات کرے تو کیا میں اس کو چھوڑ دوں؟ تو اس نے کہا: ہاں! اس کو چھوڑ دینا۔ بے شک حق اور اللہ جو پسند کرتا ہے اسی میں ہوگا جس کا وہ تمہیں حکم دے گا۔ (متدرک ۳/۵۹۹-۶۰۲)

حاکم نے متدرک میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، عالی ہے۔ سلمان فارسی کے اسلام کے ذکر کے بارے میں۔ بخاری نے اس کو نقل کیا۔

مترجم کہتا ہے کہ اس روایت میں حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کے بہت سے دلائل کے علاوہ اس کے بہت ساری تاریخی معلومات اور غیر تہمتیں اور نصیحتیں موجود ہیں۔

(قارئین غور فرمائیں۔ از بندہ حقیر محمد اسماعیل جباروی)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سلمان فارسی نے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اہل فارس میں سے تھا۔ اہل اصفہان میں سے ہستی کا باسی تھا جس کو جسی کہتے تھے۔ میرا والد کسان تھا، اپنی زمین پر کام کرتا تھا اور وہ مجھ سے شدید محبت کرتا تھا اس قدر محبت اس کو نہ مال سے تھی نہ دیگر اولاد سے۔ اتنی محبت تھی کہ اس نے مجھے گھر میں روک رکھا تھا۔ جیسے کوئی لڑکی کو گھر میں روک رکھتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی محنت کی تھی یہاں تک کہ میں آگ بھڑکانے والا قطن بن گیا تھا، جو آگ کو مستقل جلانے رکھے بجھنے نہ دے۔ مجوسیوں میں وہ قابل تعظیم و احترام ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ آگ کا خادم ہوتا تھا، کیونکہ مجوسی آگ کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔

سلمان فرماتے ہیں کہ میں قطن بن گیا تھا جو آگ کو جلانے رکھتا ہے بجھنے نہیں دیتا ایک لفظ بھی۔ میں یہ کچھ جانتا تھا لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا بس اپنے کام کو جانتا تھا۔ میرے والد نے ایک گھر بنانا شروع کیا اس میں ان کی مصروفیت تھی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بلا کر کہا، اے بیٹے! میں یہاں پر مصروف ہوں آپ زمین پر چلے جائیں، وہاں اس کی دیکھ بھال بھی ضروری ہے۔ آپ وہاں جا کر کام کرنے والوں سے کام کروائیں۔ میں اگر وہاں چلا گیا تو یہاں پر کام رک جائے گا۔ چنانچہ میں وہاں جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ راستے میں عیسائیوں کے ایک کنیہ کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ٹی عیسائی نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے اس کے اندر چلا گیا۔ میں نے جو ان کا حال دیکھا تو مجھے حیرانی ہوئی۔ اللہ کی قسم میں وہیں بیٹھا رہ گیا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے والد نے میری تلاش میں ہر طرف بندے بھیج دیئے۔ میں شام کو گھر واپس آ گیا زمینوں پر نہیں گیا۔

میرے والد نے پوچھا کہ تم کہاں رہے؟ کیا میں نے تمہیں ایسے ایسے نہیں کہا تھا؟ میں نے ان کو بتایا کہ ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا ان کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ مجھے اس کی نماز اور ان کی دعائیں اچھی لگی تھی۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا تھا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔ والد نے کہا بیٹا تیرا دین اور تیرے باپ دادا کا دین ان سے بہتر ہے۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم نہیں وہ ان کے دین سے بہتر نہیں ہے۔ وہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اور ہم لوگ تو بس آگ کو پوجتے ہیں، حالانکہ ہم اس کو اپنے ہاتھوں سے سلگاتے ہیں۔ جب ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خود بخود مرنے لگتی ہے۔

چنانچہ وہ میرے بارے میں ڈر گئے اور انہوں نے میرے پیر میں زنجیر ڈالی اور مجھے گھر کے اندر باندھ دیا۔ میں نے نصاریٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے بتاؤ کہ تمہارے دین کا مرکز کہاں ہے، میں نے جس دین پر تمہیں دیکھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہے۔ میں نے کہا کہ جب تمہارے پاس وہاں سے کچھ لوگ آئیں تو مجھے بتلا دینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ضرور بتائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس وہاں سے کچھ تاجر آئے اور انہوں نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں ہمارے تاجروں میں سے کچھ تاجر آئے ہیں۔ میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس جانے کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم بتا دیں گے۔ لہذا انہوں نے جب اپنا کام کر لیا اور جانے کا پروگرام بنایا تو ان لوگوں نے مجھے آگاہ کر دیا۔ میں نے وہ بیڑیاں پھینک دیں جو میرے پیروں میں لگی ہوئی تھیں اور میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اور میں ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہم لوگ شام کے ملک میں پہنچ گئے۔

یہاں پہنچ کر میں نے ان تاجروں سے پوچھا کہ اس دین میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ اسقف ہیں صاحب کنیہ۔ لہذا میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں آپ کے پاس رہوں آپ کے کنیہ کے اندر اور آپ کے ساتھ میں اللہ کی عبادت کروں۔ اور آپ سے خیر اور بھلائی سیکھوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

صدقہ ضائع کرنے والے سے نفرت ..... کہتے ہیں کہ پھر میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ مگر وہ پادری بڑا انسان تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم کرتا تھا اور ان کو اس کی ترغیب دیتا تھا۔ وہ جب اس کے پاس صدقات جمع کرتے تھے تو وہ انہیں گاڑ دیتا تھا صدقات مسکین کو

نہیں دیتا تھا۔ لہذا مجھے اس سے شدید بغض اور نفرت ہو گئی تھی اس لئے کہ میں نے اس کا حال دیکھا تھا۔ وہ زیادہ عرصہ نہ رہ سکا بلکہ وہ مر گیا جب عیسائی لوگ دفن کرنے کے لئے آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ یہ بُرا آدمی تھا۔ تم لوگوں کو یہ صدقہ کی ترغیب دیتا تھا اور حکم کرتا تھا، جب تم لوگ اس کے پاس جمع کراتے تھے تو وہ اس کو جمع کر کے گاڑ دیتا تھا اور وہ مال مسکینوں کو نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا نشانی ہے اس کی؟ میں نے کہا کہ تمہیں اس کا خزانہ نکال کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ لاؤ۔ چنانچہ میں نے ان کے سامنے سات منگے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے نکال کر دیئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھے کہنے لگے اللہ کی قسم اس کو کبھی دفن نہیں کیا جائے گا۔ لہذا انہوں نے اس کو لکڑیوں کے اوپر پھانسی چڑھا دیا اور اس کو پتھر مارے اور دوسرے آدمی کو لے آئے۔ اور اس کو اس برے آدمی کی جگہ مقرر کر دیا۔

اللہ کی قسم اے ابن عباس! میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ پانچ نمازیں پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے زیادہ محنت کرنے والا شخص نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ زاہد اور دنیا سے بے رغبت کوئی انسان دیکھا۔ اور نہ ہی رات دن کے اندر اس سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی انسان دیکھا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس سے زیادہ کسی چیز کو محبوب رکھا ہو۔ اس سے قبل میں ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ اس کو وفات ہو گئی۔

جب وفات ہونے لگی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں آپ کو تو اللہ کا حکم آن پہنچا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں اور میں اللہ کی قسم آپ سے شدید محبت کرتا ہوں، اس قدر کہ اتنی محبت کسی چیز سے نہیں کرتا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں کسی اچھے آدمی کو تو نہیں جانتا ہاں ایک آدمی ہے موصل شہر میں رہتا ہے آپ اس کے پاس چلے جانا۔ ان کو آپ میرے حال کی مثل پائیں گے۔ جب وہ پادری مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں موصل شہر چلا گیا، میں وہاں کے پادری کے پاس پہنچا۔

واقعی اس کو میں نے محنت، کوشش اور دنیا سے بے رغبتی میں پہلے والے جیسا پایا۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے فلاں نے آپ کے پاس بھیجا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کے پاس رہوں۔ اس نے کہا بیٹے ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ رہ جاؤ۔ میں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ان کے دوست کے حکم کے مطابق حتیٰ کہ اس کو بھی وفات آن پہنچی۔ میں نے کہا کہ مجھے فلاں نے آپ کی طرف وصیت کی تھی۔ اور آپ کے اوپر بھی اللہ کا حکم آن پہنچا ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کوئی بہتر نہیں جانتا اے میرے بیٹے! مگر ایک آدمی ہے مقام نصیبین میں، وہ ہم لوگوں کے طریق پر ہے تم اس کے پاس چلے جانا۔ جب ہم نے اسے دفن کر دیا تو میں دوسرے کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اس سے کہا، اے فلاں! مجھے فلاں شخص نے فلاں کی طرف وصیت کی تھی اور فلاں نے آپ کی طرف وصیت کی تھی۔

صاحب عموریہ کی خدمت میں ..... اس نے کہا، آجائے اے بیٹے! میں اس کے پاس رہنے لگا وہ انہیں لوگوں کے حال پر تھا۔ حتیٰ کہ اس کو وفات آگئی۔ میں نے اس سے کہا، اے فلاں! بات یہ ہے کہ آپ کے اوپر اللہ کا حکم آپکا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں اور مجھے فلاں شخص نے فلاں کی طرف وصیت کر کے بھیجا تھا اور اس نے فلاں کی طرف وصیت کر کے بھیجا تھا۔ اور اس نے آپ کی طرف بھیجا تھا۔ آپ کس کی طرف مجھے وصیت کریں گے؟ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کوئی آدمی جو ہمارے طریقے پر ہو۔ ہاں ایک آدمی ہے مقام عموریہ میں، ارض روم میں آپ ان کے پاس چلے جائیں۔ آپ اس کو اسی طور طریقے پائیں گے جیسے ہم ہیں۔ جب ہم نے اس کو دفن کر لیا تو میں روانہ ہو کر مقام عموریہ میں پہنچا۔ صاحب عموریہ کے پاس گیا۔ میں نے اس کو پہلوں کے حال پر پایا، میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور میں نے محنت مزدوری کی۔ حتیٰ کہ میری اپنی گائے بکریاں ہو گئیں اور صاحب عموریہ کی بھی وفات ہو گئی۔ جب وہ مرنے لگے تو میں نے ان سے پوچھا۔

اے فلاں! مجھے فلاں کے پاس اور اس نے فلاں کے پاس اور اس نے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اور آپ کے اوپر اللہ کا حکم آپکا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ مجھے کس کی طرف وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں اس کو نہیں جانتا کہ کوئی ایک باقی رہا ہو اس حالت پر جس پر ہم تھے کہ جس کے بارے میں تم سے کہوں کہ فلاں کے پاس چلے جاؤ۔ لیکن ایسا زمانہ قریب آپکا ہے جس میں سرزمین حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اس کی جائے جحرت دو گرم پہاڑوں کے درمیان شور زمین یا گندھک والی زمین کھجوروں کی زمین ہوگی۔ بے شک اس میں علامات

ظاہر اور واضح ہوں گی۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اگر آپ اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ ان شہروں میں چلے جاؤ تو ضرور جاؤ۔ بے شک اس کا زمانہ تمہارے اوپر سایہ کر کے آچکا ہے۔

جب ہم نے اس کو دفن کر لیا تو میں وہاں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ کچھ آدمی عرب کے تاجروں میں سے ہمارے پاس گزرے۔ قبیلہ بنو کلب میں سے۔ میں نے ان سے کہا آپ لوگ مجھے ساتھ سوار کر لو گے؟ مجھے عرب کی سرزمین پر چھوڑ دینا۔ میں یہ گائے اور بکریاں آپ کو دے دوں گا۔ وہ مان گئے، میں نے یہ مال دے دیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے سوار کر لیا۔ جب وہ مجھے وادی قرئی میں لے کر پہنچے تو انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ انہوں نے مجھے غلام کی طرح ایک یہودی کے پاس فروخت کر دیا۔ وادی قرئی میں۔ اللہ کی قسم میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو امید رکھی کہ یہی شہر ہوگا جس کی میرے صاحب (استاذ) نے میرے لئے تعریف کی تھی جو میرے پاس محفوظ تھی۔ یہاں تک کہ آدمی میرے پاس آیا بنو قریظہ میں سے وادی قرئی کے یہودی میں سے۔ اس نے مجھے میرے مالک سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا۔ وہ مجھے وہاں سے مدینہ لے آیا۔ اللہ کی قسم مدینہ تو ایسا ہے کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کی نشانی پہچان گیا۔ لہذا میں غلامی میں ہی رہنے لگ گیا اپنے مالک کے پاس۔

اتنے میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مکے میں نبی بنا دیا۔ میرے سامنے آپ کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ میں غلامی میں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کر کے قباء میں پہنچ گئے اور میں اپنے مالک کے باغ میں کھجوروں میں کام کر رہا تھا کہ اچانک اس کا چچا آ آیا اور کہنے لگا، اے فلانے اللہ بنو قبیلہ (اوس و خزرج) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم وہ قبیلہ میں ایک آدمی کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے۔ وہ لوگ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ اللہ کی قسم نہیں ہے وہ مگروہی جو میں نے سن رکھا ہے (یہ بات سنتے ہی) مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں اپنے مالک پر رجاؤں گا۔ میں کھجور سے اتر میں کہہ رہا تھا کہ یہ کیسی خبر ہے، یہ کیا ہے؟ چنانچہ میرے مالک نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے سخت مارا اور کہنے لگا کہ تمہیں اس شخص سے (نبی رسول سے) کیا غرض۔ چلو اپنے کام کو دیکھو۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تو ایک خبر سنی تھی میں نے چاہا کہ اس کو جان سکوں۔

میں نے جب شام کی میرے پاس کچھ کھانے کی چیز تھی میں نے وہ ساتھ لی اور رسول اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ قباء میں تھے۔ میں نے جا کر کہا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ آپ نیک آدمی ہیں، اور آپ کے ساتھ غریب اور مسافر ساتھی بھی ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ لوگ اس کے زیادہ حق دار ہیں اس شہر میں، لیجئے وہ یہ ہے۔ یہ سب اس میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں روک کر رکھا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ اس کو کھا لیجئے۔ اور آپ نے خود نہیں کھایا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا یہ ایک صفت ہے اس میں سے جو میرے استاذ نے مجھے بتائی تھی (کہ وہ آخری نبی ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا)۔ پھر میں لوٹ آیا اور حضور ﷺ قباء سے مدینہ میں آ گئے۔

پھر میں نے کوئی چیز جمع کی اور جو میرے پاس تھی پھر میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ یہ میرے پاس ہدیہ ہے اور اکرام سے صدقہ نہیں ہے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے خود بھی کھایا اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دو صفات ہو گئیں جو مجھے بتائی گئی تھیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ میرے اوپر دو چادریں لپٹی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب میں تھے۔ میں حضور کے پیچھے گھومنے لگا تاکہ میں آپ کی پیٹھ پر مہر نبوت دیکھ سکوں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ لیا کہ میں پیچھے ہو رہا ہوں تو سمجھ گئے کہ میں کسی چیز کو تلاش کر رہا ہوں جو مجھے بتلائی گئی ہے۔ لہذا حضور ﷺ نے اپنے کندھے سے اپنی چادر ہٹائی۔ میں نے مہر دیکھی آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان جیسے میرے استاذ نے مجھے بتلائی تھی۔ چنانچہ میں اس مہر پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے اور رونے لگ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے سلمان! آگے گھوم کر آجائیے۔ میں گھوم کر آگے بیٹھ گیا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے اصحاب حضور ﷺ سے میری کہانی سنیں۔ لہذا میں نے اپنی آپ بیتی بیان کی۔ اے ابن عباس! جیسے میں نے تجھے بیان کی ہے۔

جب میں فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمان مکاتبت کر۔ چنانچہ میں نے اپنے مالک کے ساتھ تین سو کھجوروں پر مکاتبت کی کہ وہ درخت لگا دوں گا اور چالیس اوقیہ کھجوریں بھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے میری اعانت فرمائی۔ کھجوروں کے ساتھ تیس گچھے کھجور کے کسی نے دیئے، کسی نے بیس، کسی نے دس۔ ہر شخص نے دیئے جتنا کسی کے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے سلمان! تم ساری کھجوریں جمع کرو میں خود آ کر زمین میں لگاؤں گا۔ جب فارغ ہو جاؤ تو بتا دینا۔ میں نے لا کر رکھ دیں۔ میرے ساتھیوں نے میری مدد کی۔ میں نے ان کے کھدے بھی کھود دیئے، جہاں لگانی تھیں۔

جب ہم یہ کام کر چکے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم فارغ ہو گئے ہیں اپنے کام سے۔ حضور ﷺ میرے ساتھ چل کر آئے، ہم ان کے پاس کھجور کے گچھے اٹھا کر لاتے رہے اور حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے لگاتے رہے اور اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کرتے رہے۔ بس قسم اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا ان میں سے ایک کھجور کا گچھا بھی نہیں سوکھا، سب کی سب کامیاب درخت بن گئے۔ باقی رہے مجھ پر دراہم۔ چنانچہ اس کی ادائے گی کی یہ صورت بنی کہ حضور ﷺ کے پاس کسی کان سے انڈے کی مثل سونا آتا ایک آدمی لے کر۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہاں سے فارسی مسلمان مکاتبت؟ (یعنی آزادی کا معاہدہ کرنے والا)۔ مجھے بھلا یا گیا حضور ﷺ نے فرمایا لیجئے یہ سونا اے سلمان! اور ادائیگی کیجئے جو آپ کے اوپر قرض ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس سے کیا ادائیگی ہوگی؟ (یعنی مجھ پر تو قرض بہت ہے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ اور کروادے گا تم سے۔ بس قسم ہے اس ذات کی سلمان کی جان جس کے قبضے میں ہے کہ میں نے اس سے چالیس اوقیہ ان کے لئے قول کر دیئے تھے۔ میں نے وہ ان کو ادا کر دیئے اور یوں سلمان آزاد ہو گیا۔ مجھے غلامی نے جلد رکھا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں بدر اور لحد کی جنگ میں شریک نہ ہو سکا۔ پھر میں آزاد ہو گیا تو میں جنگ خندق میں شریک ہوا، اس کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ ہر جنگ میں شریک رہا۔ کوئی میدان اور جنگ مجھ سے فوت نہ ہوئی۔ (مسند احمد ۵/۳۸-۳۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن الاصبہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے عبید المکتب سے، اس نے ابو الفضل سے، اس نے سلمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا صدقہ لے کر آپ نے وہ واپس کر دیا تھا۔ اور میں بدیہ لے کر آیا تو آپ نے اس کو قبول کر لیا تھا۔ (مسند احمد ۵/۳۷-۳۸)

اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے سلمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کی مثل سونا دیا تھا اور شریک نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر درہم کی مثل گول کر کے دیکھا یا کہا کہ اگر کوئی رکھ دے ایک پلڑے میں اور وہ رکھ دیا جائے دوسرے پلڑے میں تو وہ جھک جائے گا اس کے ساتھ اس کی گردن چھڑانے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اُصم نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوجیب نے ایک آدمی سے جو عبد القیس سے تھا۔ اس نے سلمان سے، وہ فرماتے ہیں، جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سونا دیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے ساتھ اپنا قرض ادا کیجئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ اتنا سونا کیا واقع ہوگا اس قرضے میں جو مجھ پر ہے؟ (یعنی یہ تو بہت ہی کم ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی زبان پر پھیر کر میرے حوالے کیا اور فرمایا لے جائیے اس کو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کو اور کروادے گا تجھ سے۔ میں چلا گیا اور جا کر میں نے اس کے بدلے میں ان کو قول کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے ان لوگوں کے لئے اس سے چالیس اوقیہ تولے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۴۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے ان کو ابو العباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے محمد بن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس نے حدیث بیان کی جس نے سنا تھا عمر بن عبد العزیز سے اور اس نے حدیث بیان کی تھی سلمان سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے کہ صاحب عموریہ (مقام

عمو یہ کے پادری نے) سلمان سے کہا تھا جب اسے وفات آن پہنچی تھی آپ ارض شام میں درختوں کے دو جھنڈ پر آئیں۔ بے شک ایک آدمی ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی طرف نکلتا ہے ہر سال میں ایک رات۔ اور اس کو بیمار لوگ آکر ملتے ہیں، تو وہ جس کے لئے دعا کر دیتے ہیں وہ شفا یاب ہو جاتا ہے۔ تم جا کر اس سے اس دین کے بارے میں پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو، یعنی حقیقت کے بارے میں یعنی دین ابراہیم کے بارے میں؟

سلمان کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، یہاں تک کہ میں نے وہاں سال بھر تک قیام کئے رکھا۔ حتیٰ کہ سال بعد اس رات کو وہ ایک جھنڈ سے در سے کی طرف نکلا تو وہ چونکہ معلوم کر کے اور چھپ کر نکلتا تھا، وہ نکلا تو لوگ مجھ پر غالب آگئے اس پر حتیٰ کہ وہ اس جھنڈ میں داخل ہو گیا جس میں داخل ہونا تھا۔ حتیٰ کہ نہ باقی رہا تھا اس میں سے مگر صرف اس کا کندھا۔ لہذا میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر رحم فرمائے حقیقت دین ابراہیم کیا ہے؟ اس نے کہا بے شک آپ ایسی چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جس چیز کے بارے میں اس دور میں لوگ نہیں پوچھتے۔

تحقیق تجھے ایک نبی سایہ کر کے آگیا ہے (یعنی قریب آپکا ہے اس کا وقت)۔ وہ اس بیت اللہ اور حرم کے پاس ظاہر ہوگا۔ وہ اسی دین کے ساتھ بھیجا جائے گا۔ جب سلمان نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا، سلمان اگر تم مجھے یہ بات سچی بتا رہے ہو تو تم نے عیسیٰ بن مریم کو دیکھا ہے۔ (سید ابن ہشام ۲۴۱/۱۔ ابن مساکر ۶/۱۹۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو احمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن محمد الجواربی نے مقام واسط میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق ابن ابراہیم شہیدی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے سلمان فارسی سے کہ انہوں نے دس سے پچھڑ زیادہ ربیوں کی خدمات حاصل کی تھیں یعنی ایک ربی سے دوسرے ربی تک (یعنی سیاسی عالم و پادری یا عبادت گزار زاهد تارک الدینا لوگ)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حسن بن عمر بن شقیق سے اس نے معتمر بن سلیمان سے۔

## باب ۵۳

### قیس بن ساعدہ ایادی کا تذکرہ دور جاہلیت کے خطیب کی

حقیقت پر مبنی تقریر جو اس نے عکاظ کے مجمع میں کی تھی (تعارف)

(از مترجم)

یہ قیس بن ساعدہ بن عمرو بن عدی بن مالک بنو ایاد سے تھے۔ حکماء عرب میں سے ایک تھے اور دور جاہلیت کے عظیم خطیب تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلے عرب خطیب تھے جنہوں نے تلوار پر سہارے لے کر خطاب کرنا شروع کیا تھا۔ اور پہلا شخص تھا جس نے لفظ امان بعد! کا استعمال شروع کیا تھا۔ وہ قیصر روم کے پاس آتا جاتا تھا، وہ اس کا اکرام کرتے تھے۔ یہ معمور میں شمار ہوتا تھا۔ اس کی لمبی حیات گزری تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو نبوت سے قبل پالیا تھا۔ اور عکاظ میں اس کو دیکھا تھا۔ نبوت کے بعد حضور ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اکیلا ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ اس نے عکاظ میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی اور لوگوں کو ان کی اتباع کرنے پر ابھارا تھا۔ یہ بعثت رسول سے پہلے کی بات ہے۔ (الانغانی ۱۴-۴۰ خزائن الادب)



(۱) ہمیں خبر دی ابو سعید سعید بن محمد بن احمد شعیثی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث بیان کی ابو عمرو بن ابوطاہر محمد آبادی نے لفظاً، ان کو ابولبابہ نے محمد بن مہدی ابوردی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو سعید بن ہبیرہ نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ ایاد کا وفد آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قس بن ساعدہ ایادی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہلک وہ مر گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کا کلام سنا تھا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ میں نے اس کو یاد بھی رکھا ہو۔ چنانچہ لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کو محفوظ کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اچھا پیش کرو۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ وہ عکاظ کے بازار میں کھڑے ہوئے تھے اور کہا تھا:

”اے لوگو! خوب کان لگاؤ اور سنو اور یاد رکھو۔ ہر شخص جو زندگی گزارتا ہے وہ مر جاتا ہے اور ہر شخص جو مر جاتا ہے وہ فنا ہو جاتا ہے۔ اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ گویا آچکی ہے۔ رات اندھیرا کرنے والی ہوتی ہے اور آسمان برون والا ہے، ستارے روشنی والے ہیں، سمندر جوش مار رہے ہیں اور پہاڑ بلند ہیں اور دریا رواں دواں ہیں۔ بے شک آسمان میں البتہ ایک جنت ہے اور زمین میں عبرتیں ہیں میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ گزرتو جاتے ہیں مگر لوٹ کر واپس نہیں آتے۔ کیا بھلا وہ وہاں اقامت کرنے پر خوش ہو کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے ہیں؟ یا وہ دنیا چھوڑ کر گئے ہیں تو وہاں سو گئے ہیں۔“

”پھر انہوں نے کہنا شروع کیا۔ قس بن ساعدہ اللہ کی پکی قسم کھاتا ہے جس میں گناہ نہیں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک دین ہے اور وہ اس دین سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر تم لوگ ہو۔ پھر اس نے شعر کہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سابقہ قرون اور زمانوں میں گزر جانے والوں میں بصیرتیں اور عبرتیں پوشیدہ ہیں۔ جب میں موت کے گھاٹ اور آنے کے مقام ملاحظہ کرتا ہوں تو وہ ایسے ہیں کہ ان کے ظہور کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اور میں اپنی قوم کو دیکھتا ہوں تو وہ سب چھوٹے بڑے موت کی طرف رواں دواں ہیں تو میں نے یقین کر لیا ہے کہ میں بھی لامحالہ اس کی راہ پر چل رہا ہوں جس پر سب لوگ جا رہے ہیں۔“

قیس بن ساعدہ کا کلام ..... اہل علم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے قس بن ساعدہ کا عربی نثر اور نظم پر مشتمل کلام یہاں پر پیش خدمت ہے جو اس نے عکاظ کے مجمع میں خطاب کیا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھی سنا تھا۔

يا ايها الناس، استمعوا واسمعوا وعوا: كل من عاش مات، وكل من مات فات، وكل ما هو ات - ليل  
داج، وسماء ذات اسراج - ونجوم ترهر، وبحار تزخر، وجبال مرسة، اتهار محرارة - ان في السماء لخبرا،  
وان في الارض لعبرا - اري الناس يسرون ولا يرجعون، ارضوا بالاقامة فأقاموا؟ اذ تركو اناموا؟ ثم انشا  
بقول، يقسم قس قسما بالله لا اثم فيه: ان الله تعالى دينا هو ارضى مما اثم عليه، ثم انشا يقول:

في الذهبين الاولين من القرون لنا بصائر  
ورایت قومی نحوها يمضی الاکابر والا صاغر  
لما رايت موارد السموت ليس لهما مصادر  
ايقنت اني لا محالة حيث صار القوم صائر

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن احمد اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن سعید بن فرسخ الثمینی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مہدی نے، ان کو ابو سعید سعید بن عبد الرحمن مخزومی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ابو حمزہ ثمالی نے سعید بن جبیر سے، اس نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ ایاد کا وفد آیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے قس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہلک وہ مر گیا یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا:

”میں نے موسم حج میں اس کو پایا تھا (یا موجود ہوا تھا) عکاظ میں۔ وہ اپنے سرخ اونٹ پر سوار تھا (یا سرخ اونٹنی پر)۔ وہ لوگوں میں یہ منادی کر رہا تھا، اے لوگو! مجتمع ہو جاؤ، خوب توجہ سے سنو اور بات کو یاد رکھو اور وعظ و نصیحت سنو اور فائدہ اٹھاؤ۔ جو شخص زندہ رہا وہ بالآخر

مرگیا، جو مر گیا وہ فوت ہو گیا (یا مرنے والا ہے)۔ ہر وہ شخص جو آنے والا ہے گویا وہ آ گیا ہے۔ اما بعد! بے شک آسمان میں البتہ جنت ہے (یعنی آسمان سے خبر اور آگاہی حاصل ہوتی ہے)۔ اور بے شک زمین میں بہت ساری عبرتیں ہیں۔ ستارے غروب تو ہوتے ہیں مگر جوش نہیں مارتے، سمندر اُبلتے تو ہیں مگر خشک نہیں ہوتے، چھت بلند کی ہوئی ہے (آسمان) اور کچھونا بچھا ہوا ہے (زمین) نہریں سرسبز ہیں۔

قس بن ساعدہ اللہ کی قسم کھاتا ہے۔ نہ جھوٹ ہے نہ گناہ۔ معاملہ بعد میں خطرناک ہوگا۔ اگر اس میں سے کچھ میں رضا ہوگی تو کچھ میں ناراضگی۔ اور یہ کوئی کھیل نہیں ہے۔ بے شک اس کے بعد حیرانی ہو۔ قس بن ساعدہ اللہ کی قسم کھاتا ہے، نہ جھوٹ بول رہا ہے نہ گناہ کر رہا ہے۔ بے شک اللہ کا ایک خاص دین ہے جو کہ وہ زیادہ مرضی اور پسندیدہ ہے اس کو۔ اس دین سے جس پر ہم لوگ ہیں۔ کیا حال ہے لوگوں کا کہ جاتے ہیں مگر واپس نہیں آتے؟ کیا وہ خوش ہو کر وہاں مقیم ہو گئے ہیں یا وہ چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ لہذا وہ سو گئے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساعدہ کا کلام یاد کر لیا تھا ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے بعد قس بن ساعدہ نے کچھ ابیات و اشعار کہے تھے میں نے ان کو یاد نہیں کیا تھا۔ یہ سنتے ہی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے میں اسی جگہ موجود تھا اور انہوں نے یہ مقالہ یاد کر لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ کیا تھا؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قس بن ساعدہ نے اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا:

فی الذاہیین الاولین من القرون لنا بصائر  
لما رایت موارد اللموت لیس لہا مصادر  
ورایت قومی نحوہا یمضی الا کابر والاصغر  
لا یرجع الماضی الیولاً من الباقی غابر  
ایقنت انی لامحالة حیث صار القوم صائر

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ایاد کے وفد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا قس بن ساعدہ کی کوئی وصیت بھی موجود ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ بالکل ہے۔ ہم نے اس کے تکیہ کے نیچے ایک لکھا ہوا صحیفہ پایا تھا۔ جس میں لکھا تھا:

یا ناعی السموت والاموات فی حدث  
دعہم فان لہم یوما یصاح بہم  
منہم عرارة و موتی فی ثیابہم  
علیہم من بقایا ثوبہم حرق  
کما ینبہ من نوماتہ الصعق  
منہا الحدید و منہا الاورق الخلق

”اے موت کی خبر دینے والے! مُردے تو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے اوپر موجود کپڑے، کفن پھٹ جاتا ہے، چھوڑیے ان کو بے شک ان کے لئے ایک دن مقرر ہے طے ہے۔ جس دن ان کو چیخ کر پکارا جائے گا، جیسے بے ہوشی میں مبتلا شخص کو خبردار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض بغیر لباس کے اور بعض کپڑوں میں یعنی کفن میں ہوں گے۔ بعض کا ان میں سے لباس جدید ہوگا اور بعض کا بوسیدہ ہوگا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سُنے تو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تحقیق قس بن ساعدہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لے آیا تھا یعنی اس طرح اس نے اس عقیدے کا اقرار کر لیا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو احمد بن محمد بن منصور حاسب نے، ان کو محمد بن حسان سمی نے، ان کو محمد بن حجاج نجفی نے مجاہد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، انہوں نے بات ذکر کی اس مذکور کے مفہوم میں مگر انہوں نے بات میں کہا۔ جی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون تم سے ان کے شعر روایت کرتا ہے؟ انہوں نے شعر ذکر کئے لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور وصیت کا ذکر نہیں۔

یہ وہ روایت ہے جس کے ساتھ محمد بن حجاج نجفی متفق رہے مجاہد سے اور محمد بن حجاج متروک الحدیث ہے اور ایک دوسرے طریق سے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادات کثیرہ کے ساتھ۔

## وفد عبد القیس کی آمد اور سردار جارود کا اسلام قبول کرنا قس بن ساعدہ کا کلام اور جارود کا کلام جو فصاحت عربی کا شاہکار ہے

ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس ولید بن سعید بن حاتم بن عیسیٰ فسطاطی نے مکہ مکرمہ میں اپنے حفظ سے یعنی زبانی۔ اور یہ خیال کیا ہے ان کی عمر اس وقت پچانوے سال تھی ذوالحجہ ۳۶ھ میں۔ یہ حدیث بیان کی تھی باب ابراہیم کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی تھی محمد بن عیسیٰ بن محمد اخباری نے، ان کو ان کے والد عیسیٰ بن محمد بن سعید قرشی نے، ان کو علی بن سلیمان نے، ان کو سلیمان بن علی نے علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں جارود بن عبد اللہ آئے اور وہ اپنی قوم کے اندر سردار تھے۔ اپنے معاشرے کے عظیم لیڈر تھے جن کا حکم چلتا تھا۔ بلند مقام تھے، ان کی بڑی بات تھی۔ ظاہر الادب تھے۔ اعلیٰ حسب نسب رکھتے تھے۔ انتہائی حسن و جمال کے مالک تھے، خوبصورت ان کے کام تھے، صاحب مال و عطا تھے۔ وفد عبد القیس میں آئے تھے، اعلیٰ اقدار و ارفع امور کے مالک تھے۔ اعطاء و احسان، فصاحت و برہان کے خوگر تھے۔

ان میں سے ہر شخص پرانے اور کھجور کے درخت کے مثل تھا یا جب اونٹنی پر بڑا اور اصیل نر جو اعلیٰ نسل کے اصلی گھوڑوں کو پیچھے چھوڑ آئے ہوں جو تیار ہوں سوار کے تازیانے کے لئے، جو اپنی رفتار میں انتہائی بہتری لانے والے ہوں۔ اپنے معاملے میں حزم و احتیاط اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جو اپنی روش میں نرمی کرنے والے تھے مگر لمبے فاصلوں کو سمیٹنے والے تھے (وہ صاحب جب آئے)۔ انہوں نے مسجد نبوی کے پاس اپنی سوار یوں کے اونٹ بٹھائے۔ اور جارودی (وفد کا سردار اعلیٰ) اپنی قوم کے اور ایسے چچا زاد اکابر کے آگے آیا اور کہنے لگا،

”اے میری قوم! یہ سدا بہار پیکر حسن چمکتی شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سید العرب ہیں، اولاد عبد المطلب کے مان ہیں۔ تم لوگ جب اس کے سامنے آؤ تو اس کے سامنے احترام کرتے ہوئے کھڑے ہو جانا۔ اور ان کے سامنے بات کم کرنا۔“

چنانچہ ان سب نے متفقہ طور پر یہ کہا،

”اے سخاوت کے بادشاہ، اے شیر بہادر، ہم ہرگز بات نہیں کریں گے آپ کے سامنے ہوتے ہوئے، اور آپ کے حکم سے تجاوز نہیں کریں گے۔ آپ دل کھول کر ہمیں کہئے جو آپ کہنا چاہتے ہیں ہم سن رہے ہیں۔ آپ کر گزریئے جب چاہیں، ہم آپ کے تابع دار ہیں۔“

لہذا جارود (سردار) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کو لے جانے کے لئے تیار ہو کر اُنھے ہرزہ پوش سردار کے ساتھ عمائم سر پر سجائے، تلواریں جمائل کئے، اپنی تلواریں لٹکا کر چل رہے تھے۔ تہہ بند کے دامن گھسیٹتے ہوئے جار رہے تھے۔ شعر پڑھ رہے تھے اور نہ تھک کر خاموش ہو رہے تھے۔ اگر وہ ان کو امر کرتا تو وہ فوراً اس کی پیروی کرتے۔ اگر وہ تنبیہ کرتا تو وہ اس کی ڈانٹ سن کر رک جاتے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کہ وہ گھائیوں کے شیر ہیں۔ جیسے وہ اس میں آتے ہیں (یا مضبوط شیر ہیں جو بن میں آئے ہیں)۔ جو وقار اور متانت کے حامل ہیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے آکر کھڑے ہو گئے۔

## وفد عبدالقیس کے سردار کی مسجد نبوی میں دیگر سرداروں سمیت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اور جارود سردار کے اشعار جن کو سن کر رسول اللہ ﷺ کی خوشی کی انتہا نہ رہی

جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے اور حاضرین اہل مجلس نے ان کو دیکھا تو جارود ان کا سردار و قیدیوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے آگے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور اپنا اسلحہ اتار کر رکھا اور احسن طریقے سے حضور ﷺ کو سلام پیش کیا، اس کے بعد اشعار و نظم میں کلام شروع کیا۔

یا نبی الہدی اتتک رحال  
و صوت نحوک الصحاح طرا  
فصعت فدفدا و الا فالالا  
لا تحال الکلال فیت کلالا  
ارقلنتھا قلاصنا ارقالا  
و طوتھا الحیاد تجمع فیھا  
بکماة کانجم تنلالا  
تبغی دفع باس یوم عبوس  
او جل القلب ذکرہ تمہالا

اسے ہدایت کی خبر دینے والے (نبی) آپ کی خدمت میں یہ جوان حاضر ہوئے ہیں جو میدانوں میں، ہر میدان فاسوں پر فاصلے طے کر کے پہنچے ہیں۔ اور آپ کی طرف ہر ہموار زمین کو لپٹتے، طے کرتے، ہانکتے ہوئے اور کھچے ہوئے چلے آئے ہیں۔ تیری ملاقات کی راہ میں کسی تھکنے والے کی تھکنے نے اس کے قدموں کو نہیں روکا۔ جس کو دیکھنے سے آنکھ گھبرائے۔ ہماری سواریوں نے اس کو بخوشی طے کر لیا ہے۔ عمدہ تیز رفتار گھوڑوں نے ان فاصلوں کو طے کیا ہے جو سرکشی کر رہے تھے اس سفر میں سُرخ سیاہ گھوڑوں کے ساتھ۔ ان کے ایک دوسرے کے پیچھے چلنے سے ایسے لگتا تھا جیسے ستارے ایک دوسرے کے پیچھے قطار میں چل رہے ہوں۔ ہم لوگ خطرے کے دن خطرے اور شدت عذاب سے (قیامت کا دن یا جنگ کا دن) اپنا دفاع اور تحفظ چاہتے ہیں۔ جس کا ذکر دل کو خوف زدہ کر کے دھلا دیتا ہے۔

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کی انتہاء

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ مذکورہ اشعار سنے تو فرح فرحاً شدیداً انتہائی خوش ہوئے اور اس جارود سردار کو قریب کیا، پھر اور زیادہ قریب کیا اور اس کو اونچی جگہ بٹھایا اور اس سے محبت کا اظہار کیا۔ اور اس کی عزت افزائی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے جارود آپ کو آپ کی قوم کو وعدے نے موخر کر دیا ہے اور تمہارے ساتھ مدت طویل ہو گئی ہے (مراد یہ ہے کہ آپ کو آنے میں دیر ہو گئی ہے)۔ جارود نے جواب دیا یا رسول اللہ! البتہ غلطی کی ہے اس نے جس نے آپ کے پاس آنے کا ارادہ نہیں کیا اور اس کی رشد و ہدایت رُوٹھ گئی ہے۔ اللہ کی قسم یہ بات بڑی خسارے کی ہے اور عظیم خطرے کی ہے۔ بڑی بلاکت کی ہے، ساتھ و سامنے پیدا ہونے والا اپنے گھر والوں کے جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اور اپنے کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ حق لے کر آئے ہیں، آپ نے سچ بولا ہے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو مؤمن کے لئے سرپرست منتخب کیا ہے۔ تحقیق میں آپ کی وصف انجیل میں بھی پائی ہے۔ البتہ تحقیق آپ کی بشارت ابن بطول نے بھی دی ہے (مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)۔ لمباتحیہ اور سلام ہے آپ کو۔ اور شکر ہے اس ذات کا جس نے آپ کو عزت دی ہے اور آپ کو رسول بنایا ہے۔ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی کسی ثبوت کی ضرورت نہیں اور یقین آجانے کے بعد شک باقی نہیں رہا۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے (کہ میں بیعت کروں) میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ (محمد) اللہ کے رسول ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جارود ایمان لے آیا اور اس کی قوم میں سے ہر سردار ایمان لے آیا۔ نبی کریم ﷺ ان سب سے بہت خوش ہوئے۔ اور خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ اے جارود! کیا اس وفد عبدالقیس کی جماعت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو ہمارے لئے قس کا تعارف کروائے؟ اس نے جواب دیا :

”یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کا تعارف کروائے گا ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ میں اپنی قوم میں سے ایسا ہوں جو اس کے تمام آثار کی تلاش میں رہتا تھا۔ اور اس کی خبر کی تلاش کرتا رہتا تھا۔ ذہین ترین آدمی تھا عرب کے ذہینوں میں سے۔ صحیح النسب تھا، فصیح ترین تھا، وہ خطاب کرتا تھا۔ خوبصورت بڑھاپے اور سفیدی والا تھا۔ سات سو سال کی طویل عمر عطا کیا گیا تھا۔ صحرا نوردی کرتا رہتا تھا۔ نہ اس کو کوئی دار چھپاتی نہ کوئی گھر، نہ ہی کوئی ٹھکانہ اس کو قرار دیتا تھا۔ اپنی صحرا نوردی کے دوران شتر مرغ کے انڈے گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے رہتے۔ جنگلی اور وحشی جانوروں اور موذی جانوروں کے ساتھ انس و محبت کرتے تھے۔ ٹاٹ کا لباس پہنتے تھے۔ سیاحوں کے پیچھے رہتے تھے مسیح کی نہج پر۔ رہبانیت اختیار کرنے، دنیا والوں سے الگ تھلگ رہنے سے اکتاتے نہیں تھے۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے تھے۔ اپنی حکمت و دانائی سے امثال اور محاورے بنا کر پیش کرتے تھے۔ اور اپنے محاورات و امثال کے ذریعے خطرات سے پر ڈے اٹھاتے تھے۔ ابدال اور مقدس لوگ اس کی اتباع کرتے تھے۔ عیسائی حواریوں کے سردار سمعان کو انہوں نے پالیا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا عرب میں سے جس نے معبود بنایا اور پرستش کی۔ اور زیادہ عبادت گزار تھے۔ ان میں سے جنہوں نے صدیوں عبادت کی اور انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ جی کر اٹھنے پر یقین رکھا اور حساب و کتاب پر یقین رکھا اور بُرائی کے ساتھ لوٹنے اور بُرے ٹھکانے سے ڈرایا۔ اور موت کی یاد دلا کر اس نے وعظ کیا۔ اور مرنے سے پہلے عمل کرنے کی تلقین کی۔ خوبصورت الفاظ بولنے والے بازار عکاظ میں خطاب کرنے والے، مشرق و مغرب کے عالم، خشک و تر کے عالم (یعنی جنگلوں اور دریاؤں کے بروبحر کے عالم)۔ میٹھے اور کڑوے پانی کے عالم (یعنی دریاؤں اور سمندروں کے عالم) ایسے لگتا ہے جیسے میں ان کو آج بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور سارے عرب ان کے سامنے ہیں۔ وہ رب کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جو اس کا رب تھا کہ ضرور لکھی تقدیر کا اپنے وقت کو پہنچے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا اجر ضرور ملے گا۔“ اس کے بعد وہ یہ شعر کہتے تھے :

ولیل تحلاهن نہار  
وشمس فی کل یوم تدار  
شدید فی الخافقین مطار  
کلہم فی التراب یوما یزار  
واخری خلت فہن قفار  
جو سۃ الناظر الذی لا یحار  
اللہ نفوسا لہا ہدی و اعتبار

ہاج للقب من جواہ ادکار  
ونجوم یحثہا قمر الیل  
ضوؤہا یطمس العیون ورعاد  
وغلام و اشمط ورضیع  
وقصور مشیدۃ حوت الخیر  
و کثیر مما یقصر عنہ  
والذی قد ذکر ت دل علی

اس کی روشنی تو آنکھوں کو خوش کرتی ہے اور شدید ڈراور ہے۔ وہ مشرق و مغرب کے مابین تیز رفتاری سے دوڑتا ہے (اجرم فلکی ہوں یا انسانی) لڑکے ہوں یا ادھیڑ عمر جو ان یا دودھ پیتے سب کے سب منی میں ہوں گے اس دن جو آئے گا۔ اور مضبوط بنائے ہوئے محلات جو چیز کو جمع کئے ہوئے ہیں اور دوسرے جو خالی ہیں وہ سب چٹیل میدان ہوں گے۔ اور بہت ساری دیگر چیزیں جن سے ناظر کی نگاہیں چکا چوند ہوتی ہیں۔ جو کمی کا شکار نہیں ہوئیں۔ جتنی چیزیں میں نے گنوائی ہیں سب کی سب اللہ کے وجود پر دالالت کرتی ہیں۔ اپنے وجود کے اعتبار سے یہ سب رہنمائی کر رہی ہیں اور عبرت دلا رہی ہیں۔

یہاں تک قس کا کلام سن کر رسول اللہ ﷺ نے جا رو دکوروک کر کہا، بس بس کراے جا رو!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ٹھہر جائیے اے جا رو۔ میں بھی اس شخص کو نہیں بھولا ہوں عکاظ کے بازار میں۔ وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا اپنے عجیب کلام کے ساتھ وہ کلام کر رہا تھا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ میں نے اس کو محفوظ کیا ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ہے اے مہاجر و انصار! جو ہمارے لئے

اس کے کلام میں سے کچھ یاد رکھتا ہو؟ لہذا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے اسے یاد رکھا ہوا ہے۔ میں اس دن بازار عکاظ میں حاضر تھا جب اس نے خطبہ دیا تھا اور خوب لمبا کیا تھا۔ اور اس نے ترغیب بھی دی تھی اور ڈر سنا یا تھا، ترغیب، ترہیب، تحذیر، انذار سب کچھ کیا تھا۔ اس نے اپنے خطابات میں یوں کہا تھا :

### قس بن ساعدہ کو عرب کے معمر ترین خطیب کا خطاب

”اے لوگو! سنو اور یاد کرو۔ اور جب تم یاد رکھ لو تو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو بھی زندگی گزارتا ہے وہ مرتا ہے، جو بھی مرتا ہے وہ آنے والا ہے (مطلب یہ ہے کہ وہ دربارہ زندہ ہوگا)۔ اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے گویا کہ وہ آگنی ہے، خواہ وہ بارش ہو یا وہ آگنی والی نبات ہو یا وہ رزق ہوں روزیاں، یا باپ ہو جائیں۔ زندہ ہوں یا مردے۔ جمع اکٹھے ہوں یا متفرق اور نشانیاں بعد نشانیاں کے مسلسل، بے شک آسمان میں خبر اور آگاہی ہے۔ اور زمین میں البتہ عبرتیں ہیں رات اندھیری ہے اور آسمان بر جوں والا ہے۔ اور زمین بند دروازوں والی ہے۔ اور سمندر موجوں اور لہروں والے ہیں۔ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ جاتے تو ہیں لیکن لوٹ کر واپس نہیں آتے؟ کیا وہ ٹھہرے رہنے پر خوش ہو گئے ہیں۔ وہ وہاں چھوڑ دیئے گئے ہیں اور وہ وہاں سو گئے ہیں۔ قس قسم کھاتا ہے سچی قسم نہ اس میں وہ قسم توڑنے والا ہے نہ گناہ کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک دین ہے، وہ اس کو محبوب ہے تمہارے دین سے جس پر تم لوگ ہو۔ اور اس کا ایک نبی ہے، تحقیق اس کا وقت آ گیا ہے اور تمہارے اوپر اس کا وقت سایہ کر کے آ گیا ہے اور اس کے ظہور نے تمہیں پالیا ہے۔ پس مبارک ہے اس کے لئے جو اس کے ساتھ ایمان لائے گا اور وہ اس کو ہدایت دے گا۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے جس نے اس کی مخالفت کی اور اس کی نافرمانی کی۔۔۔۔۔“

گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ..... اس کے بعد کہا بلاکت ہے ارباب غفلت کے لئے سابقہ اُمتوں میں سے اور بیت جانے والے زمانوں میں سے۔ اے قبیلہ ایاہ کے لوگو! کہاں ہیں باپ اور دادے؟ کہاں ہیں بیمار اور عیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں فرعون و شداد؟ کہاں ہیں جنہوں نے عمارتیں بنائیں اور انہیں مضبوط کیا؟ اور ان کو آراستہ کیا اور خوبصورت فرش بنایا؟ اور اس کو مال اور اولاد نے دھوکہ میں ڈالا؟ کہاں ہیں وہ جنہوں نے تعدی کی اور سرکشی کی تھی؟ مال جمع کیا اور محفوظ کر کے رکھا؟ اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں؟ کیا وہ تم سے زیادہ مال دار نہیں تھے؟ اور تم سے زیادہ آرزوئیں کرنے والے نہ تھے؟ اور تم سے لمبی عمروں والے نہیں تھے؟ کہ غمناک مٹی نے ان کو پس دیا۔ اور ان کو اپنی طوالت زمانی کے ساتھ ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ رہیں ان کی ہڈیاں بوسیدہ اور وہ رہے ان کے ویران گھر۔ جن کو بھر رکھا ہے بھونکنے والے یا پھاڑنے والے بھیڑیوں نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔ ہرگز نہیں ایسی بات۔ بلکہ وہی اللہ ایک ہے وہی معبود ہے وہ نہ باپ ہے نہ بیٹا ہے۔ اس کے بعد اس نے شعر پڑھے۔

من القرون لنا بصائر

لیس لها مصادر

یمضی الا صاغر والا کابر

ولا من الباقین غابر

لہ حیث صار القوم صائر

فی الذاہیس الاولین

لما رايت موارد الموت

ورایت قومی نحوہا

لا یرجع الماضی الی

ایقنت انی لا محاصر

پہلے زمانوں میں چلے جانے والے لوگوں میں ہمارے لئے عبرتیں ہیں۔ میں نے موت کے گھاٹ ملاحظہ کئے ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور میں نے اپنی قوم کو دیکھا ہے کہ چھوٹے اور بڑے سب اسی موت کی طرف رواں دواں ہیں۔ نہ پہلے چلے جانے والوں میں سے کوئی میری طرف واپس لوٹتا ہے اور نہ باقی رہ جانے والوں میں سے کوئی جانے سے رکتا ہے۔ لہذا میں نے بھی یقین کر لیا ہے کہ لامحالہ مجھے بھی اسی طرف جانا ہے جدھر سارے لوگ جا رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ بیان قس کی طرف سے نقل کرنے کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک آدمی کھڑے ہو گئے۔ ایسے لگ رہے تھے جیسے کوئی پہاڑ کا ٹکڑا ہے۔ بڑے عظیم سروا لے، بڑی جسیم قامت والے۔ انہوں نے اپنا عمامہ درست کیا۔ اپنی زلفوں کو ڈھیلا کیا۔ محترم تھا، غالب جوان تھا۔ بڑی باجھوں والا، بلند آواز والا۔ اس نے کہا :

اے تمام رسولوں کے سردار اے رب العالمین کے چنیدہ! میں خطیب مذکورہ جس کی ایک عجیب بات دیکھی اور میں اس کے پسند کی جگہ اس کے ہاں حاضر ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ نے جو کچھ اس سے دیکھا، اس کو آپ نے محفوظ کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ اسلام سے پہلے دور میں اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا جو مجھ سے بھاگ گیا تھا۔ میں اس کے قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے گیا، میں نے گھانس کی چراگا ہوں میں اس کی تلاش کی، ریت کے ٹیلوں میں اسے ڈھونڈا۔ خواہ وہ آہستہ رفتار والے ہوں (بڑے بڑے ہونے کی وجہ سے)۔ یا تیز رفتار والے (چھوٹے ہونے کی وجہ سے)۔ ایسی جگہ ڈھونڈا جہاں کسی سواریا قافلے کے چھپ کر آرام کرنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ جہاں غیر جنس کے لئے کوئی راہ نہ تھی۔

اچانک میں ایک بہت بڑے پہاڑ میں ایک ڈراونی غاریا تنگ جھرو کے میں پہنچا۔ جہاں ویرانے کی وجہ سے آلو کے سوا کوئی نہیں رہ سکتا تھا۔ مجھے رات ہو گئی۔ لہذا میں ڈرتے ڈرتے اس کے اندر گھس گیا۔ کیونکہ مجھے اس میں اپنی موت کا خطرہ تھا۔ میں وہاں پر اپنی تلوار کے سوا کسی شئی کی طرف مائل بھی نہیں ہو سکتا تھا (یعنی کسی چیز کا سہارا نہیں تھا)۔ اور میں نے وہاں لمبی رات گزاری، جیسے وہ باہم ملی ہوئی رات ہے کئی راتوں سے)۔ میں ستاروں کی نگرانی کرتا رہا۔ میں ان کے غیب ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ جب رات ختم ہونے کے قریب ہوئی اور قریب تھا کہ صبح سانس لے، مجھے کسی غیب کی آواز دینے والے نے آواز دی۔ وہ یہ شعر کہہ رہا تھا :

يَا أَيُّهَا الرَّاqِدُ فِي اللَّيْلِ الْاِحْمِ

مَنْ هَاشِمٌ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْكَرَمِ

اے تاریک رات کے اندر سونے والے! تحقیق اللہ نے حرم کے اندر ایک نبی کو مبعوث کر دیا ہے۔ وہ بنو ہاشم میں سے ہے جو اہل وفا اور اہل عزت و شرف ہیں (وہ کفر و شرک کے) اندھیروں سے اور تاریک راتوں کو روشنی سے بدل دیتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلو بدل کر دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ نہ میں نے اس کے قدموں کی کوئی آہٹ سنی۔ میں نے بھی پلٹ کر شعر کہتے ہوئے سوال کر دیا۔

يَا أَيُّهَا الْهَاتِفُ فِي دَاجِي الظُّلَمِ

بَيْنَ هِدَاكِ اللَّهِ فِي لَحْنِ الْكَلِمِ

اے اندھیری رات میں غیب سے آواز دینے والے! تجھے خوش آمدید ہو! تم اندھیری رات میں آئے ہو یا خواب میں آئے ہو۔ اللہ تجھے ہدایت دے، واضح کلام میں بیان کر وہ کیا چیز ہے جس کی طرف آپ بلا رہے ہیں۔ بہت ہی اچھا ہوگا اور غنیمت سمجھا جائے گا۔

کہتے ہیں اچانک میں نے کسی کے کھانسنے کی آواز سنی اور کسی بات کرنے والے کی جو کہہ رہا تھا، کہ نور ظاہر ہو گیا ہے اور جھوٹ باطل ہو گیا ہے۔ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا ہے جو خوش مزاج ہے، جو صاحب نجیب احمر ہے (خاندانی شرافت کا مالک ہے)۔ صاحب تاج اور صاحب خود ہے۔ صاحب گلگون چہرہ ہے۔ چاند جیسی بھنوں والا، تیز ترین نگاہوں والا۔ صاحب قول شہادت۔ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ يَكْفِي مُحَمَّدٌ بِيَوْمِ يَوْمِ الْاِسْفَادِ اور سفید کی طرف مبعوث ہے۔ تمام اہل مدراور اہل ویر کی طرف مبعوث ہے (یعنی شہریوں اور دیہاتیوں کا سب کا رسول ہے)۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَثَ

ارسل فينا احمدًا خبير نبى قد بعث

لم يخلنا (حيناً) سدى من بعد عيسى واكثر

صلى عليه الله ما حج له ركب وحث

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے تمام مخلوق کو بے کاروبے مقصد نہیں بنایا۔ اور ہم لوگوں کو کسی وقت بھی یونہی بے کار نہیں چھوڑا۔ اسی علیہ السلام کے بعد سے بلکہ ہمارے اندر احمد کو رسول کی حیثیت سے بھیج دیا۔ وہ بہترین نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے۔ اس پر اللہ اپنی رحمت کرتا رہے، جب تک اس کے لئے سوار آرزو کرتے رہیں اور سوار یوں کو ابھارتے رہیں۔

مجھے خوشی سے اپنی آغوش میں لے لیا ..... کہتے ہیں جب میں اس گفتگو میں پڑا تو اپنے اُونٹ کو بھول گیا۔ مجھے خوشی نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں صبح بھی روشن ہو گئی۔ بڑی ہوئی ہر شئی سامنے ہو گئی۔ بس جلدی سے میں نے غبار جھاڑا اور پہاڑ کی راہ لی۔ اس وقت اچانک دیکھا تو میرا اُونٹ آگے سامنے کھڑا ہے جو اُونٹوں کی بوسونگھ رہا ہے۔ میں نے اس کی مہار پکڑی اس کی کوہان پر سوار ہو گیا۔ اس نے اطاعت سے سرکشی کی اور میں نے ایک لمحہ اس کو خوب جھنجھوڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ تھک گیا اور تابعدار ہو گیا اس سے الگ کی وہ چیز جو سختی اور ضد کر رہی تھی، جب تکیہ اور اس کا سنج گرم ہو گیا اور ٹھنڈا ہو گیا تو شدان اچانک سامان سفر نے تحقیق اس کے لئے دل کے پستے جھاڑے۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا، بس وہ چھوڑ دیا گیا۔ میں نے اس کو اجازت دی وہ بیٹھ گیا بھرے بھرے باغ میں جو تروتازہ اور خوشبودار تھا۔ جس چراگاہ و باغ میں حوزان اور قربان اور عنقرآن اور عبیثران نام کے پودے اور بوٹیاں تھیں۔ اور جلی اور اقاح (بابونہ) اور شجرات اور برار اور شقائق اور نہارتھے۔ گویا کہ فضا ان پر رات بھر بارش برساتی رہی تھی۔ علی الصبح بادلوں نے ان کو تازہ کیا تھا۔ ان کے درمیان درخت تھے اور کنارے پر پانی کی ندی تھی وہ گھانس چرنے لگا۔

اور میں گوہ کا شکار کھیلنے لگا۔ یہاں تک کہ جب میں نے کھالیا اور اس نے بھی کھالیا، میں نے بھی پانی پی لیا اس نے بھی پی لیا۔ میں نے بھی بار بار پیا، اس نے بھی دوبارہ پیا۔ میں نے اس کے پیر کی رسی کھول دی۔ اور اس کی جُل اوپر ڈال دی (وہ کپڑا جو جانور کے اوپر خوبصورتی کے لئے ڈالتے ہیں)۔ میں نے اس کی چراگاہ میں گردش کرنے کی جگہ وسیع کر دی۔ اس نے حملے کو غنیمت جانا، تیزی سے تیر کی مثل ہوا سے سبقت کرنے لگا اور کشادہ میدان کی چوڑائی کو قطع کرنے لگا۔ حتیٰ کہ اس نے مجھے ایک وادی اور قوم عاد کے درختوں میں سے درخت دیکھا دیئے، جو پتوں والا اور عجیب درخت تھا۔ جس کی ٹہنیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ گویا کہ اس کے پھل دانے ہیں کالی مرچ کے۔

میں اس کے قریب ہوا تو اچانک میں قس بن ساعدہ کے پاس پہنچ گیا جو اس وقت درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پیلو کے درخت کی ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ وہ زمین پر کرید رہا تھا۔ اور وہ ترنم کے ساتھ یہ شعر کہہ رہا تھا :

یاناعی الموت والملحود فی حدث	علیہم من بقایا بزہم حرق
دعہم فان لہم یوما یصاح بہم	فہم ادا ابنہوا من نو مہم فرقوا
حتی یعودوا الحال غیر حالہم	خلقنا جدیدا کما من قبلہ خلقوا
منہم عراة و منہم فی ثیابہم	منہا الحدید و منہا المنہج الخلق

اے موت کی خبر دینے والے اور قبر میں مدفون ان کے اوپر ان کے بقایا کپڑے پھٹ گئے ہیں۔ چھوڑیے ان کو ان پر ایک دن آنے والا ہے جس دن ان کو پکار لگے گی وہ جب اپنی نیند سے بیدار کئے جائیں گے گھبرا جائیں گے۔ حتیٰ کہ گھبرا کر وہ حال سے بے حال ہو جائیں گے۔ نئی پیدائش، پیدا کئے جائیں گے جیسے کہ وہ پہلے پیدا کئے گئے تھے۔ کچھ ان میں سے ننگے ہوں گے اور کچھ ان میں سے اپنے کپڑوں میں، کچھ ان میں سے نئے کفن والے اور کچھ ان میں سے پرانے اور پھنے ہوئے کفن والے۔

(وہ انصاری جو ان کہنے لگے کہ) میں اس کے قریب ہو گیا۔ میں نے اس پر سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ یکا یک دیکھا کہ ایک چشمہ اُبل رہا ہے نرم زمین سے اور دو قبریں ہیں ان کے درمیان ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور دو شیر ہیں جو قس بن ساعدہ کے ساتھ چا پلوسی کر رہے ہیں اور اس کے کپڑوں کے ساتھ بازیک لگ رہے ہیں۔ یکا یک دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے پانی کی طرف آگے بڑھنے اور سبقت کرنے لگا۔ دوسرا بھی اس کے پیچھے جانے لگا اور پانی طلب کرنے لگا۔ قس نے ڈنڈی کے ساتھ اس کو مارا جو اس کے ہاتھ میں تھی اور اس سے کہا کہ پیچھے ہٹ تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہاں تک کہ وہ پی لے جو تم سے پہلے آیا تھا۔ چنانچہ وہ واپس ہٹ گیا اور پھر اس کے بعد آیا۔



میں نے قس سے پوچھا کہ یہ دونوں کس کی قبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے دو بھائیوں کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں اسی مقام پر میرے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ وہ دونوں اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ ان دونوں کو موت آگئی تھی تو میں نے دونوں کی یہاں پر قبر بنادی تھی۔ اور دونوں قبروں کے درمیان یہ جگہ میرے لئے ہے۔ حتیٰ کہ میں بھی ان کے ساتھ لاحق ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد انہوں نے ان قبروں کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈب ڈب گئیں۔ وہ اوندھا ہو کر ان کے ساتھ لپٹ گیا اور یہ اشعار شروع کر دیئے :

خلیلی ہبا طامما قد رقدتہما	اجد کما لا تقضیان کرا کما
الم تر بنا انی نسمعان مفرد	ومالی فیہا من خلیل سوا کما
مقیم علی قبریکما لست بارحا	طوال اللیالی او یحیب صدا کما
ابکیکما طول الحیاة وما الذی	یرد علی ذی عولة ان بکا کما
امن طول نوم لا تحیان داعیا	کان الذی یسقی العقار سقا کما
کانکما و الموت اقرب غایة	سرو حی فی قبریکما قد اتا کما
فلو جعلت نفس لنفس و قایة	لحدث بنفسی ان تکون فدا کما

اے میرے دونوں دوستو! اب تو جاگو بڑی رات گزر گئی ہے تم سو رہے ہو۔ میں نے تمہیں اس حالت میں پایا ہے کہ تم اپنا آرام نہیں پورا کر پائے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مقام سمعان میں اکیلا ہوں۔ اس میں تمہارے سوا میرا کوئی دوست نہیں ہے میں تمہاری قبروں پر مقیم ہو گیا ہوں، میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ راتوں کی طوالت کے باوجود یا تمہاری صدا کا جواب آجائے زندگی بھر تمہیں روتا رہوں گا اور کون سے وہ جو تمہیں زور زور سے رونے والے کو جواب دے اگر وہ تمہیں روئے۔ کیا تم لمبی میند کی وجہ سے جواب نہیں دے رہے اپنے پکارنے والے کا یا مثل اس شخص کے جو جس کو شراب پلا دی جاتی ہے (اس پلانے والے نے) تمہیں شراب پلائی ہے۔ گویا کہ تم دونوں اور موت قریب ترین انتہا میں میری روح کے ساتھ اپنی قبروں میں جو تمہیں آچل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے (اس انصاری کی طرف سے قس کے بارے میں یہ تفصیل سننے کے بعد ارشاد فرمایا :

رَحِمَ اللّٰهُ فِئْسَا اِنِّیْ وَا لَارْجُوْ اَنْ یَّبْعَثَهُ اللّٰهُ اُمَّةً وَّ اَحَدَهُ

اللہ تعالیٰ قس پر رحم کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک امت اور ایک جماعت کی طرح اس اکیلے کو اٹھائے۔

تحقیق دوسرے طریق سے حضرت حسن بصری سے بطور منقطع روایت کے یہی روایت مروی ہے اور مختصر طریقے سے سعد بن ابوقاص سے مروی ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اور جس وقت کوئی حدیث کسی وجوہ سے مروی ہو اگرچہ اس میں سے بعض ضعیف ہوں تو یہ چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث کی اصل ضرور موجود ہے۔ واللہ اعلم

۱۔ (۱) یبعث امة و احدہ : کا مطلب ہے شخص منفرد دین کے ساتھ یعنی جماعت کے قائم مقام ہوگا۔

(۲) حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ روایت کے یہ طریق اپنے ضعف کے باوجود ایک دوسرے کے معاون کی طرح ہیں اصل قصے کے اثبات پر۔

(۳) حافظ ابن حجر الاصابہ میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام طرق ضعیف ہیں۔

(۴) شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ موضوعات ابن جوزی کی تہذیب میں ہے کہ اس روایت کا سب سے بہتر طریق اول روایت ہے۔ بے شک ابن اثیر زہری اور اس سے اوپر والے بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں۔ اور علی بن محمد مدائنی ثقہ ہے۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ احمد بن عبید صدوق بے مگر اس کی منکر روایات بھی ہیں۔ ڈاکٹر عبد المعطی نحشی کتاب ہذا کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ذہبی نے کہا ہے کہ صہ بلیح۔ حافظ کہتے ہیں کہ نرم حدیث ۱۱۱ ہے۔

(۵) شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اس کی طرف خلف بن امین کا طریق ملا دیا جائے تو بلا توقف اس کے حسن ہونے کا حکم لگا یا جاتا ہے۔ نحشی فرماتے ہیں، جب آپ نے یہ تحقیق جان لی تو یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں ہے۔ ہاں اس میں ابن جوزی اور اس کے تابعین کا اختلاف ہے۔

## باب ۵۴

## حدیث دیرانی

ہر اس شخص کو حضور ﷺ کی بعثت کی اور آپ کے نام کی خبر دیتے رہتے تھے  
جو ان کے پاس اترتا اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے پر ابھارتے تھے

مجھے خبر دی ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے یہ کہ ابو احمد حسیس بن علی بن محمد بن یحییٰ نے ان کو خبر دی (کہتے ہیں) کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی صالح بن مسمار ابو الفضل نے، ان کو حدیث بیان کی علاء بن فضل نے اور ان کے سوانے کہا ہے ابن عبد الملک بن ابوسویہ نے اپنے والد سے، اس نے ان کے والد نے ان کے دادا سے۔ اور ہمارے شیخ نے اس کی اسناد کو خلیفہ بن عبدہ سے قائم نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ بن سواء بن جشم بن سعد سے پوچھا کہ آپ کے والد نے جاہلیت کے دور میں آپ کا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا اس بارے میں جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نکلا چار آدمیوں کے ساتھ (۱) میں بنی تمیم میں ایک تھا اور (۲) سفیان بن مجاشع بن دارم اور (۳) یزید بن عمرو بن ربیعہ اور (۴) اسامہ بن مالک بن خندف۔ ہم لوگ ملک شام میں ابن جفنہ غسانی کو ملنا چاہتے تھے۔

جب ہم شام میں پہنچے تم ہم پانی کے ایک تالاب پر اترے جس پر درخت تھے۔ اور اس کے قریب ہی دیرانی کا ٹھکانہ تھا۔ ہم نے آپس میں کہا اگر ہم لوگ اس پانی سے غسل کر لیں اور تیل لگالیں اور کپڑے بدل لیں اور اس کے بعد ہم ان سے ملیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ دیرانی نے ہمیں اوپر سے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو کسی دوسری قوم کی زبان ہے، یہ اس شہر کے لوگوں کی بولی نہیں ہے۔ ہم نے بتایا کہ جی ہاں ہم لوگ مضر کی قوم ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے مضر سے ہو؟ ہم نے بتایا کہ خندف میں سے۔ اس نے بتایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ عنقریب تم میں سے بہت جلدی ایک نبی بھیجا جانے والا ہے۔ تم لوگ اس کی طرف جلدی کرنا اور اپنا حصہ (ہدایت اور رشد کا) اس سے حاصل کرنا، تم ہدایت پا جاؤ گے۔ بے شک وہ خاتم النبیین ہوگا۔ ہم نے پوچھا اس کا کیا نام ہوگا؟ اس نے بتایا کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ جب ہم لوگ ابن جفنہ سے واپس لوٹے اور اپنے گھر میں آئے تو ہم میں ہر ایک کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے ہم میں سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ (دلائل النبوة ص ۵۵، کتاب الوفاء ۴۶/۱، بل الہدیٰ ۱۳۵/۱)

میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ کی کتاب میں سے اس کی ان اسناد میں سے کچھ حصہ ساقط ہو گیا ہے۔ اس میں درست وہ ہے جو اس کے سوا دیگر لوگوں نے کہا ہے۔

## باب ۵۵

## ذکر حدیث نصرانی

جس نے اُمیہ بن ابوصلت کو بعثت رسول کی خبر دی تھی

ہمیں خبر دی قاضی ابو بکر احمد بن حسن حمیری رحمہ اللہ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے، ان کو محمد بن احمد بن ابوالعوام ریاحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ان کے والد نے، ان کو سلیمان بن حکم بن عوانہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اسماعیل بن الطریح بن اسماعیل ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو مروان بن حکم نے، ان کو معاویہ بن ابوسفیان نے، ان کو ابوسفیان بن حرب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور اُمیہ بن ابوصلت ثقفی ملک شام کی طرف گئے۔ وہاں پر ہم لوگ ملک شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں پہنچے۔ اس میں عیسائی رہتے تھے۔

انہوں نے جب اُمیہ کو دیکھا تو اس کی تعظیم اور اکرام کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے جانے کی خود پیش کش ظاہر کی۔ اُمیہ نے مجھ سے کہا اے ابوسفیان! میرے ساتھ چلے اب آپ ایسے شخص کے پاس چل رہے ہیں جس کی طرف نصرانیت کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا، میں آپ کے ساتھ نہیں چلوں گا۔ انہوں نے کہا، کیوں؟ میں نے بتایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ کوئی چیز اپنے علم کی مجھے بتا کر میرا دل خراب کر دیں گے۔ لہذا وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس نے اپنے کپڑے جو پہنے ہوئے تھے وہ اتار پھینکے اور دو کالے کپڑے پہنے اور پہن کر چلا گیا۔

اللہ کی قسم وہ میرے پاس اس وقت واپس آیا جب رات کافی بیت چکی تھی۔ جب آیا تو آتے ہی اپنے بستر پر دراز ہو گیا اور سو گیا اور صبح کو اٹھا تو کہنے لگا کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے؟ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم کہیں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ چل پڑے۔ اس نے کہا کیا ہمارے ساتھ کوئی اونٹ سوار شخص نہیں گزرا۔ میں نے کہا کہ گزر گیا۔ اس نے مجھ سے کہا، اے صخر! میں نے کہا کہ اے ابوعثمان! اس نے کہا اہل مکہ میں کون زیادہ عزت دار ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ۔ اس نے کہا اچھا اہل مکہ میں سے کون زیادہ مال دار ہے اور ان میں سے عمر میں کون سب سے بڑا ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ ہے۔ اس نے کہا کہ بے شک شرف و عزت اور مال کیا عیب ہیں اس کے لئے؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے اس کی عزت و شرف میں اور اضافہ ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تم میری اس بات کو چھپا کر رکھو گے؟

اس نے بتایا کہ اس شخص نے جس پر کتاب کا علم ختم ہو رہا ہے مجھے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہو چکا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید وہ میں ہوں۔ اس نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا نسب بتائیں۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی قوم میں سے بہترین شخص ہے۔ میں نے جو فکر و پریشانی دیکھی ہے وہ محمد ﷺ سے نہیں دور ہوگی۔

کہتے ہیں کہ اس نے کہا اس نبی کی نشانی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شام میں سے اسی زلزلے میں آئے ہیں مگر ایک زلزلہ ابھی باقی ہے جس سے بڑا اثر اور مصیبت ہوئی جب ہم لوگ گھائی کے قریب ہوئے۔ اچانک ایک سوار نظر آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بتایا کہ شام کے علاقہ سے۔ میں نے پوچھا کہ کیا شام میں کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں، زلزلہ آیا ہے جس سے اہل شام پر شر اور مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ (اکتفاء، ۱/۲۴۴۔ سبل الہدیٰ والرشاد، ۱/۱۳۵-۱۳۶)

باب ۵۶

## ذکر حدیث جہنی

جس کے پاس اس کی بیہوشی میں کوئی آنے والا آیا اور وہ چھٹکارے کی خبر دے گیا  
اگر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرے اور نبی مُرسَل پر ایمان لائے اور مُشْرک اور کُمر اہی کی راہ ترک کر دے

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابو علی حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابوالدنیانے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبد اللہ ہروی نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مجالد نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں ہم قبیلہ جبینہ کے ایک شیخ کے پاس پہنچے۔ وہ گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں بھی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اس نے مجھے ایک بات بتائی کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی بیمار ہو گیا تھا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ہم لوگوں نے اس پر چادر تان دی، یہ سمجھ کر کہ یہ مر گیا ہے۔ پھر ہم لوگوں نے اس کی قبر کھودی، قبر تیار ہو گئی۔ ہم لوگ بیٹھے تھے کہ اچانک وہ بندہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ جب تم لوگ دیکھ

رہے تھے کہ میں بے ہوش ہو گیا تھا مجھے کہا گیا کہ تیری ماں ہبل ہے تو دیکھتا نہیں تیری قبر تیار ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تیری ماں گم پائے گی۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تجھے اس جبر سے ہٹالیں اور اس میں فصل نامی شخص کو ڈال دیں جو چل پھر رہا ہے۔ اور کمار رہا ہے، خرچ کر رہا ہے۔ کیا تو اپنے رب کا شکر کرے گا اور نماز پڑھے گا اور مشرک کی راہ ترک کر دے گا جو گمراہ ہو گیا ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں! میں ایسا ہی کروں گا۔ لہذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اب تم لوگ دیکھو کہ فصل کا کیا حال ہے جو ابھی یہاں سے گزرا ہے۔ لوگ گئے جا کر دیکھا تو مر چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسی قبر میں دفن کر دیا گیا اور یہ آدمی دیر تک زندہ رہا حتیٰ کہ اس نے اسلام کو پالیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیانے، ان کو سعید بن یحییٰ قرشی نے، ان کو ہمارے چچا عبداللہ بن سعید نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے، ان کو خالد بن شعیب نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے بات بیان کی قبیلہ جہینہ کے ایک شیخ نے۔ اس نے قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس جہنی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا تھا اور بتوں کو گالیاں دیتا تھا اور ان کی بُرائی کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوالدنیانے، ان کو محمد بن حسین نے عبید اللہ بن عمرو رقی سے۔ اس نے اسماعیل بن ابوالخالد سے، اس نے شعیب سے، انہوں نے بتایا کہ قبیلہ جہینہ کا ایک آدمی بیمار ہو گیا تھا۔ ابتداء اسلام میں اور اس کے گھر والوں نے سمجھا کہ وہ مر گیا ہے۔ اس کی قبر کھودی گئی، پھر انہوں نے مذکورہ قصہ ذکر کیا اور اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا۔

ثم قذفنا فيها القصل ثم ملأنا عليه بالحنديل

انه بظن ان لن نفعل ؟

کہ اس کے بعد اس میں فصل دفنایا۔ ہم نے اس پر پتھر بھر دیئے۔ کہتے ہیں کہ حسن بن عبدالعزیز نے اس شعر میں یہ لفظ اضافہ کیا ہے۔

أتو من بالنبي المرسل ؟ (ترجمہ) کیا تو نبی مرسل کے ساتھ ایمان لائے گا؟

باب ۵۷

## ذکر حدیث زید بن عمرو بن نفیل

اور ورقہ بن نوفل اور دونوں کے قصے میں رسول اللہ ﷺ کے آثار

ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو سعید سکری نے، ان کو اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمزہ عدل، ان کو محمد بن اسماعیل بن مہران نے، ان کو اسماعیل بن مسعود جردی نے اور محمد بن عبداللہ بن یزید نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زید بن عمرو بن نفیل سے مقام بلدح میں ملے تھے (یہ مکہ کے مغرب میں ایک وادی ہے)۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔

ان کے سامنے دسترخوان پیش کیا گیا تو زید نے اس دسترخوان سے کچھ کھانے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ بے شک ہم لوگ اس میں سے نہیں کھایا کرتے جو تم لوگ (مکے والے) ذبح کرتے ہو اپنے بتوں پر۔ ہم تو صرف اسی کو کھاتے ہیں جس پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ اور بے شک زید بن عمرو قریش کے ذبیحوں پر عیب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے پانی آسمان سے وہی نازل کرتا ہے اور اس کے لئے گھاس زمین سے وہی اگاتا ہے۔ اس کے باوجود تم لوگ اس کو ذبح اللہ کے نام کے علاوہ کے ساتھ کرتے ہو۔ جبکہ عملاً (اللہ کے اس عمل اور سنت کا) انکار کرتے ہو اور اس کی تعظیم بجالاتے ہو جس کے نام پر ذبح کیا کرتے ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ابو بکر سے، اس نے فضیل بن سلیمان سے۔۔۔۔۔ بخاری نے کہا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سالم بن عبد اللہ نے پھر وہ حدیث ذکر کی ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو احمد حافظ نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابو مصعب نے احمد بن ابو بکر نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن دینار نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ اس نے سالم سے، اس نے عبد اللہ سے، ان کو ان کے والد سے روایت کیا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے دین کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے کہ وہ اس کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ وہ وہاں ایک یہودی عالم سے ملے۔ اس نے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ میں شاید آپ لوگوں کے دین کو اختیار کر لوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔

لہذا یہودی عالم نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر ہرگز نہیں آسکتے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے حصے کا اللہ کا غضب حاصل کر لیں۔ زید بن عمرو نے کہا، میں اتنا کسی چیز سے نہیں ڈرتا جس قدر میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں۔ میں اللہ کے غضب میں سے کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتا، کبھی بھی نہیں۔ اور نہ ہی میں اس کی جرأت رکھتا ہوں۔ کیا آپ مجھے کوئی ایسا دین بتا سکتے ہیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں میں نہیں جانتا۔ ہاں مگر یہ ہے کہ اگر وہ دین حنیف ہو۔ میں نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے۔ نہ وہ یہودی تھے نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ نہیں عبادت کرتے تھے مگر اللہ کی۔ لہذا زید وہاں سے نکلے اور کسی نصرانی عالم کا پتہ پوچھا اور کہا کہ شاید میں تمہارا دین اختیار کر لوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر نہیں چل سکتے حتیٰ کہ اپنے حصے کی اللہ کی لعنت آپ حاصل کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی لعنت کچھ دیر بھی اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا ہوں، نہ ہی مجھے اس کی طاقت ہے۔ مجھے کوئی ایسا دین بتائیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو۔

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی ..... اس نے بتایا کہ میں اور تو کوئی دین نہیں جانتا، ہاں مگر یہ ہے کہ آپ حنیف بن جائیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دین ابراہیم ہے وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ بلکہ وہ یکسو ہونے والے خالص مسلم تھے۔ چنانچہ یہ وہاں سے چلے آئے اور اس دین کے لئے راضی ہو گئے۔ جو انہوں نے بتایا تھا اور اس سے متفق ہو گئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی شان اور آن بان کے لئے جب وہاں سے نکلے تو اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اٹھائے اور کہا، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج سے دین ابراہیم پر ہوں۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن حسن بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے نفیل بن ہشام بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے (عدی قریش تھے)۔ اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہ کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی تلاش میں نکلے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں شہر موصل کے پاس پہنچے۔

اس نے زید بن عمرو سے پوچھا کہ اے اؤنٹ والے میاں تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بیت ابراہیم سے (یعنی وادی ابراہیم سے جہاں انہوں نے گھر بنایا تھا)۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیا پوچھنے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم دین کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ واپس چلے جائیں قریب ہے کہ جس کی تلاش میں آپ پھر رہے ہیں عنقریب وہ تمہاری سرزمین پر ظاہر ہو جائے گا اور ورقہ بن نوفل نصرانی بن گئے۔ اور زید بن عمرو نصرانیت پیش کی گئی مگر وہ موافق نہ آئی۔ چنانچہ وہ یہ کہتے ہوئے واپس آ گئے :

لبیک حقاً حقاً

البر ابغی لا الخال

تعبداً ورقاً

وہل مہجر کمن قال

میں حق تعالیٰ کے لئے حاضر ہوں، عبادت گزار اور اس کی غلامی کرنے کے لئے۔ میں نیکی اور پاکیزگی طلب کرتا ہوں۔ نہ محض نشان عبادت کیا بھلا حقیقی عمل اور محض زبانی قول برابر ہو سکتے ہیں۔ میں اس دین پر ایمان لے آیا ہوں جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام ایمان لائے تھے۔

انفسی لك عان راغم۔ مہما تحشمنی فانی حاشم

میری پیشانی (اے اللہ) تیرے آگے خاک آلود ہے اور جھکی ہوئی ہے۔ جہاں بھی آپ مجھے (اطاعت و عبادت) کی تکلیف دیں گے میں تکلیف قبول کروں گا۔ اور اس کے بعد وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے آئے نبی کریم ﷺ کے پاس اور کہنے لگے یا رسول اللہ! بے شک میرے والد ایسے ہی تھے جیسے آپ عقیدہ رکھتے ہیں اور جیسے آپ کو دین پہنچا ہے۔ لہذا ان کے لئے استغفار کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں! بے شک وہ قیامت میں اکیلا ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ (مسند رک ۳/۳۲۹)

(۳) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس حمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسامہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے، اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے زید بن حارث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے پیچھے گئے تھے ایک تھان یعنی چڑھاوے گاہ کی طرف تھانوں میں سے۔

ہم لوگوں نے اس تھان کے لئے ایک بکری ذبح کی تھی اور ہم نے اس کو تندور میں رکھ دیا تھا۔ جب وہ پک گئی تو ہم نے اس کو نکالا اور اس کو ہم نے اپنے دسترخوان پر رکھ لیا، حضور آئے پیدل چلتے ہوئے۔ وہ گرمی کے ایام میں مکے سے میرے پیچھے پیچھے آئے تھے۔ حتیٰ کی جب وہ وادی کے بالائی علاقے میں آئے تو آپ زید بن عمرو بن نفیل سے ملے، دونوں نے ایک دوسرے سے جاہلیت کے دستور کے مطابق سلام کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض ہے؟ اس نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات ان کی طرف سے اس لئے نہیں کہ میں نے ان کے ساتھ کوئی بُرائی کی ہے بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو ضلالت و گمراہی پر سمجھاتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ یثرب کے علماء یہود کے پاس گیا۔ میں نے ان کو اس طرح پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ تو شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔

بیت المقدس کے علماء ..... اس کے بعد میں نکلا اور بیت المقدس کے علماء یہود کے پاس پہنچا۔ میں نے ان کو ایسا ہی پایا کہ وہ بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ وہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔ چنانچہ مجھے شام کے ملک کے ایک یہودی عالم نے بتایا کہ آپ جس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں میں کسی کو گمان نہیں کرتا کہ کوئی ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ مگر ایک شیخ ہے جزیرے میں۔ چنانچہ میں نکلا اور اس کے پاس پہنچا اور میں نے خبر دی جس کے لئے میں نکلا ہوں۔

اس نے بتایا کہ جن جن کو آپ نے دیکھا ہے وہ سب گمراہی میں ہیں۔ آپ اس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں جو کہ اللہ کا دین ہے اور اس کے فرشتوں کا دین ہے۔ تحقیق آپ کی سرزمین پر ایک نبی پیدا ہو چکا ہے یا پیدا ہونے والا ہے۔ وہ اس دین کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کی طرف آپ رجوع کیجئے۔ اور اس کی تصدیق کیجئے اور اس کی اتباع کیجئے اور وہ جو کچھ لے کر آئے اس پر ایمان لے آئیے (ظاہر ہے کہ یہ ساری کہانی حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کی بیان ہو رہی ہے)۔ زید نے کہا کہ میں واپس لوٹ آیا اور اس کے بعد میں نے کسی شی کی آزمائش نہیں کی۔

اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی سواری کے اونٹ کو بٹھا دیا جس پر سوار تھے۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے دسترخوان آپ کے آگے پیش کیا جس میں وہی بٹھنی ہوئی بکری تھی۔ زید بن عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ بکری ہے اسے ہم نے اپنے تھان پر ذبح کیا تھا اور ایسے ایسے بات۔ اس نے کہا بے شک میں اس چیز کو نہیں کھاتا جو غیر اللہ کے لئے ذبح کی جائے۔ (الخصائص الکبریٰ ۱/۶۱)

کہتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل (اعلان نبوت سے قبل) فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ وہ قیامت کے دن اکیلا پوری امت کے طور پر آئے گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو عمرو بن علی نے محمد بن عمرو سے۔ اس نے ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمن یعنی ابن حاطب سے۔ اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے اپنے والد زید بن حارثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے حتیٰ کہ جب وادی کے بالائی علاقے میں پہنچے تو ان کو زید بن عمرو بن نفیل ملے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا، اے چچا کیا پات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض رہتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات کسی ایسی وجہ سے نہیں جو میری طرف سے ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔ بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو گمراہی پر سمجھاتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلتا تھا یہاں تک کہ میں ایک شیخ کے پاس پہنچا جو الجزیرہ میں رہتا تھا۔ اس کو آنے کی وجہ بتائی تھی۔ اس نے پوچھا تھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ اہل بیت اللہ سے ہوں، اہل شوک سے اور اہل قرظ سے۔

اس نے کہا کہ تیرے شہر میں ایک نبی پیدا ہو چکا، یا ہونے والا ہے۔ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ تم واپس لوٹ جاؤ اس کی تصدیق کرو اور اس کے ساتھ ایمان بھی لے آؤ۔ زید بن حارثہ نے بتایا کہ زید بن عمرو بن نفیل اسلام کے ظہور سے پہلے فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اکیلا ایک امت کے طور پر آئے گا۔ (متدرک ۳/۴۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد نے ورقہ بن نوفل بن اسد سے ذکر کیا، وہ ان کے چچا کا بیٹا تھا اور نصرانی تھا۔ اس نے کسی کتب کی تحقیق اور جستجو کر رکھی تھی اور لوگوں کا علم جان رکھا تھا جو سیدہ خدیجہ کے لئے ان کے غلام میسرہ نے راہب کا قول ذکر کیا تھا۔ اور جو کچھ میسرہ نے خود دیکھا تھا کہ دو فرشتے حضور ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔

ورقہ بن نوفل نے کہا محمد اس امت کا نبی ہوگا ..... ورقہ نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے، اے خدیجہ! تو محمد اس امت کا نبی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس امت کا نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔ یا جیسے بھی اس نے کہا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل معاملے کو اور ڈھیل دینے لگا اور کہنے لگا کہ آخر کب تک؟ اور ورقہ اشعار کہتا تھا۔ اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے تھے (نبی کی آمد کے بارے میں) اور وہ خدیجہ کی خبر کو بھی بہت تاخیر پر محمول کرتا رہتا تھا۔ اور شک میں رکھتا تھا جو کچھ خدیجہ کہتی تھی۔ چنانچہ یہ اشعار کہے تھے :

تبکرام انت العشیة رائح	وفی الصدر من اضمارك الحزن فادح
لفرقة قوم لا احب فراقهم	كانك عنهم بعد يومين نازح
واخبار صدق خبرت عن محمد	يخبرهما عنه اذا غاب ناصح
بفتاك الذي وجهت يا خير حرة	بغور وبالنجدين حيث الصحاح
الى سوق بصرى والركاب التي عدت	وهن من الاحمال قعص دوالح
يخبرنا عن كل حبر بعلمه	ولبلحق ابواب لهن مفاتيح
كان ابن عبد الله احمد مرسل	الى كل من صمت عليه الاباطح
وظنى به ان سوف يبعث صادقا	كما ارسل العبدان: هود وصالح
وموسى و ابراهيم حتى يرى له	بها، منشور من الذكر واضح
ويتبعه حيا لوى جماعة	شبابهم والاشيون الجحاح
فان ابق حتى يدرك الناس دهره	فانى به مستبشر الود فارح
والافانى يا خديجة فاعلمي	عن ارضك الارض العريضه سائح

کیا تم صبح کو جلدی آگئی ہو یا رات کو چلتی رہی ہو۔ اور اپنے دل میں ملال کی مشقت چھپا کر لائی ہو تو تم سے جدا ہو جانے کی وجہ سے۔ میں ان کے فراق کو پسند نہیں کرتا ہوں گویا کہ تم دو دن بعد (آج کل) دور ہو جانے والی ہو ان سے۔ اور وہ سچی خبریں جو آپ نے محمد کے بارے میں دی ہیں وہ ان کے بارے میں اس وقت خبر دیتا ہے جب اس سے نصیحت کرنے والا چلا جاتا ہے۔ اے بہترین آزاد عورت اپنے جوان کے بارے میں جو تم نے پست زمین کی طرف توجہ کی ہے اور ہموار زمین کے راستوں کی طرف بازار بصری تک اور الصبح پہنچنے والی اونٹنیاں جو بوجھ اٹھا اٹھا کر فاصلے طے کر کے ہلاک ہوئیں۔ وہ سب ہمیں خبریں دیتے ہیں ہر عالم کی طرف سے جو اس کو جانتا ہے حق کے لئے۔ کئی دروازے ہیں ان کے لئے چابیاں ہیں۔ گویا کہ عبد اللہ کا بیٹا احمد رسول ہے ہر اس شخص کی طرف جو پتھریلی زمین سے وابستہ ہے۔ میرا گمان اس کے بارے میں یہ ہے عنقریب وہ مبعوث ہو جائے گا۔ سچ مچ جیسے دو بندے حضرت ابو علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی بہاریں دیکھی جائیں گی اور واضح طور پر اس کا ذکر عام ہوگا۔ اور قبیلہ لوی کے سارے لوگ اس کی اتباع کریں گے جو ان بھی اور بوزھ سے سردار بھی۔ اگر وہ روپوش ہو گیا اس وقت تک جبکہ لوگ اس کے زمانے کو پالیں بے شک میں تو اس وقت سے خوش ہوں وگرنہ اے خدیجہ آپ یہ سمجھ لیں کہ میں تیری سرزمین سے کشادہ سرزمین کی طرف دین کی طلب میں سفر کروں گا۔ (الروض الألف / ۱۲۷ - البدایہ ۱۰/۳)

## باب ۵۸

## ابواب مبعث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ وقت جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لکھ دیئے گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صفانی نے، ان کو معاذ بن ہانی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو حدیث بیان کی بدیل بن میسرہ نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی ابو النضر فقیہ اور احمد بن محمد بن سلمہ عنزی نے مان دونوں کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو محمد بن سنان عوقی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے بدیل بن میسرہ سے، اس نے عبد اللہ بن شقیق سے۔ اس نے میسرہ النجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کب سے نبی تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا (اس وقت سے) جب آدم رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور معاذ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ آپ کب سے نبی لکھے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے لکھ دیا گیا تھا کہ آدم ابھی تک رُوح اور جسم کے درمیان تھا (یعنی ابھی تک ان کی رُوح جسم سے نہیں جوڑی گئی تھی)۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبد ان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث بیان کی ہے احمد بن علی آبار نے، ان کو عباس بن عثمان دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو اوزاعی نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تھا کہ نبوت آپ کے لئے کب سے ثابت ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ آدم کی تخلیق اور اس میں رُوح کے پھونکنے کے درمیان۔

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر احمد بن محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبد اللہ بن صالح مصری نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، سعید بن سوید نے عبد الاعلیٰ بن بلال سے۔ اس نے عرابض بن ساریہ صاحب رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے بے شک میں اللہ کا بندہ تھا اور خاتم النبیین تھا حالانکہ میرے والد اپنے گل گارے (خمیر و گارے) میں تھے۔ میں ابھی تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔



میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا اور اسی طرح دیگر انبیاء کی مائیں بھی دیکھتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی امی نے دیکھا تھا جب انہوں نے حضور ﷺ کو جنم دیا تھا۔ ایک روشنی دیکھی تھی جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا - (سورة احزاب : آیت ۴۶)

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا روشن چراغ بنایا ہے۔

## باب ۵۹

### حضور رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک جب آپ نبی بنائے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو حسن بن مکرم بزاز نے، ان کو روح بن عبادہ نے، ان کو ہشام بن حسان نے مکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تھے چالیس سال کی عمر میں۔ آپ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے، آپ کی طرف وحی ہوتی رہی۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ آپ ہجرت کے دس سال بعد تک زندہ رہے۔ نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مطربن فضل سے اس نے روح بن عبادہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان سے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نخوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم منذر نے، ان کو عبد العزیز بن ابوثابت عمران بن عبد العزیز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف زہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بن موسیٰ نے ابوالحویرث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد الملک بن مروان سے۔ وہ کہتے ہیں قبث بن اشیم کنانی پھر لیشی سے۔ اے قبث! کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے تھے، مگر ان سے زیادہ سن و عمر والا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عالم الفیل (ہاتھیوں والے سال) پیدا ہوئے تھے۔ اور مجھے میری امی نے کھڑا کر دیا تھا ہاتھی کی لید و گو بر پر میں سال بھر کا تھا۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نبی بنے تھے ہاتھی والے سال سے چالیس سال کے آغاز پر۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو ابو عمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق بن حنبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی تو وہ تینتالیس سال کے تھے۔ مکے میں دس سال رہے۔ اور مدینے میں دس سال۔ جب آپ فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ نے، ان کو محمد بن ابو عدی نے داود سے اس نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پر نبوت نازل ہوئی تو اس وقت وہ چالیس سال کے تھے۔ تو ان کی نبوت کے ساتھ اسرائیل تین سال تک وابستہ کر دیئے گئے۔ وہ حضور ﷺ کو کلام اور کوئی شئی لکھاتے تھے۔ اور قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ کی نبوت کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام وابستہ کر دیئے گئے پھر آپ کی زبان پر قرآن نازل کیا گیا بیس سال تک۔ دس سال مکے میں اور دس سال مدینے میں۔ جب آپ فوت ہوئے تو تریسٹھ سال کے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۲/۳ - طبقات ابن سعد ۱/۱۹۱)

## باب ۶۰

## وہ مہینہ اور وہ دن جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل اور حجاج نے دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو غیلان بن جریر نے عبداللہ بن معبد زمانی سے۔ اس نے ابوقنادہ انصاری سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ ان سے کہا گیا یا رسول اللہ! پیر کے دن کا روزہ کیسا ہے۔ فرمایا کہ میں اسی میں پیدا ہوا تھا اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ (مسلم ۸۱۹/۲) مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مہدی بن میمون سے۔

رمضان میں نزول قرآن کی ابتداء ..... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر قرآن کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ - (سورة بقره) رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

نیز ارشاد ہے :

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ - الح (سورة القدر) ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا۔

نیز ارشاد ہے :

حَمَّ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ - (سورة الدخان)

قسم ہے بیان کرنے والی کتاب کی، ہم نے اس کو اتارا ہے برکت والی رات میں۔

نیز ارشاد ہے :

إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقْيِ الْجَمْعَانِ - (سورة انفال : آیت ۳۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس کتاب پر جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمائی ہے حق کرنے والے دن جس دن دو جماعتیں باہم ٹکراتی ہیں۔ یہ ٹکراؤ مقام بدر میں رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا ٹکراؤ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین بدر کے مقام پر صبح جمعہ کے دن

۱۷/ رمضان ٹکرائے تھے۔ (ابن ہشام ۲۵۹/۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابو بکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے،

ان کو ابواسحاق سے، اس نے بشر بن حزن نصری سے، انہوں نے کہا کہ اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے حضور ﷺ کے سامنے فخر کیا۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بکریوں کے چرواہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بھی

بکریوں کے چرواہے تھے۔ میں نبی بنا کر بھیجا گیا حالانکہ میں نے اپنے خاندان کی بکریاں چرائیں محلہ جیاد میں۔

اسی طرح ہے اس روایت میں ابوداؤد سے۔ اور وہ تاریخ بخاری میں ہے محمود سے، اس نے ابوداؤد سے، اس نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے

میں نے سنا عبد بن حزن نصری سے اور اسی طرح کہا ہے غنڈر نے شعبہ سے اور کہا گیا ہے کہ نصر بن حزن نے، اور کہا گیا ہے عبیدہ بن حزن نے۔

## بعثت اور نزولِ قرآن کی ابتداء

اور اس وقت حجر و شجر کے سلام کرنے کا ظہور اور ورقہ بن نوفل کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم مزی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبد الرزاق نے۔ احمد نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے اور یہ الفاظ حدیث کے ابن رافع کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے معمر نے زہری سے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں، اس کی ابتداء جس کے ساتھ رسول اللہ کی وحی کی ابتداء ہوئی تھی وہ سچے خواب تھے نیند میں۔ لہذا جو بھی خواب آپ دیکھتے ہیں وہ اس طرح کھل کر سامنے حقیقت بن کر آجاتا ہے جیسے صبح کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو خلوت میں رہنا محبوب بنا دیا گیا۔ لہذا آپ غار حرا میں آکر رات گزارتے تھے اور اس میں عبادت کرتے تھے۔

(لفظ نَحْنُ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب ہے راتوں کو عبادت کرنا کئی راتیں) اس مقصد کے لئے جاتے تھے تو کھانے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹ آتے تھے۔ پھر وہ دوبارہ آپ کے لئے حسب سابق سامان تیار کر دیتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آگیا جبکہ آپ غار حرا میں بیٹھے تھے کہ اس میں آپ کے پاس فرشتہ آگیا، اس نے آکر کہا کہ پڑھئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرماتے ہیں کہ پھر اس فرشتے نے مجھ کو پکڑ لیا اور مجھے گلے لگا کر سخت بھینچا، یہاں تک کہ مجھے سخت گھٹن اور تکلیف پہنچی۔

قرآن کی سب سے پہلی آیت ..... اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ آپ پڑھئے۔ میں نے دوبارہ وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر دبا یا حتیٰ کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ آپ پڑھئے۔ میں نے وہی جواب دیا کہ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر دبا یا، حتیٰ کہ مجھے شدید تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ یہ پانچ آیات فرشتے نے پڑھا میں مَا لَمْ يَعْلَمْ تِلْكَ۔

آپ اسی وحی کے ساتھ سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آئے حالانکہ آپ کے دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے ہی فرمایا، زَمَلُونِي زَمَلُونِي مجھے کھیل اڑھاؤ، مجھے کھیل اڑھاؤ۔ انہوں نے آپ کو کھیل اڑھا دیا۔ یہاں تک کہ ان سے ان کا ڈر ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ یہ کہہ کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری آپ بیتی کی خبر سنائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو رہا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا، نہیں ہرگز نہیں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ خوش ہو جائیے۔ اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معذوروں و مجبوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، کمزوروں کو کھلاتے ہیں اور حق مواقع پر اعانت کرتے ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں (نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی)۔ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے تھے۔ ان کے والد کے بھتیجے تھے۔ یہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے اسلام سے قبل کے دور میں نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ یہ توراہ کو

عبرانی زبان میں لکھتے تھے اور عربی میں بھی لکھتے تھے اور انجیل کو عربی لکھتے تھے، جس قدر اللہ چاہے۔ شیخ کبیر تھے، ناپینا ہو گئے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جا کر کہا، اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سنیے اپنے بھتیجے کی باتیں۔

چنانچہ ورقہ نے حضور ﷺ سے پوچھا: اے بھتیجے! آپ کیا دیکھا کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کو خبر دی جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ وہ ناموس ہے (صاحب سر و صاحب راز ہے) جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا۔ اے کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا، کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ جی ہاں! جو چیز آپ لے کر آ رہے ہیں جو بھی لایا اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر تیرا دور مجھے پالیتا تو میں تیری زبردست مدد کرتا۔ اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر نہ رہے بس انتقال کر گئے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن محمد سے، اس نے عبد الرزاق سے۔

(صحیح البخاری ۹/۳۷۷۔ کتاب التعمیر)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطعی نے، ان کو عبد اللہ احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ پہلی چیز جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وحی کی ابتداء ہوئی وہ روایا صادقہ (سچے خواب) تھے۔

فترت وحی کا زمانہ ..... راوی نے حدیث ذکر کی ہے اس کے مفہوم میں اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اور وحی رُک گئی تھی، یہاں تک کہ رسول اللہ مغموم ہو گئے تھے۔ ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق جس سے بار بار آپ اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ قریب تھا کہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جاتے۔ جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے اپنے گرانے کے لئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور کہتے، اے محمد! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس بات سے آپ کا غصہ تھم جاتا اور آپ کا دل قرار پکڑ جاتا اور آپ واپس آ جاتے۔ پھر جب اگلی صبح تک وحی پھر رُک جاتی تو پھر آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے آ کر اس کی مثل بات کہا کرتے۔ (ابن حبان ۱/۱۱۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم مزکی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے۔ ان کو خبر دی عبد الرزاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے، ان کو عبد الرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، ان کو خبر دی ابو سلمہ بن عبد الرزاق نے جابر عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ وحی کا سلسلہ رُک جانے کی بابت بیان فرماتے تھے۔ اور آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ میں پیدل چل رہا تھا کہ یکا یک میں نے ایک آواز سنی آسمان سے۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے وہ فرشتہ بیٹھا ہوا نظر آیا جو غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور اس کے رعب سے کانپ گیا۔ میں واپس آیا اور آ کر کہا کہ مجھے کبل اڑھا دو، مجھے کبل اڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑے اڑھا دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَيْبَاتِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ - (سورة مدثر: آیت ۱-۵)

اے کپڑے اڑھنے والے پیغمبر! اٹھنے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دُور رہئے۔

یہ حکم نماز سے فرض ہونے سے قبل کا ہے۔ اس مذکور سے مراد اوٹان روایت ہیں۔ (فتح الباری ۸/۶۷۸)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن محمد سے، اس نے عبد الرزاق سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے یہ کہ محمد بن نعمان بن بشیر انصاری نے، وہ دمشق میں رہتے تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی یہ کہ فرشتہ آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور کہا کہ آپ پڑھئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس سے دوبارہ کہا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے اس بات کا اعادہ کیا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر مجھ سے کہا، پڑھئے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ہے انسان کو خون کی پھٹکی سے۔

کہا محمد بن نعمان نے اس بات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ واپس آگئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں اس سے عروہ بن زبیر نے کہا، وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ زوجہ رسول رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آگئے تھے۔ آپ کی دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے کبل اڑھا دو۔ چنانچہ کبل اڑھا دیئے گئے۔ جب ان سے وہ کیفیت نکل گئی، انہوں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو خوش ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے۔ آپ سچی بات کرتے ہیں، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمارے ساتھ چلئے۔

ورقہ بن نوفل کا مدد کرنے کا وعدہ ..... چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے نصرانیت اختیار کر رکھی تھی، نابینا تھے۔ وہ انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے آپ سنئے اپنے بھتیجے سے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے پوچھا، آپ کیا دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور ورقہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یہ وہ ناموس ہے جس کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا، وہ مجھے واقعی نکال دیں گے؟ اس نے بتایا کہ جو بھی آدمی وہ چیز لایا جو آپ لائے ہیں اس کے ساتھ عداوت کی گئی۔ اور اگر تیرے ایام نے مجھے پالیا تو میں تیری قوی مدد کروں گا۔ (دلائل النبوة لابن نعیم ص ۱۶۸)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہ انہوں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس کے بعد وحی مجھ سے رُک گئی۔ میں پیدل چل رہا تھا اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا وہی آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ چنانچہ اس سے ڈر کر میں زمین پر جھک گیا۔ پھر میں اپنے گھر میں آیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے کپڑے اڑھاؤ، مجھے کپڑے اڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَيْبَاتِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ - (سورة مدثر : آیت ۱-۵)

اے کپڑے اڑھنے والے پیغمبر! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دُور رہئے۔

ابو سلمہ کہتے ہیں رُجْزَبَتْ ہیں، اس کے بعد وحی آئی اور مسلسل شروع ہو گئی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مگر اس نے محمد بن نعمان کا قول ذکر نہیں کیا اور اس نے حدیث عروہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا اضافہ کیا ہے جس کو ہم نے روایت کیا ہے معمر سے، اس نے زہری سے اور اس کے آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ورقہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرے بلکہ فوت ہو گئے اور وحی بند ہو گئی۔ پھر حدیث ذکر کی ابو سلمہ سے اس نے جابر بن عبد اللہ سے اور اس کے آخر میں فرمایا کہ پھر وحی شروع ہو گئی اور مسلسل ہو گئی اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے عبد الملک بن شعیب بن لیث سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ان کے دادا سے۔ (مسلم ۱/۱۳۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابو اویس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تعمیر کعبہ سے پندرہویں سال۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمرو بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی اسی کے مثل سعید بن مسیب سے ہمیں جو خبر پہنچی ہے یہ کہ پہلی چیز جو حضور ﷺ نے دیکھی تھی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو خواب دیکھایا تھا نیند میں، جو کہ آپ کے اوپر سخت مشکل گزرا۔ لہذا آپ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد سے ذکر کیا۔ پس اللہ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی تکذیب کرنے سے محفوظ رکھا اور اسے حضور ﷺ کی تصدیق کرنے کے لئے شرح صدر عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے یوں کہا، آپ خوش ہو جائیے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پھر آپ اس کے ہاں سے چلے گئے۔

پھر اس کی طرف واپس لوٹ کر آئے اور ان کو آپ نے خبر دی کہ آپ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے، اس کے بعد اسے دھویا گیا اور صاف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد واپس ایسے کر دیا گیا ہے جیسے کہ وہ پہلے تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کی قسم اس میں خیر ہے آپ خوش ہو جائیے۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے ظاہر ہوئے تھے جس وقت آپ بالائی مکے کی طرف تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو ایک ٹھکانے پر بٹھایا عزت کے ساتھ عمدہ جگہ۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے مجھے ایک ایسے بچھونے پر بٹھایا جو کہ خوبصورت قالین کی مثل تھا۔ اس میں یا قوت اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اللہ کا رسول بننے کی بشارت دی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مطمئن ہو گئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیسے پڑھوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پڑھئے :

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ - الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ -

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - (سورۃ العلق : آیت ۱-۵)

اور کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یا آئینا البڈیز نازل ہوئی سورۃ مدثر کا اول حصہ آپ کے اوپر۔ واللہ اعلم (البدیۃ والنہیۃ ۱۳/۳)

ابن شہاب کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی نماز کے فرض ہونے سے قبل۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی رسالت کو قبول کیا اس کتاب کی اتباع کی جو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس لے کر آئے تھے اللہ کی طرف سے جب انہوں نے اس چیز کو قبول کر لیا جو ساتھ جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے لائے تھے تو آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ جس درخت یا پتھر کے ساتھ گزرتے تھے وہ ان کو سلام کرتا تھا۔ چنانچہ آپ خوشی خوشی گھر واپس آئے یقین کے ساتھ کہ انہوں نے ایک امر عظیم دیکھا ہے۔

جب سیدہ خدیجہ کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں جو بتایا کرتا تھا کہ میں کسی کو خواب میں دیکھتا ہوں وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ وہ میرے سامنے آگئے ہیں۔ میرے رب نے اس کو میری طرف بھیج دیا ہے۔ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وہ ساری بات بتائی جو وہ لے کر آپ کے پاس آئے تھے۔ اور وہ بھی اسے بتایا جو آپ نے سنا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے گا۔ آپ اس حق کو قبول کر لیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے اللہ کی طرف سے۔ وہ حق ہے اور آپ خوش ہو جائیے، آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے غلام کے پاس گئیں۔ وہ نصرانی تھا، اہل نینوی میں سے تھا۔ اس کا نام عداس تھا۔ اس سے جا کر پوچھا کہ اے عداس! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتی ہوں، کیا آپ مجھے بتلائیں گے کہ تیرے پاس جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں کوئی علم ہے۔ عداس نے کہا، قدوس ہے، قدوس ہے۔ کیا بات ہے جبرائیل کا ذکر اس سرزمین پر ہو رہا ہے جس کے رہنے والے بت پرست ہیں۔ سیدہ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں مجھے اپنی معلومات بتائیے۔ بے شک وہ اللہ کا امین ہے، اللہ کے اور بندوں کے درمیان و موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہے۔ چنانچہ عداس سے واپس ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ورقہ بن نوفل بتوں کی عبادت کو ناپسند کرتا تھا وہ بھی

اور زید بن عمرو بن نفیل بھی۔ اور زید بن عمرو تو ہر اس شی کو حرام سمجھتے تھے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا۔ مثلاً خون اور آستانوں پر کی جانے والی ذبیحہ اور چڑھاوے اور دور جاہلیت کے سارے ظلم اور زیادتیاں۔

زید اور ورقہ دونوں علم کی تلاش میں شام کے ملک جا پہنچے تھے ..... یہودیوں نے ان دونوں کے سامنے اپنا دین پیش کیا تھا مگر ان دونوں نے اس کو ناپسند کیا تھا۔ پھر دونوں نے نصرانیت کے عالموں سے پوچھا تھا۔ لہذا ورقہ نے نصرانیت اختیار کر لی تھی اور زید بن عمرو نے تو یہودیت کی طرح عیسائیت کو بھی ناپسند کیا تھا۔ چنانچہ اس کو رہبانوں ہی میں کسی راہب نے بتایا تھا کہ آپ جس دین کی تلاش میں ہیں وہ اس وقت دہرتی پر نہیں ہے۔ زید نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسا دین ہے؟ کسی کہنے والے نے کہا کہ وہ سیدھا دین ہے ابراہیم خلیل الرحمن۔ زید نے پوچھا کہ وہ دین کیسا تھا؟ اس نے بتایا کہ وہ مسلم حنیف تھے۔ تمام ادیان سے ایک طرف۔

جب ان کے سامنے دین ابراہیم بیان کیا گیا تو زید نے کہا تھا کہ میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں کعبے کی طرف سجدہ کروں گا جس کو ابراہیم نے بنایا تھا۔ چنانچہ وہ جاہلیت میں ہی کعبے کی طرف سجدہ کرتا تھا۔ جب اس کے لئے ہدایت واضح ہو گئی تو زید نے کہا تھا :

اسلمت و جہی لمن اسلمت . له المزن یحملن عذبا زالا

میں نے اپنا چہرہ اس ذات کے لئے جھکا دیا ہے جس کے لئے بھگدیاں مان میں جو صاف اور میتھے پانی کو اٹھاتے ہیں۔

اس کے بعد زید بن عمرو فوت ہو گیا تھا اور ورقہ اس کے بعد بھی موجود تھا جیسے گمان کرتے ہیں کہ دو سال تک۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو پر روتے ہوئے مرثیہ کہا تھا :

رشدت و انعمت ابن عمرو وانما

تجربت تنورا من النار حامیا

بدینک رباً لیس رب کمثلہ

تقول اذا جاوزت ارضا مخوفہ

تقول اذا صلیت فی کل مسجد

تو ہدایت پا گیا اور انعام پا گیا ہے اے زید بن عمرو! درحقیقت آگ کے گرم تندور (جہنم) سے تونچ گیا ہے۔ بسبب رب کا دین اختیار کرنے کے۔ وہ رب جس کی مثال کوئی نہیں ہے اور بسبب تیرے۔ تم کہتے جب خوف ناک زمین سے گزرتے الہ اور مشکل کشا کے نام کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور صبح سفر کرتے ہوئے۔ اور آپ جب کسی بھی عبادت کی جگہ نماز ادا کرتے تو دعا کرتے تھے کہ اے معبود مشکل کشا مجھ پر میرے دشمنوں کو غالب نہ کرنا۔

جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے سامنے وصف بیان کی محمد علیہ السلام کی شان کی۔ جب اس کے پاس آپ آئیں تھیں اور اس کا ذکر کیا جو جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا تو ورقہ نے اس سے کہا تھا، اے میری بھتیجی میں نہیں جانتا کہ آپ کے شوہر ہی نبی ہوں اہل کتاب جس کا انتظار کر رہے ہیں جس کو وہ اپنے ہاں توراہ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر یہ وہی ہوئے پھر اس کی دعوت غالب ہوگی اور میں زندہ ہوا تو میں اللہ کے رسول کی اطاعت میں اور اس کی تائید میں اور صبر و نصرت میں ضرور کوشش کروں گا مگر اس کے بعد ورقہ فوت ہو گئے تھے۔ (البدلیۃ والنہایۃ ۱۳/۳-۱۴)

تحقیق لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اس قصے کو اسی مذکور کی مثل اور اس میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے، پس جبرائیل علیہ السلام نے پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا۔ لہذا جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور محمد ﷺ اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اس نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں سمیت اور اپنے سر کا مسح کیا اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پیر دھوئے۔ اس کے بعد اپنی شرم گاہ کی جگہ چھینٹے دیئے اور اس نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دو سجدے کئے یا دور کعتیں پڑھیں، پھر محمد ﷺ نے ویسے کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے اور حسان بن عبد اللہ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اور مکمل قصہ ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے ابو جعفر بغدادی سے، اس نے ابو علاشہ محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابو الماسود سے، اس نے عروہ سے مگر بے شک اس نے ورقہ کے شعروں میں سے صرف پہلے دو شعر ذکر کئے ہیں اور وہ بھی ذکر نہیں کیا جو زہری نے سیدہ خدیجہ کے اسلام کے بارے میں ذکر کیا ہے اور وہ جو اس میں ذکر ہوا ہے حضور ﷺ کے پیٹ چاک کرنے کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ان سے حکایت ہو اس لئے کہ یہ ان کے بچپن میں ہوا تھا۔ اور احتمال ہے کہ ایک بار اور شرح صدر کیا گیا ہو پھر تیسری بار اس وقت جب آپ آسمانوں پر معراج کے لئے لے جائے گئے تھے۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبد الملک بن عبد اللہ بن ابوسفیان بن علاء بن جاریہ ثقفی نے۔ یہ بعض اہل علم سے بہت حدیث حفظ کرنے والے تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے جب عزت بخشے کا ارادہ کیا تو اس کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپ کو سلام کرتا اور آپ سلام کو سن لیتے، پلٹ کر جب آپ اس کو دیکھتے تو پیچھے اور دائیں بائیں آپ کو کوئی بھی نظر نہ آتا۔ محض درخت ہی نظر آتا یا آپ کے ارد گرد پتھر ہوتے تھے۔ یہ سلام سلام نبوت ہو گیا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۵۲-۲۵۳)

حضور ہر سال ایک ماہ غار حرا کی طرف نکل جاتے تھے ..... اور اس میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں قریش کا طریقہ عبادت یہ تھا کہ جو بھی مسکین آتا اس کو کھانا کھلایا جاتا، جب وہ واپس لوٹتے اس کی مجاورت سے اور اپنی حاجت پوری کرنے سے تو وہ اپنے گھر میں جانے سے قبل کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مہینہ آیا اللہ نے جس سال میں آپ کو رسالت سے سرفراز کرنا تھا یہ ماہ رمضان تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حسب معمول گھر سے نکلے، حرا میں رہنے کے لئے آپ اس مرتبہ اپنے اہل کے ساتھ نکلے تھے۔ پھر وہ رات بھی آگئی جس رات اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ عزت بخشی اور بندوں کو اس کے ساتھ رحم فرمایا۔ لہذا آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا، پڑھئے۔ میں نے پوچھا کہ میں کیا پڑھوں؟ چنانچہ اس نے مجھے پکڑ کر سخت بھینچا یا نچوڑا اس قدر کہ میں نے سمجھا کہ وہ موت ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھئے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں؟ پھر اس نے دوبارہ مجھے دبایا پہلے کی طرح۔ پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھئے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں۔ میں نے نہ کہی یہ بات مگر بطور التجا اور دو گوشتی کرنے کے اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ پھر نہ مجھے دبائے جیسے پہلے دبایا تھا۔ اب اس نے کہا، پڑھئے :

إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ - الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ -

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - (سورة العلق : آیت ۱-۵)

پھر وہ ویسا کرنے سے رک گئے اور وہ مجھ سے ہٹ کر چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بڑبڑا کر گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے بعد گویا کہ میرے دل میں کسی کتاب یا تحریر کی تصویر بنادی گئی اور اس کے بعد اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک بھی میری طرف مبغوض اور ناپسندیدہ نہ رہا۔ کسی شاعر یا مجنون سے۔ میں ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تھا (مطلب یہ ہے کہ مجھے ان لوگوں سے نفرت ہوگئی)۔ میں نے کہا دل میں کہ میں شاعر یا مجنون سے دُور دُور رہوں گا۔ پھر میں نے سوچا کہ قریش میرے بارے میں ہمیشہ یہ بات بیان نہیں کریں۔ لہذا میں کسی پہاڑ کی چٹان پر چڑھ جاؤں اور اپنے آپ کو اوپر سے گرا دوں گا اور میں ضرور خود کو قتل کر کے اس بات سے چھٹکارا پا لوں گا۔

چنانچہ میں اسی ارادے سے نکلا۔ اس ارادے کے سوا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی منادی کرنے والا منادی کر رہا ہے آسمان سے۔ وہ کہہ رہا ہے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ چنانچہ میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں



کہ جبرائیل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں دونوں قدموں کو ملائے آسمان کے کنارے پر سامنے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں، اے محمد! آپ رسول اللہ ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ میں اوپر کو اسی طرف دیکھنے لگ گیا۔

چنانچہ اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اور ویسا کرنے سے مصروف کر دیا۔ چنانچہ میں رُک گیا اور مجھ میں اس وقت یہ قدرت نہ رہی کہ میں وہاں سے ایک قدم بھی بل سکوں، نہ آگے نہ پیچھے اور نہ ہی میں آسمان کے اُفتق سے اپنے چہرے کو پھیر سکتا تھا۔ ہاں بس اسی کو میں دیکھتا رہ گیا، اسی اُفتق پر اُروہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ نہ میں آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے۔ حتیٰ کہ خدیجہ نے میری تلاش میں نمائندے بھیج دیئے۔ یہاں تک کہ وہ مکے میں پھیل گئے اور واپس بھی آ گئے۔ مگر میں اسی حالت پر کھڑا رہ گیا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ دن ڈھل جاتا پھر وہ مجھ سے واپس چلے گئے۔ میں بھی لوٹ کر واپس اپنے گھر آ گیا۔

میں خدیجہ کے پاس آیا۔ میں اس کے پہلو کے ساتھ مل کر بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگی، اے ابوالقاسم! آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں نے تو آپ کی تلاش میں اپنے نمائندے بھیج دیئے تھے، وہ مکہ گھوم کر آ گئے۔ میں نے اُسے بتایا کہ دوری ہے شاعر یا مجنون کے لئے۔ کہنے لگی، میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اس سے اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی رسوائی نہ کریں گے۔ اس حالت کے ہوتے ہوئے جو میں جانتی ہوں۔ آپ کی بات کرنے سے سچی گوئی، عظیم آپ کی امانت داری، آپ کا حسن اخلاق، آپ کی صلہ رحمی، یہ کیا کیفیت ہو رہی ہے آپ کی؟ شاید آپ نے کوئی چیز دیکھی ہے یا کوئی بات سنی ہے؟ چنانچہ میں نے اُسے وہ پوری خبر بتادی۔ وہ کہنے لگی، آپ خوش ہو جائیے، اے چچا زاد اور اس پر پکے رہئے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس اُمت کے نبی ہوں گے۔ پھر وہ اٹھی اور اپنے کپڑے سمیٹے پھر ورقہ بن نوفل کے پاس چلی گئی۔ وہ اس کے چچا کے بیٹے تھے۔ تحقیق اس نے کتاب پڑھ رکھی تھی اور نصرائیت اختیار کر لی تھی اور توراہ و انجیل سُن رکھی تھی۔

سیدہ خدیجہ نے جا کر اس کو یہ خبر سُنائی اور پورا واقعہ بتایا جو رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ کو بتایا تھا کہ انہوں نے یہ دیکھا ہے اور یہ سُنا ہے۔ ورقہ بن نوفل نے سُننے ہی کہا قدوس، قدوس۔ پاک ہے انتہائی پاکیزہ ہے۔ قسم ہے جس کے قبضہ میں ورقہ کی جان ہے۔ البتہ اگر تم نے مجھ سے سچ سچ کہا ہے، اے خدیجہ! تو بے شک وہ اس اُمت کا نبی ہے اور بے شک اس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ خدیجہ آپ سے کہنے کہ وہ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئیں۔ اور ان کو آ کر خبر دی جو بات ورقہ نے ان سے کہی تھی۔ لہذا اس عمل نے حضور ﷺ پر اس کیفیت کو آسان کر دیا جو آپ کو فکر لاحق ہو گئی تھی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے سے۔

جب غار حراء کا عمل مکمل ہو گیا ..... جب رسول اللہ ﷺ نے غار حراء میں رہنے کا عمل پورا کر لیا تو حسب معمول آپ نے طواف کعبہ کیا اور ان کو طواف کرتے ہوئے ورقہ بن نوفل ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بھتیجے! مجھے اس واقعہ کی خبر دیجئے جو آپ نے دیکھا تھا اور سُننا تھا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو وہ پوری بات بتادی۔ ورقہ نے ان سے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ تیرے پاس ناموس اکبر آتا ہے (ناموس صاحب ستر خیر کو کہتے ہیں اور جاسوس صاحب ستر شر کو کہتے ہیں۔ مترجم)۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور آپ اس اُمت کے نبی ہیں اور البتہ ضرور آپ ایذا پہنچائے جائیں گے۔ اور آپ ضرور جھٹلائے جائیں گے اور ضرور آپ سے قتال کیا جائے گا اور ضرور آپ کی مدد کی جائے گی۔ اور البتہ اگر میں نے آپ کو پالیا اس حالت میں تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا جس کو اللہ دیکھ لے گا۔ اس کے بعد ورقہ نے اپنا سر حضور ﷺ کی طرف جھکا دیا اور حضور ﷺ کے سر کی چوٹی پر بوسہ دیا، پھر حضور اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ نے ورقہ کے قول سے حضور ﷺ کی ثابت قدمی کو اور زیادہ کر دیا اور آپ کے فکر و غم کو کم کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۵۳-۲۵۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے یونس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں سیدہ خدیجہ کی خبر سُن کر شعر کہے تھے۔ سیرت نگاروں کے زعم کے مطابق جو کہ کچھ اس طرح تھے :

فان يك حقا يا خديجه فاعلمى  
وجبرائيل ياتيه وميكائيل معهما  
يفوز به من فاز فيها بتوبه  
فريقان منهم فرقة فى جنانه  
اذا ما دعوا بالويل فيها تتابعت  
فسبحان من تهوى الرياح بامرہ  
ومن عرشه فوق السموات كلها  
حدیثك ایانا فأحمد مرسل  
من اللہ وحی یشرح الصدر منزل  
ویسقی به العاتی الغوی المضلل  
واخری باخوان الححیم تغلل  
مقامع فی هاماتها ثم تشعل  
ومن هو فی الايام ما شاء یفعل  
واقضاؤه فی خلقه لا تبدل

اے خدیجہ! اگر آپ کی اطلاع درست ہے تو یقین کیجئے کہ احمد اللہ کا رسول بن گیا ہے۔ اور اس کے پاس جبرائیل و میکائیل ساتھ آتے ہیں اللہ کی طرف سے۔ وحی سے جس کی تزیل سینہ کو کھول دیتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ کامیاب ہوتا ہے جو توبہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور شقی اور محروم ہوتا ہے اس سے جو سرکش بھٹکا ہوا گمراہ ہوتا ہے۔ لوگ اس وحی کے بعد دو حصوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں ایک طبقہ جنت کے باغات میں ہوگا۔ اور دوسرا اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ جہنم کے طوق میں ہوگا۔ جب وہ ہلاکت کی طرف بلائے جائیں گے اس میں مسلسل ہتھوڑے برسائے جائیں گے۔ ان کی کھوپڑیوں پر۔ اس کے بعد وہ شعلوں کی نذر ہو جائیں گے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے حکم کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور وہ ذات زمانوں میں (ایام میں) جو چاہے تصرف کرتا ہے۔ اور اس کے عرش سے لے کر تمام آسمانوں میں اور اس کی تمام مخلوقات میں اس کے فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔

ورقہ بن نوفل کا کلام :

یا للرجال و صرف الدهر و القدر  
حتى خديجة تدعوني لا خبرها  
جاءت لتسالنبى عنه لا خبرها  
فخبرتني بامر قد سمعت به  
بان احمد ياتيه فيخبره  
فقلت عل الذي ترجين ينجزه  
وارسليه الينا كى نساله  
فقال حين اتانا منطلقا عجا  
انى رايت امين الله واجهنى  
ثم استمر فكاد الخوف يذعرنى  
فقلت ظنى وما ادرى ايصدقنى  
وسوف انبئك ان اعلنت دعوتهم  
وما لشيء قضاه الله من غير  
وما لها بخفى الغيب من خبر  
امرا اراه سياتى الناس من اخر  
فيما مضى من قديم الدهر والعصر  
جبرائيل انك مبعوث الى البشر  
لك الاله فرجى الخير وانتظرى  
عن امره ما يرى فى النوم والسهر  
يقف منه اعالى الجلد والشعر  
فى صورة اكلت من ابيب الصور  
مما يسلم من حولى من الشجر  
ان سوف تبعث تتلو منزل السور  
من الجهاد بلا من ولا كدر

گردش زمانہ گواہ ہے، اللہ نے جوشی لوگوں کے لئے فیصلہ فرمادی ہے اس کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔ یہاں تک کہ وہ بات بھی خدیجہ نے جس کے لئے مجھے پکارا ہے کہ میں اسے خبر دوں، کیونکہ اس کو پوشیدہ غیب کی بات کی کوئی خبر نہیں ہے۔ وہ میرے پاس اس لئے آئی ہے کہ اس کو اس ایک مرد کے بارے میں خبر دوں جو وہ

دیکھایا گیا ہے۔ عنقریب لوگوں کے پاس۔ اس کے علاوہ بھی اس سے خبریں آئیں گی۔ چنانچہ خدیجہ نے مجھے اس امر کے بارے میں بتا دیا جو اس نے سنا ہے۔ پہلے بھی اور اب بھی۔ بایں صورت کہ احمد اس کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اس کو بتا دیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں (بھیجے گئے ہیں)۔ میں نے جواب دیا ہے اس کو کہ جس بات کی تم امید کرتی ہو ان پر وہ تیرے لئے معبود برحق پوری کرے گا (یعنی رسول وہی بنایا جائے گا)۔ لہذا اس چیز کی امید رکھیں اور انتظار کریں۔ اور ان کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے خود پوچھیں اس امر کے بارے میں جو کچھ وہ جس سے جلد پر پھریری آتی ہے اور رُنگنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ بے شک میں نے اللہ کے امانت دار کو دیکھا ہے جو میرے سامنے آگئے تھے ایک کامل صورت کے ساتھ جو بارعب اور پُر وقار صورت و شکل تھی۔ اس کے بعد وہ دائمی طور پر پھہرے رہ گئے تو عین ممکن ہے کہ ان کا خوف اور رعب مجھے ہلاک کر ڈالتا۔ خصوصاً اس وقت جب میرے ارد گرد کے درخت سلام کہتے۔ تو میں نے بتایا ہے کہ میرا خیال ہے کہ عنقریب یہ مبعوث ہو جائیں گے اور آسمان سے اترنے والی سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ حالانکہ مجھے یہ تک بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے وہ سچ سچ ہے۔ اور عنقریب میں آپ کو خبر دوں گا اگر ان کی دعوت واضح ہوگی جہاد سے بغیر کسی احسان کے اور بغیر کسی اجہام کے۔ (الہدایۃ والنہایۃ ۱۰/۳-۱۱)

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو اسماعیل بن ابی حکیم مولیٰ زبیر نے کہ ان کو حدیث بیان کی سیدہ بنت خویلد سے کہ وہ فرماتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اس میں جو اس نے ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اس بارے میں جس میں اللہ نے ان کو عزت بخشی تھی نبوت کی۔ انہوں نے کہا تھا، اے میرے چچا زاد آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ جب وہ تیرے ساتھی جو آپ کے پاس آتے ہیں، جب آئیں تو آپ مجھے بھی خبر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ جب وہ آئے تو مجھے بتانا۔

جبرائیل ہونے کی تصدیق ..... ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک جبرائیل امین آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے خدیجہ! یہ آگئے جبرائیل۔ وہ بولی کیا آپ انہیں اس وقت دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا، جی ہاں! دیکھ رہا ہوں۔ وہ بولی کہ آپ میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔ حضور ﷺ ہٹ کر دائیں سے بیٹھ گئے۔ خدیجہ نے پوچھا کہ اب بھی آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا، جی ہاں دیکھ رہا ہوں۔ پھر وہ بولی کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا، کیا اب بھی وہ آپ کو نظر آ رہے ہیں؟ فرمایا کہ بالکل آ رہے ہیں۔ پھر خدیجہ نے اپنے سر سے کپڑا ہٹا لیا اور دوپٹہ اتار کر رکھ دیا۔ حالانکہ حضور ﷺ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب آپ کو وہ نظر آ رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اب وہ چلے گئے۔ خدیجہ نے کہا کہ نہیں یہ شیطان نہیں ہے۔ بے شک یہ فرشتہ ہے۔ اے میرے چچا زاد آپ ثابت قدم رہئے اور خوش ہو جائیے۔ اس کے بعد وہ خود حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئی اور اس نے اس امر کی گواہی دی کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن حسن کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا۔ تحقیق فاطمہ بنت حسین نے سنی تھی کہ وہ یہ حدیث بیان کرتی تھی سیدہ خدیجہ سے مگر میں نے یہ سنا تھا کہ وہ کہتی تھی کہ خدیجہ نے حضور ﷺ کو اپنے اور اپنی اور ہنسی کے اندر کر لیا تھا۔ تو اس وقت جبرائیل امین چلے گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا کام تھا جو سیدہ خدیجہ اس لئے کر رہی تھی کہ اپنے دین کی احتیاط اور تصدیق کے لئے معاملے کی چھان بین پھٹک کرنا چاہتی تھی۔ جہاں تک نبی کریم ﷺ کا تعلق ہے آپ تو جبرائیل امین کی بات پر یقین کر چکے تھے۔ جو کچھ اس نے آپ سے کہا تھا اور ان آیات پر ہی جو اس نے آپ کو دیکھائی تھیں۔ جن میں ہم بار بار ذکر کر چکے ہیں اور اسی امر پر بھی یقین کر چکے تھے جو آپ کو درخت اور پتھر سلام کرتے تھے اور آپ کے بٹانے پر درخت چلے آتے تھے۔ یہ سب کچھ اس کے بعد ہو رہا تھا جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی تھی اور حضور ﷺ نے ان لوگوں کی شکایت جبرائیل علیہ السلام سے کر دی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ ارادہ آپ کے دل کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا۔ (دلائل النبوة لابن نعیم ص ۱۷۲-۱۷۳)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوبکیر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طہمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اس پتھر کو آج میں جانتا ہوں مکہ میں جو مجھ پر سلام کہتا تھا۔ میری بعثت سے قبل۔ بے شک میں اس کو اس وقت بھی پہچانتا ہوں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحییٰ بن ابوبکر سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر رزاز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوداؤد طیالسی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن معاذ نے سماک بن حرب سے۔ اس نے جابر بن سمرہ ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مکہ میں ایک پتھر ہے وہ مجھ پر سلام کرتا تھا (یعنی سلامتی کی دعا دیتا تھا)۔ ان راتوں میں جن میں میری بعثت ہوئی۔ بے شک میں اس کو پہچان لیتا ہوں جب اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

(۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن موسیٰ مروزی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن یعقوب نے، ان کو ولید بن ابوثور نے سُدی سے، اس نے عباد بن عبداللہ سے، اس نے حضرت علیؑ سے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ حضور ﷺ مکہ کے بعض نواح میں نکل گئے۔ لہذا جو بھی درخت یا پہاڑ حضور ﷺ کے سامنے آیا اس نے ان سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو یونس بن عنہ نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے وہ سُدی ہیں، انہوں نے عباد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا حضرت علیؑ سے، وہ فرماتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے اپنے آپ کو کہ میں اس کے ساتھ گیا یعنی نبی کریم ﷺ کے ساتھ وادی میں بس نہ گزرے آپ نہ کسی پتھر کے ساتھ نہ کسی درخت کے ساتھ مگر اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! اور میں نے سُن رہا تھا۔ (البدیۃ والنہیۃ ۱۶/۳)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری نے اسفراینی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوسفیان نے، ان کو انس بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ مکہ سے باہر تھے اور اہل مکہ نے اس دن حضور کو (مار مار کر) خون سے رنگین کر دیا تھا (خون و خون کر دیا تھا)۔ جبرائیل امین نے پوچھا، آپ کو یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا قَدْ خَضَبَهُ اَهْلُ مَكَّةَ بِالْدمَاءِ خَضَبْنِي هَوْلًا بِالْدمَاءِ۔ ان لوگوں نے مجھے خون خون کر دیا ہے اور انہوں نے ایسے کیا ہے اور ایسے کیا ہے۔

جبرائیل نے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی اور کوئی معجزہ دکھاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جبرائیل نے کہا آپ اُس درخت کو اپنے پاس بلائیے۔ چنانچہ رسول اللہ نے اُس کو بلایا۔ چنانچہ وہ درخت زمین پر لکیریں ڈالتا ہوا یا زمین چیرتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ جبرائیل نے فرمایا کہ اب آپ اس درخت کو کہئے کہ وہ واپس چلا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اِرْجِعْنِي اِلَى مَكَانِكَ واپس اپنی جگہ چلے جائیے۔ لہذا وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل سے کہا حَسْبِيْ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ كَافِيٌّ لِيْ (یعنی میرا دل مطمئن ہے)۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۹)

## قرآن میں سے نازل ہونے والی پہلی سورت

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، ان کو ابو حامد بن شرقی نے بطور املاء کے، ان کو عبدالرحمن بن بشر بن حکم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں بے شک پہلی چیز جو نازل ہوئی قرآن سے وہ **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ** ہے۔ (الدر المنثور ۶/۳۶۸)

یہ اسناد صحیح ہے اور اس کا مفہوم گزر چکا ہے۔ اس روایت میں جو مروی ہے معمر بن عقیل سے اور اسی طرح زہری سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے زہری سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید یعنی ابن مزید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو خبر دی اوزاعی نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے کہ قرآن کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ**؟

انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں مہینہ بھر غار حرا میں عبادت کرتا رہا، میں نے جب وہاں پر قیام پورا کر لیا اور میں نیچے وادی میں اتر آیا پھر مجھے آواز لگائی گئی۔ چنانچہ میں نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے دیکھا اور بیچھے دیکھا اور دائیں بائیں دیکھا، مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو یکا یک وہ ہوا میں تخت بچھائے ہوئے بیٹھا تھا۔ لہذا مجھے خوف اور وحشت نے پکڑ لیا۔ میں خدیجہ کے پاس آیا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے کپڑے اڑھا دو۔

اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :

**يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ وَتِيَابِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ**

اس کو مسلم نقل کیا صحیح میں اوزاعی کی حدیث سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث علی بن مبارک سے، اس نے یحییٰ بن ابو کثیر سے۔ اور تحقیق زہری کی روایت میں گزر چکا ہے ابو سلمہ سے اس نے جابر سے کہ **يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ** کا نزول وحی کے سلسلہ کے رک جانے کے بعد تھا۔ اور اس میں اس پر دلالت ہے کہ اس کا نزول **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ** کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو سہل بشر بن احمد بن محمد مہرجانی نے اپنی اصل کتاب سے، ان کو داؤد بن حسین بن ازدن بن عقیل نے وہ خسرو گردی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ الملک بن شعیب بن لیث بن سعید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کے دادا سے، ان کو خبر دی عقیل بن خالد نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبد اللہ نے کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وحی رُک گئی تھی مجھ سے۔ بس میں پیدل چل رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی۔ میں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا وہ آسمان کے اُفق پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ لہذا اس کے خوف کی وجہ سے میں تسبیح گیا اور میں زمین پر بیٹھ گیا، پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے لمبل اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو۔ لہذا انہوں نے مجھے چادر اڑھا دی۔

پھر اللہ نے ایک آیت اتاری :

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَيْبَاتِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اے کپڑے اڑھنے والے! کھڑے ہو جائیے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور کپڑے پاک رکھئے اور بتوں سے دُور رہئے۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ رجز سے مراد بت ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبد الملک بن شعیب سے اور بخاری نے روایت کیا ہے ابن کبیر سے، اس نے لیث سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید ابن شہاب زہری سے اور اس میں اس کا بیان ہے جو کچھ ہم کہہ چکے ہیں۔ اور ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے پھر محمد بن عمر سے کہ پہلی سورۃ جو نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربك ہے۔ (الدر المنثور ۶/۳۶۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے کہ اس سے سنا تھا اپنے بعض علماء سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی چیز جو اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کی تھی وہ اقرأ باسم ربك الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - سے مَالِمُ يَعْلَمُ تَكْ T

بہر حال وہ حدیث جس کی خبر دی ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن کبیر نے اپنے والد سے، اس نے ابو میسرہ عمرو بن شریبیل سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں جب اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں ایک آواز سُنتا ہوں اور اللہ کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بڑا خطرہ نہ ہو جائے۔ اس نے کہا، اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ایسے کریں گے۔ پس قسم ہے اللہ کی، بے شک آپ امانتیں صاحب امانت کو ادا کر دیا کرتے ہیں (گویا کہ آپ امین ہیں)۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ بات سچی کرتے ہیں۔

جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نہیں تھے پھر خدیجہ نے حضور ﷺ کی بات ان کو بتائی اور بولی، اے عتیق آپ جائیے محمد ﷺ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ جب گھر میں آئے تو ابو بکر نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ میرے ساتھ چلئے ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خدیجہ نے۔ لہذا دونوں چلے گئے جا کر دونوں نے ورقہ کو واقعہ بتایا۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ جب میں اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں اپنے پیچھے ایک آواز سُنتا ہوں، یا محمد، یا محمد، یا محمد زمین پر بھاگتے ہوئے چلے۔ پس فرمایا کہ ایسا نہ کر۔ جب تیرے پاس آجائے تو پکے رہنے یہاں تک کہ آپ سُن لیں جو کچھ وہ کہے۔ اس کے بعد میرے پاس آنا اور مجھے خبر دینا۔ پھر جب آپ اکیلے ہوئے تو آپ کو آواز لگی، اے محمد کہئے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لله رب العالمین یہاں تک کہ ولا الضالین تک پہنچے اور کہا کہ لا الہ الا اللہ۔ پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ ان کو جا کے یہ چیز بتائی (کہ آواز دینے والے نے سورۃ فاتحہ

پڑھنے کا کہا ہے)۔ لہذا ورقہ نے بتایا آپ خوش ہو جائیے، پھر خوش ہو جائیے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ اور بے شک آپ موسیٰ کے مثل ناموس پر ہیں۔ بے شک آپ نبی مرسل ہیں اور بے شک آپ کو عنقریب جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ آج کے بعد اور اگر میں نے تجھے اس حکم کے وقت پالیا تو میں آپ کے ساتھ ضرور جہاد کروں گا۔ جب ورقہ کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ تحقیق میں نے قس (عالم) کو جنت میں دیکھا ہے اس کے اوپر ریشم کے کپڑے ہیں اس لئے کہ مجھ پر ایمان لے آیا تھا اور میری تصدیق کی تھی (اس سے حضور ﷺ کی مراد ورقہ تھی)۔ یہ روایت گو کہ منقطع ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال رکھتی ہے کہ یہ خبر ہو اس کے نزول کے بارے میں اس کے بعد کہ آپ کے اوپر اقرا باسم ربك اور یا ایہا المدثر نازل ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ ۹/۳)

## باب ۶۳

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کس کا اسلام مقدم ہے؟

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور  
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا راہب کا قول بسنا اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ ان لوگوں میں سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائی تھیں اور جو کتاب حضور لائے تھے اس کی تصدیق کی تھی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جس وقت آپ کے اوپر نماز فرض ہوئی تھی۔ اس نے آکر حضور ﷺ کے لئے اپنی ایڑی سے وادی کے ایک کونے میں ٹھوکر ماری تھی۔ لہذا اس سے حضور ﷺ کے لئے پانی کا چشمہ صافی پھوٹ پڑا تھا۔ لہذا اس پانی سے حضور ﷺ نے اور جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا۔ اس کے بعد دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے اندر چار سجدے کئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اور آپ کے دل کو سکون بخشا اور جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز لائے تھے جو حضور ﷺ کو محبوب تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اسی چشمے پر لے آئے۔ حضور ﷺ نے پھر اسی طرح وضو کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو رکعتیں ادا کیں اور چار سجدے کئے اس کے بعد وہ دونوں خفیہ نماز پڑھتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اس واقع کے ایک دن بعد۔ انہوں نے ان دونوں کو گھر میں خفیہ نماز پڑھتے دیکھا تو علی مرتضیٰ نے کہا، یہ کیا چیز ہے اے محمد؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کا دین ہے۔ جس کو اس نے اپنے لئے چن لیا ہے اور اس کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ لہذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، تمہیں بلاتا ہوں اللہ وحدہ لا شریک کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف اور لات وعزلی کے ساتھ کفر و انکار کی طرف۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنا میں اس معاملے کا از خود کوئی فیصلہ نہیں کروں گا بلکہ پہلے میں اس کو ابوطالب (والد) کو بتاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ..... حضور ﷺ اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ وہ کہیں اس راز کو افشا کر بیٹھے اس سے پہلے کہ آپ کا معاملہ غالب آجائے اور پھیل جائے۔ چنانچہ ان سے کہا گیا، اے علی! جب تم اسلام نہیں لارہے تو تم اس راز کو فاش نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

اس رات کو رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔ لہذا صبح ہوتے ہی وہ حضور ﷺ کے پاس آگئے اور عرض کی آپ نے کیا پیش کیا تھا مجھ پر اے محمد! حضور ﷺ نے اسے بتایا کہ آپ شہادت دیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور لات و عزیٰ کے ساتھ کفر کر لیجئے اور شریکوں سے بیزاری کر لیجئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ایسے ہی کر لیا اور اسلام لے آئے۔ پھر علیؑ اسی حالت پر ٹھہرے رہے جیسے حضور ﷺ کے پاس آئے تھے۔ مگر ابوطالب سے ڈرتے رہتے تھے اور حضرت علیؑ نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، اسے ظاہر نہیں کر رہے تھے اور پھر حضرت زید بن حارثہؓ مسلمان ہو گئے۔ لہذا یہ لوگ ایک مہینہ کے قریب خاموشی سے ٹھہرے رہے۔ حضور ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ اور اللہ نے حضرت علیؑ پر انعام فرمایا تھا۔ اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ وہ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کی گود میں (یعنی حضور ﷺ کی زیر تربیت وزیر پرورش رہے)۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۴-۲۶۵)

### حضرت علی کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی

ابوطالب کثیر العیال تھے ان کا بوجھ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت عباسؑ نے ہلکا کیا

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن یعقوب بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابونجیح نے مجاہد بن جبر بن ابوالحجاج سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ پر اللہ کا یہ انعام تھا کہ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا یہ کہ قریش کو سخت قحط سالی (غربت و بھوک) پہنچی تھی اور ابوطالب زیادہ عیال دار تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (چھوٹے) چچا عباس سے (جو حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوست بھی) کہا اور وہ بنی ہاشم سے زیادہ آسودہ حال تھے۔ اے عباس! تیرا بھائی ابوطالب کثیر العیال ہے اور لوگوں کو جو غربت اور قحط سالی لاحق ہو گئی ہے وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ آپ چلئے ہم ان سے ان کے عیال کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس آئے اور حضور ﷺ نے علیؑ کو لے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس کے بعد سے وہ ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو نبی بنا کر مبعوث فرما دیا۔ پھر علیؑ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی۔

میں کہتا ہوں کہ (اہل سیر نے) اختلاف کیا ہے اس سنہ کے بارے میں جس دن وہ مسلمان ہوئے تھے۔ تحقیق اس بارے میں روایات کتاب السنن کی کتاب اللقیط میں گزر چکی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن ابوالاشعث کندی نے اہل کوفہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ایاس بن عقیف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا عقیف سے کہ اس نے کہا کہ میں تاجر آدمی تھا، میں ایام حج میں منیٰ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب بھی تاجر آدمی تھا۔ میں اس کے پاس گیا کہ میں کچھ مال اس سے خریدوں اور کچھ اس کے پاس فروخت کروں۔

کہتے ہیں کہ ہم موجود تھے کہ اچانک خیمے سے ایک آدمی نکلا اور وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی وہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا نکلا وہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے عباس! یہ کونسا دین ہے؟ میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیسا دین ہے؟ اور وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ بن عبد اللہ ہے۔ یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے ان پر کھول دیئے جائیں گے۔ یہ عورت جو اس کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے اس کی بیوی ہے خدیجہ بن خویلد۔ یہ اس پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا ان کے چچا کا بیٹا علی بن ابوطالب ہے۔ یہ بھی ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہے۔ یہ سن کر عقیف کہتے ہیں، اے کاش میں! اُس دن ایمان لے آتا تو میں تیسرا ہوتا۔



ابراہیم بن سعد اس روایت کی متابع لائے ہیں۔ محمد بن اسحاق سے اور انہوں نے کہا ہے حدیث میں، اچانک ایک آدمی خیمہ سے نکلا جو ان کے قریب تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، جب اس نے دیکھا کہ سورج ڈھل چکا ہے تو وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے خدیجہ کا ان کے پیچھے قیام ذکر کیا۔

(۴) ابوالحسین بن فضل نے ہمیں خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محرز بن سلمہ نے، ان کو عبد العزیز بن محمد نے عمر بن عبد اللہ سے، اس نے محمد بن کعب قرظی سے کہ بے شک پہلا شخص جو اس امت میں سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ اور پہلے دو شخص جو مسلمان ہوئے وہ ابو بکر صدیق ﷺ اور علی ﷺ بن ابوطالب ہیں۔ اور بے شک ابو بکر صدیق پہلا شخص ہے جس نے اسلام کو ظاہر کیا۔ جبکہ علی المرتضیٰ ابھی تک اسلام کو چھپا رہے تھے اپنے والد کے ڈر سے، یہاں تک کہ ابوطالب ان کے والد ان سے ملے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے بتایا، جی ہاں! اس نے کہا اچھا پھر اپنے چچا زاد (محمد ﷺ) کی تائید و نصرت کرنا اور کہتے ہیں کہ علی ابو بکر سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۲۷/۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر ابو بکر صدیق ملے رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے جو کچھ آپ کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ آپ ہمارے الہوں اور معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں؟ اور ہمارے عقلوں کو آپ کم عقل اور بے وقوف کہتے ہیں؟ اور آپ ہمارے آباء و اجداد کو کافر کہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! سچ ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں (پیغام الہی لانے والا نمائندہ ہوں)۔ اس کا نبی ہوں، اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اسی کا پیغام پہنچاؤں اور میں آپ کو بھی اللہ کی طرف بلاتا ہوں حق کے ساتھ اس رب کی قسم وہ حق ہے۔ میں آپ کو اللہ وحدہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اے ابو بکر! اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ تعلق اور دوستی اسی کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہوگی۔ اور حضور ﷺ نے ابو بکر کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔

ابو بکر نے حضور کی دعوت کو غور سے سنا مگر نہ اقرار کیا نہ انکار کیا۔ بس اسلام لے آئے۔ اور بتوں کے ساتھ کفر کر لیا اور بتوں سے دُور ہو گئے اور ایمان لے آئے، اسلام کے حق کے ساتھ ابو بکر واپس لوٹے تو وہ مؤمن اور تصدیق کنندہ ہو چکے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ حصین تمیمی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں دعوت دی اسلام کی طرف میں نے کسی کو مگر اس کو اس سے کبیدگی ہوئی اور تردد اور شک ہوا اور اس نے سوچا ماسوا ابو بکر کے کہ جب میں نے ان کو دعوت دی تو نہ انہوں نے شک کیا نہ ہی ان پر کوئی ناپسندیدگی آئی۔ (البدایہ والنہایہ ۲۷/۳-۲۸)

میں کہتا ہوں ایسا اس لئے ہوا تھا کہ ابو بکر صدیق نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھ چکے تھے اور نبوت کے بارے میں آپ کی دعوت پہلے سن چکے تھے۔ لہذا جب آپ نے آپ کو دعوت دی تو وہ پہلے اس میں تفکر اور سوچ بچار کر چکے تھے۔ اس لئے وہ فوراً اسلام لے آئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابوالاسحاق نے، ان کو ابو میسرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ جس وقت ظاہر ہوئے تھے تو آپ اس منادی کرنے والے کی مناد اور پکار سنتے تھے جو کہتا تھا، اے محمد! جب آپ آواز سنتے تو وہاں سے جلدی جلدی ہٹ جاتے اور چلے جاتے تھے۔ چنانچہ حضور نے بطور راز کے یہ بات ابو بکر کو بتادی تھی کیونکہ وہ اسلام سے قبل بھی حضور ﷺ کے خاص دوست تھے۔

اسلام قبول کرتے وقت حضرت علی ﷺ دس سال کے تھے ..... (۷) ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا انسان جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی وہ خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول تھی۔ اس کے بعد جو مذکور ہیں کہ پہلے ایمان لائے وہ حضرت علی بن ابوطالب تھے۔ وہ اس وقت دس سال کے تھے۔ اس کے بعد

زید بن حارثہ، پھر ابو بکر صدیق۔ جب ابو بکر اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا اور اللہ و رسول کی طرف دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ابو بکر صدیق اپنی قوم کے محبوب اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ نرم خو تھے اور قریش میں اعلیٰ نسب والے تھے اور قریش میں سے پڑھے لکھے تھے، زیادہ حلم والے تھے۔ اس بارے میں جو اس میں خیر و شر تھا۔

لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ صاحب اخلاق تھے، صاحب بھلائی تھے، اپنی قوم کے بڑے اور محترم تھے، لوگ ان کے پاس آتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے۔ کئی خوبیوں کی وجہ سے، ان کے علم و فہم اور تاجر ہونے اور ان کی اچھی مجلس اور اچھی سوسائٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی، جس پر انہیں یقین تھا اپنی قوم سے جو بھی ان کے پاس آتا اور جو بھی ان کی صحبت میں بیٹھتا۔ ان کے ہاتھ پر اسلام لے آتا۔

اس کے مطابق جو مجھے خبر پہنچی ہے، مندرجہ ذیل لوگ ان کی ہی دعوت سے زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ اور سعید اور عبدالرحمن بن عوف اسلام لائے۔ لہذا یہ لوگ چلے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان کے ساتھ ابو بکر صدیق بھی تھے۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا اور ان کو اسلام کے حق اور ذمہ داری کی خبر دی اور اس کی بھی جو اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے عزت عطا کرنے کا۔ لہذا وہ لوگ ایمان و اسلام لے آئے اور اس طرح وہ لوگ بھی اسلام کے حق کے اقرار ہی ہو گئے۔ یہ لوگ آٹھ افراد تھے جنہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ انہوں نے نماز پڑھنی شروع کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور وہ لوگ ہر اس چیز پر ایمان لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لے آئے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۸)

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن بٹہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے، ان کو حرمہ بن سلیمان والہی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ میں شہر بصری کے بازار میں گیا۔ ایک راہب (پادری) اپنے گرجے میں کہہ رہا تھا کہ اس میلے کے حاضرین سے معلوم کرو، کیا ان میں کوئی اہل حرم میں سے بھی ہے۔

طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، جی ہاں! میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابھی احمد ظاہر ہوئے ہیں؟ میں نے کہا کہ احمد کون ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ابن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ یہی مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے۔ وہ تمام انبیاء سے آخری ہیں۔ اس کی جائے پیدائش ظہور ارض حرم ہے اور اس کی ہجرت کھجوروں کے درخت اور پتھر ملی زمین اور شور یا گندھک والی سرزمین ہے۔ بس بچائیے اپنے آپ کو اس سے اس کی طرف سے سبقت کی جائے گی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ ..... حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات رچ بس گئی جو اس نے کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں جلدی سے نکلا اور مکے میں آ گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں، محمد بن عبد اللہ الامین نبی بن گئے ہیں اور ابن ابوقحافہ نے اس کی اتباع شروع کر دی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکل کر سیدھا ابو بکر کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے اس آدمی کی اتباع شروع کر دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں کر لی ہے، آپ بھی چلئے ان کے پاس اور ان کی اتباع کر لیجئے، اس لئے کہ وہ حق کی طرف بٹا رہے ہیں۔ لہذا طلحہ نے ان کو اس بات کی خبر دی جو راہب نے اس کو بتائی تھی۔ اس کے بعد ابو بکر طلحہ کو لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور طلحہ مسلمان ہو گئے اور طلحہ نے راہب والی بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو بھی دی۔ حضور یہ سن کر خوش ہوئے۔

جب ابو بکر اور طلحہ مسلمان ہو گئے تو ان دونوں کو نوفل بن خویلد بن عدویہ نے پکڑ کر ایک ہی رسی میں باندھ دیا۔ اور ان دونوں کو بنو تیم نے نہیں منع کیا اور نوفل بن خویلد قریش کا شیر کہلاتا تھا۔ اس لئے ابو بکر اور طلحہ دونوں کا قریب ترین کا نام رکھا گیا تھا۔ (البدیۃ والنہایۃ ۳/۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن مطر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خبیب عباس بن احمد بن محمد عیسیٰ قاضی برقی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبید اللہ طحی ابو بکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو عبید اللہ بن اسحاق محمد بن عمرو قادی سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ سوائے اس کے کہ اس نے اس کے آخر میں کہا تھا کہ نوفل بن خویلد قریش کے سخت ترین لوگوں میں سے تھا اس لئے ابو بکر اور طلحہ کو قرینین کہتے تھے۔ اور نوفل بن خویلد وہی تھا جس کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا فرمائی تھی :

اللَّهُمَّ اكْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدْوِيَّةِ - (البدایۃ والنہایۃ ۲۹/۳)

میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا گیا ہے عیسیٰ بن طلحہ سے کہ عثمان بن عبید اللہ طلحہ کے بھائی نے طلحہ کو ابو بکر کے ساتھ باندھ دیا تھا تا کہ ان کو نماز پڑھنے سے روک دے اور ان کو دین سے واپس لوٹا دے اور اس کے ہاتھ کو ابو بکر کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔ اسی ڈر کی وجہ سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے ابو بکر کے ساتھ۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن ابودارم حافظ نے، ان کو موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن حسان سمتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مجالد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابو بکر اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن حسین بن عبد الجبار نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، ان کو اسماعیل بن مجالد نے، اس نے وبرہ سے، اس نے ہمام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نہیں تھے ان کے ساتھ مگر صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابو بکر صدیق ﷺ۔

اور سمتی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے سنا عمار بن یاسر سے وہ کہتے تھے روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں عبداللہ سے اس نے یحییٰ بن معین سے، اس نے احمد بن ابوالطیب سے اس نے اسماعیل سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابو توبہ ربیع بن نافع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مہاجر نے عباس بن سالم سے، اس نے ابو امامہ سے، اس نے عمرو بن عبسہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا شروع شروع میں جب آپ کی بعثت ہوئی تھی، جب آپ مکہ میں تھے۔ وہ اس وقت چھپے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ (اللہ کا پیغام لانے والا)۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپ نے بتایا کہ اس حکم کے ساتھ بھیجا ہے کہ عبادت اللہ کی کی جائے اور بتوں کو توڑ دیا جائے اور صلہ رحمی کی جائے۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ رسول بنائے گئے ہیں۔ پھر کس کس نے ان باتوں میں آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام نے (اس سے حضور ﷺ کی مراد ابو بکر اور بلال ﷺ تھے)۔ کہتے ہیں کہ عمرو کہتے تھے میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں چوتھا ہوں، چار میں سے۔ فرمایا کہ میں اسلام لے آیا اور میں نے کہا، میں آپ کی اتباع کروں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، آپ کو خبر مل جائے گی کہ میں نبوت و رسالت کے ساتھ باہر آ گیا ہوں تو تم میری اتباع کرنا۔

یہ ایسی حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے ایک جماعت نے ابو امامہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شداد بن عمار اور یحییٰ بن ابو کثیر سے اس نے ابو امامہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عمر و بسطامی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی یثم دوری نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن سعید نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو ہاشم بن ہاشم نے، سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا سعد بن ابی وقاص سے۔ وہ کہتے تھے نہیں کوئی اسلام لایا اس دن جس دن میں اسلام لایا تھا۔ البتہ تحقیق میں ٹھہرا رہا تھا سات دنوں تک اور بے شک میں اسلام لانے میں تیسرا تھا۔

روایت کیا اس کو بخاری نے صحیح میں ابو اسامہ سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو طاہر محمد آبادی نے، ان کو ابو قلابہ نے، ان کو یحییٰ بن ابو بکر نے، ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا ان اصحاب میں سے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا سات تھے۔ نبی کریم اور ابو بکر صدیق۔ دیگر نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے یحییٰ بن ابی بکر سے عمار بن یاسر اور ان کی امی سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو احمد داری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسماعیل بن ابو خالد سے، اس نے قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے مسجد کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم البتہ میں نے دیکھا خود اور بے شک عمر مجھ سے عہد لے رہے تھے اور اپنی بہن سے اسلام پر اس سے قبل کے اسلام لاتے عمر اور اگر کوئی آدمی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن نورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں صحت میں جوان لڑکا تھا۔ میں عقبہ بن ابو معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا مکہ میں۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ابو بکرؓ بھی ساتھ تھے۔ دونوں مشرکین سے فرار ہو کر آئے تھے۔ دونوں نے کہا، اے نوجوان! آپ کے پاس دودھ ہے کہ آپ ہمیں پلا دیں؟ میں نے بتایا کہ میرے پاس یہ بکریاں اور دودھ امانت ہیں، میں تمہیں نہیں پلا سکتا۔ پھر فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر کوئی نرنہ کودا ہوا بھی تک (یعنی گا بھن بھی نہ ہوئی ہو ابھی تک)۔ میں نے کہا ہے (یعنی کوئی یسلی یا جھیرٹ بکری) میں پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ ابو بکر نے اس کو مضبوط پکڑ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے تھنوں کو پکڑ کر دعا کی۔ چنانچہ اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ ابو بکر ایک گہرا کٹورے نما پتھر اٹھالائے۔ حضور ﷺ نے اس میں دودھ نکالا، اس کے بعد انہوں نے اور ابو بکر نے دودھ پیا پھر انہوں نے مجھے بھی پلایا اور اس کے بعد انہوں نے کھیری سے کہا کہ اچک لے یعنی سکڑ جا، وہ سکڑ گئی۔

کچھ دنوں بعد میں حضور ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس پاک مقولہ میں سے کچھ تعلیم فرمائیں قرآن میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آپ سکھائے ہوئے لڑکے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے منہ سے ستر سورتیں سیکھیں۔ میرے ساتھ ان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کر سکتا۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے اور ابو عبداللہ الحسین بن عمر بن برہان الغزال نے اور ابو الحسین بن فضل قطان نے اور ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو ابو بکر بن عیاش نے، ان کو عاصم بن ابو نجر نے زرا بن حبیش سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابو معیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ اے لڑکے کیا دودھ ہے؟ میں نے کہا کہ دودھ تو ہے مگر میں دودھ دوں گا نہیں۔ یہ میرے پاس امانت ہے۔ انہوں نے کہا، کوئی ایسی بکری ہے جس سے ابھی تک نرنہ جفتی ہی نہ کی ہو؟ کہتے ہیں کہ میں ایک

ایسی بکری پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اُتر آیا۔ حضور ﷺ نے اسے دوہا، اس کا دودھ نکالا۔ حضور ﷺ نے خود بھی پیا اور ابو بکر ﷺ نے بھی پیا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے اسے کہا کہ خشک ہو جاوہ خشک ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ قول (قرآن مجید) سکھائیے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، آپ کم عمر لڑکے ہیں جو تعلیم دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد ۱/۲۷۹)

(۱۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن بٹہ اصہبانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام خالد کا یعنی سعید بن عاص کا قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام کی ابتداء یوں ہوئی تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اسے جہنم کے کنارے پر لاکر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس نے اس کی وسعت ذکر کی (بہت بڑی ہے)۔ جس قدر اللہ چاہے۔

انہوں نے دیکھا تھا کہ ان کا والد ان کو جہنم میں دھکا دے رہا ہے اور حضور ﷺ اس کو پیچھے سے کمر پکڑ کر بچا رہے ہیں کہ وہ اس میں گر نہ جائے۔ وہ بڑا کر بستر سے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ البتہ ضرور سچا خواب ہے۔ چنانچہ وہ پہلے ابو بکر صدیق ﷺ سے ملے۔ انہوں نے وہ خواب ان سے بیان کیا۔ ابو بکر صدیق ﷺ نے فرمایا تیرے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے۔ آپ ان کی اتباع کیجئے۔ عنقریب ان کی اتباع کرو گے اور ان کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گے۔ حضور ﷺ اس طرح تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے بچالیں گے اور تیرا والد اس میں گر جائے گا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے، وہ مقام اجیاد کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، اے محمد! آپ کس کی طرف بٹاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ علیحدہ ہو جائیے اس دین سے جس پر آپ ہیں پتھروں کی پوجا سے۔ نہ وہ سنتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں، نہ نقصان اور نہ وہ یہ جان سکتے ہیں کہ کون ان کی پکار کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا؟

خالد نے: کہ

اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله

لہذا حضور ﷺ اس کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد خالد وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اور پھر اس کے والد نے اس کے مسلمان ہونے کی خبر سُن لی اور اس کی تلاش میں بندہ بھیجا۔ وہ اسے لے کر آیا تو اس کے والد نے اس کو سخت تنبیہ کی اور اس کو اس نے اپنی کھونٹی سے مارا۔ مارتے ہوئے اس نے اس کے سر پر اس کو توڑ دیا تھا اور ہمکنی دی تھی کہ اللہ کی قسم میں تجھے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں دوں گا۔ خالد نے کہا آپ اب مجھ سے میری روزی روک دیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے رزق عطا کرے گا جس سے میں زندہ رہ لوں گا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس منتقل ہو گیا اور ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہا۔

ابو عبیدہ بن جراح کا قبول اسلام ..... (۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر اسلام لے آئے ابو عبیدہ اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح تھا اور ابو سلمہ اور ان کا نام عبد اللہ بن الاسد بتایا تھا اور اسلام لے آئے ارقم بن ابوالرقم مخزومی اور عبیدہ بن حارث۔ یونس نے کہا ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ پھر عثمان بن مظعون حجی اسلام لائے، یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد کئی لوگ قبائل عرب سے اسلام لائے۔ ان میں سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنو عدی بن کعب کے بھائی تھے اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب عمر ﷺ بن خطاب کی بہن اور اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر اور عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا وہ چھوٹی تھی

اور قدامہ رضی اللہ عنہ بن مظعون اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مظعون دونوں جمعی ہیں اور خباب بن ارت حلیف بنوزہرہ اور عمیر بن ابووقاص زہری اور عبداللہ بن مسعود حلیف بنوزہرہ اور مسعود بن القاری۔ اور سلیط بن عمرو بنوعامر بن لوئی کے بھائی اور عیاش بن ربیعہ مخزومی اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ تمیمی اور خنیس بن حذافہ سہمی۔ عامر بن ربیعہ بنوعدی بن کعب کے حلیف عبداللہ بن جحش اسدی اور ابو احمد بن جحش اور جعفر بن ابوطالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور حاطب بن حارث جمعی اور ان کی بیوی اسماء بنت مجمل اور حاطب بن حارث اور ان کی بیوی فلیبہ بنت یسار اور معمر بن حارث بن معمر جمعی اور سائب بن عثمان بن مظعون اور مطلب بن ازہر بن عبدعوف زہری اور ان کی بیوی رملہ بنت ابو عوف بن صبرہ اور نحام، اس کا نام نعیم بن عبداللہ تھا یہ بنوعدی بن کعب کے بھائی تھے۔ اور عامر بن فہیرہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام اور خالد بن سعید بن عاص اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ قبیلہ خزاعہ سے تھی اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس یہ بھائی تھے بنوعامر بن لوئی۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور واقد بن عبداللہ تمیمی یہ حلیف تھے بنوعدی بن کعب کے اور خالد بن بکیر۔

اس کے ماسوا دیگر نے اس میں اضافہ کیا ہے اور عامر بن بکیر اور عاقل بن بکیر کا۔ اور کہا یونس ابن اسحاق سے کہ عامر بن یاسر یہ حلیف تھے بنو مخزوم کے اور صہیب بن سنان کے اور ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر لوگ گروہ درگروہ عورتوں اور مردوں میں سے اسلام میں داخل ہونے لگے، یہاں تک کہ اسلام کا ذکر مکے میں عام ہو گیا اور اس کی بات عام ہو گئی۔ جب یہ مذکورہ لوگ مسلمان ہو گئے اور ان کا معاملہ عام ہو گیا اور بات کو قریش نے بڑا قرار دیا اور حضور ﷺ سے ناراض ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بغاوت اور حسد ظاہر ہو گیا۔ کئی لوگ ان میں سے حضور ﷺ کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کو حضور ﷺ سے اور ان کے اصحاب سے بغض و عداوت عام ہو گئی۔ ان میں سے ابو جہل بن ہشام اور ابولہب تھے اور ابن اسحاق نے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۹-۲۷۳)

باب ۶۴

## رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں پر

قرابت داروں وغیرہ کو تبلیغ اور ڈر سنانے کی فرضیت کا آغاز، حضور ﷺ کا قریش کو جمع کرنا

اور آخرت سے ڈرانا، حضور ﷺ کا ان کو کھانا کھلانا اور اس میں برکت ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ - (سورۃ شعراء : ۲۱۳)

اے (محمد ﷺ) اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن علی بن محمد فقیہ نے اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ بن مزنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابو الیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب نے اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے جب اللہ عزوجل نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی، وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرائیں۔ تو حضور نے اعلان فرمایا۔

”اے بنو عبد مناف! میں تمہیں اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں تجھے اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہ دے سکوں گا۔ اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی! آپ جو چاہیں مجھ سے مانگ لیں (دنیا کے اسباب میں سے) میں تجھے اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا۔“

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو نکالا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

(بخاری۔ حدیث ۲۷۵۳۔ فتح الباری ۵/۳۸۲-۵۰۱/۸)

قریش میں اعلانیہ دعوت اسلام ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن عبد الملک بن عمیر نے موسیٰ بن طلحہ نے، ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نبی کریم ﷺ نقریش کو بلایا۔ وہ جمع ہو گئے، عام بھی خاص بھی۔ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا :

”اے بنو کعب بن لوئی! تم لوگ اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو مرہ بن کعب! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو عبد شمس! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو عبد مناف! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو ہاشم! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو عبدالمطلب! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کو آگ سے بچا لیجئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کے آگے کچھ اختیار نہیں رکھوں گا سوائے اس کے کہ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے جس کی وجہ سے محض صلہ رحمی کروں گا۔“

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید اور زہیر بن حرب سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم ص ۱۹۲۔ کتاب الایمان)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو کمال نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو تمیمی نے، ان کو ابو عثمان نے قبیصہ بن مخارق سے اور زہیر بن عمرو سے، دونوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ حضور ﷺ پہاڑ کے دامن میں کنکریلی زمین کی طرف چلے پھر اوپر ایک پتھر پر چڑھے۔ اس کے بعد آپ نے اعلان کیا :

”اے بنو عبد مناف! میں ڈرانے والا ہوں درحقیقت میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو کسی دشمن کو دیکھتا ہے۔ لہذا وہ جا کر اپنے گھر والوں کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اور وہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں وہ دشمن ان پر پہلے نہ پہنچ جائے۔ لہذا وہ چیختا ہے

يَا صَبَاخَاهُ“

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کمال سے۔ (مسلم ص ۳۵۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے جس نے سنا تھا عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

اے محمد! (ﷺ) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور مؤمنین جو آپ کی اتباع کرتے ہیں ان کے لئے اپنا بازو جھکا دیجئے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں اس کام کے لئے اپنی قوم سے ابتداء کروں گا تو مجھے ان سے مخالفت کو دیکھنا پڑے گا، جسے میں نہ پسند کرتا ہوں۔ لہذا میں نے اس پر خاموشی اختیار کر لی۔ لہذا میرے پاس جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے محمد! اگر آپ ایسا کریں گے جس کا تیرے رب نے آپ کو حکم دیا ہے تو تیرا رب تجھے عذاب دے گا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، لہذا حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اس بات کا کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ لہذا میں سمجھ گیا ہوں کہ اگر میں نے اس بات کا آغاز کیا تو مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہذا میں اس بات سے خاموش ہو گیا۔

پھر میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے جس کا آپ کو حکم ملا ہے تو رب آپ کو عذاب دے گا۔ اے علی! آپ بکری کا گوشت اور گندم کے روٹی تیار کرائیں اور ایک بڑا ٹپ دودھ کا انتظام کریں، اس کے بعد بنو عبدالمطلب کو جمع کریں۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں اُس نے سارا انتظام کیا اور ان کو دعوت دی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔

وہ لوگ اس دن چالیس آدمی تھے۔ زیادہ کر رہے تھے ایک آدمی یہ کہ جس کو ان سے کم سمجھتے ان کے چچا ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب کا فرخبیٹ۔ چنانچہ میں نے وہ تھال طعام ان کے قریب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے چھوٹا سا حصہ لیا اور اس کو دانت سے چیرا، پھر اس طعام کو کناروں پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ کھانا شروع کرو۔ پوری قوم نے کھایا حتیٰ کہ اس سے شکم سیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ نہ نظر آیا اس سے مگر ان کی انگلیوں کے نشانات۔ اللہ کی قسم کوئی آدمی اس سے زیادہ نہیں کھا سکتا تھا۔

اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو دودھ پلائیے اے علی! پھر انہوں نے دودھ پیا، حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ اللہ کی قسم ایک آدمی اتنا ہی پی سکتا تھا۔ جب رسول اللہ نے ان سے بات کرنی چاہی تو ابولہب نے آپ کو بات کرنے سے روک دیا۔ اور کہنے لگے کہ اس نے تم لوگوں پر سحر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان سے بات بھی نہ کر سکے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے علی! آپ آج پھر کل کی طرح کھانے پینے کا انتظام کریں۔ ابولہب نے مجھے بات کرنے سے پہلے ہی روک دیا تھا لوگوں کے ساتھ بات کرنے سے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر کل کی طرح سارا انتظام کیا حضور ﷺ نے آج اسی طرح کیا جیسے کل کیا تھا۔ آج پھر انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے ان کو دودھ پلایا اسی پیالے میں سے، حتیٰ کہ وہ خوب سیر ہو گئے، جس قدر وہ کھا سکتے تھے اور جس قدر وہ پی سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ابے بنو عبدالمطلب! اللہ کی قسم بے شک میں نہیں جانتا کسی نوجوان کو کہ وہ اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر اور افضل طریقے پر آیا ہو جس طرح میں آیا ہوں۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں دنیا اور آخرت کے معاملے کے ساتھ“۔ (طبقات ابن سعد ۱/۱۸۷)

ابو عمر احمد بن عبد الجبار نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابن اسحاق نے اس خبر کو سنا ہے عبد الغفار بن قاسم بن مریم سے، اس نے منہال بن عمرو سے اس نے عبد اللہ بن حارث سے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنا معاملہ چھپاتے رہے اور مخفی رکھتے تھے اس وقت تک کہ جب آپ کو اس کے اظہار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ چھپانے کا عمل تین سال تک جاری رہا۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کیا ہے شریک القاضی نے منہال بن عمرو سے اس نے عباد بن عبد اللہ اسدی سے، اس نے حضرت علیؓ سے حضور ﷺ کے قریش کو کھانا کھلانے کے بارے میں مذکور مفہوم کے قریب قریب۔ مختصر طریقے پر۔



## جب حضور ﷺ نے قریش کو ایمان کی طرف دعوت دی

تو ابولہب نے آپ ﷺ کو کیا جواب دیا؟ اور پھر اس کے بارے میں قرآن میں کیا کچھ نازل ہوا؟ اور قطعی و یقینی طور پر اس کا اور اس کی بیوی کا شعلہ مارتی آگ میں داخل ہونا۔ اس حالت میں کہ وہ لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہے اور اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں کو جب ایمان کی دعوت دی تو ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہوا، یہاں تک کہ یہ خبر اسلام کی سچائی کی دلیل بن گئی اور اس کی مثل امور پر وہی یقین کرتا ہے جو اس کو حق سمجھتا ہے۔ اسلام و ایمان کی معرفت کی توفیق اسی بشر کو ہوتی ہے جس کو وحی الہی سے معرفت عطا ہوتی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن نمیر اور ابو اسامہ نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد یحییٰ نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق انماطی نے، ان کو ہمام نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

اے پیغمبر! اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اور ان میں سے اپنے مخلص گروہ کو۔

(نوٹ از مترجم) یہ ترجمہ اس فقرے کا ہے وَرَهْطِكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ۔ محشی کتاب اور ڈاکٹر عبدالمطعمی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ فقرہ قرآن تھا، بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ محشی کہتے ہیں کہ مگر یہ اضافہ بخاری کی روایت میں واقع نہیں ہے۔

قریش کو اجتماعی دعوت ..... مذکورہ آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور آپ نے آواز لگائی يٰصَبَّاحَاهُ۔ لوگوں نے پوچھا کہ کون چیخ کر پکار رہا ہے۔ بتانے والوں نے بتایا کہ محمد ﷺ ہے۔ چنانچہ سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکلنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں تجربہ کیا آپ کے اوپر کسی جھوٹ کا (یعنی آپ سے جھوٹ نہیں سنا)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں عذاب شدید سے پہلے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا: ہلاکت ہو تیرے لئے کیا آپ نے ہمیں اسی بات کے لئے جمع کیا تھا؟ اس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی :

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ - الخ

ہلاک ہو جائیں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہو جائے۔ (آخر سورۃ تک نازل ہوئی)

یہ الفاظ حدیث ابو ہمام کے ہیں۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے اور اس نے کہا ہے وَقَدْ تَبَّ اور اعمش کی قراءت بھی اسی طرح ہے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے یوسف بن موسیٰ سے اس نے ابو اسامہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عمر وادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابن ابوشیبہ یعنی ابو بکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابوالمعروف فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد اسفرائینی نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو محمد بن حازم نے، ان کو اعمش نے عمرو بن مہرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفحہ پر چڑھے اور آواز لگائی یَا صَبَّاحَاهُ۔

کہتے ہیں کہ ان کے پاس قریش جمع ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہارے پاس صبح کو آجائے گا یا شام کو، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا، بے شک میں تمہیں شدید عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابولہب نے کہا: تَبَا لَكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟

لَهَذَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ نِي يٰ آيْت نَازِل فَرَمَائِي، تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ آخِر سُوْرَةِ تَكْ۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ابو معاویہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن شیبہ سے۔ (فتح الباری ۸/۷۳۷۔ مسلم ص ۱۹۴)

ثویبہ کو آزاد کرنے کی برکت ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الیمان نے، ان کو شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے، انہوں نے ذکر کی حدیث رضاع سے، کہا عروہ بن زبیر نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ لہذا اس کے بعد اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو ان کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ بُری اور گھائے کی حالت میں تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کس حال سے گزر رہے ہیں۔ ابولہب نے کہا، میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی نرمی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں یہ پلایا گیا اور اس نے یہ کہہ کر ایک چھوٹے سے کٹورے کی طرف اشارہ کیا جو اس کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان تھی (یعنی اسی مقدار میں پانی پلایا گیا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو الیمان سے اور اس روایت میں بہت بڑی نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے اور بہت بڑی دلیل ہے۔

ابولہب کی بیوی کی بد حالی ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سعد بن محمد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے چچا حسیس بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَأَمْرَاتُهُ حَمَالَةَ الْحَطَبِ کہ ابولہب کی بیوی لکڑیاں اٹھاتی ہوئی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ کانٹے اٹھا کر لاتی تھی اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں ڈال دیتی تھی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو جائیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ حَمَالَةَ لِحَطَبٍ سے مراد نکالت الحدیث ہے بات کو ادھر ادھر کرنے والی۔ حَبْلٌ مِنْ مَّسَدٍ سے مراد ہے حَبَالِ ایک رسی جو مکہ میں ہوا کرتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ الْمَسَدُ سے مراد عصا ہے جو بکورہ اور جوانی میں اس کے پاس ہوتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الْمَسَدُ سے مراد قَلَادَةٌ اور گلے کا پٹہ مراد ہے جو ودع کا تھا۔

## اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ

يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - (سورة مائدہ : آیت ۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف جو پیغام (بصورت قرآن) نازل ہوا ہے اس کو آپ پورا پورا پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنا پیغام رسالت ادا نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بچانے اور آپ کی حفاظت کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ رسالت فرمائی اور امانت پہنچائی اور امت کی خیر خواہی فرمائی۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین بن حسان قطان نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو عبد اللہ بن شقیق سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی، یعنی محافظ مقرر کئے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خیمے سے باہر سر نکال کر فرمایا اور ان لوگوں سے کہا: اے لوگو! واپس لوٹ جاؤ۔ اللہ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو ان پر اس نے فرائض اور ذمہ داریاں نازل فرمائیں۔ اس لئے کہ اس کے حکم کے بارے میں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلسل ایک حکم کے بعد دوسرا حکم، ایک فرض کے بعد دوسرا فرض اتارا ایک وقت میں ایک حکم کے ہوتے ہوئے۔

فرمایا واللہ اعلم یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں سے پہلے پہل جو خبر نازل کی وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ہے۔ اس کے بعد ان پر اتارا گیا ابھی تک اس میں یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اس کی طرف مشرکین کو دعوت دیں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک مدت گزر گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پھر آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اللہ کی طرف سے اس حکم کو لے کر کہ آپ لوگوں کو بتادیں کہ ان پر وحی اترتی ہے۔ اور آپ ان کو ایمان کی دعوت دیں وحی کے ساتھ۔ یہ بات حضور ﷺ پر بڑی بھاری گزری اور آپ کو لوگوں کی طرف سے تکذیب کرنے کا خوف لاحق ہوا اور تکلیف پہنچنے کا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ -

(سورة مائدہ : ۶۷)

اے رسول! آپ کی طرف جو چیز اتاری گئی ہے، آپ اس کو لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے تبلیغ نہ کی تو آپ نے رسالت نہ پہنچائی اب لوگوں کے خطرات سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کریں گے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تیری حفاظت کریں گے۔ قتل سے کہ وہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہ پیغام بحفاظت پہنچا دیں گے جو آپ کی طرف نازل ہوا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ پیغام پہنچا دیا جس کا ان کو حکم ملا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد کھمش فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو محمد بن عبد اللہ انصاری نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو محمد بن منکدر نے، ان کو ربیعہ ذؤلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مقام ذوالحجاز میں کہ وہ لوگوں کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ان کے گھروں تک اور ان کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور حضور ﷺ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی ہوتا تھا۔ اس کے رخسار غصے سے پھولے ہوتے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہا ہوتا تھا، اے لوگو! یہ شخص تمہیں کہیں تمہارے دین سے اور تمہارے باپ دادا کے دین سے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ ابو لہب تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن محمد بن حفص مقرئ ابن حمادی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن ابی اویس نے، ان کو عبد الرحمن بن ابی الزناد سے، اس نے ربیعہ بن عباد سے۔ یہ ایک آدمی تھے بنو دیل سے، جاہلیت میں تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو مقام ذوالحجاز میں دیکھا۔ وہ لوگوں کے پیچوں پیچ چل رہے تھے اور فرما رہے تھے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلِحُوا

لا الہ کہو لوگو! کامیاب ہو جاؤ گے۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک آدمی تھا جو کہ بھینگا تھا، جس کے رخساروں میں کھڑے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ یہ محمد صابی ہے، کاذب ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ کون ہے جو پیچھے پیچھے پھر رہا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ابو لہب ہے رسول اللہ ﷺ کا چچا ہے۔ ربیعہ بن عباد نے کہا میں اس وقت اپنے گھر والوں کے لئے مشک بھر کر لارہا تھا۔ (مسند احمد ۳/۳۹۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقرئ اسفرینی نے وہاں پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے اشعث بن سلیم سے۔ اس نے ایک آدمی سے بنو کنانہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا ذوالحجاز کے بازار میں، وہ کہہ رہے تھے، اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہا کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ وہ ان پر مٹی پھینک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابو جہل ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ لوگو! یہ شخص تمہارے دین سے دھوکہ میں نہ ڈالے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعزئی کی عبادت چھوڑ دو۔

قریش ابوطالب کی خدمت میں ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ ان کو طلحہ بن عبد اللہ نے موسیٰ بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عقیل بن ابوطالب نے وہ کہتے ہیں کہ قریش آئے ابوطالب کے پاس اور بولے کہ آپ کا یہ بھتیجا محمد (ﷺ) ہم لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ہمارے معبودوں کے بارے میں اور ہماری عبادت کے معاملے میں۔ آپ اس کو روک دیجئے۔ ہم سے انہوں نے کہا اے عقیل جاؤ محمد کو بلا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو ایک کونے سے تلاش کر کے لے آیا، یا یوں کہا تھا ہفتش سے، یعنی کہ چھوٹے سے گھر سے۔ چنانچہ وہ ان کو لے آئے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں۔

جب وہ اس کے پاس آگئے تو ابوطالب نے کہا، بے شک یہ لوگ تیرے چچاؤں کی اولاد ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ان کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ ان کے معبودوں اور عبادت گاہوں کے بارے میں، آپ ان کو تکلیف پہنچانے سے باز آ جائیں۔ حضور ﷺ نے کچھ دیر مسلسل آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا، تم لوگ اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟ وہ بولے ہاں بالکل دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر قادر نہیں ہوں کہ اس کام کو چھوڑ دوں تم سے زیادہ کہ تم اس سورج سے ایک شعلہ سلگا کر لے آؤ۔ چنانچہ ابوطالب نے کہا، اللہ کی قسم میں نے اپنے بھتیجے کی تکذیب نہیں کی۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد بن علاء سے، اس نے یونس سے۔ (التاریخ الکبیر ۴ : ۱ : ۵۱)

(۷) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو العباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ نے بن مغیرہ سے ابن الاخنس سے کہ اس نے حدیث بیان کی ہے کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بلوایا اور ان سے کہا، اے بھتیجے! تیری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔ لہذا آپ مجھے بھی بچائیے اور اپنے آپ کو بھی بچائیے اور مجھے اس معاملے میں اتنا بوجھ نہ اٹھوایئے جس کا میں متحمل نہیں ہوں اور نہ ہی آپ ہیں۔ بس آپ رُک جائیے اپنی قوم کو کچھ کہنے سے جس بات کو وہ ناپسند کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے گمان کیا کہ ان کے چچا نے طے کر لیا ہے کہ وہ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے اور رسوا کر دیں گے اور وہ ان کا ساتھ دینے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا شاندار جواب ..... رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، اے چچا اگر آپ سورج اُتار کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند اُتار کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو بھی میں اس معاملے کو نہیں چھوڑوں گا، حتیٰ کہ اللہ اس کو غالب کر دے یا میں اس کی طلب میں ہلاک ہو جاؤں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ رو پڑے۔ یہ کہہ کر واپس لوٹے تو ابوطالب نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اس معاملے میں کس قدر سنجیدہ ہیں تو اس نے کہا، اے بھتیجے! آپ جاری رکھیں اپنے کام کو اور آپ جو پسند کریں وہ کریں۔ اللہ کی قسم میں کسی بات کے لئے آپ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا۔ (ابن ہشام ۱/۲۷۸)

ابن اسحاق نے کہا کہ ابوطالب نے اپنے اشعار میں کہا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کا تہیہ کر لیا اور ان کے دفاع کرنے کا آپ کی قوم کی عداوت اور دشمنی کے مقابلے میں۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم	حتیٰ او سد فی التراب دفینا
فامضی لامرک علیک غضاضة	ابشر وقر بذاک منک عیونا
ودعوتنی وزعمت انک ناصحی	فلقد صدقت و کنت قبل امینا
وعرضت دینا قد عرفت بانہ	من خیر ادیان البریة دینا
لولا الملامة او حذارى سبة	لو جدتنی سمحا بذاک مبینا

(مفہوم) اللہ کی قسم (اے محمد ﷺ) یہ لوگ سب جمع ہو کر بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ زمین کے اندر مدفون خزانہ باہر نکل کر تکیہ بن جائے۔ آپ اپنے کام کو جاری و ساری رکھیں۔ تیرے اوپر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ خوش ہو جائیے اور اس کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔ آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور آپ کے خیال میں آپ نے میری خیر خواہی کی ہے، آپ نے سچ کہا ہے اور آپ تو اس سے قبل بھی امین تھے۔ آپ نے دین پیش کیا ہے میں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے سب سے بہتر دین ہے اگر ملامت نہ ہوتی یا گالیاں سننے کا ذرہ ہوتا تو میں دل کھول کر کھلم کھلا اس دین میں آپ کی حمایت کرتا۔

نیز اس بارے میں ابوطالب کے کچھ اور اشعار بھی ذکر ہوئے ہیں۔ ان تمام اشعار میں اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ عز و جل نے حضور ﷺ کو ان کے چچا کی وجہ سے بچائے رکھا باوجود دین میں ان کے مخالف ہونے کے۔ اور جہاں ان کے چچا نہیں ہوتے تھے وہاں بھی اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی، جیسے اللہ نے چاہا اس لئے کہ اس کے حکم پر کوئی غن لگانے والا نہیں ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبد الرحمن بن دنوقانے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان ثئے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد بن صالح سمرقندی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر نے، ان کو عبید اللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ عنزی نے

اور ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نعیم بن ابوہند نے ابو حازم سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا تھا۔

”کیا محمد تم لوگوں کے سامنے اپنے چہرے کو زمین سے لگاتے ہیں؟“ (مراد تھی کہ سجدہ کرتے ہو)۔ بتایا گیا، ”جی ہاں وہ ایسے کرتے ہیں۔“ اس نے کہا ”قسم ہے لات اور عنزی کی اگر میں نے اس کو اس حالت میں دیکھ لیا تو میں اس کی گردن پر پیر رکھ کر اس کے منہ کو مٹی میں رگڑ دوں گا۔“

چنانچہ ایک دن وہ اس ناپاک ارادے سے حضور ﷺ کے قریب آیا، حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تاکہ وہ ان کی گردن پر پیر رکھ کر چڑھ جائے۔ جیسے وہ اچانک آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تو یکا یک وہ اپنی ایزویوں پر الٹا ہٹ جاتا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگتا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا ہے تمہیں۔ اس نے کہا کہ ”میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق آ جاتی ہے۔“

ابو عبد اللہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ دہشت اور بہت سارے پر سامنے آ جاتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں راوی متفق ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے مزید قریب ہوتا تو فرشتے اس کو لیتے اور وہ پاش پاش کر دیتے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: (میں یہ نہیں جانتا کہ یہ حدیث ابو ہریرہ میں ہے یا ایسی چیز ہے جو اس کو پہنچی ہے)

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّاظٍ (سورۃ علق)

اس سے مراد ابو جہل ہے۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کو بلا لے یعنی اپنی قوم کو بلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ عنقریب ہم بلائیں زبانیہ کو یعنی فرشتے کو۔ یہ الفاظ حدیث مسدد کے ہیں اور ابن بشران نے نزول آیت کا ذکر نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن معاذ سے اور محمد بن عبدالاعلیٰ سے۔ (مسند احمد ۲/۳۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اہل مصر کے ایک پرانے شیخ نے جو چالیس سے اوپر تھے، اس نے عمرہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل قصے کے بارے میں جو مشرکین مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے مابین چلا کہ جب ان سے رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو ابو جہل بن ہشام نے کہا:

”اے قریش کی جماعت بے شک محمد باز نہیں آئے گا مگر یہی کچھ کرے گا جو دیکھ رہے ہو ہمارے دین کے عیب نکالنا، ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینا، سارے عقل مندوں کو بے وقوف کہنا، ہمارے الہوں، معبودوں مشکل کشاؤں کو گالیاں دینا۔ لہذا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں صبح ضرور اس کے انتظار میں ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ جب یہ اپنی نماز کا سجدہ کرے گا تو میں اس کے ساتھ اس کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف کی جو مرضی آئے کر لیں۔“

ابو جہل اُونٹ دیکھ کر ڈر گیا ..... جب ابو جہل نے صبح کی تو اس نے ایک پتھر اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ حسب عادت صبح کو پہنچے جیسے صبح کو جاتے تھے۔ آپ کا قبلہ اس وقت شام تھا۔ جس وقت آپ نماز پڑھتے تو رکن اسود اور رکن یمانی کے بیچ میں منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کعبے کو اپنے اور شام کے درمیان کرتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ اسی جگہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور قریش بھی صبح صبح آچکے تھے وہ بھی اپنی مجلس پر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو ابو جہل نے پتھر اٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جب قریب گیا تو جا کر واپس لوٹ آیا خوف زدہ ہو کر ڈرتا ہوا۔ اس کے ہاتھ پتھر کے ساتھ چپک چپک چلے گئے تھے یہاں تک کہ جو پتھر اس کے ہاتھ میں تھا اس نے پھینک دیا تو قریش کے آدمی اٹھ کر اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالحکم کیا ہوا؟

اس نے بتایا کہ میں اٹھ کر جو نبی محمد کے پاس گیا تاکہ میں اپنا وہ کام کروں جو میں نے کل تم سے کہا تھا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب ہوا تو میرے اور اس کے درمیان ٹراؤنٹ سامنے آ گیا۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس کی مثل، نہ اس کی کھوپڑی نہ اس کی باچھیں نہ اس کے دانت کسی اونٹ جیسے۔ اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ میرے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اگر وہ ابو جہل میرے قریب آتا تو وہ اس کو ضرور پکڑ لیتے۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۹)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو نصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید داری نے، ان کو عبد اللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے اسحاق بن عبد اللہ ابن ابو فروہ سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے علی بن عبد اللہ بن عباس سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عباس بن عبد المطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ابو جہل آ گیا اور کہنے لگا محمد پر اللہ کی قسم ہے۔ اگر میں نے دیکھ لیا سجدے کی حالت میں تو میں اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں جلدی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے حضور کو یہ بات بتادی کہ ابو جہل ایسے ایسے کہہ رہا ہے۔

حضور ﷺ غصے میں نکلے، یہاں تک کہ وہ سیدھے مسجد میں آگئے اور جلدی سے دروازے سے داخل ہوئے۔ چنانچہ وہ باغ میں داخل ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ آج بُرادن ہے میں کھسک گیا۔ پھر حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو وہ پڑھ رہے تھے،

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ -

یہ پڑھتے ہوئے جب ابو جہل کی حالت کے تذکرے پر پہنچے یعنی كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيْطَغِي أَنْ رَأَاهُ اسْتَعْنَىٰ تو کسی نے ابو جہل سے کہا، اے ابو الحکم وہ رہے محمد۔ ابو جہل نے کہا، کیا تم دیکھ نہیں رہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم میرے سامنے آسمان کا کنارہ بھر چکا ہے۔ جب حضور ﷺ اس سورت کے آخر تک پہنچے تو فوراً سجدے میں گر گئے۔ (مگر ابو جہل ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۲)

(۱۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیبی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن احمد بن ضبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبد الکریم سے اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ابو جہل نے کہا تھا اگر میں نے محمد کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو فرمایا، اگر اس نے ایسا کیا تو کھلم کھلا اس کو فرشتے اپنی پکڑ میں لے لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے عبد الرزاق سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن یعقوب عدل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو خبر دی عبد الوہاب بن عطاء نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے (ح)۔ ان کو حدیث بیان کی علی بن عیسیٰ حیری نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد قتیانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو ہشام رفاعی نے، ان کو عبد الرحمن بن محمد محارب نے داؤد بن ابو ہند سے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نبی کریم کے پاس سے گزرا، وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگا کہ کیا میں نے تمہیں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اے محمد! تم جانتے ہو کہ یہاں میری مجلس سے بڑی محفل والا کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اسے چھیڑ دیا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، ابو جہل کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس اور اپنے ہم نشینوں کو بدلے۔ ہم زبانیہ فرشتہ کو بلائیں گے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کو بلائے گا تو عذاب والا فرشتہ زبانیہ اس کو پکڑ لے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۳)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبد الملک بن ابوسفیان ثقفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور مکہ میں اپنا اُونٹ لے کر آیا۔ ابو جہل بن ہشام نے وہ اُونٹ اس سے خرید لیا۔ مگر اس کی قیمت اس کو ادا کرنے سے ٹال منول کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اراشی چلا گیا۔ وہ قریش کی میٹنگ اور مجلس مشاورت میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی بیٹھے ہوئے تھے مسجد کے کونے میں۔ اس نے کہا، اے قریش کی جماعت! کونسا آدمی ہے جو مجھے ادا کیلیں کر دے۔ اس کے علاوہ دیگر روایت میں ہے، کہ کون ہے جو ابو حکم بن ہشام سے مجھے میرا حق دلوائے۔ میں مسافر غریب ہوں سفر میں ہوں وہ میرے حق کو دبائے بیٹھا ہے۔ چنانچہ اہل مجلس نے اس سے کہا کہ تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے اور ابو جہل کے درمیان عداوت اور دشمنی کو اچھی طرح سمجھتے تھے (ان کی خواہش تھی کہ اس طرح ابو جہل حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائے گا)۔ وہ کہنے لگے آپ ان کے پاس جائیے وہ آپ کو اس سے دلوا دیں گے۔ اور اس کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ابو جہل کو ڈانٹیں گے۔

وہ اراشی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا اور آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی بات ان سے ذکر کی۔ حضور اُنھ کو کھڑے ہو کر اس شخص کے ساتھ چلے گئے۔ قریشیوں نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اُنھ کو اس کے ساتھ جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ تم پیچھے پیچھے جاؤ اور جا کر دیکھو کہ یہ کیا کرتے ہیں؟

آپ علیہ السلام کا مظلوم کا ساتھ دینا ..... رسول اللہ ﷺ نکلے اور ابو جہل کے پاس پہنچ گئے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ آپ میرے پاس باہر آئیے۔ ابو جہل نکل کر باہر آیا۔ مگر حالت اس کی یہ تھی کہ مارے خوف کے اس کے چہرے پر خون کا ایک قطرہ نہیں رہ گیا تھا۔ چہرہ فک پڑ چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ اس نے کہا کہ آپ ادھر ہی رہنے میں اس کا حق ابھی دیتا ہوں۔ ابو جہل واپس اندر گیا اور اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور اس شخص سے کہا کہ آپ جائیے اپنے کام سے۔ چنانچہ وہ شخص واپس آ کر قریش کی اس مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو جزائے خیر دے اس نے میرا حق مجھے دلوا دیا۔ اتنے میں وہ شخص بھی پہنچ گیا جس کو قریش نے جائزہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا تری بلاکت ہو تم نے کیا دیکھا؟

اس نے کہا میں نے بڑی حیرانی اور انتہائی حیران کن صورت دیکھی ہے، اللہ کی قسم انہوں نے کچھ نہیں کیا، بس جا کر ابو جہل کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نکل کر باہر آیا تو گویا کہ اس کی رُوح اس کے ساتھ نہیں تھی۔ محمد ﷺ نے کہا کہ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ ابو جہل نے کہا کہ آپ یہیں رہیں میں اس کا حق لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اندر سے اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ابو جہل آ گیا۔

قریش نے کہا تیری بلاکت ہوا ابو جہل تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ اللہ کی قسم ہم نے تو کبھی تمہیں ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے بتایا کہ تم لوگ ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ نے کچھ نہیں کہا بس اس نے میرا دروازہ ہی کھٹکھٹایا ہے میں نے جو نبی اس کی آواز سنی ہے میرے اوپر خوف اور رعب طاری ہو گیا۔ میں باہر نکل کر اس کے پاس آیا ہوں تو مجھے ایسے لگا جیسے میرے سر کے اوپر ایک زور آور اُونٹ کھڑا ہے۔ میں نے اتنے بڑے سرو والا، اتنی بڑی جسامت والا، اتنے بڑے دانتوں والا اُونٹ کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم اگر میں انکار کرتا تو وہ خطرناک اُونٹ نما جانور مجھے کھا جاتا۔ (البدلیۃ والنہایۃ: ۵۳۳)



## ارشاد باری تعالیٰ :

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا -  
(سورة اسراء : آیت ۴۵)

اے محمد! (ﷺ) جس وقت آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں ہم آپ کے درمیان اور کافروں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک بہت بڑی آڑ اور پردہ نصب کر دیتے ہیں۔ اور اس کی تحقیق کی بابت جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن کثیر نے ابن تدرس سے، اس نے اسماء بنت ابوبکر سے، وہ کہتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ تَوَامُ جَمِيلٍ بھینگلی عورت بنت حرب جوش میں آئی، اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور وہ کہہ رہی تھی ہم لوگوں نے مُذَمِّمٌ کا انکار کر دیا (گویا ہم محمد کو نہیں مانتے)۔ اور اس کے دین سے ہم نفرت کرتے ہیں اور اس کے حکم کی ہم نافرمانی کرتے ہیں۔

حالانکہ بنی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ابو بکر صدیق ؓ ان کے ساتھ تھے۔ جب ابو بکر صدیق نے ان کو دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) یہ عورت آرہی ہے اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آپ کو دیکھ لے گی۔ بنی کریم ؓ نے فرمایا، یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھے گی۔ حضور ﷺ نے قرآن پڑھا اور اس کو مضبوطی سے تھاما جیسے آپ نے فرمایا اور پڑھا :

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا  
(سورة اسراء : آیت ۴۵)

جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے بیچوں بیچ ایک بہت بڑی آڑ بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ عورت ابو بکر تک آ کر رک گئی اور رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی۔ اور بولی اے ابو بکر مجھے خبر ملی ہے کہ تیرا ساتھی میری بُرائی کرتا ہے۔ ابو بکر نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں رب کے نبی کی قسم اس نے تیری کوئی بُرائی نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ وہ واپس چلی گئی اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

آپ علیہ السلام کو ابو لہب کی بیوی کا نہ دیکھنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید صنفار نے، ان کو ابو حصین محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب نے، وہ ابن الحارث ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مسہر نے، اس نے سعید بن کثیر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماء بنت ابوبکر نے یہ کہ ام جمیل حضرت ابو بکر ؓ کے پاس گئیں اور وہاں رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے۔ اس نے ابو بکر ؓ سے کہا اے ابن ابی قحافہ! کیا خیال ہے تیرا ساتھی (محمد) میرے بارے میں بُرے بُرے شعر کہتا ہے۔ ابو بکر ؓ نے کہا اللہ کی قسم میرا دوست شاعر نہیں ہے، وہ جانتا بھی نہیں کہ شعر کیا ہوتے ہیں؟ وہ بولی کیا اس نے یہ نہیں کہا کہ فِئِ جَيْدِهَا خَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کہ اس عورت کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ میری گردن میں کیا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابو بکر! آپ اس سے کہئے کہ میرے پاس کسی ایک کو بھی دیکھتی ہو؟ بس بے شک وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔ فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان حجاب اور پردہ بنا دیا گیا ہے۔ ابو بکر نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی، اے ابن ابی قحافہ! کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو، اللہ کی قسم تیرے پاس کسی کو بھی نہیں دیکھ رہی ہوں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق غسلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ابراہیم ترجمانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مسہر نے، اس نے اسی حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن مجبور دھان نے، ان کو حسین بن محمد ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر لباد نے، ان کو یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان کلبی نے، ان کو ابوصالح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے بارے میں :

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا - (سورۃ یسین : آیت ۹)  
ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔

فرمایا کہ کفار قریش کے لئے دیوار ہے بطور پردے کے۔ پس ہم نے ان کو چھپالیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم ان کی آنکھوں کے آگے تلبس اور اندھیرا کر دیا ہے اور غش طاری کر دیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر تکلیف نہیں دے سکتے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے فرمایا کہ بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کو حضور ﷺ کے قتل کرنے کی وصیت کی اور پروگرام بنایا۔ ان میں سے ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور بنو مخزوم کے لوگوں کا ایک گروہ تھا۔

دشمن آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے ..... ایک دن حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی قراءت کی آواز سنی تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کے لئے ولید کو بھیجا، وہ اس جگہ پہنچا جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ جب پہنچا تو حضور کی آواز تو اس کو سنائی دے رہی تھی مگر حضور ﷺ اس کو نظر نہیں آئے۔ لہذا وہ واپس لوٹ گیا، جا کر یہ بات ان سب کو بتائی۔ اس کے بعد ابو جہل آیا اور ولید بھی اور ایک گروہ پس جب وہ لوگ اس جگہ پہنچے جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ سب نے آپ کی آواز تو سنی قراءت کرنے کی، وہ آواز کی طرف آگے بڑھے جب وہ آگے بڑھے تو آواز پیچھے سے سنائی دی۔ لہذا وہ واپس پیچھے آواز کی طرف لوٹے تو پھر قراءت کی آواز ان کو پیچھے سے سنائی دی، وہ اس طرح پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے مگر حضور ﷺ کی طرف کوئی سبیل نہ پاسکے۔ یہی بات قرآن میں ہے : کہ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا - الخ

اور عکرمہ سے بھی ایسی روایت ہے جو اس کی تائید کرتی ہے اور اس کو پکا کرتی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۹/۱۵)

## مشرکین کا اعجاز قرآن کا برملا اعتراف

اس بات کا بھی کہ اہل لغت اور صاحب زبان ہونے کے باوجود کتاب اللہ جیسی نہ ان کی لغت ہے نہ ہی زبان ہے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد الرزاق نے معمر سے، اس نے ایوب سختیانی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور نے اس کے سامنے قرآن پڑھا، گویا کہ وہ اس کے سننے سے نرم دل ہو گیا۔ ابو جہل کو اس بات کی خبر پہنچی تو وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا اے چچا! آپ کی قوم سوچ رہی ہے کہ آپ کے لئے بڑا مال جمع کریں۔ اس نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اس لئے کہ وہ آپ کو دے دیں بے شک آپ محمد کے پاس جاتے ہیں تاکہ آپ پیش کریں جس کو وہ قبول کرے۔ اس نے جواب دیا، سارے قریش جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ ابو جہل نے کہا پھر آپ محمد کے بارے میں کوئی ایسی بات وقول کریں جو آپ کی قوم کو پیغام کے طور پر پہنچا دیا جائے کہ آپ محمد کے منکر ہیں۔ آپ اس کو نہیں جانتے اور بے شک آپ محمد کو ناپسند کرتے ہیں۔

ولید بن مغیرہ کافر اور قریش کے سردار نے حضور ﷺ کے بارے میں جو ریمارکس دیئے

وہ رہتی دنیا تک حضور ﷺ کی سچائی کا نشان رہیں گے

اس نے کہا،

”میں کیا کہوں پس اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار کے بارے نہیں جانتا۔ نہ ہی اس کے رجز کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، نہ ہی قصیدے کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور نہ ہی جنوں کے اشعار کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد ﷺ جو کلام کرتے ہیں وہ نہ تو رجز کے مشابہ ہے نہ قصیدے میں، نہ ہی اشعار میں (جنوں کا کلام)۔ اور اللہ کی قسم بے شک اس کی بات میں ایک خاص طرح کی حلاوت ہے۔ خاص قسم کی مٹھاس ہے، اس کے کلام پر ایک تازگی ایک خوبی ہے، ایک شادمانی ہے۔ اس کا بلند تر حصہ باردار پھل دار ہے اور اس کا نیچے کا حصہ چشمہ صافی ہے چشمہ شیریں ہے۔ وہ کلام اس قدر بلند ہوتا جاتا ہے کہ جس کے اوپر کوئی کلام نہیں جاسکتا (غالب آجاتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا)۔ بے شک وہ اپنے نیچے اور ماتحت کو کاٹ کر چورا چورا کر دیتا ہے۔“

ابو جہل نے کہا، جناب آپ کی قوم آپ کی اس بات کو سن کر راضی نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اس کی بُرائی میں کچھ کہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا پھر مجھے رہنے دیں۔ میں اس کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جب سوچ و فکر کر لی تو پھر اس نے کہا کہ یہ خاص طرح کا سحر ہے جادو ہے جو اپنے غیر پر اثر کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا

چھوڑئے مجھے اور اس کو جس کو میں نے اکیلے ہی بنایا۔

اسی طرح ہمیں اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بطور موصول طریقے کے۔ اور حدیث حماد بن زید میں ہے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ میرے آگے کچھ پڑھئے۔ حضور ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - (سورۃ نحل : آیت ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے عدل کرنے کا اور احسان و نیکی کرنے اور قربت داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی کے کاموں سے اور بُرے کاموں سے اور بدکاری سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ نصیحت قبول کرو۔

ولید بن مغیرہ نے یہ سنا تو کہنے لگا یہ کلمہ دوبارہ سنائیے۔ نبی کریم نے دوبارہ پڑھا تو اس نے کہا، اللہ کی قسم :

واللہ ان لہ لحلاوة ، وان علیہ لطلاوة ، وان اعلاہ لمثمر ، وان اسفلہ لمغدق وما یقول ہذا بشر ۔  
”اللہ کی قسم بے شک اس کلام کی اپنی ایک مٹھاس ہے اور اس کے اوپر ایک خاص تازگی ہے۔ بے شک اس کا اوپر پھل دار کی طرح ہے۔ اور اس کا نیچے کا حصہ میٹھے اور صاف چشمے کی طرح ہے۔ کوئی بندہ بشر ایسا کلام نہیں کرتا۔“

یہ اس روایت میں ہے جس کو روایت کیا ہے یوسف بن یعقوب قاضی نے سلیمان بن حرب سے، اس نے حماد سے اس طرح بطور مرسل اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے معمر نے عباد بن منصور سے، اس نے عکرمہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ سب ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶۱/۳)

دشمن کی گواہی ”نہ مجنون ہے نہ کاہن“ ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ ولید بن مغیرہ کے پاس قریش کے کچھ افراد جمع ہوئے۔ ولید ان سب میں سے عمر میں بڑے تھے۔ اتفاق سے موسم حج بھی آچکا تھا۔ اس نے کہا: بے شک عرب کے وفود عنقریب تمہارے پاس اس بارے میں آئیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے تمہارے اس صاحب (محمد ﷺ) کے بارے میں سن رکھا ہے۔ لہذا تم سب لوگ اس کے بارے میں کسی ایک رائے پر اتفاق کر لو (سب لوگ ایک ہی بات بتانا)۔ تم لوگ باہم اختلاف نہ کرنا (یعنی مختلف بیان نہ دینا)۔ کہ بعض تمہارا بعض کی تکذیب کر دے، بعض کی بات بعض کو رد کر دے۔ ان سب نے کہا، اے عبد شمس! یہ نیک کام آپ کریں، آپ سب سے بڑے ہیں، آپ ہمارے لئے ایک رائے قائم کر دیں، ہم اس پر قائم رہیں گے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا بلکہ تم لوگ کہو میں سنوں گا۔

انہوں نے کہا ہم تو کہتے ہیں کہ یہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا یہ کاہن نہیں ہے۔ البتہ تحقیق میں نے کاہنوں کو دیکھا ہے، اس کلام میں کاہنوں کی بھن بھننا ہٹ نہیں ہے۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم کہیں گے کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے۔ ولید نے کہا کہ نہیں یہ مجنون بھی نہیں ہے، ہم نے جنوں کو بھی دیکھا ہے۔ اور اس کو سمجھا ہے، نہ تو یہ خناق ہے نہ ہی خلجان ہے نہ وہ وسوسہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ شاعر ہے۔ اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے۔

ولید بن مغیرہ کا فر کا انتباہ کہ محمد (ﷺ) کاہن، مجنون اور شاعر نہیں ہے

مگر تم لوگ کہو کہ یہ ساحر ہے

ہم شعر کو جانتے ہیں۔ اس کے رجز کو اور ہزج کو، اس میں سے قریض کو، مقبوض کو بمسوط کو۔ اس کا کلام شعر کی کوئی قسم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ ولید نے بتایا کہ یہ ساحر بھی نہیں ہے۔ ہم ساحر بھی دیکھ چکے ہیں اور ان کا سحر بھی دیکھا ہے۔ نہ یہ ساحر کی گریں اور گانچیں ہیں نہ اس کی پھنکار اور تھنکار ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے عبد شمس! ہم اب کچھ نہیں کہہ سکتے اس کے بارے میں۔

قرآن کی تعریف دشمن کی زبانی ..... ولید بن مغیرہ نے کہا: ”اللہ کی قسم! بے شک اس کے قول میں ایک حلاوت ہے، ایک مٹھاس ہے۔ بے شک اس کا اصل اور بنیاد چشمہ شیریں ہے اور اس کی شاخیں گھنا باغ ہے۔ تم اس سے کہنے والے نہیں ہو کسی شی کو مگر جو بات بھی تم نے اس کے بارے میں کہی ہو سب باطل ہے۔ تمہیں معلوم ہو گیا دل کو لگتی ہے اس کی بات۔ آپ لوگ دوسرے لوگوں کو یہ بتایا کریں کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ جو باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ بھائی بھائی میں تفریق پیدا کر دیتا ہے۔ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی کر دیتا ہے۔ ایک انسان کے اور اس کے کنبہ قبیلے کے درمیان جدائی کر دیتا ہے۔ لوگ یہ باتیں سن کر (محمد ﷺ) سے بکھر جائیں گے اور اس سے دُور ہو جائیں گے۔“

لہذا وہ لوگوں کو اس طرح غلط پروپیگنڈہ کرنے کے لئے بیٹھنے لگے۔ جب حج کے موسم پر لوگ آنے لگے جو بھی ان کے پاس سے گزرتا اس کو وہ حضور ﷺ کے بارے میں ڈراتے اور ان کے سامنے حضور ﷺ کا معاملہ اس طرح پیش کرتے کہ لوگ ان کے پاس نہ جائیں۔ لہذا ولید بن مغیرہ کی اس سازش کو تیار کر کے دینے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَجِيدًا ..... سَأُصْلِيهٖ سَقَرَ - (سورۃ مدثر : آیت ۱۱-۲۶)

اور ان لوگوں کے بارے میں جو ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہو گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کرتے تھے اور حضور ﷺ جو پیغام اللہ کی طرف سے لائے تھے اس میں گڑبڑ کرتے تھے۔ اللہ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ - (سورۃ حجر : ۱۹) - یعنی جنہوں نے قرآن کو کئی قسم بنا دیا۔

اور آیت نازل ہوئی :

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ - (سورۃ حجر : آیت ۲۰) - قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے

(اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے) وہ لوگ ایک گروہ تھے جو یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کرتے تھے ہر اس شخص سے جس سے وہ ملتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس موسم میں عرب لوگ جو دیگر عرب ممالک سے آئے تھے تو حضور ﷺ کا تذکرہ تمام بلاد عرب میں عام ہو گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶۱/۳)

قریش کے شاطر اور تیز ترین شخص نصر بن حارث اور دشمن رسول نے اقرار کیا کہ محمد (ﷺ) نہ کاہن ہیں نہ مجنون، نہ شاعر، نہ ساحر ہیں

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے میں گمان کرتا ہوں کہ ایک شیخ سے جو اہل مضر میں سے تھے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نصر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا،

”اے قریش کی جماعت! بے شک حالت یہ ہے کہ تمہارے اوپر ایک ایسا عظیم معاملہ واقع ہو گیا ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کی ابتلاء اور آزمائش تمہارے اوپر کبھی نہیں آئی۔ تحقیق محمد تمہارے اندر جو ان لڑکے تھے نوعمر۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ تم سب سے زیادہ سچے تھے بات کرنے میں۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ امانت دار تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے اس کی کنپیٹوں میں سفیدی دیکھ لی اور وہ تمہارے پاس لے آئے اس چیز کو جس کو وہ لائے ہیں تو تم لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ نہیں اللہ کی قسم وہ جادوگر نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے جادوگر دیکھے ہیں اور ان کا پھونکنیں مارنا اور شوشو کرنا بھی دیکھا ہے اور ان کے گنڈے بھی دیکھے ہیں (وہ ایسے نہیں ہوتے)۔ اور تم لوگوں نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ وہ کاہن ہے (غیب کی خبریں دیتا ہے)۔ نہیں اللہ کی قسم

وہ کاہن نہیں ہے۔ ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں اور ان کا حال بھی دیکھا ہے اور ان کے سچے (اور ذومعنی فقرے بھی سنے ہیں)۔ مزید تم لوگوں نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شاعر ہے۔ نہیں اللہ کی قسم وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں اور شعر کی تمام صنفیں سنی ہیں۔ ہزج، رجز، قریضہ ہوتی ہے (یہ سب شعر کی اصناف ہیں) اور تم لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مجنون (دیوانہ اور پاگل ہے)۔ اللہ کی قسم یہ مجنون اور دیوانہ نہیں ہے۔ ہم نے جنون (پاگل پن) دیکھا ہے۔ نہ یہ مجنون کا وسوسہ ہے اور نہ اس کی ملاوٹ۔ اور تحقیق اے قریش کی جماعت! تم لوگ دیکھو، غور کرو اس کی حالت کو۔ بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم تمہارے اوپر ایک عظیم معاملہ واقع ہو گیا ہے۔“

یہ باتیں کرنے والا شخص نصر بن حارث قریش کے شاعر اور شیطان قسم کے لوگوں میں سے تھا اور وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو اندر سے پہچانتا اور ان کے ساتھ دشمنی اور عداوت قائم کر کے رکھتا تھا۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۹-۳۲۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو صالح بن ذیال بن حرمہ سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں ابو جہل نے کہا تھا اور قریش کے دیگر سرداروں نے کہ ہمارے سامنے محمد ﷺ کا معاملہ خوب پھیل کر عام ہو چکا ہے۔ لہذا تم لوگ ایسا کرو کہ ایک ایسے عالم کی تلاش کرو جو سحر کا بھی عالم ہو کہانت کا بھی اور شعروں کے علم کا بھی۔ وہ محمد ﷺ سے بحث کرے۔ اس کے بعد وہ ہمیں اس کے بارے میں واضح بیان بتائے۔ چنانچہ عتبہ نے کہا میں نے ساحروں اور کاہنوں کے قول سنے ہیں، شاعروں کو بھی سنا ہے۔ میں اس سب کچھ کے بارے میں جانتا ہوں۔ مجھ پر اس میں سے کوئی شیء مخفی نہیں ہے اگر وہ ایسا ہے تو میں اس سے بات کروں گا۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں۔

کفار کی طرف سے مال کی پیشکش ..... جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو عتبہ نے پوچھا: اے محمد! یہ تو بتائیے کہ آپ بہتر ہیں یا ام ہاشم بہتر تھی؟ آپ بہتر ہیں یا ام عبد اللہ بہتر تھی؟ یعنی آپ کی دادی پر دادی بہتر تھیں)۔ حضور ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہمارے معبودوں مشکل کشاؤں کو بُرا بھلا کہتے ہو؟ اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہ بتاتے ہو؟ اگر آپ اس سے سردار بننا چاہتے ہو تو ہم آپ کے لئے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔ لہذا آپ تاحیات ہمارے سردار رہیں گے۔ اور اگر آپ کو شادی کی خواہش ہے تو ہم آپ کے ساتھ دس عورتوں کی شادی کر دیتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کہ آپ قریش کے جن جن گھرانوں میں سے پسند کریں اور اگر آپ مالدار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کے لئے اپنا مال بھی جمع کر لیتے ہیں، اس قدر مال جمع کرتے ہیں کہ جس سے آپ نہیں آپ کی آل اولاد بھی غنی اور مالدار ہو جائے گی (عتبہ کافر یہ باتیں کر کے حضور ﷺ کو تمام دنیوی مناقب کی پیش کش کر رہا ہے)۔ حضور ﷺ ہیں کہ خاموش بیٹھے ہیں، بالکل کلام نہیں کر رہے۔ وہ جب فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - حم تنزیل من الرحمن الرحیم - کتاب فصلت آیاتہ قرآناً عربیاً لقوم یعلمون  
اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ حم۔ یہ رحمن اور رحیم کی طرف سے اتاری ہوئی چیز ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات مفصل اور واضح ہیں یہ عربی میں پڑھی جانے والی کتاب ہے ایسی قوم کے لئے جو علم و فہم رکھتی ہیں۔

حضور سورۃ حم سجدہ کی یہ ابتدائی آیات پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچے۔

أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ -

میں آپ لوگوں کو اس خطرناک کڑک (دھماکے سے) ڈراتا ہوں جیسے قوم عاد و ثمود پر خطرناک آواز کڑک (اور دھماکا ہوا) تھا۔ (جس نے سب کو تباہ نہیں کر دیا تھا)

یہ تلاوت قرآنی محمد عربی سے سُن کر عتبہ کا منہ بند ہو گیا اور اس نے حضور ﷺ کی رشتہ داری کی قسم دے کر کہا کہ بس کریں آپ مجھے سنانے سے رُک جائیں۔ چنانچہ واپس اپنے گھر والوں کے پاس نہ گیا بلکہ وہ ان کے پاس جانے سے بھی رُک گیا۔

ابو جہل نے یہ بات سُنی تو اس نے کہا کہ اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ عتبہ بھی محمد کی طرف جھک گیا ہے اور محمد کا کھانا اس کو اچھا لگ گیا ہے، یہ شاید اس کی مجبوری ہے۔ میرے ساتھ تم لوگ چلو ہم چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔

وہاں پہنچے تو ابو جہل نے کہا، اللہ کی قسم اے عتبہ آپ ہمارے پاس واپس جانے سے شاید اس لئے رُک گئے ہیں کہ لگتا ہے آپ محمد کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ شاید آپ کو محمد کا معاملہ (اس کا دین، قرآن، عقیدہ) اچھا لگ گیا ہے۔ اگر یہ تیری ضرورت ہے اور تیری مجبوری ہے تو بتا دے، ہم آپ کے لئے مال جمع کرتے ہیں اس قدر جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد کے کھانے اور روٹیوں سے بے پروا کر دے گا۔ چنانچہ وہ ناراض ہو گیا۔ یہ طعنہ سن کر عتبہ غصے میں آ کر کہنے لگا کہ میں محمد سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ اور بولا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن میں تو محمد کے پاس آیا تھا اور اس سے میں نے ایسے ایسے سوالات کئے۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس نے ایسی سورت سُنائی، اس نے مجھے جو جواب دیا ہے اللہ کی قسم نہ تو وہ سحر ہے نہ شعر، نہ ہی کہانت ہے بلکہ وہ تو یوں ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - حم تنزیل من الرحمن الرحیم - کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیاً لقوم یعلمون

یجی کہتے ہیں کہ اسی طرح اس نے کہا یَعْقُلُونَ یہاں تک کہ وہ پہنچے اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَتَمُودَ۔ بس میں نے اپنے کانوں کو بند کر لیا اور میں نے اس سے اپنے رشتہ داروں کا واسطہ دے کر کہا کہ بس رُک جائیں۔ اور تحقیق تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمہارے اوپر عذاب نہ آن پڑے (واضح رہے یہ نصر بن حاشم حضور ﷺ کے خالہ کے بیٹے تھے)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو احمد بن عبد الجبار نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن زیاد مولیٰ بنی ہاشم نے محمد بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عتبہ بن ربیعہ نے جو سردار تھا۔ ایک دن اس نے بیٹھے بیٹھے کہا جب وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور حضور ﷺ اکیلے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش کی جماعت! کیا میں اُٹھ کر اس کے پاس جاؤں اور اس سے بات کروں اور میں اس کے سامنے کچھ امور پیش کروں، شاید ان میں سے بعض کو قبول کر لے اور یہ ہم لوگوں سے ہٹ جائے؟ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے اے ابو الولید! لہذا عتبہ اُٹھ کر چلا گیا اور جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔

محمد بن کعب نے پوری حدیث ذکر کی ہے اس بارے میں جو کچھ عتبہ نے حضور ﷺ کو پیش کش کی مال کی، ملک اور اقتدار کی وغیرہ۔ حتیٰ کی جب عتبہ فارغ ہوا بات کر کے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے بات کر لی اے ابو الولید! اس نے کہا: کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا: اچھا اب مجھ سے سُنئے۔ اس نے کہا کہ میں سُن رہا ہوں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - حم تنزیل من الرحمن الرحیم

کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون

رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے پڑھتے رہے۔ عتبہ نے جو نبی سُننا تو خاموش ہو گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لئے اور ان کے سہارے بیٹھ گیا اور توجہ سے سُنتا رہا۔ پڑھتے پڑھتے حضور ﷺ سجدے کی آیت تک پہنچ گئے اور حضور ﷺ نے سجدہ کر لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کہ سُننا آپ نے اے ابو الولید! اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ لہذا عتبہ وہاں سے اُٹھ کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔

ولید کا اپنی قوم کو مشورہ ..... چنانچہ ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم ایک دوسرے کے ساتھ قسمیں کھاتے ہیں کہ ابوالولید ہمارے پاس آرہے ہیں لیکن ان کا رخ بدلا ہوا ہے، وہ موڈ نہیں ہے جس کے ساتھ وہ گئے تھے۔ چنانچہ وہ جب آکر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: اے ابوالولید! آپ کے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے جواب دیا :

”اللہ کی قسم میں نے ایسا قول سنا ہے کہ اس جیسا کلام میں نے ہرگز کبھی نہیں سنا۔ اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے، نہ وہ سحر ہے، نہ ہی کہانت ہے۔ اے قریش کی جماعت! بات میری بات مائیے مجھے آپ لوگ اس کے ساتھ چھوڑ دیجئے اور اس آدمی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور آپ لوگ اس سے الگ تھلگ رہئے۔

اللہ کی قسم! میں نے جو اس کی بات سنی ہے ضرور وہ کوئی چیز ہے (نبوت کی)۔ اگر اس کو کوئی عرب ماردیتا ہے تو تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی تمہارا نام آئے بغیر، اور اگر وہ عربوں پر غالب آجاتا ہے تو اس کی حکومت اور تمہارا ملک اور حکومت ہوگی (کیونکہ تم اس کی مخالفت نہ کر کے نشانہ نہیں بنو گے)۔ اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم لوگ اس کے بارے میں کامیاب ترین پالیسی کے لوگ ہو گے۔“

اہل مجلس نے جواب دیا: اللہ کی قسم ابوالولید اس نے اپنی زبان کے ساتھ اس کے اقرار نے اپنا سحر اور جادو چلا دیا ہے۔ اس نے کہا میری تمہارے لئے یہی رائے ہے، باقی تم لوگ اپنی مرضی کے مالک ہو جو تم بہتر سمجھتے ہو۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے جن کو ابوطالب نے عتبہ کی مدح میں اپنے قصیدے میں ذکر کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۶۳/۳-۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو قتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ مکرمہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویوب احمد بن بشر طیلسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن عمرو ضعی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثنی بن زرعہ نے، اس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے سامنے یہ سورۃ پڑھی خم تنزیل من الرحمن الرحیم تو عتبہ اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا: اے میری قوم! آج تم لوگ میری بات مان لو اور آئندہ بھلے نہ ماننا۔ اللہ کی قسم میں نے اس شخص (محمد ﷺ) سے ایسا کلام سنا ہے کہ اس جیسا کلام میرے کانوں نے کبھی نہیں سنا اور میں اس کا جواب بھی نہیں سکتا۔ (البدایہ والنہایہ ۶۴/۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابو جہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق تینوں ایک رات نکلے تاکہ وہ حضور ﷺ کا قرآن سنیں۔ وہ رات کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ہر شخص نے اپنے بیٹھنے کی الگ جگہ مقرر کر لی اور ہر ایک کو دوسرے کے بیٹھنے کی جگہ کا علم نہیں تھا۔

چنانچہ انہوں نے ان کی تلاوت سنتے سنتے رات گزار دی۔ جب صبح ہوئی اور فجر طلوع ہوئی سب منتشر ہو گئے مگر تینوں ایک ہی راستہ پر جمع ہو گئے۔ تینوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ اگر تمہاری قوم کے بے سمجھ لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی تو ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود چھپ کر سنتے ہیں۔ شاید محمد کا معاملہ سچا ہے۔ چنانچہ وہ یہ عہد کر کے واپس لوٹ گئے۔

جب دوسری رات ہوئی تو ہر شخص ان میں واپس اپنی خفیہ جگہ پر آ بیٹھا۔ پھر وہ رات بھر قرآن سنتے رہے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے مگر تینوں پھر ایک ہی راستے پر اکٹھے ہو گئے۔ پھر وہ کہنے لگے، اب تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ پکا عہد کرتے ہیں کہ ہم پھر یہ غلطی نہیں



کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات پر پتکا عہد کیا اور منتشر ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو اخنس بن شریق نے عصا اٹھایا اور باہر نکل گیا اور صبح ہی صبح ابوسفیان کے گھر پہنچ گیا اور جا کر کہا کہ ابوحنظلہ مجھے اپنی رائے کے بارے میں آگاہ کریں اس بارے میں کہ آپ نے جو کچھ محمد سے سنا ہے۔ اس نے جواب دیا،

ابو ثعلبہ اللہ کی قسم میں نے سنا ہے۔ ”میں ان کو بھی سمجھتا ہوں اور ان کی مراد بھی سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اخنس نے کہا میں اپنی بات بتاتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی کہ میں بھی اسی طرح سمجھتا ہوں (قرآن کے بارے میں)۔ پھر وہ اس کے ہاں سے سیدھا ابو جہل کے دروازے پر گیا۔ اس کے گھر میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابوالحکم آپ کی کیا رائے ہے اس کے بارے میں آپ نے جو کچھ محمد سے سنا ہے۔“

ابو جہل نے کہا کہ تم نے کیا سنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا اور بنو مناف کا اختلاف اور جھگڑا ہے شرف و مقام اور منصب کا۔ انہوں نے لوگوں کو کھانے کھلائے، سو ہم نے بھی کھانے کھلائے (گویا ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، ہم نے بھی لوگوں کو سواریاں دیں (اس میں بھی ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو عطایا دیئے، ہم نے بھی دیئے، ہم نے ایک دوسرے سے سواریوں کے گھٹنے سے ہم گھڑ دوڑ کے دو گھوڑے ہو گئے یعنی جیسے دو سواری میدان میں برابر چھوٹتے ہیں۔ تو انہوں نے یعنی بنو عبد مناف نے کہا کہ ہم میں سے نبی ہے اس کے اوپر آسمان سے وحی آتی ہے۔ اب ہم یہ منصب کب پاسکتے ہیں۔ لہذا اللہ کی قسم ہم اس کے ساتھ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ اخنس بن شریق اس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ (البدلیۃ والنہلیۃ ۶۳/۳)

قومی عصیبت راہ حق قبول کرنے سے مانع بن گئی..... (۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، اس نے کہا کہ بے شک پہلا دن جس دن میں نے رسول اللہ کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تھا وہ دن تھا کہ جب میں اور ابو جہل بن ہشام مکہ کی بعض گلیوں میں چل رہے تھے۔ اچانک ہمیں راستے میں رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ چنانچہ رسول اللہ نے ابو جہل سے کہا، اے ابوالحکم! آپ آجائے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، میں آپ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔

ابو جہل نے کہا: اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہمارے لہوں اور مشکل کشاؤں کو گالیاں دینے سے باز نہیں آئیں گے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس بات کی شہادت دیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی ہے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے بات پہنچادی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں یہ جان لوں کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے تو پھر بھی میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔

اس کے بعد ابو جہل میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کچھ کہتے ہیں وہ حق و سچ ہے۔ لیکن بات بنو قحصی کے درمیان رقابت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجابت کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ندوہ کا منصب ہمارے اندر ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سقایہ کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ لو اور جھنڈا برداری کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سقاہ کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کھانا کھلایا، ہم نے کھلایا حتیٰ کہ جس وقت سوار باہم مقابلے میں ایک دوسرے پر برتری لانے لگے تو انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ ہم سے نبی بھی ہے، اللہ کی قسم میں یہ نہیں کہوں گا، نہیں مانوں گا۔ (البدلیۃ والنہلیۃ ۶۳/۳)

## حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

اور ان کے قصے میں ان کے بھائی اُنیس کی تزیہ

جو کہ رسول اللہ ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے جو حضور ﷺ کے حق میں نازیبا اقوال سے دفاع کرتے تھے۔ اور اس کا اعجازِ قرآن کا اعتراف کرنا اور اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے تیس شبانہ روز بغیر کسی طعام کے صرف آبِ زم زم پر گزارا کیا تھا اور موٹے ہو گئے تھے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد ابن سلیمان نجاد نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو عبد الرحمن مقری نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن رجا اور عمران بن موسیٰ نے ان دونوں کو ہد بہ بن خالد نے۔ ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو عبد اللہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوذر نے کہا کہ ہم اپنی قوم بنو غفار سے نکلے۔ وہ ماہِ حرام کو (جس میں جنگ و جدل حرام اور ممنوع تھا) اس کو حلال کر کے رکھتے تھے۔ یعنی حرمت کو پامال کرتے تھے، اس میں ممنوع کام بھی کرتے تھے۔ چنانچہ میں اور میرے بھائی اُنیس اور ہماری والدہ ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم اپنے اس ماموں کے پاس پہنچے جو کہ مالدار تھے اور ذی وقار تھے۔ ہمارا اکرام کیا اور ہمارے ساتھ احسان کیا مگر ان کی قوم نے ہمارے ساتھ حسد کیا۔

انہوں نے کہا آپ جب اپنے گھر سے نکل جاتے ہیں تو اُنیس تیرے گھر میں پیچھے غیر موجودگی میں آتا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ہمارے ماموں نے آکر ہمارے سامنے وہ بات کھول دی جو اس کو کہی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا بہر حال جو کچھ نیکی آپ ہمارے ساتھ پہلے کر چکے ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ آج کے بعد ہم آپ سے نہیں ملیں گے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ اُونٹ جو ہمارے لئے مخصوص کئے تھے وہ ہمیں دے دیئے۔ ہم ان پر سوار ہو کر روانہ ہونے لگے تو ہمارے ماموں نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم مکہ کے قریب اترے۔ کہتے ہیں ہمارے بھائی اُنیس نے ازراہِ مفاخرت ہمارے گروہ سے نفرت اور علیحدگی اختیار کر لی اور اس کی مثل سے۔ چنانچہ ہم لوگ کاہن کے پاس گئے کہ ہمیں بتاؤ، ہم میں سے صحیح ہو اچھا کون ہے؟ اس نے اُنیس کو اچھا قرار دیا یعنی صحیح قرار دیا۔ وہ ہمارا اُونٹوں کا گروہ لے آیا اور اس کی مثل بھی۔

کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے نماز پڑھی تھی اے بھتیجے! اس سے قبل کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتا تین سال تک میں نے پوچھا کہ کس کے لئے نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ کے لئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس طرف منہ کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں اس طرف منہ کرتا تھا جس طرف اللہ تعالیٰ مجھے متوجہ کرتے تھے۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا، یہاں تک کہ جب رات کا آخر ہو جاتا تو میں ایسے پڑ جاتا جیسے کوئی کپڑا چادر۔

اُنیس شاعر کی گواہی کہ قرآن جادو گروں کا کلام نہیں ..... حدیث مقری میں ہے کہ ان کی مراد کپڑے سے تھی۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ میرے اوپر آ جاتی۔ اُنیس نے کہا کہ میرا ایک کام ہے مکہ میں آپ میرے پیچھے میرے کام کا خیال رکھنا، یہاں تک کہ میں واپس آ جاؤں۔ چنانچہ اُنیس چلے گئے۔ وہ، مکہ میں پہنچ گئے، انہوں نے وہاں مکہ میں جا کر دیر کر دی، جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک آدمی سے ملا ہوں جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ نے اس کو رسول بنا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے، ساحر ہے، کاہن ہے۔

کہتے ہیں کہ اُنہیں خود ایک شاعر تھے۔ اُنہیں نے کہا کہ میں نے کانہوں کے قول سُنے ہیں یہ ان کا قول نہیں ہے۔ اور میں نے اس کے اقوال کو شعراء کے اقوال کے ساتھ پرکھا ہے (دوسروں نے کہا کہ شعراء کے کلام کے طرق اور انواع پر پرکھا ہے)۔ اللہ کی قسم! میرے بعد کسی کی زبان پر یہ درست نہیں آئے گا کہ وہ شاعر ہے۔ اللہ کی قسم بے شک وہ سچا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے جھوٹے ہیں۔

کہتے ہیں کہ میں نے اُنہیں سے کہا کہ آپ میری غیر موجودگی میں خیال رکھیں، میں جا کر اس شخص کو دیکھوں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اہل مکہ میں سے بن جانا ان کے خطرے سے بچنے کے لئے۔ بے شک وہ لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں، وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں روانہ ہو کر مکہ پہنچا۔ میں نے وہاں جا کر اہل مکہ میں سے ضعیف ترین آدمی تلاش کیا۔ میں نے اس سے پوچھا، وہ شخص کہاں ہے جس کو لوگ صابی (اپنے دین سے ہٹا ہوا، پھرا ہوا) کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے صابی کہہ کر میری طرف اشارہ کیا (یعنی اس کو پکڑ کر مارو یہ بھی صابی ہے)۔

کہتے ہیں کہ پوری وادی والے مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ جس کے ہاتھ میں اینٹ آئی اس نے وہ ماری، جس کے ہاتھ میں پتھر آیا اس نے مجھے وہ مارا۔ یہاں تک کہ میں گر کر بے ہوش ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب اُٹھا۔ جب میں اُٹھا تو ایسے تھا جیسے سُرخ نشان ہوتے ہیں (یعنی لہولہان ہو گیا تھا)۔ چنانچہ میں زم زم پر آیا، میں نے اس سے پانی پیا اور اپنا خون دھویا۔ لہذا میں کعبہ اور اس کے پردوں کے بیچ میں داخل ہو گیا۔

تحقیق اے بھتیجے! میں تیس دن اور تیس راتیں وہاں اس حال میں رہا کہ میرا کھانا سوائے زم زم کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور میں موٹا ہو گیا اس قدر کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے۔ اور میرے جگر پر بھوک کا ضعف اور کمزوری باقی نہ رہی۔ اچانک اہل مکہ چاندنی رات میں جو منور اور روشن ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے کانوں پر مہر ماردی اور وہ سو گئے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کوئی نہیں آیا دو عورتوں کے سوا۔ وہ میرے پاس آئیں اور وہ دونوں آساف اور نائلہ بت کی پکار کر رہی تھیں۔ وہ اپنے طواف کے دوران میرے پاس آئیں۔ میں نے کہا کہ کیا انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا تھا؟ (یعنی آساف و نائلہ نے)۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی پکار سے نہ رُکیں۔ دوسرے راویوں نے کہا کہ ان دونوں عورتوں کو اس بات سے کسی شئی نے مائل نہ کیا اس سے جو کچھ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہتے ہیں وہ میرے قریب آئیں تو میں نے کہا کہ یہ بت (آساف اور نائلہ) یہ سب تو لکڑی کی مثل ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالمطعمی لکھتے ہیں) اَلْهَنْ وَالْهَنْةُ بغیر تشدید یون کے، کنایہ ہے کسل شئی سے۔ اکثر کنایہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں فرج اور ذکر کے لئے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے معنی ہوگا کہ اس نے ان سے یہ کہا تھا کہ فَقَالَ لَهُمَا لَوْ مِثْلُ الْخَشْبَةِ فِي الْفَرْجِ آہوں نے ان سے کہا یہ ایسے ہیں جیسے لکڑی شرمگاہ میں۔ یہ جملہ کہہ کر انہوں نے ایک تو آساف و نائلہ کو گالی دی اور دوسرے یہ کہہ کر انہوں نے کفار کو جلایا۔

پس وہ دو عورتیں ہلاکت اور وِیْسَل کی بددعا دیتی ہوئی چلی گئیں اور کہنے لگیں کاش کہ اس وقت یہاں پر ہمارے گروہ کے لوگ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ ان کے آگے اچانک رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق ﷺ پہاڑ سے اترتے ہوئے آ گئے۔ عورتوں کو بکتے ہوئے سنا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں؟ عورتوں نے بتایا کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان صابی (دین سے پھرا ہوا شخص) چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس صابی نے تمہیں کیا کہا ہے۔ وہ بولیں اس نے ہم سے ایسا کلمہ کہا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اتنی بڑی بات کہہ دی اور بڑی گالی دی ہے کہ اس سے زیادہ قبیح اور بُری کوئی چیز نہیں ہے)۔

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ..... پس رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق ﷺ آئے۔ انہوں نے حجر اسود کا استلام کیا، اور اس کے بعد انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی۔ جب انہوں نے نماز پوری کر لی تو ابو ذر کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو میں پہلا شخص تھا جس نے حضور ﷺ کو سلام کیا، یعنی السلام علیک کہا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو؟ میں نے بتایا کہ بنو غفار میں سے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور ابو ذر کی پیشانی پر رکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید آپ نے

ناپسند کیا ہے غفار کی طرف میری نسبت کو۔ میں حضور ﷺ کا ہاتھ تھامے جھکا تو حضور ﷺ کے ساتھی نے مجھے روک دیا۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے سر اٹھایا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کب سے یہاں پر ہو؟ میں نے بتایا کہ میں تیس راتوں اور دنوں سے یہاں پر ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کھانا کون دیتا رہا ہے؟ میں نے بتایا میرا کھانا زم زم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں مونا ہو گیا ہوں حتیٰ کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے ہیں، میں اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری بھی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بابرکت ہے، یہ کھانے کا کھانا ہے اور بیماریوں کی شفاء ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کریں ..... حضور ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما چلے، میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گھر کا دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش کی مٹھی بھرنے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکے میں کھایا تھا۔ جس قدر مقدر میں تھا میں ان کے پاس ٹھہرا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کھجوروں والی سرزمین کی طرف متوجہ کر دیا گیا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یثرب ہی ہے۔ آپ میری طرف سے اپنی قوم کے لئے مبلغ کا کام کریں گے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ان کو تبلیغ کرنے پر اجر عطا کرے۔

میں واپس آ گیا اور بھائی کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا کرتے رہے آپ؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو سچا مان لیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے بھی بڑے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے تصدیق کر لی ہے۔ اس کے بعد ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے اس کو بتایا تو اس نے کہا کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے۔ میں بھی مسلمان ہو گئی ہوں اور میں نے اس کو سچا مان لیا ہے۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم اپنی قوم کے پاس گئے۔ ان میں سے آدھی قوم مسلمان ہو گئی رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی۔ اور خفاف بن ایماں بن رضہ غفاری ان کی امامت کرتے رہے۔ وہ ان دنوں ان کے سردار اور لیڈر بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ باقی قوم اس وقت مسلمان ہو گئی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو بقیہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر آ گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہمارے بھائی ہیں، جس کیفیت پر وہ مسلمان ہوئے ہیں ہم بھی اس پر مسلمان ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بنو غفار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور یہ مسلمان ہو گئے ہیں اللہ ان کو سلامتی عطا کرے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہداب بن خالد سے۔ (مسند احمد ۱۷۴/۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو عبد اللہ بن رومی نے، ان کو نضر بن محمد نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے ابو زمیل سماک بن ولید نے ملک بن مرشد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ذر سے۔ وہ کہتے ہیں میں اسلام لانے میں چوتھا تھا۔ مجھ سے پہلے تین لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اور میں چوتھا ہوں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھے۔ (متدرک ۳۳۱/۳-۳۳۲-۳۳۳ مجمع الزوائد ۳۲۷/۹)

## جناب حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے اسلام کا تذکرہ

اور اس میں حضور ﷺ کا اس کو خاص طور پر وعظ فرمانا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے دل میں ایمان ڈال دیا تھا حضور ﷺ کے فرمان کی برکت سے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے جو مسلمان ہو گیا تھا اور وہ بات کو محفوظ کرنے اور یاد رکھنے والا تھا یہ کہ ابو جہل صفا پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا اور اس نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور حضور ﷺ کو گالیاں دیں اور حضور ﷺ کے دین میں عیب لگائے اور نازیبا حرکتیں کیں۔

حضور ﷺ نے یہ بات حمزہ بن عبدالمطلب سے کہی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے۔ وہ جا کر جب اس کے سر پر کھڑے ہوئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کمان اٹھائی اور اس کے ساتھ ابو جہل کو اس نے مارا، اس طرح کہ اس کو اس ضرب سے شدید زخم ہو گیا۔ اور قریش کے کچھ آدمی بنی مخزوم میں سے حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس آگئے ابو جہل کی مدد کرنے کے لئے۔ اس سے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس حرکت سے یہ سمجھے ہیں کہ حمزہ آپ بھی صابی ہو گئے ہیں (باپ دادا کے دین کو چھوڑ چکے ہیں)۔ حمزہ نے جواب دیا کہ میرے لئے اس بات سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور میرے لئے اس کا معاملہ واضح ہو چکا ہے۔

”میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے سچ ہے۔ اللہ کی قسم میں جھگڑا نہیں کرتا۔ ہاں تم لوگ اگر سچے ہو تو مجھے منع کر کے دکھاؤ۔“

یہ سن کر ابو جہل نے کہا کہ چھوڑو، ابو عمارہ کو بے شک میں نے اللہ کی قسم اس کے بھائی کے بیٹے (محمد) کو بدترین گالی دی تھی۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۲) جب حمزہ مسلمان ہو گئے تو قریش نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ اب اکیلے اور کمزور نہیں رہے۔ بلکہ ان کا بازو اب مضبوط ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کو مزید تکلیف پہنچانے سے رُک گئے۔ اور حمزہ نے اس بارے میں کچھ شعر کہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اس کے بعد حمزہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور ان کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا کہ آپ تو قریش کے سردار ہیں کیا آپ بھی اس صابی کے پیروکار بن گئے ہیں؟ اور آپ نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ تیرے لئے تو موت بہتر ہے اس فعل سے جو تم نے کیا ہے۔

حمزہ کو ڈکھ ہوا اور اس نے دل میں سوچا کہ حمزہ تم نے کیا کر لیا؟ پھر انہوں نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ معاملہ جو میں نے کیا ہے اشد ہے، درست ہے تو تو میرے دل میں اس کی تصدیق ڈال دے۔ وگرنہ میں جس چیز میں پڑ گیا ہوں میرے لئے اس سے نکلنے کا راستہ بنا دے۔ چنانچہ اس رات کو وہ سوئے تو صبح تک اس قدر شیطانی وسوسے آتے رہے جو اس سے قبل کبھی اس قدر نہ آئے تھے۔ صبح ہی صبح وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان سے کہنے لگے، اے بھتیجے! بے شک میں ایک ایسے امر میں واقع ہو گیا ہوں کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ میری سمجھ میں نہیں آتا اور اس پر پتکار ہنا میرے جیسے بندے کا جس کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ رشد و ہدایت ہے یا شدید غمی اور گمراہی ہے۔ مجھے کوئی حدیث بیان کر دیجئے۔ میں شدید خواہش کرتا ہوں کہ اے بھتیجے! آپ مجھے حدیث بیان کریں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو وعظ کیا اور

اس کو آخرت کا ڈر سنا یا اور اس کو جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ اللہ نے ان کے دل میں یقین پیدا کر دیا۔ اس کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں اور میں سچی شہادت دیتا ہوں، اے بھتیجے! آپ اپنے دین کو ظاہر کریں۔ اللہ کی قسم میری یہ کنیت ہے کہ میں اب یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس وہ ساری کائنات ہو جس پر آسمان سایہ کئے ہوئے ہے اور میں اپنے پہلے دین پر رہوں (یہ مجھے پسند نہیں ہے)۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہو گئے جن کے ساتھ اللہ نے دین کو عزت اور غلبہ بخشا۔

### حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

(نوٹ از مترجم) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے آغاز اسلام میں کہے تھے، علامہ سہیلی نے روض الانف میں نقل کیا ہے۔ میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے عربی میں نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

لدين جاء من رب عزيز	خبير بالعباد بهم لطيف
اذا تليت رسائله علينا	تحدر دمع ذى اللب الحصيف
رسائل جاء احمد من هداها	بايات مبينة الحروف
واحمد مصطفى فينا مطاع	فلا تغسوه بالقول الضعيف
فلا والله نسلمه لقوم	ولما نقض فيهم بالسيوف
ونترك منهم قتلى بقاع	عليها الطير كالورد العكوف
وقد خبرت ما صنعت ثقيف	به فجزى القبائل من ثقيف
اله الناس شر جزاء قوم	ولا اسقاهم صوب الخريف

میں نے اللہ کا شکر کیا ہے جب اس نے میرے دل کو اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور دین حنیف کی طرف ایسے دین کی طرف جو اب عزیز کی طرف آیا ہے وہ اب اچھی طرح باخبر ہے بندوں کے بارے میں۔ اور ان پر لطف کرتا ہے جب اس کے پیغامات ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں تو عقل و دانش رکھنے والے کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ ایسے پیغامات ہدایت جن کو احمد مرسل واضح حروف و الفاظ والی بیان کرنے والی آیات کے طور پر لائے ہیں۔ اور احمد مصطفیٰ ہمارے اندر ایسے عظیم ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ جن کی طرف کسی کمزور اور ضعیف قول کی نسبت نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم ہم اس کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے۔ جب ہم ان میں (جنگ کر کے) تلواریں توڑیں گے۔ اور ہم ان میں مقتولین کو میدانوں میں اس طرح پڑا چھوڑیں گے کہ ان پر پندے نوج کرکھانے کے لئے منڈلا رہے ہوں گے۔ مجھے خبر دی ہے کہ قبیلہ ثقیف نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ ثقیف اور دیگر قبائل تمام لوگوں کا معبود جزا دے گا بدترین جزا کہ ان کو موسم خریف کی بارش کا پانی پینا نصیب نہیں ہوگا۔

## حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا تذکرہ

جب انہوں نے قرآن پڑھا اور اس کے اعجاز کو جانا اور جو کچھ اللہ نے ان کو جواب دیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے غلبہ دین کے لئے دو میں سے ایک آدمی کے مسلمان ہو جانے کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو بدر الحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید نے اسماعیل بن ابو خالد سے، ان کو قیس بن ابو حازم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم لوگ (مسلمان) ہمیشہ غالب رہے جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ثنی سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۷/۳۱، ۱۷۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روزباری نے، ان کو ابو عمر محمد بن عبدالواحد زاهد نخوی نے جو ثعلب کے غلام تھے، وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خارجہ بن عبداللہ بن زید بن ثابت نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ تو اسلام کو غلبہ عطا فرما ان دو آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے۔ کہتے ہیں کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ (ترمذی ص ۲۶۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر مقرئ بن حمادی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم نے، ان کو ابوالولید محمد بن احمد بردانطا کی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم حینی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو ذکر کیا ہے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے، وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ جاننا پسند کریں گے کہ میرا مسلمان ہونا کیسے تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جواب دیا کہ بالکل پسند ہے۔

انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف شدید ترین لوگوں میں سے تھا۔ ایک دن سخت گرمی کے دن دوپہر کے وقت مکہ کے بعض راستوں پر چل رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک آدمی ملا قریش سے۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے عمر ابن خطاب؟ میں نے جواب دیا کہ میرا یہ کام ہے وہ کام ہے۔ اس نے کہا کہ حیرانی ہے تجھ پر۔

اے ابن خطاب! کس چیز کا آپ زعم کرتے ہیں کہ یہ کروں گا وہ کروں گا۔ حالانکہ آپ کے گھر میں بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا واقعہ ہے؟ اس نے بتایا کہ تیری بہن مسلمان ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں میں غصے میں واپس لوٹا۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب ایک آدمی یا دو آدمی مسلمان ہوتے ان لوگوں میں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو آپ ﷺ ان کو کسی ایسے آدمی کے حوالے کر دیتے تھے جو آسودہ حال ہوتا۔ لہذا ان کو ان کے ہاں ان کا بچا ہوا کھانا وغیرہ مل جاتا۔ اسی دستور کے مطابق حضور ﷺ نے دو آدمی میرے بہنوئی کے حوالے کر رکھے تھے۔

میں نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ میں نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی کر کے چھپ گئے، حالانکہ وہ اس وقت صحیفہ قرآنی پڑھ رہے تھے جو ان کے آگے رکھا ہوا تھا۔ وہ اس کو بھی چھوڑ گئے یا بھول گئے۔ چنانچہ میری بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں نے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو صابو ہو گئی ہے؟ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، میں نے اس کے سر پر ماردی جس سے اس کا خون بہہ نکلا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن کی جرأت ..... اس نے جب خون دیکھا تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی خطاب کے بیٹے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کر ڈالو میں صابو ہو چکی ہوں (یعنی اپنا سابقہ مشرکانہ دین چھوڑ چکی ہوں)۔

کہتے ہیں میں اندر داخل ہوا، چار پائی پر بیٹھ گیا۔ گھر کے وسط میں میری نظر صحیفے پر پڑی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یہ اٹھا کر مجھے دیکھئے۔ وہ کہنے لگی آپ اس کو اٹھانے کے اہل نہیں ہیں، آپ ناپاکی سے پاک نہیں ہیں۔ اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو پاک لوگوں کے سوا ہاتھ نہیں لگاتے۔ میں برابر اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے وہ اٹھا کر مجھے دے دیا۔

میں نے اسے کھولا تو میں نے اس میں دیکھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب میں نے اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو میں اس سے خوفزدہ ہو جاتا۔ لہذا میں نے وہ صحیفہ رکھ دیا اور میں اپنے دل کو طرف متوجہ ہوا۔ کچھ سوچنے کے بعد دوبارہ اس کو اٹھا لیا۔ اچانک سامنے یہ آیت لکھی ہوئی تھی :

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - (سورۃ حدید)

آسمانوں اور زمین میں جو مخلوقات ہیں وہ سب کی سب اللہ کی حمد کرتی ہیں۔

جب میں اللہ کے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو مجھے خوف آنے لگتا۔ اس کے بعد میں اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر میں نے اس کو پڑھا، یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا :

امنوا باللہ ورسولہ - (سورۃ حدید)

ایمان لے آؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ (آخری آیت تک)

بس میں نے کہہ دیا : کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

چنانچہ وہ لوگ جو چھپے ہوئے تھے وہ جلدی بھاگ کر میرے پاس آ گئے اور انہوں نے نعرہ بلند کیا اور انہوں نے کہا خوش ہو جائیے، اے عمر بن خطاب! بے شک رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی، اے اللہ! تو دو میں سے ایک آدمی کے ذریعے اپنے بندوں کو غلبہ عطا فرما جو تجھے پسند ہو یا ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہو گئی ہے تیرے لئے۔ پس تو خوش ہو جا۔

میں نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ کہاں ہیں رسول اللہ؟ جب انہوں نے میرا صدق جان لیا تو انہوں نے بتایا کہ صفا پہاڑ کے نیچے گھر میں ہیں۔ میں فوراً نکل کر گیا، میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہے، میں نے ان کو بتایا کہ میں ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور کے خلاف میری شدت تو جانتے تھے مگر میرے اسلام لانے کا وہ نہیں جانتے تھے۔ لہذا دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کی، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا



کہ دروازہ کھول دو اس کے لئے، اگر اللہ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ ہی اس کو ہدایت بھی دے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے دروازہ کھول دیا۔ آدمیوں نے میرے بازو سے پکڑا اور حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو۔

حضور ﷺ نے میری قمیض کے گریبانوں یا دامنوں سے پکڑ کر مجھے جھٹکا دیا اپنی طرف اور فرمایا، مسلمان ہو جا اے ابن خطاب!

اللَّهُمَّ اهْدِهِ - اے اللہ اس کو ہدایت عطا فرما۔

لہذا میں نے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان پر مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا ..... چنانچہ مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا جو مکہ کی گلیوں میں سنا گیا۔ اس سے قبل وہ چھپے ہوئے تھے۔ جس شخص کو وہ چاہتے کہ اس کی پٹائی ہو وہ پتار ہٹاتا اور میں اس کو دیکھتا رہتا۔ اس سے مجھے برابر بھی احساس نہ ہوا۔ میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے پاس گیا۔ وہ شریف آدمی تھے۔ میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ باہر نکل کر آئے۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے میں صابی ہو گیا ہوں (باپ دادا کے دین سے ہٹ گیا ہوں)۔ اس نے کہا واقعی آپ نے ایسا کر لیا ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ میں نے اب تو ایسا کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ اندر چلے گئے اور انہوں نے مجھ سے دروازہ بند کر لیا۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ چنانچہ میں قریش کے ایک سردار کے پاس گیا، میں نے اس کو آواز دی، وہ باہر آیا تو میں نے اس سے بھی وہی بات کہی جو اپنے ماموں سے کہی تھی۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو ماموں نے دیا تھا۔ وہ بھی اندر چلا گیا، اس نے بھی اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ میں نے سوچا یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ مسلمان تو پیٹے گئے ہیں مجھے تو کسی نے نہیں مارا۔

ایک آدمی نے مجھ سے کہا کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کا اسلام لوگوں کو معلوم ہو جائے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! اس نے کہا کہ جب لوگ حجر پر بیٹھیں تو آپ فلاں کے پاس جانا، اس کے بارے میں پوچھا جو کسی کاراز نہیں چھپاتا تھا اس کو علیحدگی میں یہ بات بتا دینا کہ میں صابی ہو گیا ہوں وہ بہت کم کسی کاراز چھپاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں چلا گیا لوگ حجر پر جمع تھے۔ رازداری کے طور پر اس سے کہہ دیا کہ میں صابی ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کیا واقعی ایسی بات ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ چنانچہ اس نے بلند آواز سے کہا بے شک ابن خطاب صابی ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ سارے لوگ میرے پاس بھاگے چلے آئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ انہوں نے مجھے مارا اور میں نے ان کو مارا۔ لہذا مزید لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ اور میرے ماموں نے کہا کہ یہ کیسی بھڑ ہے؟ اسے بتایا گیا کہ عمر صابی ہو گئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ماموں کی پناہ میں ..... وہ حجر کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ایک کلمہ یوں ارشاد کیا۔ خبردار! بے شک میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے۔ لہذا وہ سب لوگ مجھے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو پتلا دیکھوں مگر میں نے اسے پتلا دیکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مجھے بھی ایسے تکلیف پہنچے۔ چنانچہ میں اپنے ماموں کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی دی ہوئی پناہ آپ کے پاس واپس ہے۔ آپ جو چاہیں کہہ دیں پھر میں ہمیشہ لوگوں کو پتلا ہا اور خود بھی پتلا ہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو زاز نے، ان کو محمد ابن عبید اللہ نے، وہ ابن یزید السنادی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن یوسف ازرق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی

قاسم بن عثمان بصری نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں، حضرت عمر تلوار لٹکائے باہر آئے بنی زہرہ کا ایک آدمی ان کو ملا۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے اے عمر؟ انہوں نے کہا کہ محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ محمد کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اسے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے۔ اور جس دین پر تھا اس کو چھوڑ چکا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تجھے اس سے زیادہ حیرانی کی بات بتاؤں، بے شک تیری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور صابی ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر پریشان ہو کر چلے ان کے پاس پہنچے۔ ان کے پاس مہاجرین میں سے ایک آدمی بیٹھا تھا اسے خواب کہتے تھے۔ کہتے ہیں خواب نے جب عمر کے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ جلدی سے گھر میں چھپ گئے۔ وہ بہن۔ بہنوئی پر داخل ہوئے اور کہا یہ تمہارے ہاں کس بات کی بہن بھناہٹ ہے جو میں تمہارے ہاں سن رہا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ سورۃ طہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہے تھے آپس میں۔

عمر نے کہا کہ نہیں شاید تم لوگ صابی ہو گئے ہو۔ اتنے میں ان کے بہنوئی نے کہا، اے عمر! اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو ہم اس کو نہ چھوڑیں گے؟ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی عمر نے اُچھل کر بہنوئی پر حملہ کر دیا اور اس کو شدید طریقہ پر پیٹ دیا۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آئی، عمر نے اس کو اپنے ہاتھ سے ایک دھکا دیا۔ وہ گری جس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ اس نے بھی زخمی حالت میں اور غصے کی حالت میں یہی بات کہی کہ اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو کیا پھر بھی ہم اسی پر بیٹھے رہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عمر نے کہا مجھے اپنی کتاب دیجئے جو تمہارے پاس ہے میں اسے پڑھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ عمر کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ ان کی بہن نے ان سے کہا کہ آپ ناپاک ہیں اور اس کو ناپاک لوگ ہاتھ نہیں لگا سکتے، صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ آپ اُنھیں پہلے وضو کریں یا غسل کریں۔ عمر اُنھیں انہوں نے وضو کیا پھر اس نے کتاب کو لے کر پڑھا سورۃ طہ جب وہ اس آیت پر پہنچے :

انسی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی ، و اقم الصلاة لذکری

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ میری عبادت کیجئے اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

یہ پڑھتے ہی عمر نے کہا مجھے محمد کے بارے میں بتائیے کہ وہ کہاں ہیں؟ خواب جو چھپے ہوئے تھے جب عمر کی بات سنی تو سامنے آگئے اور بولے خوش ہو جاؤ اے عمر! میں امید کرتا ہوں کہ تم رسول اللہ کی دعا بن گئے ہو جو انہوں نے جمعرات کو کی تھی۔ اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر بن خطاب کے ساتھ یا عمر بن ہشام کے ساتھ۔

اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اس گھر میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ عمر روانہ ہوئے، اس گھر پر پہنچے۔ اس کے دروازے پر حضرت حمزہ اور طلحہ نگرانی کر رہے تھے اور کچھ دیگر لوگ اصحاب رسول میں سے طلحہ اور حمزہ نے جب دیکھا تو پورے لوگ عمر کو آتے دیکھ کر گھبرا گئے۔ حمزہ نے چیخ کر کہا کہ وہ دیکھ عمر آ رہا ہے۔ اگر اللہ نے عمر کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو آج یہ مسلمان ہو جائے گا اور حضور ﷺ کی اتباع کرے گا۔ اور اگر اللہ نے ہدایت کا ارادہ نہیں کیا تو آج اس کا قتل کرنا ہم لوگوں کے لئے آسان ہوگا۔

حضور ﷺ اندر تھے ان پر وحی اتر رہی تھی حضور باہر آگئے اتنے میں عمر بھی آگئے۔ حضور نے اس کے کپڑوں کو دونوں کناروں سے اور شلواری کی جھانگ سے پکڑ لیا اور کہا تم اس وقت تک باز آنے والے نہیں ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں رسوائی اور عبرت اتار دے، جیسے ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتاری ہے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا کر دے، یا کہا تھا کہ دین کو عمر بن خطاب کے ساتھ۔ اتنے میں عمر ﷺ نے کہا :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

وہ مسلمان ہو گئے۔ اور عمر نے کہا، یا رسول اللہ! (اب اندر رہنے کی ضرورت نہیں) آپ باہر آجائیے۔

تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے المغازی میں۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۶)

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب پڑھتے رہتے تھے۔ اس نے قرآن پڑھا طہ حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچے :

ان الساعة آتية أكاد أخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى تا فتردى تک

اور اس کے بعد یہ آیت پڑھی اذا الشمس كورت حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچا علمت نفس ما احضرت یہ پڑھتے ہی وہ مسلمان ہو گئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا اور اس میں کہا کہ ان کی بہن کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معمر نے، ان کو سفیان نے عمرو سے۔ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں میں چھت کے اوپر کھڑا تھا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی پر جمع ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں عمر صابی ہو گیا ہے، عمر صابی ہو گیا ہے (باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے)۔ اتنے میں عاص بن وائل آیا، اس نے ریشم کی قبازیب تن کر رکھی تھی۔ اس نے کہا جب عمر اپنے دین سے ہٹ گیا ہے میں اس کا پڑوسی ہوں۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس سے منتشر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس شخص کی عزت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبد اللہ سے، اس نے سفیان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب کا مسلمان ہونا ان کے خروج کے بعد تھا جو اصحاب رسول میں سے ارض حبشہ کی طرف نکل گئے تھے۔

عامر بن ربیعہ کی والدہ کا بیان ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن حارث نے عبد العزیز بن عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ اپنی ماں لیلیٰ سے، وہ کہتی ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں پر سب سے زیادہ سخت تھے ہمارے اسلام کے اندر۔ جب ہم نے ارض حبشہ کی طرف خروج کا پکا ارادہ کر لیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں اس وقت اونٹ کے اوپر سوار ہو چکی تھی۔ ہم روانہ ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا، اے ام عبد اللہ کہاں جا رہی ہو؟ میں نے اس کو بتایا آپ لوگوں نے ہمارے دین کے معاملے میں ہم لوگوں کو ایذا پہنچائی ہے، ہم اللہ کی سر زمین پر جا رہے ہیں جہاں ہمیں اللہ کی عبادت کرنے میں کوئی نہ ستائے، اس نے کہا اللہ تمہارا ساتھ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اتنے میں میرے شوہر عامر بن ربیعہ آ گئے۔

میں نے ان کو یہ بات بتائی جو میں نے عمر کے اندر نرمی دیکھی تھی۔ اس نے کہا تم کیا امید رکھتی ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا؟ میں نے کہ جی ہاں! اس نے کہا اللہ کی قسم وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ خطاب کا گدھا مسلمان ہو جائے (یعنی یہ ممکن نہیں ہے)۔ یہ بات اس نے عمر کی مسلمانوں پر شدت کی وجہ سے کہی تھی۔ اس کے بعد اللہ نے اس کو اسلام نصیب کر دیا۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۵)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان دنوں مسلمان چالیس اکتالیس آدمی تھے اور کل گیارہ عورتیں تھیں۔

تحقیق عمر کے اسلام کے بارے میں ایک عجیب قصہ مروی ہے۔ ایک مجہول سند کے ساتھ، اس کو میں نے نقل کیا ہے اس لئے کہ مشہور احادیث میں اس سے استغنیٰ کیا ہے اور وہ کتاب الفہائل میں نقل ہوا ہے۔

## ضما د کا مسلمان ہونا

اور نبی کریم ﷺ سے اس نے جو سنا اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابوطاہر عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے، ان کو داؤد بن ابوہند نے عمرو بن سعید سے۔ اس نے جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ضما د مکے میں آئے وہ ازدشنوۃ کے آدمی تھے۔ وہ ان ہواؤں کا دم بھرتے تھے (مثلاً جنون، ہوا، جنات ہوئے)۔ اس نے کچھ بے وقوف لوگوں سے سنا تھا کہ بے شک محمد ﷺ مجنون ہیں۔ اس نے سوچا کہ میں اس بندے کے پاس ضرور جاؤں گا شاید کہ اللہ اس کو میرے ہاتھ سے شفاء دے دے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں محمد ﷺ سے ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ان ہواؤں کا دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفاء دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ آپ آئیے (میں آپ کو بھی دم کر دوں)۔ محمد ﷺ نے خطبہ شروع کر دیا، فرمایا :

ان الحمد لله نحمده، ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له

آپ نے تین بار دہرایا۔ ضما د نے کہا، اللہ کی قسم میں نے کاہنوں کے اقوال سنے ہیں اور ساحروں کے سنے ہیں اور شعراء کے کلام سنے ہیں میں نے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سنے۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیعت کر لیا۔ اور اس سے کہا کہ کیا آپ اپنی قوم کو اس کی دعوت دیں گے؟ اس نے کہا کہ میری قوم کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے ایک مختصر سا لشکر روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ اس مذکورہ ضما د کی قوم پر گزرے تو لشکر کے امیر سے پوچھا کیا تم لوگوں کو ان لوگوں کی کوئی چیز ملی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا مجھے ان کا ایک وضو کرنے کا برتن ملا ہے۔ امیر نے حکم دیا کہ وہ ان کو واپس کر دو یہ لوگ ضما د کی قوم کی ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن يعقوب بن يوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو محمد بن ثنی بنے، ان کو عبدالاعلیٰ نے، اس نے اس حدیث کو ذکر کیا اس اضافہ کے ساتھ اور مفہوم کے ساتھ۔ اور روایت کی گئی ہے یزید بن زریع سے، اس نے داؤد بن ابوہند سے اس اضافہ کے ساتھ، اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا گیا ہے :

ونؤمن بالله، ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا، ومن سيئات اعمالنا۔

مگر اس نے سریہ (لشکر کشی) کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن عثمان بن یحییٰ نے، ان کو عبد الملک بن محمد قاشی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو داؤد بن ابوہند نے، اس نے اسی کو ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کی اسناد اور مفہوم کے ساتھ۔

## جنت کے مسلمان ہونے میں جو رسول اللہ ﷺ کے

### معجزات کا ظہور ہے

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ - قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن مِّنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَىٰ الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّبْتَلِمٍ -

(اور اس کے بعد کی آیات بھی) - (سورۃ احقاف : آیت ۲۹)

اے محمد! یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو متوجہ کیا قرآن سننے کے لئے۔ جب وہ سننے کے لئے حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے، پُچ پُچ ہو کر سنو۔ جب سماعت پوری ہو گئی تو وہ اپنی قوم کے لئے نذیر بن کر واپس لوٹے۔ بولے، اے ہماری قوم ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اب اتری ہے، جو سابقہ کتب کی تصدیق کرتی ہے۔ حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور صراطِ مستقیم کی راہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور دردناک عذاب سے تمہیں پناہ دے دے گا۔ الخ

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَّهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا -

(سورۃ جن : آیت ۲)

بے شک ہم نے قرآن سنا جو حیران کن ہے۔ وہ رُشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ لہذا ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابو عوانہ نے ابو بشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ (مَاقَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَأَوْهُمْ)۔ (صحیح مسلم) نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھا، نہ ہی ان کو دیکھا۔ بات یہ ہوئی کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چلے بازار عکاظ کی طرف جانے کے ارادے سے۔ ادھر واقعہ کچھ اس طرح ہو چکا تھا کہ شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کے مابین پردہ اور رکاوٹ کر دی گئی تھی۔ اور ان کو شہاب (آگ کے شعلے) چھوڑنے گئے۔ چنانچہ شیاطین اپنی قوم کی طرف خالی واپس لوٹ آئے تھے۔

ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہو گئی ..... وہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا حال ہے تمہارا۔ دوسروں نے بتایا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی ہے۔ اور ہمارے اوپر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ یہ واقعہ تمہارے ساتھ یونہی نہیں ہو گیا، بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ آپ لوگ مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارو اور یہ دیکھ کر آؤ کہ اس کی کیا وجہ ہے جو تمہاری اور آسمانی

خبروں کے درمیان پابندی لگ گئی ہے۔ چنانچہ جنات اور شیاطین تلاش میں نکل پڑے۔ اور انہوں نے مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارا وہ تلاش کرتے رہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کیوں ہو گئی ہے۔ یہ عجیب حُسن اتفاق تھا کہ اس وقت وہ کھجوروں کی وادی سے یا جھنڈ کے پاس تھے بازارِ عکاظ کی طرف ارادہ کئے ہوئے تھے۔ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ اسی قوم پر اپنے اصحاب کی جماعت کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے (جنات نے حضور اور صحابہ کو نماز میں پالیا اور حضور ﷺ زور زور سے تلاوت فرما رہے تھے)۔ جنات نے جب قرآن سنا تو انہوں نے اس کی طرف خوب کان لگائے اور توجہ سے قراءت سنی تو وہ ایک دم ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہی ہے اللہ کی قسم جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ بس یہیں سے جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہوں نے کہ اے ہماری قوم :

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَبُوا تَأْلِيمًا إِلَىٰ ضَلَالٍ مُّبِينٍ  
(سورۃ احقاف : آیت ۲۹-۳۱)

بے شک ہم نے بہترین قرآن سنا۔ وہ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۃ الجن نازل فرمائی :

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

فرمادیتے تھے کہ میری طرف وحی آتی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا۔ سوائے اس کے نہیں کہ حضور ﷺ کی طرف جنوں کا قول وحی کیا گیا تھا۔

واقعے دو ہیں، پہلی مرتبہ جنات نے سنا، حضور نے ان کو نہیں دیکھا

دوسری بار حضور نے دیکھا

۱۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (فتح الباری ۸/۶۶۹)

۲۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروح سے، اس نے ابو عوانہ سے۔ (مسلم ص ۱۳۹)

۳۔ اور یہ وہی ہے جس کو حکایت کیا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ سوائے اس کے کہ یہ ابتداء کی بات ہے جب جنوں نے نبی کریم ﷺ کی قراءت سنی تھی اور حضور ﷺ کے حال سے آگاہ ہوئے تھے اور اس وقت نہ تو حضور ﷺ نے خصوصی طور پر ان کے سامنے پڑھنے کی نیت سے قراءت کی تھی اور نہ ہی ان کو دیکھا تھا۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بیان کیا ہے۔ بلکہ آپ صبح کی نماز میں قراءت پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو آسمانوں پر ہونے والے معمولی واقعے کے اسباب کی تلاش میں سرگرداں و پریشان تھے۔ اتفاق سے ادھر جانکے اور یہ تلاوت قرآن سن کر اسباب مذکورہ کی تلاش میں کامیاب ہو گئے اور قرآن کا اعجاز دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں :

۴۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس ایک اور مرتبہ داعی جنات حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور

حضور ﷺ نے جنوں کے سامنے قرآن پڑھا، جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان کیا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ نے ان کے آثار دیکھے اور ان کی آگ کے آثار دیکھے تھے۔ واللہ اعلم

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دونوں واقعے محفوظ کئے اور دونوں کو اکٹھے روایت کیا۔

## وادی نخلہ کا واقعہ

قصہ اولیٰ : اس میں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حافظ نے، ان کو عبد ان ابوہازی نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد زبیری نے، ان کو سفیان نے عاصم سے، ان کو زرنہ نے عبد اللہ سے۔ انہوں نے کہا کہ جنات اترے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس، حالانکہ وہ قرآن پڑھ رہے تھے وادی نخلہ کے پیٹ میں۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو کہنے لگے چپ ہو جاؤ۔ پھر بولے رُک جاؤ اور وہ لوگ سات افراد تھے۔ ایک ان میں سے زوبعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے یہ آیت اتاری :

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ..... إِلَى ضَلَالٍ مُّبِينٍ -  
(سورۃ احقاف : آیت ۲۹-۳۱)

۶۔ ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء، ان کو ابو عمر و مستملی نے، ان کو ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسامہ نے مسعر سے، اس نے معن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے پوچھا، کس نے آگاہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اس رات، جس رات انہوں نے قرآن سنا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے حدیث بیان کی تھی آپ کے والد نے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بے شک شان یہ ہے کہ ان کو آگاہ کیا تھا ان کے بارے میں درخت نے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابو قدامہ سے۔ (فتح الباری ۱/۷۱۱-۱۷۱۲ ص ۳۳۳)

قصہ ثانیہ : بس اس میں جس میں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو میرے والد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو داؤد نے شععی سے اور ابن ابوزاید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے شععی سے، اس نے علقمہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا لیلۃ الجن میں کوئی ایک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے ان کو ایک رات مکے میں موجود نہیں پایا تھا۔ ہم لوگوں نے سوچا کہ خفیہ طور پر شاید آپ قتل ہو گئے ہیں یا اچک لئے گئے ہیں یعنی انہیں جن لے اڑے ہیں یا کیا ہو گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے بدترین رات گزاری تھی، جیسے کوئی قوم بُری رات گزارتی ہے۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی یا کہا تھا کہ جب ہم سحر کے قریب ہوئے۔ ہم لوگ اسی پریشانی میں پڑے ہوئے تھے دیکھا تو اچانک آپ ﷺ غار حرا سے آرہے ہیں۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم لوگ پریشان ہیں۔ وہ پریشانی انہوں نے ذکر کی جس میں وہ واقع تھے۔ حضور ﷺ نے بتایا بے شک حالت یہ ہے کہ میرے پاس جنوں کا داعی (بلانے والا، دعوت دینے والا) آیا تھا میں ان کے پاس گیا ہوا تھا۔ میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ فرمایا کہ وہ چلا گیا۔ اُس نے ہمیں اپنے آثار دکھائے اور اپنی روشنیوں اور آگ کے آثار دکھائے۔

## کیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے

وہ کہتے ہیں کہ شععی نے کہا ہے، جنوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان خرچ مانگا۔ ابن ابوزائدہ نے کہا کہ عامر کہتے ہیں اس رات انہوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان مانگا۔ وہ لوگ جزیرے کے جنوں میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ تمہارے ہاتھوں میں گوشت سے بھری ہوئی ملے گی یا گوبر، لید، گھانس ہوگا تمہارے مویشیوں کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (اس لئے) تم لوگ ان دونوں چیزوں کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرو۔ یہ تمہارے جن (مسلمان) بھائیوں کا سامان (رزق) ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے علی بن حجر سے، اس نے اسماعیل بن علیہ سے اور صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے لیلۃ الجحش کے اندر بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت تھے جب حضور اس کو اور کچھ دیگر لوگوں کو ساتھ لے گئے تھے۔ اور ان کو جنوں کے آثار اور ان کی آگ وغیرہ کے آثار دکھائے تھے۔ اور تحقیق دیگر کئی وجوہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن بن محمد بن بلخی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے۔ ان کو ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو ابو صالح عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے، ان کو یونس بن زید نے، ان کو ابن شہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو عثمان بن سہ خزاعی سے، یہ اہل شام میں سے ایک آدمی تھے۔ انہوں نے سنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا اس وقت آپ مکہ میں تھے۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے آج رات کہ وہ جنوں کے معاملے میں موجود ہے، وہ ضرور کرے۔ مگر میرے سوا ان میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم بالائی مکہ میں پہنچ گئے۔ میرے لئے اپنے پیر سے ایک لکیر کھینچ دی۔ پھر مجھے فرمایا کہ میں اس کے اندر بیٹھ جاؤں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے اور جا کر کھڑے ہو گئے اور قرآن مجید کھول لیا۔ بس کچھ کالی کالی بہت ساری چیزوں نے ان کو چھپا لیا جو میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئی تھیں اس قدر کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سن پارہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے، پھر کٹنا اور جدا جدا ہونا شروع ہوئے بادلوں کے ٹکڑوں کی مثل جاتے رہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ باقی رہ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت فارغ ہوئے۔ آپ وہاں سے چلے اور ظاہر ہوئے، میرے پاس آئے۔ فرمانے لگے کہ اس گروہ میں کیا کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ یہ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہڈیاں اور لیدان کو دیں خصوصاً بطور زادراہ کے یا بطور خوراک کے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا کہ کوئی بندہ کسی طرح ہڈی یا اُپلے کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرے۔

مصنف امام بیہقی فرماتے ہیں :

حدیث صحیح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول احتمال رکھتا ہے۔ مَا صَجِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ کہ ہم میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گیا تھا یہ مراد ہو کہ ان کے سامنے قرآن کی قراءت کرنے کے لئے جاتے وقت کوئی نہیں گیا تھا۔ مگر یہ بات ہے کہ اس حدیث میں جو مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جنوں کی طرف جانے کی اطلاع دی تھی اور بتلایا تھا، یہ مخالف ہے اس روایت کے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ صحابہ نے ایک رات موجود پایا تھا، یہاں تک کہ کہا گیا کہ یا تو خفیہ قتل ہو گئے ہیں یا جحشات نے ان کو اُچک لیا ہے۔ یہ تو جیہ کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہیں پایا تھا وہ الگ ہوں اور جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا علم تھا وہ دوسرے ہوں۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے اور ابو نصر بن قتادہ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوسخی نے، ان کو روح بن صلاح نے، ان کو موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے پیچھے چلے آنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت پندرہ افراد، بھائیوں کی اولاد پچازاد رشتوں کے حامل آج رات میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں گا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا اس جگہ کی طرف جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ رکھتے تھے۔ حضور نے میرے لئے ایک لکیر کھینچ دی تھی اور مجھے اس کے اندر بٹھا دیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کے باہر نہ نکلتا۔ چنانچہ رات بھر میں اس حصار میں رہا، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود میرے پاس آئے سحر کے وقت۔ آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حائل اور اُبلہ اور کونکہ۔ مجھے فرمایا جب آپ قضاء حاجت کے لئے جائیں تو ان میں سے کسی شی کے ساتھ استنجاء نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں یہ جانوں گا اپنے علم میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں گیا تو میں نے اُونٹ بٹھانے کی جگہ سات اُونٹ دیکھے۔



(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن عبد الملک واسطی نے، ان کو یزید نے، وہ ابن ہارون ہیں ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو ابو عثمان نہدی نے یہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے راستے میں زط (جٹ) دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ جاٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے مشابہ تو جن دیکھے تھے۔ لیلۃ الجحج کے اندر اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے آخرین میں، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس رضی اللہ عنہ بن محمد دوری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن عمر نے مستمر بن ریان سے، اس نے ابو الجوزاء سے، اس نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا لیلۃ الجحج میں، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام جحون پر آئے میرے لئے انہوں نے لیکر کھینچ دی (کہ اس کے اندر بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا) اس کے بعد وہ ان کی طرف چلے گئے۔

جنوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ازدھام اور بھیڑ کر دی ان کے سردار (اسے وردان کہتے تھے) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ان کو آپ سے ہٹاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں جو ہوں مجھے ہرگز کوئی نہیں بچائے گا اللہ سے (یعنی اللہ کی گرفت سے)۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ان کو محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابو الازہر احمد بن ازہرنے، ان کو مروان بن محمد نے، ان کو زہیر بن محمد بن منکر نے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمن پڑھی لوگوں کے سامنے تو لوگ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں سے تو جن اچھے تھے کہ ان کا جواب بڑا خوبصورت تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے یہ سورۃ پڑھی تھی فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمْ تُكذَّبُونَ کہ اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو انہوں نے جواب دیا، وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ آيَاتِكَ رَبَّنَا نُكذِّبُ اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی شے کی تکذیب نہیں کریں گے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے، ان کو خبر دی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ دقاق نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوسنجی نے، ان کو ہشام بن عمار دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد غبری سے، اس نے محمد بن منکر سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمن پڑھی، حتیٰ کہ اس کو ختم کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں تم لوگوں کو خاموش دیکھ رہا ہوں؟ تم سے تو جن بھی بہتر جواب دے رہے تھے۔ جب بھی میں نے یہ پڑھا فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمْ تُكذَّبُونَ تو انہوں نے جواب دیا وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكذِّبُ فَلَا الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی بھی چیز کی تکذیب نہیں کریں گے۔ ہر تعریف تیرے لئے ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو جعفر رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل برجلانی نے، ان کو ابو نصر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی مسعودی نے قتادہ سے، اس نے ابو الیخ ہذلی سے کہ اس نے لکھا ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں پر کس جگہ قراءت کی تھی۔ اس نے ان کی طرف سے جواب لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے سامنے ایک گھائی میں قرآن کی تلاوت کی تھی۔ جس وادی کو جحون کہتے ہیں۔

ہڈی اور اُپلے میں جنات کی خوراک ..... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے ان کے دادا سعید بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جاتے تھے لوٹا پانی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے اور ضرورت کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اس نے پالیا تو آپ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ابو ہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پتھر لے آؤ میں ان کے ساتھ استنجاء کروں گا۔ میرے پاس ہڈی اور اُپلہ نہ لانا۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے میں پتھر لے آیا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھ دیئے۔ آپ جب فارغ ہو کر اُٹھے

میں ہی آپ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے آپ نے ہڈی اور اُپلے سے منع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایک وفد آیا تھا۔ نصیبین میں سے، انہوں نے مجھ سے خوراک طلب کی تھی، میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ نہ گزریں کسی اُپلے کے ساتھ نہ ہی ہڈی کے ساتھ مگر وہ ان کو طعام پائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری باب ذکر الجن ص ۳۸۶۰)

## باب ۷۴

### اُس وجہ کا بیان جس سے کاہنوں کی باتیں سچی ہو جایا کرتی تھیں

پھر اس بات کا بیان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی وہ وجہ

اور وہ اسباب ختم ہو گئے یا اس میں سے زیادہ تر ختم ہو گئے

مرشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّا زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ - وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَذِفُونَ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ - دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَأَصِيبٌ - إِلَّا مَنِ حَطَفَ الْحَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ -

(سورة صافات : آیت ۶-۱۰)

بے شک ہم نے قریب والے آسمان کو ستاروں کی رونق کے ساتھ آراستہ کر دیا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان سے حفاظت کے لئے وہ ملا، الاعلیٰ کی طرف کان نہیں لگا سکتے (کچھ خبریں سن کر پُرا نے کے لئے)۔ بلکہ ہر طرف سے ان کو پتھر مارے جاتے ہیں، ہانکے جاتے ہیں (اوپر کی مجلس سے سن نہیں سکتے)۔ اور ان کے لئے عذاب ہے ہمیشہ والا۔ ہاں مگر جو کوئی خبر اُچک لیتا ہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے دکھتا ہوا شعلہ۔

نیز ارشاد باری ہے :

وَلَقَدْ زَيْنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ -

(سورة ملک : آیت ۵)

اور البتہ تحقیق ہم نے آراستہ کر دیا ہے قریب آسمان کو بڑے بڑے چرانوں کے ساتھ اور ہم نے ان کو شیطانوں پر سنگ باری کا ذریعہ بنایا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ - إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ - (سورة حجر : آیت ۱۶-۱۸)

البتہ تحقیق ہم نے آسمان میں بڑے بڑے برج بنا دیئے ہیں اور ہم نے آسمان کو آراستہ کر دیا ہے دیکھنے والوں کے لئے اور ہم نے اس کو محفوظ کر دیا ہے ہر شیطان مردود سے مگر کوئی شخص کوئی سنی ہوئی بات پُرانا چاہتا ہے تو ظاہر شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔

نیز جنوں کی طرف خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

وَأَنَا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا - وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ

بَعْدُ لَهُ شُهَابًا رَصَدًا - (سورۃ جن : آیت ۸-۹)

بے شک ہم لوگوں نے (شیاطین و جنات نے) آسمان کو (بلندی کو) چھوا ہے۔ اور ہم نے اس کو انتہائی سخت گیر محافظوں سے اور شہابوں، شعلوں سے بھرا ہوا پایا ہے (جبکہ اس سے قبل) ہم لوگ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اس میں سننے کے لئے۔ بیٹھنے کی خاص جگہوں پر اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب اور شعلے کو منتظر پاتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور مادی نے، ان کو عبد الرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں :

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بے شک کاہن (غیب کی خبریں بتانے والے) تحقیق ہم لوگوں کی باتیں بتایا کرتے تھے اور وہ سچ ہو جایا کرتی تھیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، وہ بات حق اور سچ میں سے ہوتی تھی جس کو جن اُچک لیتے تھے۔ اور اس کو اپنے ولی اور دوست کاہن کے کان میں ڈال دیتے تھے۔ وہ کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو سے زیادہ جھوٹی خبریں اضافہ کر دیتا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید سے، اس نے عبد الرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے معمر سے۔

(بخاری۔ حدیث ۵۷۶۲)

آسمانی فیصلہ پہنچانے کی کیفیت ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، کہا ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس وقت اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے آسمان میں فرشتے اپنے پروں کو جھکا دیتے اللہ کے فرمان کے آگے جھکنے کے لئے (تو اس سے ایک خاص آہٹ یا کھنک پیدا ہوتی ہے آسمانوں میں)۔ جیسے کہ زنجیر گرتی ہے صاف پتھر پر جب ان کے دلوں میں خاص رعب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ کہتے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے، تو وہ ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ نے حق اور سچ فرمایا ہے اور وہ بلند مرتبہ اور بہت بڑا ہے۔ چنانچہ اس امر کو ان کے بعض کے بعض کے اوپر ہونے کی کیفیت بیان کی۔

انہوں نے کہا کہ اوپر والا بات سن کر نیچے والے کو بتاتا ہے پھر نیچے والا اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے، حتیٰ کہ آخری اس خبر کو پہنچاتا ہے ساحر کی یا کاہن کی زبان پر بسا اوقات اس کو شہاب ثاقب پالیتا ہے کاہن تک پہنچنے سے قبل۔ اور کبھی وہ شہاب کے پہنچنے سے قبل اس کو پہنچا دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اس کاہن نے ہمیں بتایا نہیں تھا کہ فلاں فلاں دن ایسے ایسے ہوگا؟ اب وہ کلمہ تو سچ ہوتا تھا جو آسمان سے سنا ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۱)

شہاب ثاقب کی وجہ ..... (۳) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ الحافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے انصار میں سے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اس سے روشنی نکلی (یا شعلہ نکلا) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں (اسلام سے قبل) کیا کہتے تھے جب اس کی مثل مارا جاتا تھا لوگوں نے کہا،

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ہم لوگ کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ اور آج رات کوئی عظیم آدمی مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک حقیقت یہ ہے کہ نہ کسی کی موت پر پھینکا جاتا ہے نہ ہی کسی کی پیدائش پر، بلکہ ہمارا رب جس وقت کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان کے فرشتے تسبیح کرتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اس تسبیح کا تسلسل آسمان سے دنیا والوں تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا ہے۔ لہذا اس طرح آسمانوں والے بعض ان کے بعض سے پوچھتے ہیں اور یوں وہ خبر اہل آسمان سے دنیا تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ جن اسی سنی ہوئی بات کو اچک لیتا ہے پھر وہ جنات اس خبر کو اپنے دوستوں (یعنی کاہنوں اور ساحروں) کے پاس پھینک دیتا ہے۔ جس قدر وہ لاتے ہیں وہ بات سچ ہوتی ہے مگر وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور اضافہ کر لیتے ہیں۔

اور یونس بن یزید کی ایک روایت میں ہے زہری سے کہ وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور اس کو زیادہ کر لیتے ہیں۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ولید بن مسلم کی حدیث سے، اس نے اوزاعی سے اور اس کو محمد بن اسحاق بن یسار نے روایت کیا ہے زہری سے، اس نے اس خبر میں کہا ہے، پھر بے شک اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے شیاطین کو اوپر کی خبر سننے سے ان ستاروں کے ذریعے سے۔ بس کہانت اب منقطع ہو گئی ہے ختم ہو گئی ہے، اب کوئی کہانت نہیں ہے۔

اور اس کو معمر نے روایت کیا ہے زہری سے اور اس نے اس کے آخر میں کہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا دور جاہلیت میں یہ ستارے یوں پھینکے جاتے تھے؟ اس نے کہا جی ہاں، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو جنوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَإِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعُ الْآنَ يَجِدُ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا - (سورة جن : آیت ۶)

ہم لوگ مخصوص ٹھکانوں پر سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے جو شخص اب کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب پاتا ہے۔

تو زہری نے بتایا کہ سختی کر دی گئی تھی اور اس کا معاملہ سخت ہو گیا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔

## نگران اور شہاب پہلے بھی ہوتے تھے۔ مگر خبریں چرانے والوں کے خلاف بعثت محمدی کے بعد استعمال ہونا شروع ہوئے

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ سے، ان کو محمد بن ابراہیم بن فضل نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے اس نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی جماعت میں بیٹھے تھے۔ اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اور روشنی پھیلی۔ پھر راوی نے ذکر کیا مفہوم حدیث اوزاعی کا۔ اس کے بعد معمر نے زہری سے ذکر کیا کہ بظاہر کتاب کے موافق ہے کیونکہ اس نے جنوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے کہا ہے :

وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجدْنَا هَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا - (سورة جن : آیت ۵)

ہم آسمان کو چھوتے تھے اور ہم اس کو شدید نگرانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پاتے تھے، ہم مخصوص جگہوں پر جا کر بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو بھی سنتا ہے وہ اپنے لئے

شہاب منظر پاتا ہے۔

پس جنوں نے یہ خبر دی ہے کہ آسمان کی نگرانی میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کے شہاب بھی زیادہ کر دیئے گئے ہیں، یہاں تک کہ وہ نگرانوں اور شہابوں سے بھر گیا ہے۔

تو یہ دلیل ہے اس امر کی یہ اس سے قبل بھی اس میں نگران موجود تھے اور شہاب بھی ان کے ساتھ تیار تھے اور شہاب عربی زبان میں سلگائی ہوئی آگ کو کہتے ہیں یعنی شعلہ۔

بہر حال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ابو عمر و ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ابو عوانہ نے ابو بشر سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھانے ان کو دیکھا تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت میں روانہ ہوئے تھے۔ ادھر شیاطین نے اپنی قوم کی طرف مراجعت کی تھی اور کہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے تمہارے لئے ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہمارے اوپر شعلے (شہاب) چھوڑے گئے ہیں۔ ان کی قوم والوں نے کہا یہ امر ایسے نہیں ہے بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہذا تم لوگ دہرتی کی تمام مشرقیں اور مغربیں چھان مارو (وہ لوگ نئے امر کی تلاش میں نکل گئے)۔

بازار عکاظ میں جنات سے ملاقات ..... لہذا جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کی طرف روانہ ہوا تھا وہ گروہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے گزرا ادھر حضور ﷺ (اتفاق سے) اسی جگہ صحابہ کرام کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ کیونکہ آپ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے (جنوں کو اسی جگہ حضور ﷺ کا قرآن سننا نصیب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے نہ جنوں کو سنا یا، نہ دیکھا بلکہ اللہ نے وحی میں سورۃ جن نازل کر کے آپ کو اطلاع دی)۔ جب جنوں نے سنا تو اس طرف انہوں نے خوب کان لگایا۔ انہوں نے (خود ہی) کہا یہی ہے وہ چیز جو ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان حائل اور رکاوٹ بنی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے، اے ہماری قوم ہم نے بہترین اور عجیب قرآن سنا ہے جو رشک کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی کی :

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے توجہ سے قرآن سنا۔ الخ

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد وغیرہ سے۔

(فتح الباری ۶۶۹/۸ - مسلم ۳۳۱/۱)

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ معاملہ شروع شروع کا ہے جب انہوں نے اس کو جانا تھا۔ بہر حال ان کا یہ کہنا کہ ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ ہو گئی ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ چونکہ انہوں نے محافظوں اور شہابوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(۵) اسی طرح وہ روایت بھی ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار یونس بن بکیر نے یونس بن عمرو سے، اس نے اپنے والد سے، ان سے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک شیاطین آسمانوں میں چڑھ جاتے تھے اور وحی کا کوئی کلمہ سن لیتے تھے۔ پھر اس کو لے کر زمین پر اتر آتے تھے اور اس کے ساتھ نو حصے اضافہ کر لیتے تھے۔ لہذا زمین والے اس کلمہ کو جس میں ایک سچ اور جھوٹ پالیتے تھے۔ ہمیشہ یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے محمد ﷺ کی بعثت فرمادی۔ لہذا وہ لوگ ان ٹھکانوں سے روک دیئے گئے۔

پھر انہوں نے یہ ابلیس سے ذکر کی، اس نے بتایا کہ زمین پر کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے ان کو تلاش کے لئے بھیجا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا کہ وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے پاس۔ انہوں نے خود ہی کہا اللہ کی قسم یہی نئی چیز ہے۔ اور بے شک وہ پتھر مارے جاتے تھے جس وقت تم سے کوئی ستارہ چھپ جائے۔

تحقیق وہ اس شیطان کو پالیتا ہے۔ کبھی خطا نہیں کرتا۔ اس کو قتل نہیں کرتا بلکہ اس کے منہ کو جلا دیتا ہے اور اس کے ہاتھ کو اور پہلو کو۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم نے حسین نے، ان کو آدم بن ابویاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ - (سورۃ سبأ: آیت ۳۳)

نہیں کوئی فائدہ دے گی اس کے پاس کوئی سفارش مگر جس کے لئے وہ اجازت دے۔ حتیٰ کی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اٹھالی جائے گی تو وہ پوچھیں گے تمہارے نبی نے کیا فرمایا تھا۔ وہ جواب دیں گے حق اور سچ کہا تھا۔ وہ سب سے اوپر ہے بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنوں کے ہر قبیلے کا آسمان پر ایک ٹھکانہ تھا۔ جہاں سے وہ وحی سُنتے تھے اور جب وحی اُترتی تھی تو ایسی آواز پیدا ہوتی تھی اور سنی جاتی تھی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو کھینچنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس اہل آسمان پر ہونا زل ہوتی وہ سُن کر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اٹھالی جاتی تو وہ پوچھتے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ آگے ان کو جواب ملتا ہے جو کچھ ہے وہ حق ہے اور سچ ہے اور اللہ بلند تر ہے اور بہت بڑا ہے۔ پھر وہ فرشتے ذکر کرتے ہیں کہ فلاں سال یہ ہوگا، فلاں سال وہ ہوگا۔ لہذا جن اس بات کو سُن لیتے اور جا کر اس بات کی خبر کا ہنوں کو دیتے اور کاہن لوگوں کو بتاتے کہ ایسے ہوگا، ایسے ہوگا اور حقیقت میں ایسا ہی ہو جاتا۔

جنات خبروں کی تلاش میں ..... جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو وہ جنات بھگا دیئے گئے۔ عربوں نے کہا جب جنوں نے ان کو خبر نہ دی ان باتوں کی کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے جو آسمانوں میں تھا۔ چنانچہ اونٹوں والوں نے روزانہ ایک اونٹ بطور قربانی اور خیرات کے ذبح کیا۔ گائے بیل والوں نے ایک گائے بیل ذبح کیا، بکریوں والوں نے ایک بکری روزانہ ذبح کی۔ انہوں نے جلدی سے اپنے مالوں کی قربانی کی۔ قبیلہ ثقیف والوں نے کہا وہ سارے عرب میں زیادہ عقل مند تھے۔ لوگو اپنے مال اپنے پاس روک کر رکھو۔ بے شک آسمانوں میں جو ہے وہ مرا نہیں ہے، یہ کوئی پریشانی نہیں ہے۔ کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے اپنی نشانیوں اور رفعتوں کو آسمانوں میں ستاروں میں جیسے تھیں ویسے ہیں چاند سورج بھی، ویسے ہیں دن رات بھی۔ کہتے ہیں کہ ابلیس نے کہا، زمین پر کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ تم لوگ میرے پاس ہر سر زمین کی مٹی لے آؤ۔ چنانچہ جنات مٹی لے گئے۔ وہ ان کو سونگھ کر رکھتا گیا جب اس نے مکہ کی مٹی سونگھی تو بولا یہیں سے کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ تلاش میں نکل پڑا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو چکی ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو منصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن حصین نے، ان کو عامر شعمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ستارے نہیں مارے جاتے تھے پھینکے جاتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور وہ ستارے پھینکے جانے لگے۔ لہذا انہوں نے اپنے مویشیوں کو ذبح کیا، اپنے غلاموں کو آزاد کیا۔ اسی اثناء میں عبد یلیل نامی شخص نے کہا کہ تم لوگ دیکھو اگر ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے وہ لوگوں کے فنا ہونے کے وقت ہوتے ہیں تو واقعی سچ ہے اور اگر وہ ایسے نہیں معلوم ہوتے تو یہ کسی نئے امر کی وجہ سے ہے جو پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے غور کیا تو وہ ویسے محسوس نہ ہوئے۔ تو انہوں نے کہا لو گورک جاؤ، تھوڑے سے ٹھہرے تھے، یہاں تک کہ ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر آ گئی۔

(۸) بہر حال وہ حدیث جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو خبر دی محمد بن سعد بن محمد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن حسین بن حسن بن عطیہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فترۃ یعنی بیچ کے خالی زمانے میں آسمان دینا کی حفاظت اور نگرانی نہیں کی جاتی تھی۔ جنات بیٹھنے کے مخصوص ٹھکانوں پر کچھ سُننے کے لئے بیٹھتے تھے۔ جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو آسمان سخت محفوظ کر دیا گیا اور شیطانوں کو ستارے مار کر سنگساری کی گئی۔ انہوں نے انکار کیا اس ہدایت کا اور کہنے لگے حکم نہیں جانتے کہ اہل زمین کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا بھلائی کا۔

ابلیس نے کہا زمین پر کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ چنانچہ تمام جنات اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے کہا کہ زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے خبر دو کہ یہ کیا خبر ہے جو آسمان میں پیدا ہو گئی ہے۔ پہلا دستہ بھیجا گیا، وہ نصیبین میں سے تھا وہ اشراف جنوں میں سے تھا اور ان کے سرداروں میں سے تھا، ان کو تہامہ کی طرف بھیجا گیا تھا، وہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ جس وادی میں پہنچے وہ وادی نخلہ تھی۔ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو نماز کی حالت میں پایا جو وادی نخلہ میں صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ جن آپ کی طرف کان لگائے ہوئے ہیں، وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب قراءت پوری ہو گئی یعنی نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے یعنی مؤمن ہو کر۔

یہ اس حدیث کے مطابق ہے جو ابو بشر سے ثابت ہے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں کچھ اضافہ ہے جس کے ساتھ عطیہ عوفی منفرد ہے۔ اور یہ آپ کا قول ہے یہ آسمان دنیا نگرانی نہیں کیا جاتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے عہد کے درمیان وقفے ہیں۔ اور یہ بات روایت کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور احتمال ہے کہ اس سے مراد ہو کہ وہ شدید نگرانی نہیں کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ہو گئی۔ لہذا وہ سخت نگرانوں سے بھر دیا گیا اور شہابوں سے۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۳۱/۲۔ عیون الاثر ۱/۱۷۱)

## باب ۷۵

### ایک جن کا دوسرے جن سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع کرنا

اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں جو آوازیں سنی گئیں

مگر آوازیں دینے والا نظر نہ آیا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے ”المستدرک“ میں، ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی عمر بن محمد نے کہ سالم بن عبد اللہ نے، اس کو حدیث بیان کی ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں نہیں سنا تھا میں نے عمر رضی اللہ عنہما سے جو کہتے ہوں کسی شیء کے لئے ہرگز کہ بے شک میں البتہ گمان کرتا ہوں ایسے ایسے، مگر ویسے ویسے ہو جاتا ہے۔

(از مترجم) یعنی اس کا مطلب ہے کہ حضرت عمر محمد ثین اور ملہمین میں سے تھے مُلْهِمُ الْهَامِ شَدَّهُ وہ ہوتا ہے جس کے دل میں ایک چیز ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کے ذریعے اپنی ضرورت سے اور محسوس کر کے خبر دیتا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو عمر محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو ابراہیم بن ہانی نے، ان کو رمادی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے عمر بن محمد سے کہ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا عمر سے کہ وہ کہتے ہیں کسی چیز کے بارے میں کبھی کہ میں گمان کرتا ہوں ایسے مگر وہ ہی ہو جاتا ہے جیسے وہ گمان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو کہ انتہائی خوبصورت تھا، انہوں نے کہا البتہ تحقیق میرے گمان نے خطا کی ہے یا یہ شخص جاہلیت میں اپنے دین پر تھایا ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس کو بلاؤ۔ چنانچہ اس کو بلا یا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ میرا گمان غلط ہے یا تو جاہلیت میں اپنے دین پر تھایا کاہن تھا۔ اس نے جواب دیا میں نے نہیں دیکھا کہ اس جیسا مسلمان مجھ کو ملا ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے سچ بتائیں گے جو کچھ میں نے پوچھا ہے۔ اس نے بتایا کہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کوئی حیران کی کن بات بتا جو تیرے پاس جنیہ خبر لائی ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک دن میں بازار میں بیٹھا تھا میرے پاس وہ آئی میں اس میں کھبراہٹ اور پریشانی پہچان رہا تھا، وہ کہنے لگی :

الم تر الحن و ابلا سہا  
وایا سہا من امسا کھا

کیا دیکھا نہیں تو نے جن کو اور اس کے غمگین ہونے کو۔ اور اس کے مایوس ہونے کو بعد شکستہ دل ہونے کے  
اور اس کے نارمہد ہونے کو اس کے مضبوط تھامنے کو۔ اور اس کے اوپر چھوڑنے والوں کے ساتھ جاٹنے سے اور وہاں رہ جانے سے۔

حضرت عمرؓ نے کہا سچ ہے ایک مرتبہ میں لوگوں الاؤں (لہوہ وبتوں) کے پاس سو رہا تھا اچانک ایک آدمی ایک کچھڑالے کر آیا اور اس نے اس کو لا کر ذبح کیا بتوں کے پاس۔ بس اس سے ایک چیخنے والے نے چیخ ماری (اس کی آواز اس قدر شدید تھی) کہ میں نے اس سے زیادہ سخت زور دار آواز والا نہیں سنا۔

وہ یہ کہہ رہا تھا :

یا جلیح امر نجیح رجل یصیح بقول لا الہ الا اللہ  
اے جلیح کامیابی کا امر ہے ایک فصیح آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔

لوگوں نے یہ آواز سنی تو اچھیل پڑے۔

میں نے کہا میں چلین سے نہیں بیٹھوں گا بلکہ اس کا پس منظر ضرور جانوں گا کہ یہ کون تھا۔ پھر اس نے یہی چیخ ماری، پھر میں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا کہ کون یہ کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے یہی آواز لگائی۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نہیں مطمئن ہوا، یہاں تک کہ کہا گیا یہ محمدؐ نبی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے یحییٰ بن سلیمان سے ابن وہب سے اسی طرح۔ (بخاری۔ حدیث ۲۸۶۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نے، ان کو حمد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو یحییٰ ابن سلیمان نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا۔ اس روایت کا ظاہر یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بذات خود چیخ پکار کرنے والے کو سنا جو کچھڑے سے چیخ کر کہہ رہا تھا جو کچھڑا ذبح کیا گیا تھا۔ اور اسی طرح بات صریح مذکور ہے ایک ضعیف روایت ہے حضرت عمرؓ سے ان کے اسلام کے بارے میں اور تمام روایات اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس کاہن نے خبر دی تھی اس خواب کے بارے میں اور اپنے سماع کے بارے میں۔ واللہ اعلم

حضرت عمرؓ کی کاہن سے ملاقات ..... (۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن بن بشران عدل نے بغداد میں بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمر و عثمان بن احمد بن عبد اللہ المعروف بن سماک نے، ان کو ابو الاحض محمد بن یثیم قاضی نے، ان کو سعید بن کثیر بن عفیر نے، ان کو یحییٰ بن ایوب نے ابن المہادی سے، اس نے عبد اللہ بن سلیم سے اس نے محمد بن عبد اللہ بن عمرو نے نافع سے، اس نے ابن عمرؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اچانک انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اور فرمانے لگے، تحقیق کہ اس وقت جو صاحب فراست ہوں میری رائے میں اگر نہ ہوں تحقیق یہ آدمی دیکھتا اور کہا نت کے بارے میں کچھ کہتا ہے۔ اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ انہوں نے بلا لیا اس کو۔



حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ شام کے ملک سے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے بتایا میں نے اسی گھر (بیت اللہ) کا ارادہ کیا تھا میں جو نبی نکلا ہوں آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا آپ مجھے ایک چیز کے بارے میں بتائیں گے جس کے بارے میں آپ سے پوچھوں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کہانت کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ اس میں مجھے خبر دیجئے۔ بعض ان چیزوں کے بارے میں جو آپ نے دیکھی ہیں۔ اس نے بتایا کہ بے شک میں ایک رات وادی میں تھا میں نے ایک چیخ کر پکارنے والے کی پکار سنی جو یہ کہہ رہا تھا ..... یا علیؓ بڑی خطرناک خبر ہے وہ یہ ہے کہ ایک جوان چیخ کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا معبود (معبود و مشکل کشا) کوئی نہیں ہے۔ افسوس جنوں کے لئے بڑی مایوسی کی بات ہے اور انسانوں کے لئے بڑی دکھ کی بات ہے۔ قسم ہے گھوڑوں کی اور ان کی زین کی۔ تو میں نے سوچا کہ واقعی یہ تو وہی خبر ہے جس سے جن بھی مایوس ہو جائیں گے اور انسان بھی اس سے شکستہ خاطر ہو جائیں گے اور اس میں بڑے بڑے بہادر ناکام ہو جائیں گے۔ بس اس واقعے کو ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہو گئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید بن ابوعمر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ، مجھے خبر دی میرے والد نے ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن مسکین انصاری نے، وہ کہتے ہیں ہمارے درمیان ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا میرے گمان کے مطابق جاہلیت میں یہ شخص کاہن تھا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف ایک آدمی بھیج کر بلایا اور اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں اب جاہلیت کے تذکرے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ عزوجل ہمارے پاس اسلام کو لے آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کاہن تھے؟ اس نے کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ میں واقعی کاہن تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ حیران کن بات کوئی ہے جو تیری جنیہ تیری شیطانہ تیرے پاس لائی تھی کیا تھی؟ اس نے کہا، اے اللہ تو گواہ ہے ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا اچانک وہ کہنے لگی کہ کیا آپ نے شیطان کی طرف اور اس کے غمگین ہونے کی طرف نہیں دیکھا؟ اور اس کی اپنے عیادت کرنے والوں سے مایوسی نہیں دیکھی؟ اور اس کے اوپر چڑھنے والوں کے ساتھ جاننے اور ان کے ساتھ رہنے سے مایوسی کو نہیں دیکھا؟ اتنے میں حضرت عمرؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس نے بتایا کہ میں مکے گیا (یا حضرت عمرؓ نے کہا)۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ان بتوں کے ساتھ ایک پھڑا ذبح کر رہا ہے۔ میں اس امید کے ساتھ وہاں رک گیا کہ مجھے اس میں سے کچھ گوشت مل جائے گا۔ جب ذبح کرنے والے نے پھڑے کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے کسی چیز نے آواز دی چیخ مار کر اور یوں کہا :

يا اَلْذَّرِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ يَصِيْحُ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا دل کانپ اٹھا یہاں تک کہ میں گر گیا۔

مشرکین پھڑا ذبح کرنے سے رُک گئے ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبد ان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن محمود یہ عسکری نے ابواز شہر میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن غیبان نرسی نے، ان کو ابو عمرو و حاضر بن مطہر نے، ان کو عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے لیث سے سنا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رزق نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو غفار والوں نے ایک پھڑے کو اپنے بتوں میں سے ایک بت کے اوپر چڑھا دے کے لئے ذبح کرنے کے لئے قریب کیا۔ وہ ابھی کھڑا کیا گیا تھا کہ اس نے چیخ ماری اے ال ذریح معاملہ بہت بڑا ہے ایک چیخنے والا چیخ رہا ہے فصیح سادہ زبان میں وہ مکے میں یہ پکار کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس کو ذبح کرنے سے رُک گئے اور وہ اس معاملے کو دیکھنے اور غور کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔

معتمر نے کہا میں نے اس کے بارے میں ججاج بن ارطاة سے پوچھا، اس نے کہا میں نے اس بارے میں مجاہد سے پوچھا اور مجھے حدیث بیان کی اس کے حصے کے ساتھ اور اس کو روایت کیا احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بکیر برسانی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ ابو زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ کثیر داری نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ایک شیخ نے جس نے دور جاہلیت کو پالیا تھا اور ہم لوگ عزوہ رودس میں تھے۔ اس شیخ کو ابن عسی کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک خاندان کی گائیں ذبح کرتا تھا، میں نے اس کے پیٹ سے ایک آواز سنی اسے ذبح قول فصیح ہے ایک آدمی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مکے میں آئے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو پالیا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر چکے تھے۔ یہ اس میں ہے جس کی خبر دی ہے ہمیں ابو عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد ازدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو بکر خفید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے اس کا ذکر کیا اور کہا ابو عبد الرحمن عبداللہ نے یہ حدیث غریب ہے مگر اسناد اس کی جید ہے۔

### سواد بن قارب کی کہانی

عین ممکن ہے کہ وہ کاہن جس کا حدیث صحیح میں نام مذکور نہیں ہے وہ یہی ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب مفسر نے اپنے اصل سماع (اور یادداشت سے) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار اصفہانی سے بصورتہ قراءۃ علیہ کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر احمد بن موسیٰ حمار کوفی نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن یزید بن بارویہ ابو بکر قصری نے، ان کو محمد بن تر اس کوفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن عیاش نے ابو اسحاق سے، اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب منبر پر خطبہ دے رہے تھے اچانک انہوں نے کہا اے لوگو! کیا تم لوگوں میں سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں اس سال ان کو کسی نے جواب نہ دیا۔ جب اگلا سال آیا تو پھر انہوں نے کہا، لوگو! کیا تمہارے اندر سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں کہ کسی نے پوچھا اے امیر المؤمنین نہیں کیا ہوا سواد بن قارب کو؟ فرمایا کہ بے شک سواد بن قارب کے اسلام کا آغاز ایک عجیب چیز تھی۔ کہتے ہیں کہ ہم ابھی اسی اثنا میں تھے کہ اچانک سواد بن قارب نمودار ہوئے۔ کہتے ہیں دوست عمر نے ان سے کہا اے سواد! ہمیں ذرا اپنے اسلام کی ابتدا کے بارے میں سنائیے کہ کیسے ہوئی تھی؟

سواد نے کہا میں ہندوستان میں گیا ہوا تھا میرا ایک جن تھا جو مجھے خبریں لا کر دیتا تھا۔ کہتے ہیں میں ایک رات سو رہا تھا اچانک وہ خواب میں میرے پاس آیا، اس نے کہا کہ اٹھئے اور سمجھئے اور عقل میں رکھئے اگر آپ سمجھتے ہو۔ تحقیق ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے لوی بن غالب میں۔ اس کے بعد اس جن نے شعر کہنا شروع کئے۔

### سواد بن قارب کاہن کے جن کا

حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاع کرنا۔ اس کے اشعار

اس کے بعد اس نے شعر کہنا شروع کئے :

عجبت للجن وأنجا سها	وشدها العيس باحلا سها
تھوی الی مکة تبغی الھدی	مامؤمنوھا مثل ارجا سها
فانھض الی الصفوة من ہاشم	واسم یعینیک الحاراً سها

مجھے حیرانی ہوئی جن پر باوجود اس کی ناپاکیوں کے۔ اور اس کے سائڈ کو اس کی ٹھل کے ساتھ باندھنے پر

کہ وہ مکہ چلا گیا ہدایت کی تلاش میں۔ اس جیسے ناپاک حالانکہ ایمان نہیں لاتے

اس نے (یہ ہدایت کی) آپ اٹھئے بن ہاشم کے برگزیدہ نبوت کے پاس جائیے اور اپنی آنکھوں کو اس کی طرف ٹھنڈا کیجئے۔

اس کے بعد اس جن نے مجھے تنبیہ کی اور مجھے ڈرایا اور کہنے لگا، اے سواد بن قارب بے شک اللہ عزوجل نے ایک نبی بھیج دیا ہے آپ اٹھئے اور اس کے پاس جائیئے آپ ہدایت اور رشد یافتہ ہو جائیں۔ جب دوسری رات آئی پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے جگایا پھر اس نے کہا اسی طرح :

عجیبت للجن و تطلا بہا  
تھوی الی مکة تبغی الہدی  
فانہض الی الصفوة من ہاشم  
و شدھا العیس باقتا بہا  
لیس قڈا ماہا کا دنا بہا  
واسم بعینیک الی نا بہا  
جب تیسری رات ہوئی تو پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے جگایا پھر اسی طرح کہا :

عجبت للجن و تخبارہا  
تھوی الی مکة تبغی الہدی  
فانہض الی الصفوة من ہاشم  
و شدھا العیس باکواریہا  
لیس ذوو الشر کا خیارہا  
مامؤمنوا الجن ککفارہا

میں حیران ہوں جن کے خبر دینے سے اور اونٹ کو اس کے بالائی سے باندھنے سے کہ وہ مکے کی طرف ہدایت کی طلب میں پہنچا۔ درحقیقت شریر شرفاء جیسے نہیں ہوتے وہ بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان کی طرف لپکا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایماندار جن کافر جنات جیسے نہیں ہوتے۔

کہتے ہیں کہ جب میں نے اس سے سنا کہ وہ ایک کے بعد ایک رات بار بار مجھے کہہ رہا ہے تو میرے دل میں اسلام کی محبت واقع ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں جس قدر اللہ نے چاہا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے سامان پر آیا، میں نے اسے اپنی سواری پر باندھا۔ میں نے نو دن رات اس کا تنگ نہ کھولا نہ دوبارہ باندھا، یہاں تک کہ میں (مسلل سفر کے) بعد حضور ﷺ کے پاس آ گیا۔ وہ اس وقت مدینے میں تھے اور لوگ ان پر مثل عرب الفرس کے تھے یعنی گھوڑے کی ایال کے بالوں کی طرح تھے۔ جب حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، مرحبا اے سواد بن قارب! ہم نے جان لیا ہے جو چیز آپ کو لے آئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے شعر کہے ہیں آپ مجھ سے سنئے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں نے کہا :

سواد بن قارب کے اشعار جو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں  
پیش کرنے کی سعادت حاصل کی

اتانی رئی بعد لیل و ہجعة  
ثلاث لیل قولہ کل لیلۃ  
فشمزت عن ساقی الارو و سطت  
فاشهدان اللہ لا شیئی غیرہ  
وانک ادنی المرسلین شفاعۃ  
فمرنا بما یأتیک یاخیر من مشی  
وکن لی شفیعاً یوم لاذو شفاعۃ  
ولم ینک فیما قد بلوت بکاذب  
اتاک رسول من لوی بن غالب  
بی الذعلب الوجناء عند السباسب  
وانک مامون علی کل غایب  
الی اللہ یا بن الاکرمین الاطایب  
وان کان فیما جاء شیب الذوایب  
سواک بمغن عن سواد بن قارب

میرے پاس مجھے مشورہ دینے والا آیا ہے رات سو جانے کے بعد اور اس مشورہ دینے میں وہ جھوٹا بھی نہیں تھا۔ تین راتوں تک وہ آتا رہا روزانہ اس کی یہی ایک ہی بات ہوتی تھی کہ تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آچکا ہے۔ لہذا میں نے اپنا تہہ بند اپنی پنڈلی سے اٹھایا اور مجھے فریبہ جسم تیز رفتار اونٹنی نے طویل مسافتیں طے کر کے آپ کی مجلس میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

سوا کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے اور آپ ہر خطرے سے محفوظ ہیں، امین ہیں ہر غیر موجود کے لئے۔ اور آپ رسولوں میں سے شفاعت کرنے کے قریب تر ہیں اللہ کے، اے شرفاء اور پاکیزہ نسب والے۔ لہذا آپ ہمیں اطمینان سے اس چیز کا حکم فرمائیں جو آپ کے پاس جبرئیل امین لے کر آتے ہیں۔ اگرچہ اس میں جوانی کو بڑھاپے میں بدل دینے والے (سخت احکامات) ہوں۔ اور آپ قیامت میں میرے شفیع بن جائیں جس دن کوئی سفارشی نہیں ہوگا آپ کے سوا سواد بن قارب کے کام آنے والا۔

## سواد بن قارب کے اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ مسرت

حضور ﷺ یہ اشعار سن کر زور سے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی آخری داڑھیں (نواجذ) ظاہر ہو گئیں اور حضور ﷺ نے فرمایا تم کامیاب ہو اے سواد۔ حضرت عمرؓ جو مجلس میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا اے سواد کیا آپ وہ مبشر جن ابھی بھی آپ کے پاس آتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جس وقت سے میں نے قرآن کی قراءت کی ہے جب سے وہ میرے پاس نہیں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ (قرآن) جن کے عوض اور بدلے میں بہترین عوض ہے۔ یہ حدیث اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح دوسری دو وجوہ سے بھی منقول ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن احمد خلالی نے اور محمد بن عبد اللہ بن محمد صبیح جو ہری نے اور احمد بن محمد بن مبارک فقیہ ہروی نے اور بشر بن احمد اسفرائینی نے اور یہ الفاظ ہروی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو یعلیٰ احمد بن علی المعنی موصلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن حجر سامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن منصور انباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن وقاصی نے محمد بن کعب قرظی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ایک آدمی گذرا۔ اس سے کہا گیا کہ کیا آپ اس گذرنے والے کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ سواد بن قارب ہے۔

حضرت عمرؓ نے بندہ بھیج کر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم سواد بن قارب ہو؟ اس نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جن کے پاس حضور ﷺ کے ظہور کے وقت آپ کو اطلاع دینے والا جن آیا تھا۔ اس نے بتایا جی ہاں! انہوں نے پوچھا کہ آپ بھی اسی سابقہ کہانت کی حالت پر ہیں؟ یہ سنتے ہی سواد ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں اے امیر المؤمنین کسی نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے سبحان اللہ، ہم لوگ جس کیفیت شرک پر تھے وہ تو اس سے بہت بڑا گناہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے آپ اپنے اطلاع دینے والے جن کی رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی بابت اطلاع کے بارے میں بتائیے۔ سواد بن قارب نے بتانا شروع کیا کہ میں ایک رات سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا۔ اچانک میرے پاس ایک رائے دینے والا (سردار) جن آیا اس نے اپنے پیر سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ جا اے سواد بن قارب! میری بات سن اور سمجھ، اگر تو سمجھتا ہے۔ بیشک حال یہ ہے کہ لوئی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے اللہ کی طرف اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔

اس کے بعد (سواد نے) شعر کہنا شروع کئے۔ اس نے کئی اشعار کہے اس مفہوم کے ساتھ جو ہم نے حدیث براء بن یزید میں روایت کی ہے لفظاً اور ایک لفظ کو دوسرے کے ساتھ تبدیل کرتا ہے۔ اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایک دن ہم لوگ قریش کے قبیلے میں گئے ہوئے تھے جس کو ال ذریح کہتے تھے۔ اس قبیلے والوں نے اس وقت ایک کچھڑا ذریح کیا تھا اور قصاب ابھی اسی کو بنا ہی رہا تھا اچانک ہم لوگوں نے اس کچھڑے کے پیٹ سے ایک آواز سنی مگر ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی وہ کہہ رہا تھا اے آل ذریح معاملہ کامیابی والا ہے۔ جو کہ فصیح زبان کے ساتھ چیخ رہا ہے اور شہادت دے رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ اور مشکل کشا نہیں ہے۔ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابو الحسن علی بن شیبان موصلی نے یحییٰ بن حجر سامی سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب فرّاء نے، ان کو بشر بن حجر سامی نے بصرہ میں مسجد کے اندر، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن منصور نے، ان کو عثمان بن عبد الرحمن نے محمد بن کعب قرظی سے، اس نے اس کو ذکر کی ہے اسی کے مفہوم میں آخر میں اضافے کے بغیر۔

اور اسی طرح روایت کی گئی ایک آدمی سے جس کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ بشر بن حجر سامی ابو حاتم سے۔

وجہ ثانی وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ولید بن حماد بن جابر نے مقام رملہ میں، ان کو سلیمان بن عبد الرحمن نے، ان کو حکم بن یعلیٰ بن عطاء محاربی سے، ان کو ابو معمر عباد بن عبد الصمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سواد بن قارب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سُرّاة کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے اوپر سوراہا تھا۔ چنانچہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آچکا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ پچھلے قدموں واپس ہوتا گیا اور یہ کہتا گیا۔

عجبت للجن وارجا سہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باحلاسہا  
ماصالحوہا مثل ارجا سہا

کہتے ہیں کہ اس کے بعد دوبارہ میں سو گیا۔ پھر وہ آیا اس نے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آ گیا ہے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھ کر بیٹھا سیدھا ہو کر۔ وہ پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔

عجبت للجن و اخبارہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باکوارہا  
مامؤمنوہا مثل کفارہا

سواد کہتے ہیں کہ میں پھر سو گیا پھر وہ میرے پاس آیا میں نیند کر چکا تھا۔ سیدھا پھر اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے ایک پیغام دینے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں پھر اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے پیچھے چلا گیا۔

عجبت للجن و تطلابہا  
تہوی الی مکة تبغی الہدی  
ورحلہا العیس باقتابہا  
فارحل الی الصفوة من ہاشم  
ماصادقوہا مثل کذابہا  
واسم بعینک الی نائبہا

کہتے ہیں کہ میں صبح اُٹھ کر سوار ہو کر مکہ آیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا تھا۔ میں نے اُن کو خبر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ قول آئیٹ مکتہ ہمت کے قریب تر ہے اس سے جو ہم نے گذشتہ دور روایتوں میں نقل کیا ہے مگر صحیح روایات ان روایات سے مستغنی کر دیتی ہے۔ واللہ اعلم

### مازن طائی کے مسلمان ہونے کا سبب

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے ۳۸۳ھ (تین سو تیرا سی) میں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا ابو علی بن حرب بن محمد بن علی بن حیان بن مازن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے والے نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں ابوالمنذر ہشام بن محمد کلبی سے ملا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کون سے قبیلے سے ہیں؟ میں نے کہا میں بنو طے سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ غالباً تم اولاد سادن سے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں لہذا انہوں نے میرا کرام کیا اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ میں بنو طے کے کسی شیوخ سے ملا تھا متقدمین میں سے۔ میں نے ان سے مازن کا قصہ پوچھا اور اس کے مسلمان ہونے کے سبب کے بارے میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے پھر عثمان میں اپنی زمین کا بڑا حصہ حضور ﷺ کو (مسلمانوں کے لئے) وقف کیا۔ یہ محض اللہ کے فضل اور ان کے احسان سے ہوا۔ (واقعہ یوں ہے کہ) مازن ارض عمان میں ایک بستی میں رہتے تھے جو سمائل کے نام سے پکاری جاتی تھی وہ اپنے خاندان کے لئے بتوں کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک بت تھا اس کا نام تھا باجر (یا ناجر)۔ میں نے ایک دن اس کا چڑھا وادیا (یعنی اس کے نام کا جانور ذبح کیا)۔ چنانچہ میں نے بت میں ایک آواز سنی، کہہ رہا تھا اے مازن میری طرف آئیے، میری طرف آئیے۔ وہ کہہ رہا تھا :

يَا مَازِنِ اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ - تَسْمَعُ مَا لَا يُجْهَلُ - هَذَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ - جَاءَ بِحَقِّ مُنْزَلٍ فَا مِنْ بِيْهِ كَيْ تُعْدَلَ عَنْ  
حَرَنَابٍ تُشْعَلُ وَقُوْدُهَا بِالْحَنْدَلِ -

میں نے کہا یہ تو انتہائی حیران کن بات ہے۔ اس کے بعد میں نے کچھ دنوں بعد پھر دوسرا چڑھا واذبح کیا۔ چنانچہ پھر میں نے آواز سنی کہ جو پہلی آواز سے زیادہ واضح تھی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا :

يَا مَازِنِ اِسْمِعْ تُسَرَّ - ظَهَرَ خَيْرٌ وَبَطُنٌ شَرٌّ - بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرِّ بَدِيْنِ اللّٰهِ الْكُبْرِ - فَدَعِ نَحِيْتًا مِنْ حَجَرٍ -  
تَسْلَمُ مِنْ حَرِّ سَقَرٍ

میں نے سوچا اللہ کی قسم یہ انتہائی حیران کن بات ہے۔ یہ کوئی خیر ہے جو میرے لئے سوچی گئی ہے (اس دوران) ہمارے پاس اہل حجاز سے ایک آدمی آیا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کی خبر دیجئے (وہاں کیا ہو رہا ہے)۔ اس نے بتایا کہ تمہارے میں ایک آدمی ہے جو بھی اس کے پاس جاتا ہے وہ اس کو کہتا ہے کہ اللہ کے داعی کی بات مانو جس کا نام احمد ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ ایسی خبر ہے جو میں نے پہلے نہیں سنی۔ لہذا میں بت کی طرف گیا اور جا کر اس کو توڑ دیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میں نے اپنی سواری پر زین کسی اور روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ انہوں نے میرے لئے اسلام کی وضاحت کی، میں مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اس پر شعر کہے ۔

كسرت باجر اجذاذا و كان لنا  
ربنا لطيف به ضللاً بتضلال  
بالهاشمي هدا من ضلالتنا  
ولم يكن دينه مني على بال  
يا راکبا بلغا عمرا و اخوتہ  
انى لمن قال ديني ناجر قالى

رسول اللہ ﷺ کی مازن کے حق میں دعا ..... عمرو اور اس کے بھائیوں سے مراد بنو خطامہ تھے۔ مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! بیشک میں شراب نوشی کرنے اور گانے بجانے کا حریص ہوں اور عورتوں کا رسیا ہوں۔ اور کثرت سے ہمارے اوپر قحط سالیاں آئیں جنہوں نے ہمارے مال ختم کر دیئے ہیں اور انہوں نے بچوں اور جوانوں کو کمزور کر دیا ہے اور میری تو اولاد زینہ بھی نہیں ہے۔ آپ اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ میری تکلیفیں اور پریشانیاں دور فرمائیں اور میرے لئے سکاں یعنی رزق کی فراوانی پیدا فرمائیں اور مجھے بیٹا عطا فرمائیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی :

اللهم ابدله بالطرب قراءة القران - وبالحرور الحلال واته بالحياء وهب له ولدا  
اے اللہ اس کو خوشی (عیاشی) کے بدلے میں قرآن کی قراءت عطا فرما اور حرام کے بدلے حلال عطا فرما اور اس کو بیٹا عطا فرما۔

مازن کہتے ہیں (حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے) اللہ نے میری ہر وہ تکلیف دور فرمادی جو میں محسوس کرتا تھا اور عمان میں خوشحالی آگئی۔ یہاں تک کہ میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کر لی اور اللہ نے مجھے حیان بن مازن عطا کیا جس کی خوشی میں میں نے اشعار کہے۔

### حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے قحط زدگی کے بعد خوشحالی ملی بے اولادی کے بعد اولاد نصیب ہوئی تو مازن نے اشعار کہے

اليك رسول الله خببت مطيتي	تجوب الفيافي من عمان الى العرج
لتشفع يا خير من وطئ الحصا	فيغفر لي ربي فارجع بالفلج
الى معشر خالفت في الله دينهم	فلا رايهم رأبي ولا شرحهم شرحي
و كنت امرأ بالزعب والخمر مولعا	شبابي حتى اذن الجسم بالنهج
فاصبحت همي في جهاد ونية	فلله ما صومي ولله ما حجي

مازن کہتے ہیں کہ میں جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے میری ٹھیک ٹھاک خبر لی۔ مجھے خوب گالیاں دیں اور اپنے قومی شاعر سے انہوں نے کہا کہ اس نے میری اشعار میں خوب برائی بیان کی۔ میں نے سوچا کہ اگر میں بھی جواب میں ان کی برائی کہنا شروع کر دوں تو اس طرح میں اپنے آپ برائی کر بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور میں نے شعر کہے (اس کیفیت پر)۔

و شتمكم عندنا مرًا مذاقتُهُ	و شتمنا عندكم يا قومنا لئن
لا ينشب الدهر ان يثبت معايكم	و كلكم ابدافى عيننا فطن

تمہاری گالیاں ہمارے نزدیک سخت کڑوی ہیں اپنے مذاق کے اعتبار سے۔ اور ہماری گالیاں تمہارے نزدیک، اے میری قوم

ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے یہاں تک یاد کیا تھا اور اس کو میں نے اپنے دادا کی اصل تحریر سے حاصل کیا تھا۔ گویا کہ وہ مزید چاہتے تھے۔

فشعرنا مفحم عنكم و شاعركم	فى حربنا مبلغ فى شتمنا لسن
مافى الصدور عليكم فاعلموا و غر	وفى صدوركم البغضاء والاحن

ہمارے ایک دوست نے جو کہ اہل عمان میں سے تھے انہوں نے اپنے اسلاف سے ہمیں بات بیان کی تھی کہ مازن جب اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو گئے تھے تو انہوں نے جا کر مسجد تعمیر کی تھی وہ اس میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی مسجد کی خاص بات یہ تھی کہ اگر کوئی مظلوم شخص اگر اس میں تین دن عبادت کرنے کے بعد اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے خلاف بددعا کرتا تو وہ قبول ہو جاتی۔ اور اگر برص میں مبتلا شخص دعا کرتا تو وہ برص (کوڑھ) سے شفا یاب ہو جاتا۔ آج تک اس مسجد کا نام مبرص ہے (برص سے شفا دینے والی)۔

ابوالمزدر نے کہا کہ مازن نے کہا تھا کہ اس کے بعد اس کی قوم والے شرمندہ ہو گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ ان کے امور کا کرتادھرتا میں ہی ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے۔ چنانچہ میرے پاس ان کی ایک بڑی جماعت آئی انہوں نے مجھ سے کہا اے چچا زاد ہم نے معاملے کو آپ کے خلاف عیب جانا اور ہم نے آپ کو اس سے منع کیا۔ آپ نے جب انکار ہی کر دیا ہے تو ہم آپ کو آپ کی حالت پر چھوڑتے ہیں۔ لہذا آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں لہذا میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس کے بعد وہ سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

غالباً اسی طرح ہمیں خبر دی گئی ہے۔ تحقیق اس کو ذکر کیا ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد بن ابوالحسن نے عبد الرحمن بن محمد حنظلی سے، اس نے علی بن حرب سے، اس نے ابوالمنذر ہشام بن محمد سے اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ عمانی سے، اس نے مازن عضویہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سال کی بستی میں میں ایک بٹ کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ یہ بستی عمان میں تھی۔ ایک دن ہم نے اس کے لئے جانور ذبح کیا، اس کا چڑھاوا چڑھایا۔ اس کے بعد راوی نے اسی مفہوم میں حدیث کو ذکر کیا جیسے ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ ان الفاظ کے بعد کہ وَكُنْتُ أَمْرًا

فبَدَلْنِي بِالْخَمْرِ حَوْفًا وَخَشِيَّةً  
وَبِالْعَهْرِ احْصَانًا وَحَصْنًا لِي فَرَجِي

اس پیغمبر نے مجھے شراب کے بدلے میں خوف اور خشیت دی بد روایات اور بد کاری کے بدلے میں پاکدامنی دی اور میری شرم گاہ کی حفاظت سکھائی تحقیق اسی مفہوم میں جو ہم نے روایت کیا مازن کے بارے میں بہت سی اخبار ہیں۔ ان میں سے ایک عمرو بن جبلة والی حدیث ہے اس بدلے میں جو اس نے صنم سے سنی تھی۔

يَا عَصَامَ - يَا عَصَامَ - جَاءَ الْإِسْلَامَ - وَذَهَبَ الْإِسْلَامَ

ان روایات میں سے حدیث طارق بھی ہے بنو ہند بن حرام سے وہ یوں ہے : يَا طَارِقَ - يَا طَارِقَ  
حضور صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔

ان روایات میں سے ایک روایت حدیث ابن دقشہ ہے اس کے بارے میں جو اس کو اس کے ساتھ جن نے خبر دی تھی۔ اس نے ذباب بن حارث کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ذباب آپ سب سے زیادہ حیرانی کی بات سنیں۔ محمد ﷺ قرآن کے ساتھ مبعوث ہو گئے ہیں۔ وہ مکے والوں کو دعوت دے رہے ہیں مگر ان کی بات نہیں مانی جا رہی۔

ان میں سے ایک حدیث عمرو بن مرہ (مرہ غطفانی) ہے کہ اس نے اپنی نیند میں خواب دیکھا کہ کعبے سے ایک نور سا طبع کو دیکھا ہے اس کے بعد اس نے آواز سنی حق آ گیا ہے اور وہ بلند ہو گیا ہے اور حق نے باطل کوٹ دیا ہے اور اس کا قلع قمع ہو گیا ہے۔ اور ان میں سے ایک حدیث عباس بن مرداس میں سے ہے کہ اس نے بھی آواز سنی تھی اور ان ہی سے ایک حدیث ہے خالد بن سبط کی اس نے بتایا کہ جب اس کا تابع اس کے پاس آیا اور کہا کہ قائم ہونے والا حق آچکا ہے اور خبر دائمی وغیرہ جس کی لمبی تفصیل ہے۔

### خفاف بن نضله ثقفی کا اسلام

(۱) اُس میں جس کی ہمیں خبر دی ابو عثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبد ان نیشاپوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن مؤملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد سوار نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی احمد بن یعقوب انطاکی نے، عبد اللہ بن محمد بلوی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی براء بن سعید بن سماعہ بن محمد بن عبد اللہ بن براء بن مالک انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ قدامہ بن عقیل غطفانی نے اس کو خبر دی جمعہ سے یا کہا تھا جمیعہ بنت ذابل بن طفیل بن عمرو سے اس نے اپنے والد ذابل بن طفیل بن عمرو دوسی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے مقام اباطل سے واپسی پر چنانچہ ان کے پاس خفاف بن نضله بن عمرو بن بہدله ثقفی آئے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو شعر سنائے۔

خفاف بن نضله کے اشعار جو رسول ﷺ اللہ نے پسند فرمائے :

فی مهمة قفر من الفلوات  
نبت الاسنات والازمات

کم قد تحطمت القلوص بی الدجی  
فل لك من النوريس ليس بقاعة



انسی اتانی فی الانام مساعد  
 يد عو اليك ليالي ليالي  
 فر كبت ناحية اضرب بنيتها  
 حتى وردت الي المدينة جاهدا  
 من جن وجره كان لي ومواتي  
 ثم احزأل وقال لست باآتي  
 جمر تخب به على الاكمام  
 كيما اراك فتفرج الكربات

یہاں تک کہ میں انتہائی مشقت کرتے ہوئے مدینے آن پہنچتا کہ میں آپ کی زیارت کروں اور آپ مشکلات آسان کر دیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اچھا محسوس کیا اور فرمایا بے شک بعض بیان میں سحر و جادو کی طرح اثر ہوتا ہے اور بے شک شعروں میں حکمتوں اور دانائیوں کی کیفیت ہوتی ہے۔

نبی مبعوث نے ہمارے اوپر زنا کو حرام قرار دیا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور مادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک پہلی خمر جو مدینے میں آئی تھی کہ اہل یثرب کی ایک عورت تھی۔ وہ جن کے بچے کو پکارتی یا بلاتی تھی وہ اس کے تابع تھا۔ وہ ایک دن آیا تو اس عورت کی دیوار پر آ بیٹھا۔ عورت نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا کہ تم اندر داخل نہیں ہو رہے ہو؟ بے شک ایک نبی مبعوث ہو چکا ہے جس نے زنا کو حرام بتایا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے یہ بات اپنے چیلے کے حوالے سے بیان کی جو کہ جنوں میں سے تھا۔ بس یہ پہلی خبر تھی جو مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کی گئی تھی۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی ابو عبد اللہ احمد بن خالد بن یزید شعرانی نے اور محمد بن فضل بن جابر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یوسف زمی نے، ان کو عبید اللہ بن عمرو نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی خبر جو مدینے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے آئی تھی وہ یہ تھی کہ مدینے میں ایک عورت تھی اس کا ایک تابع تھا وہ پرندے کی صورت میں اس کے پاس آیا اور ان کے گھر کی دیوار پر آ بیٹھا۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ نیچے اتر آؤ، آپ ہمیں خبریں بتانا ہم آپ کو بتائیں گے۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے۔ اس نے ہم لوگوں سے قرار اور ٹھہرنے کو ممنوع کر دیا ہے اور اس نے ہمارے اوپر زنا کو حرام کر دیا ہے۔

یہ شعرانی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ اور ابن جابر کی روایت میں ہے کہ وہ ان کے گھر کی دیوار پر آن بیٹھا، عورت نے اس سے کہا تو نیچے اتر آ، ہم تجھے خبر دیں گے اور تو ہمیں خبر دینا۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے اس نے ہم سے قرار ممنوع کر دیا ہے اور اس نے ہمارے اوپر زنا حرام کر دیا ہے۔

## باب ۷۶

## مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی معجزہ دکھانے کی فرمائش کرنا

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھانا

ارشاد باری تعالیٰ :

اقتربت الساعة وانشق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر -

قیامت قریب آچکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے یہ لوگ اگر کوئی بھی نشانی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پرانا جادو ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبید اللہ بن یزید نے، ان کو یونس نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ ان کو کوئی نشانی دیکھائیں۔ آپ نے ان کو دو مرتبہ چاند کے پھٹنے کا معائنہ کروایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عبد اللہ بن محمد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے، ان دونوں نے یونس بن محمد سے۔

(بخاری - حدیث ۲۶۲۷ - مسلم - کتاب المناقب - حدیث ۴۳ - ۴۷ - ۴۸)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو ثقفی نے یعنی ابو العباس سراج نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی تو چاند مکے میں پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا دو مرتبہ۔ قرآن میں آیا ہے۔ وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر۔ کہتے ہیں کہ یعنی ذاہب۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔ (مسلم ۲۱۵۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن منہال نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو سعید بن ابو عمرو نے قتادہ سے، اس نے انس سے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی۔ حضور ﷺ نے آپ کو چاند کا پھٹنا دیکھا یا دو بار اور آپ سے انس اس بات کی تفسیر کرتے وقت اس حدیث کو ذکر کرتے تھے۔ اقتربت الساعة ..... الخ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے خلیفہ سے اس نے یزید بن زریع سے مگر اس نے اس میں ذکر نہیں کیا نہ ہی حدیث بیان کی۔ یونس بن محمد سے

انہوں نے شیبان سے مرتین کا لفظ دو بار کہا ہے۔ اور اس نے اس کو محفوظ کیا ہے قتادہ سے ان تینوں نے۔ (واللہ اعلم)

(۴) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن فورک نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے۔ ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں چاند پھٹ چکا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن ثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے، اس نے ابو داؤد طیالسی سے اور بخاری و مسلم نے اس کو یحییٰ بن قطان وغیرہ سے

انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی

ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان نے، ان کو سفیان نے ابن ابی شیبہ سے،

اس نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا دو جنہوں میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی وغیرہ سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۶۳، ۳۶۲۶، ۳۸۶۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور عمرو بن ناقد سے، ان سب نے سفیان سے۔ (مسلم ۲۱۵۸/۴)

اور بخاری نے کہا ہے کہ ابوالضحیٰ کی حدیث میں مسروق سے، اس نے عبداللہ سے یوں کہا ہے کہ چاند مکہ میں پھٹ گیا تھا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابوشیحہ سے اس کا متابع بیان کیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو زکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن عیینہ اور محمد بن مسلم نے، ان کو ابن ابوشیحہ نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاند کو مکہ میں دو مرتبہ دو حصوں میں پھٹا ہوا دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے۔ ایک حصہ جبل ابوقبیس کے اوپر (اس کی سیدھ پر) تھا اور دوسرا حصہ جبل سویدا پر (یعنی اس کی سیدھ پر تھا)۔ اہل مکہ نے کہا تھا کہ چاند پر جادو کر دیا گیا ہے جس پر آیت اتری تھی: اقتربت الساعة وانشق القمر، "قیامت قریب آچکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے"۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۲۱/۳)

(مطلب یہ ہے) فرماتے ہیں کہ جیسے تم نے چاند کو پھٹا ہوا خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے (اسی طرح) وہ بات جس کی میں نے تمہیں خبر دی ہے قیامت کے قریب ہونے کی وہ بھی اسی طرح حق ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے ابو معمر سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا حالانکہ ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عمر بن حفص سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ اور عباس بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو یحییٰ نے شعبہ سے اور سفیان سے اعمش نے، اس نے ابراہیم سے، اس نے ابو معمر سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا زمانہ رسول میں دو حصوں میں۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر کئی وجوہ سے شعبہ سے۔

(۹) ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، کہا عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ قریش نے کہا تھا یہ ابن ابوکبشہ کا جادو ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ انتظار کرو جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ واپس آ جائیں دیکھیں کہ وہ کیا خبر لاتے ہیں۔ بیشک محمد اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ سارے لوگوں کو جادو کر دے۔ کہتے ہیں کہ مسافر جب آئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۲۱/۳۔ دلائل النبوة لابن نعیم ص ۳۳۳)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہبل بن بکار نے، ان کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا مکہ میں تو قریش نے کہا یہ سحر ہے جو ابن ابی کبشہ نے تم لوگوں پر کر دیا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو سعید بن سلمان نے، ان کو بشیم نے، ان کو مغیرہ نے ابو الضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو ایہاں تک کہ دو حصوں میں ہو گیا تھا۔ کفار مکہ نے کہا یہ ایک سحر ہے جس کو تمہارے اوپر ابن ابی کبشہ سحر کرتا ہے۔ مسافروں کا انتظار کرو اگر انہوں نے بھی وہی کچھ دیکھا ہو جو کچھ تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ یہ سچا ہے۔ اور اگر انہوں نے دوسرے مقامات میں وہ منظر نہ دیکھا ہو جو تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ پھر وہ سحر ہے جس کے ساتھ اس نے تمہارے اوپر سحر کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسافروں سے پوچھا گیا اور وہ ہر طرف سے آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا تھا۔

بخاری نے اس کے ساتھ استشہاد کیا ہے یہ واقعہ مکے میں ہوا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو طاہر فقیہ نے اور ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو اسحاق بن بکر بن مضر نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن ربیعہ سے، اس نے عراق بن مالک سے، اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے کہا پیشک چاند پھٹ گیا تھا زمانہ رسول ﷺ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن صالح سے، اس نے بکر بن مضر سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن قریش سے، اس نے اسحاق بن بکر بن مضر سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن احمد نے، ان کو حبیب بن جریر نے شعبہ سے، اس نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبد اللہ بن عمر سے، ایک آیت کے بارے میں کہ اقتربت الساعة وانشق القمر۔ یہ واقعہ عہد رسول ﷺ میں ہوا تھا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے دیگر کئی طرق سے شعبہ سے۔ (مسلم ۴/۲۱۵۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد بن قاضی نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے حصین سے، اس نے جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں وانشق القمر، انہوں نے کہا چاند جب دو ٹکڑے ہوا تھا اس وقت ہم مکے میں تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو سعید احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے، ان کو بشیم نے ان کو حصین نے جبیر بن محمد بن حصین مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں اقتربت الساعة وانشق القمر۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند جب پھٹا تو ہم لوگ مکہ میں تھے عہد رسول ﷺ میں۔

اس کی سند کو قائم کیا ہے ابراہیم بن طہمان، بشیم، ابو کریب اور فضل بن یونس نے حصین سے۔

(۱۶) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقرئ نے اور ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یونس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے، ان کو محمد بن کثیر نے سلیمان بن کثیر سے، اس نے حصین سے، اس نے محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا عہد رسول ﷺ میں، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک اس پہاڑ پر دوسرا اس پہاڑ پر۔ لوگوں نے کہا کہ محمد نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے۔

ایک آدمی نے کہا اگر اس نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے تو سارے لوگوں پر تو اس نے جادو نہیں کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۱۹)

## مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں سوالات کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزاندہ نے داؤد بن ابو ہند سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے یہودیوں سے کہا تھا ہمیں آپ لوگ کوئی ایسی چیز بتادیں کہ ہم اس کے بارے میں اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ سے) سے پوچھیں۔ یہودیوں نے ان کو بتایا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو (کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟) لہذا اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا

اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیئے گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ قلیل علم عطا کئے گئے ہیں حالانکہ ہمیں توراہ دی گئی ہے اس میں اللہ کا حکم ہے۔ جس کو توراہ دی گئی اس کو خیر کثیر دے دی گئی۔ فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربي ولو جئنا بمثله مددا

فرمادیجئے اے پیغمبر اگر سارا سمندر سیاہی بن جائے میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے تو (لکھتے لکھتے) سمندر خشک ہو جائے گا مگر میرے رب کے کلمات تاہنوز ختم نہیں ہوں گے۔ اگرچہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کے لئے اور ہی کیوں نہ لے آئیں۔

اصحاب کہف کی حقیقت ..... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے اہل مکہ میں سے۔ اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکین قریش نے نضر بن حارث کو اور عقبہ بن ابو معیط کو مدینے کے یہودی علماء کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان سے محمد ﷺ کے بارے میں پوچھیں اور ان کے آگے اس کی صفت اور کیفیت بھی بیان کریں۔ اور ان کے آگے اس کے قول اور بات کو بیان کریں کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں۔ پہلی کتاب والے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر انبیاء کے بارے میں علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ دونوں شخص گئے، مدینے میں پہنچے۔ انہوں نے یہودی علماء سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا اور حضور ﷺ کے معاملے کی وضاحت کی ان کے سامنے اور حضور ﷺ کی بعض باتیں ان کو بتائیں۔ چنانچہ ان کو یہودی علماء نے سکھایا کہ وہ محمد ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں جو ہم تمہیں بتائیں گے۔ اگر وہ ان کے بارے میں جواب دے دے تو سمجھ لینا کہ وہ نبی مرسل ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ لہذا تم اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کر لینا۔

۱۔ اس سے پوچھو کہ پہلے زمانے میں وہ نوجوان جو اپنے گھروں سے چلے گئے تھے ان کا کیا معاملہ تھا۔ بے شک ان کی ایک عجیب داستان تھی وہ کیا تھی؟

۲۔ اس سے پوچھو اس کثرت کے ساتھ گھومنے والے شخص کے بارے میں جو دھرتی کی تمام مشرقوں اور تمام مغربوں میں گھوم گیا تھا اس کی کیا کہانی تھی؟

۳۔ اس سے روح کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا ہوتی ہے؟

لہذا نضر اور عقبہ یہودیوں سے پوچھ کر واپس مکہ میں آگئے اور کہنے لگے اے قریشیو! ہم تمہارے پاس اس امر کے بارے میں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک فیصلہ کن بات لے آئے ہیں ہمیں علماء یہود نے بتا دیا کہ اس نے چند امور کے بارے میں پوچھیں۔ انہوں نے ان امور کے بارے میں قریش کو بتا دیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے لہذا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

انشاء اللہ نہ کہنے کے نقصانات ..... اے محمد! ہمیں چند چیزوں کے بارے میں بتائیے۔ اور انہوں نے وہ باتیں حضور ﷺ سے دریافت کیں جن کی ان کو یہودیوں نے خبر دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا کہ میں کل صبح تمہیں ان چیزوں کے بارے میں بتا دوں گا جو تم نے مجھ سے پوچھی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے انشاء اللہ نہیں کہا۔ قریش حضور ﷺ کے پاس سے چلے گئے۔ حضور ﷺ پندرہ راتوں تک رُکے رہے مگر اس دوران اللہ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو کچھ بھی نہیں بتایا نہ ہی ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ بگڑے اور کہنے لگے کہ محمد نے ہم سے صبح بتانے کا وعدہ کیا تھا آج پندرہ دن ہو گئے ہیں کہ روزانہ ہم صبح کرتے ہیں مگر وہ ہمیں کسی بات کی خبر نہیں دیتے۔ اور ہم نے جو کچھ ان سے پوچھا ہے وہ بھی نہیں بتا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی مغموم ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ سے وحی رک جانے کی وجہ سے آپ کے اوپر انتہائی مشکل گزرنے لگے کہ وہ مکے والوں سے کیا بات کریں۔

اس کے بعد ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے سورۃ اصحاب کہف لے کر آئے۔ اس میں خصوصی طور پر آپ ﷺ کو شبیہ دی گئی تھی آپ کے حزن پر بھی (اور انشاء اللہ کہنے پر بھی)۔ اور وحی کے بارے میں اطلاع بھی تھی جو انہوں نے حضور ﷺ سے بات پوچھی تھی چند نوجوانوں کے بارے میں۔ اور دھرتی پر بہت زیادہ گھومنے والے بادشاہ کے بارے میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما أوتيتم من العلم الا قليلا

اے محمد ﷺ! یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیتے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیئے گئے ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ کہف کا آغاز کیا :

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب

اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔

(اس امر کو ثابت کرنے کے لئے جو انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا آپ کی نبوت کے بارے میں)

ولم يجعل له عوجاً قيماً

اور اللہ نے اس کتاب میں کوئی کجی نہیں رکھی، انتہائی سیدھی اور درست ہے۔ (یعنی اعتدال پر ہے اس میں کوئی اختلاف و فرق نہیں ہے)

لينذر بأساً شديداً من لدنه

تاکہ آپ انتہائی سخت عذاب سے ان کو ڈرائیں

(مراد ہے کہ دنیا میں جلدی گرفت سے اور آخرت کے عذاب سے یعنی تیرے اس رب کی طرف سے جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے)

میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سے روح کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔ (ابن ہشام ۳۲۱/۱) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما والی حدیث

اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہودیوں کا سوال روح سے متعلق ہے اس سوال میں آیت کا نزول دونوں مدینے میں نازل ہوئے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو محمد بن عبد السلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان

کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے

رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے واسطے کوہ صفا کو سونا بنا دیں۔ اور فلاں پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تاکہ وہاں زمین نکل آئے اور وہ اس جگہ کھیتی باڑی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لئے ایسا بھی کر دیں یعنی جو انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے وہ ہم پورا کر دیں۔ اس کے بعد وہ نہ مانے اور انہوں نے کفر کیا تو پھر وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے، جیسے ان سے پہلی قومیں ہلاک کر دی گئی تھیں اور اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں مہلت دے دیں جیسے کہ ہم ان سے درگزر کر رہے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون و اتینا ثمود الناقة مبصرة - (سورة اسراء)

ہمیں اس بات سے کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم رسول کے ساتھ نشانیاں بھی ساتھ دے کر بھیجیں مگر صرف اسی بات نے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کر دی تھی۔ دیکھئے ناہم نے قوم ثمود کو اونٹنی والی نشانی سامان بصیرت کے طور پر دی تھی مگر انہوں نے بجائے ماننے کے اس پر ظلم کیا تھا۔

(پھر ان پر بھی عذاب نہ آ گیا تھا، یہاں بھی وہی کچھ ہو سکتا ہے)

کوہ صفا کو سونا بنانے کا مطالبہ ..... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاہ کرنے، ان کو محمد بن سابق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اگر ہمارے واسطے کوہ صفا سونا بن جائے اور مروہ پہاڑ بھی تو ہم آپ کے اوپر ایمان کے آئیں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے۔ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپنا ذکر حضور پر وحی کے ذریعہ فرمایا اور پوچھا کہ اگر آپ چاہیں کہ ان کے لئے صفا مروہ کو سونا بن جائیں تو ہم ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ مگر اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا تو پھر اس کو ایسا عذاب دوں گا جو سارے جہانوں میں کسی کو بھی نہیں ملا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کو دروازہ کھلا رکھوں۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی کہ نہیں آپ صفا مروہ کو سونا بنا کر اتمام حجت نہ کریں کہ پھر ان پر عذاب آجائے بلکہ آپ ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیں۔

(۶) مصنف کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، اس روایت کے آخر میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شاہ کرنے، ان کو عباد بن موسیٰ ابو عقبہ نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عمران سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے، ان کو ابو فضل محمد بن احمد سلمی وزیر نے، ان کو علی بن احمد بن سلیمان مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سعید بن یثیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا ہم تمہارے ساتھ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے کوہ صفا کو سونا نہ بنا دیں۔ اگر آپ کوہ صفا کو سونے میں تبدیل کر دیں تو ہم آپ کے ساتھ ایمان ضرور لے آئیں گے۔ لہذا حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، اے محمد! تیرا رب تجھ پر سلام پڑھتا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے کوہ صفا کو سونا بنا دیا جائے گا پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو پھر ان پر عذاب آجائے گا۔ میں ان پر عذاب نازل کر دوں گا۔ اس لئے کہ نشانی اور معجزہ دکھانے کے بعد پھر مہلت کی گنجائش نہیں رہتی اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے لئے توبہ

کرنے اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں ان کے لئے ان کے واسطے۔ حضور ﷺ نے عرض کی، اے اللہ! آپ ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے عیسیٰ بن عبد اللہ تمیمی سے، اس نے ربیع بن انس بکری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اگر آپ ہمارے پاس اس طرح کی نشانیاں لے آئیں جیسے حضرت صالح اور دیگر انبیاء نشان لائے تھے (تو ہم ایمان لے آئیں گے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اوپر بھی نشانیاں اُتار دے گا۔ اگر تم نے پھر نافرمانی کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ فرما رہے تھے کہ پھر تمہارے اوپر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے کہا تھا نہیں ہم نشانیاں نہیں چاہتے۔

## باب ۷۸

رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے ہاتھوں ایذا پانا حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر ان میں سے سات افراد کے خلاف بددعا کرنے پر نشانیوں کا ظہور، اس کے بعد حضور ﷺ کا اپنی اُمت کو اسی دوران یہ وعدہ دینا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتوحات کرے گا اور اسی دین کے معاملے کو ان کے لئے مکمل کرے گا پھر ویسے ہی ہو کر رہا جیسے آپ نے فرمایا تھا اور وہ بات جو زنیہ کے بارے میں مروی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوی اور ابو بکر قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اوزاعی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوکثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ عقبہ آئے تھے انہوں نے آ کر حضور ﷺ کا گلا گھونٹ دیا تھا شدید طریقے سے، اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے عقبہ کے کندھوں سے پکڑا اس کو رسول اللہ ﷺ پر سے ہٹایا تھا،

اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم

ظالمو! کیا تم اس جو ان کو مار ڈالنا چاہتے ہو جس کا صرف یہی قصور ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس بات پر بھی تمہارے پاس اپنے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید وغیرہ سے، اس نے ولید بن مسلم سے، اس نے اوزاعی سے، پھر ابن اسحاق نے اس کی متابعت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عروہ نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ



مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ آپ نے ایسی کوئی بات قریش کی دیکھی جس میں انہوں نے رسول اللہؐ کو تکلیف دی ہو جیسے کہ وہ حضورؐ سے عداوت کا اظہار کرتے تھے؟

اس نے بتایا کہ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ اشراف قریش ایک دن حرم میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے جتنا اس آدمی کی طرف سے تکلیف گوارا کر رکھی ہے اتنی ہم نے کسی کی برداشت نہیں کی۔

(۱) اس نے ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف کہا۔ (۲) ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دیں۔

(۳) ہمارے دین میں عیب اور نقص نکالا۔ (۴) ہماری وحدت کو پارہ پارہ کیا۔

(۵) ہمارے اہلوں، معبودوں کو اس نے گالیاں دیں مگر ہم نے اس سب کچھ پر سبر کیا اتنی عظیم بات پر یا جیسے ہی کہا وہ لوگ اسی

حالت پر تھے ..... کہ

اچانک رسول اللہؐ نمودار ہوئے۔ آپ انتہائی وقار کے ساتھ چلتے چلتے حجر اسود پر آئے، اس کا استلام کیا، اس کے بعد طواف کرتے ہوئے مشرکین کی مجلس کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضورؐ کو طعن تشنیع کرنا شروع کیا۔ میں نے حضورؐ کے چہرے پر اس کا اثر نمایاں دیکھا مگر آپ برداشت کر گئے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ آگے بڑھ گئے۔ جب دوبارہ گزرے تو پھر انہوں نے پہلے کی طرح کیا۔ میں نے اس کا اثر بھی واضح طور پر آپ کے چہرے پر دیکھا آپ پھر گزر گئے۔ پھر تیسری بار جب گزرنے لگے تو انہوں نے پھر طعن دینا شروع کئے۔ آپ رُک گئے پھر آپ نے کہا کہ کیا تم لوگ مجھے سنا رہے ہو؟ اے جماعت قریش۔ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ تحقیق میں تمہاری ہلاکت لے کر آیا ہوں (یعنی نہ ماننے پر اللہ کی طرف سے ہلاکت آئے گی)۔

اہل مجلس نے حضورؐ کے ان الفاظ کو سنجیدگی سے لیا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ محفل میں ستانا چھا گیا ایسے جیسے کہ ہر ایک کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ جوان میں سے اس کے شدید ترین مخالفت کرنے اور مخالفت کرنے کی وصیت کرنے والے تھے، وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی سے بات کرنے لگے۔ اور کہنے لگے، اے ابوالقاسم آپ جائیں اطمینان کے ساتھ، آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔

رسول اللہؐ کو ایذا دینا ..... حضورؐ اس وقت تو چلے گئے جب اگلی صبح ہوئی تو پھر وہ مقام حجر پر جمع ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ معلوم ہے تمہیں کل جو کچھ ہوا تھا۔ لہذا آج جب وہ تمہارے سامنے آئے کسی ایسی بات کے ساتھ جو تم ناپسند کرو تو اس کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا۔ وہ لوگ یہی بات کر رہے تھے کہ پھر حضورؐ نمودار ہوئے۔ چنانچہ وہ ایک دم اُچھل کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے اور جا کر حضورؐ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم نے ہمارے بارے اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کی ہیں جو باتیں حضورؐ نے اہلوں کے اور ان کے دین کے بارے میں کہتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے یہ یہ باتیں کی ہیں (عبد اللہ بن عمرو بن العاص)۔

کہتے ہیں کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے حضورؐ کے اوپر والی چادر کے دونوں سروں کو جو پکڑ کر دبایا تو ابو بکر صدیق کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے ہلاک ہو جاؤ کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس کے بعد کافر کہنے لگے، اس کے بعد قریش آپ سے ہٹ گئے۔ یہ سب سے بڑی تکلیف تھی جو حضورؐ کو ان کی طرف سے دی گئی۔

اس حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ان کو ذبح کی دھمکی دی تھی اس سے مراد قتل ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے قول کو سچا کر دکھایا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور ان کے شر سے اللہ نے ان کی حفاظت فرمادی۔

بخاری نے کہا ہے کہ عبدہ نے کہا کہ روایت ہے ہشام بن مروہ سے اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص سے سنا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے کہا ہے اس کو سلیمان بن بلال نے ہشام سے۔

(۳) ہمیں خبر دی احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العاص مجرب بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو خالد بن مخلد قظوانی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، وہ اپنے والد سے، اس نے عمرو بن العاص سے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس دن شدید تکلیف پہنچائی گئی۔ چاشت کے وقت آپ بیت اللہ کا طواف کر کے جب فارغ ہوئے تو مشرکین نے آپ کی چادر کے دونوں سرے پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ہم لوگوں کو ان کی عبادت سے روکتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں میں روکتا ہوں۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے ان کو پیچھے سے پکڑ کر چھڑایا اور کہا:

اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یکم کاذبا فعلیہ کذبہ وان یکم

صادقا یصیبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یهدی من ہو مسرف کذاب۔

(ظالمو!) کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ شخص تمہارے پاس واقع دلائل لے کر آیا ہے۔ اگر وہ چھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے وہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا اس کو جو حد سے بڑھنے والا کذاب ہے۔

ابو بکر بلند آواز سے یہ پڑھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں تک ان لوگوں نے حضور ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اور کہا محمد بن فلح بن ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن عمرو سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنبری نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو وضاح بن یحییٰ نہشلسی کوفی نے، ان کو ابو بکر بن عیاش نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ مشرکین قریش حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب محمد ان کے پاس سے گزرے تو ہم میں سے ہر شخص اس کو ایک چوٹ مارے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو اس نے جا کر اپنے والد حضور کو بتایا۔ حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی بیٹا تم چپ رہو۔

اس کے بعد حضور نکلے اور ان کے پاس سے مسجد میں داخل ہوئے ان لوگوں نے جو نہی سر اٹھا کر حضور کو دیکھا تو سر جھکائے۔ حضور ﷺ نے مٹی کی مٹھی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ رسوا ہو جائیں یہ چہرے ان میں سے جس جس شخص کو وہ مٹی پہنچی وہ بدر والے دن کافر مر گیا۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۲۸)

آپ علیہ السلام پر گندگی ڈالی گئی ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عمرو بن میمون سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سجدہ کر رہے تھے، آپ کے قریب قریش کے لوگ بیٹھے تھے اور وہاں اونٹ کی اوڑھی اور فضلہ پڑا ہوا تھا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کون اس کو اٹھا کر محمد ﷺ کی پیٹھ پر ڈالے گا۔ چنانچہ (ایک بد بخت) عقبہ بن ابو معیط آیا اس نے وہ گندگی اٹھا کر آپ کے اوپر ڈال دی۔ حضور ﷺ نے سر نہیں اٹھایا وہ بدستور سجدے میں رہے۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ آئی اس نے اپنے والد کی پیٹھ سے وہ گندگی ہٹائی اور ان کو بد عادی جس نے یہ حرکت کی تھی۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بد عادی سے نہیں دیکھا تھا، اس دن دیکھا کہ حضور ﷺ نے نام لے کر بد عادی۔ اے اللہ! قریش کے اس پورے گروہ کو اپنی پکڑ میں لے لے، اے اللہ! ابو جہل بن ہشام کو اپنی پکڑ میں لے اور عقبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابو معیط کو اور امیہ بن خلف کو (یا ابی بن خلف کو) شعبہ کے لئے شک ہے۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر والے دن مارے گئے تھے۔ اور بدر کی کھائی میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ بدر کے کنوئیں میں۔ سوائے ابی بن خلف کے یا امیہ بن خلف کے یہ جسم آدمی تھا یہ کنوئیں تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری ص ۳۱۸۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے غرزہ نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو سفیان بن سعید ثوری نے، ان کو ابواسحاق نے عمرو سے، اس نے عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کعبے کے سائے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابو جہل نے کہا اور قریش کے کچھ لوگوں نے کہ مکہ کے ایک کونے میں اونٹ ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ انہوں نے کچھ لوگ بھیجے وہ ان کے اوجھ وغیرہ اٹھا کر لے آئے اور لا کر حضور ﷺ کے کندھوں کے مابین ڈال دیئے بحالت سجدہ۔ سیدہ فاطمہ آئیں اس نے اس غلاظت کو ان کے اوپر سے ہٹایا۔ جب حضور ﷺ وہاں سے آئے تو تین شخصوں کے خلاف عاجزی سے دعا کی، اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، تین بار کہا۔ ابو جہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عقبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابو معیط کو۔ عبد اللہ نے کہا ایک عرصہ بعد میں نے ان کو دیکھا کہ بدر کی کھائی میں پڑے تھے۔ ابواسحاق نے کہا میں ساتویں کا نام بھول گیا ہوں۔

بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے اس نے جعفر بن عون سے۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید حسان بن محمد بن احمد فقیہ نے، ان کو ابو احمد اسماعیل بن موسیٰ ابن ابراہیم حاسب نے، ان کو عبد اللہ بن ابان نے، ان کو عبد الرحیم بن سلیمان نے زکریا سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے عمرو بن میمون اودی سے، اس نے عبد اللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور گذشتہ کل اونٹ ذبح ہوئے تھے۔ ابو جہل نے کہا تم سے کون ان اونٹوں کی گندگی لا کر محمد کے کندھوں کے بیچ میں رکھ دے گا؟ جب وہ سجدہ کرے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو ہنسایا۔ لہذا ہنتے ہنتے لوٹ پوٹ ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ اور میں کھڑا ہوا تھا۔ اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا کر پھینک دیتا مگر حضور ﷺ سجدے میں تھے آپ اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھا رہے تھے یہاں تک کہ کسی انسان نے جا کر آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جا کر بتایا وہ آئیں حالانکہ وہ لڑکی تھی، اس نے آ کر اس گندگی کو ہٹایا۔ اس کے بعد ہٹ کر وہ ان لوگوں کو گالیاں دینے لگی۔

آپ علیہ السلام نے ایذا پہنچانے والوں کو بددعا دی ..... جب حضور ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی آپ نے بلند آواز کے ساتھ ان کے خلاف بددعا دی، تین بار آپ کی عادت ہی تھی کہ جب دعا کرتے تھے تو تین بار کہتے تھے اور جب اللہ سے مانگتے تو تین بار مانگتے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! قریش کو پکڑ لے، تین بار کہا جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آواز سنی ان کی ہنسی جاتی رہی۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ! ابو جہل بن ہشام کو ہلاک کر عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عقبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابو معیط کو۔ ساتویں کو بھی ذکر کیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو بھیجا حق کے ساتھ۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا جن جن کا آپ نے نام لیا تھا بددعا میں کہ وہ بدر کی میدان میں مردار ہوئے پڑے تھے۔ اس کے بعد اس بدر کی کھائی میں ان کو گھسیٹ کر پھینک دیا گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر بن ابان سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ نصری نے، ان کو ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو خبر دی یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے خباب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں لوہار آدمی تھا اور میرا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا۔ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہے میں تیری ادائیگی نہیں کروں گا پہلے تم محمد کے ساتھ کفر کرو۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تو دوبارہ زندہ ہو جائے پھر بھی کفر نہیں کروں گا۔ اس نے کہا جب میں مر کر دوبارہ اٹھ جاؤں گا تو وہاں مال بھی ہوگا اولاد بھی ہوگی پھر میں پیچھے ادائیگی کروں گا (اس نے یہ بات ازراہ تمسخر کہی کیونکہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے ہی سے منکر تھا) مگر اللہ نے اس حالت پر یہ آیت نازل فرمائی :

افرایت الذی کفر با یاتنا وقال لاوتین مالا وولدا  
کیا آپ نے دیکھا ہے اس شخص کو جس نے ہماری آیات کو کفر کیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ضرور ملے گی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے اعمش سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو البختری نے عبد اللہ بن محمد بن شاکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن علی جعفی نے ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبد اللہ سے، بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا تھا وہ سات افراد تھے۔ (۱) رسول اللہ ﷺ۔ (۲) ابو بکر ﷺ۔ (۳) عمار ﷺ۔ (۴) عمار کی ماں سمیہ۔ (۵) صہیب۔ (۶) بلال۔ (۷) مقداد بن اسود۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کا تو اللہ نے دفاع کر دیا تھا ان کے چچا ابوطالب کے ذریعے۔ رہے ابو بکر ﷺ، اللہ نے ان کا دفاع ان کی قوم کے ذریعے کیا۔ باقی لوگ جو تھے ان کو مشرکین نے پکڑ لیا تھا انہیں انہوں نے لوہے کی زرہیں پہنا دی تھیں اور انہیں دھوپ میں ڈال دیا تھا، ہر ایک کے پاس کوئی نہ کوئی آیا، ان کو چھڑا لے گیا مگر بلال رہ گئے تھے اللہ کی راہ میں۔ ان کو اذیت دی گئی اور اس کی قوم کی بھی توہین کی گئی، اسے پکڑ کر مکے میں اوباشوں کو دے دیا گیا وہ اسے مارتے اور گلیوں میں پھراتے اور وہ اَحَد اَحَد کہتے جاتے تھے۔

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عاصم عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سری بن خزیمہ نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو ہشام بن ابو عبد اللہ نے ابو الزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے عمار کے پاس سے اور اس کے گھر والوں کے پاس سے اس وقت ان کو عذاب دیا جا رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے آل عمار اور اے یاسر بے شک تمہارا وعدہ جنت ہے۔

اسلام میں سب سے پہلا شہید ..... (۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ یزید بن احمد بن حنبل نے، ان کو وکیع نے سفیان سے، اس نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، انہوں نے کہا کہ پہلا شہید جو اسلام میں شہید کیا گیا وہ ام عمار سمیہ تھی۔ ابو جہل نے اس کو نیزے کا نشانہ بنایا تھا بھالے کے ساتھ ان کی شرمگاہ پر جس سے وہ شہید ہو گئی تھی صلوات اللہ علیہا۔ (استیعاب ۳۳۰/۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ ابو بکر صدیق ﷺ نے سات لوگوں کو آزاد کرایا تھا جو اللہ کے دین کے لئے عذاب دیئے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نام زنیہ کا ذکر ہوا ہے۔

کہتے ہیں ان کی نظر چلی گئی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جس کو اللہ کی راہ میں عذاب دیئے گئے مگر اسلام چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ مشرکین نے کہا کہ لات و عزی نے اس کی نظر چھین لی ہے اور اسے اندھا کر دیا ہے۔ زنیہ نے کہا تھا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر واپس کر دی تھی۔ (الاصابہ ۳۱۱/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو بیان بن بشر اور اسماعیل ابن ابو خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قیس سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے خواب سے سنا کہتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے کعبے کے سائے میں، حالانکہ ہم لوگ مشرکین کی طرف سے شدید سختی پا چکے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں فرماتے، آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، اس وقت آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو رہا تھا۔

آپ نے فرمایا بے شک جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان میں سے ایک لوہے کی کنگھی سے اس کا گوشت چھیل لیا جاتا تھا یا ٹھٹھے سے کہا تھا مگر یہ ظلم بھی وہ سہہ لیتے تھے یہ ان کو ان کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ کسی کے سر کے اوپر آراہ رکھ کر اس کو درخت کر دیا جاتا تھا مگر یہ ظلم بھی اس کو اس کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس دین کے معاملے کو پورا کرے گا اس قدر کہ ایک سوار مقام صفاء سے حضر موت کے مقام تک سفر کرے گا مگر اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ اضافہ کیا ہے اس بات کے بیان کو کہ حالانکہ اس شخص کی بکریوں میں بھیڑ یا موجود ہوگا (یعنی نہ وہ نقصان پہنچائے گا نہ ہی اس شخص کو اس کا خوف ہوگا یعنی مثالی امن قائم ہو جائے گا۔

بخاری و مسلم نے نقل کیا اسماعیل سے کئی طرق سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۵۲۔ فتح الباری ۷/۱۶۴-۱۶۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد نے، ان کو احمد بن خالد نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابو جہل کے پاس سے گزرے اور ابوسفیان کے پاس سے، وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے ازراہ طنز کہا یہ تمہارا نبی ہے اے بنو عبد شمس۔ ابوسفیان نے کہا کہ کیا تجھے تعجب ہے اور حیرانی ہے کہ ہم میں سے کوئی نبی ہو؟ اور نبی ہوگا انہیں میں سے جو ہم میں سے قلیل ہوں اور کمزور ہوں۔ ابو جہل نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ شیوخ اور ان بڑوں کے ہوتے ہوئے جو ان لڑکا نبی بن جائے؟

رسول اللہ ﷺ یہ باتیں سن رہے تھے۔ آپ ان دونوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے ابوسفیان آپ نہ تو اللہ کے لئے ناراض ہوئے نہ ہی اللہ کے رسول کی عزت کے لئے بلکہ صرف اور صرف آپ نے خاندانی حمیت وغیرت دیکھائی ہے باقی رہے آپ اے ابو الجحلم (ابو جہل) اللہ کی قسم تم بہت قلیل ہو، تمہیں کم ہنسنا نصیب ہوگا اور تم بہت روگے۔ ابو جہل نے کہا، اے بھتیجے! تم نے اپنی نبوت کی طرف سے مجھے بہت بُری دھمکی دی ہے۔

باب ۷۹

## پہلی ہجرت، ملک حبشہ کی طرف تھی اور اس کے بعد دوسری ہجرت ہوئی

اور اس میں جو آیات ظہور پذیر ہوئیں (یعنی نبوت کی نشانیاں)

اور نجاشی کا تصدیق کرنا اور ان لوگوں کا جو اس کے اتباع تھے

(علماء میں سے اور راہبوں میں سے)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد قریش کے منہ لٹک گئے اور ان کا مکر شدید ہو گیا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا یا ان کو مکے سے نکال دیا جائے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے اصحاب بڑھتے جا رہے ہیں اور کثرت ہو رہی ہے، چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے قوم کے ورثا سے پیش کش کی کہ ان کو حضور کے قتل کی دیت دے دی جائے گی اور ان کو قتل کر دیا جائے گا، مگر حضور کی قوم کے لوگوں نے یہ بات نہ مانی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا دفاع کروایا آپ کے گروہ کی نہیت و نہرت کے ذریعے۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی اتباع کرنے والوں سے سختی شروع کر دی جو اللہ کے

دین میں ان کی اتباع کر رہے تھے یہ سختی ان لوگوں نے اپنے بیٹوں بھائیوں سے کروائی اور اپنے قبیلوں سے کروائی۔ لہذا شدید فتنہ برپا ہوا اور شدید جھنجھوڑے گئے۔ ان اتباع میں سے کچھ لوگ ایسے تھے اللہ نے جن کی حفاظت فرمائی، کچھ ایسے تھے جو فتنے میں واقع کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ زیادتیاں کی گئیں تو رسول اللہ ﷺ جب شعب ابوطالب میں بنو عبدالمطلب کے ساتھ داخل ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو حبشہ کی سرزمین کی طرف نکل جانے کا حکم دیا اور حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ تھا اسے نجاشی کہا جاتا تھا (نام اس کا اصمہ ہے ملک الحبشہ تھا)۔ نجاشی کو صحابہ میں شمار کیا گیا رضی اللہ عنہم۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کو خوبصورت بنایا، ہاں اسلام کے بعد نہ اس نے ہجرت کی نہ ہی حضور کو دیکھا۔ لہذا وہ من وجہ تابعی ہے اور من وجہ صحابی ہے۔ حضور ﷺ کی حیات میں وفات پا گیا تھا۔ لہذا حضور ﷺ نے اس پر لوگوں کو غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اصمہ کا عربی میں مطلب عطیہ ہوتا ہے (منقول از ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی کتاب ہذا۔ مترجم)

اس کی سرزمین پر کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا ..... اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں اس کی اچھی تعریف کی جاتی تھی۔ حضور کے حکم دینے کے بعد عام لوگ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جب ان پر ظلم ہوئے اور مزید فتنے کا خطرہ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے وہاں سے نہ ہٹے یہ بات جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کے ارض حبشہ کی طرف خروج سے قبل کی ہے۔ یہ لوگ دو مرتبہ نکلے (یعنی دو مرتبہ ہجرت کی)۔ پھر وہ لوگ جو پہلی مرتبہ نکلے تھے واپس لوٹ آئے۔ جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی ہجرت سے پہلے۔

(کیفیت کچھ یوں ہوگی) جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم نازل فرمائی تو اس سے قبل مشرکین کہتے تھے کہ اگر یہ شخص (محمد) ہمارے الہوں کا ذکر خیر کے ساتھ کرتا تو ہم لوگ اس کو اور اس کے اصحاب کو ٹھہرا رہے دیتے، لیکن وہ نہیں ذکر کرتا ان کا جو اس کے دین کے مخالف ہیں۔ یہودی ہوئے، عیسائی ہوئے اس کی مثل جیسے وہ ہمارے الہوں کا ذکر کرتا ہے گالیوں سے اور بُرائی سے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو جو تکلیف، اور اذیت ان لوگوں کی طرف سے ہو رہی تھی اس میں شدت آگئی اور ادھر ان کی ضلالت اور گمراہی بھی آپ کو حزن و غم میں مبتلا کر رہی تھی۔ حضور ﷺ ان کی ہدایت کی تمنا کر رہے تھے۔ اللہ نے جب سورۃ نجم نازل فرمائی تو حضور نے اس کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت کی تلاوت کی .....  
 افرايتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى - (سورۃ نجم: آیت ۱۹-۲۰)  
 کیا تم نے لات (بت) کو دیکھا ہے اور عزی (بت) کو ایک اور تیسرے منات (بت) کو۔

اس کی تلاوت کے وقت شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے، جب اللہ نے آخری بت منات کا ذکر کیا۔ وہ الفاظ یہ تھے:

وانهن الغرائيق العلى وان شفاعتهن لهى التى ترتجى -

جس کا مطلب کچھ یوں تھا کہ یہ بت یہ مورتیاں برتر ہیں ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ شیطانی جڑ تھی اور شیطانی فتنہ تھا۔ چنانچہ یہ دونوں کلمات مکے میں ہر مشرک کے دل میں واقع ہو گئے اور ان کی زبانوں سے یہی الفاظ نکلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب زبانوں پر عام ہو گئے اور انہوں نے یہ شیطانی پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنے سابقہ آبائی دین کی طرف رجوع کر لیا ہے اور اپنی قوم کے دین کی طرف۔

مسلمان اور مشرکین سب نے سجدہ کیا ..... آپ جب تلاوت فرما رہے تھے اور سورۃ کے اختتام کو پہنچے تو آخر میں سجدہ تلاوت ہے، حضور ﷺ نے سجدہ کر لیا اور حاضرین میں سے بھی ہر ایک نے سجدہ کر لیا مسلم نے بھی اور مشرک نے بھی سوائے ولید بن مغیرہ کے، وہ بڑا بوڑھا آدمی تھا، اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کر لیا۔ چنانچہ دونوں فریقوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ یہ کیسے اجتماعی سجدہ ہو گیا سب لوگ مسلم و مشرک کیسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدے میں اکٹھے ہو گئے۔ مسلمانوں کو حیرانی ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے ساتھ کیسے سجدہ کر لیا باوجود عدم ایمان کے اور عدم یقین کے (خاص بات یہ ہوئی تھی کہ) مسلمانوں نے وہ الفاظ سنے ہی نہیں تھے جو شیطان نے مشرکین کی زبان پر ڈال دیئے تھے۔

بہر حال مشرکین کے دل نبی کریم ﷺ کی طرف سے مطمئن تھے اس بات کے لئے جو نبی کریم کی متمنی (ان لوگوں کے دلوں) ڈالی گئی ہے اور شیطان نے ان مشرکین کو یہ بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو سجدے میں پڑھا ہے (اس سے ان کے دلوں میں اپنے بتوں کی اور عظمت قائم ہوگئی)۔ لہذا انہوں نے اپنے اہوں معبودوں کی تعظیم میں سجدہ کر لیا۔ یعنی مسلمانوں نے سجدے کی آیت کی وجہ سے رب کو سجدہ کیا اور مشرکین نے شیطانی مکر و دھوکے میں آکر اپنے معبودوں کو سجدہ کیا۔

اس کے بعد یہ کلمے لوگوں میں پھیل گئے اور شیطان نے اس کو خوب ظاہر اور عام کیا، یہاں تک کہ یہ الفاظ ارض حبشہ میں بھی پہنچ گئے۔ مسلمانوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما اور اس کے اصحاب تک یہ الفاظ پہنچے اور انہیں یہ اطلاع پہنچی ہے کہ اہل مکہ سارے مسلمان ہو گئے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی ہے اور ان کو ولید بن مغیرہ کے مٹی پر سجدہ کرنے کی اپنی ہتھیلیوں پر خبر پہنچی۔ اور ان کو یہ بات بیان کی گئی کہ مسلمان مکے میں احسن واقع ہو گئے ہیں۔ لہذا تم لوگ جلدی واپس آ جاؤ۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ و کلمات کو مناد یا جو شیطان نے ڈالے تھے۔ اور اپنی آیات کو محکم کر دیا تھا اور ان کو باطل کی ملاوٹ سے محفوظ کر دیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذالقى الشیطان فی امنیته ، فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ، ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم ، لیجعل ما یلقى الشیطان فتنة للذین فی قلوبہم مرض والقاسیة قلوبہم وان الظالمین لفی شقاق بعید۔ (سورۃ حج : آیت ۵۲-۵۳)

ہم نے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہیں شیطان جب چاہتا نبی کی نیت اور خواہش کے بارے میں القاء کر دیتا اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اور اس کا اظہار بھی کر دیتا (جیسے مذکورہ واقعے میں شیطان نے کیا)۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کی طرف سے القاء کی ہوئی بات کو مناد یا اور اپنی کتاب کو محکم کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ حکم و حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی طرف سے ڈالے ہوئے اور القاء کئے ہوئے الفاظ کو فتنہ بنا دے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں کفر و شرک کی مرض ہے اور وہ بائیں وجہ فساد قلبی کا شکار ہیں۔ بے شک ظالم دور دراز کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔

(نتیجہ یہ ہوا) جب اللہ نے اپنا فیصلہ واضح کر دیا اور حضور ﷺ کو شیطان کے پنجے سے بری اور پاک بتا دیا تو مشرکین اپنی ضلالت اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی عداوت کی طرف پلٹ گئے اور مسلمانوں کے خلاف اور سخت ہو گئے۔

### حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی اور ولید بن مغیرہ کی پناہ سے انکار

کہتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے اصحاب ان لوگوں میں سے تھے جو واپس لوٹ آئے تھے۔ ابھی مکے میں داخل نہیں ہو سکے تھے کہ ان کو یہ خبر مل گئی کہ مشرکین مسلمانوں پر سختی کر رہے ہیں ہاں مگر کسی کی پناہ کے ساتھ۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ نے از خود بغیر کہے عثمان بن مظعون کو پناہ دیدی مگر عثمان نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان کس قدر آزمائش اور اذیت میں ہیں، ان میں سے کسی کو آگ میں ڈالا گیا ہے کسی پر چابک برسائے گئے اور ادھر عثمان کو عاقبت اور پناہ حاصل ہے، اس کو ایسی کوئی تکلیف نہ پہنچی مسلمان جس سے دوچار ہیں۔ لہذا عثمان بن مظعون نے ایسی عاقبت پر مصیبت کو ترجیح دی۔ اور کہنے لگے کی جو لوگ اللہ کی عہد اور اس کی پناہ میں اور اس کے رسول کی پناہ میں ہو جس عہد اور پناہ کو اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے یعنی اہل اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ لوگ تو مصیبت میں مبتلا ہیں (یعنی مسلمان) اور وہ خائف ہیں۔ اور شیطان کے عہد میں ہوا اور جو اولیاء شیطان لوگ ہوں ان کے عہد اور ذمہ میں ہو وہ عاقبت میں ہو گئے۔

انہوں نے ولید بن مغیرہ سے بات کی اور کہا، اے چچا آپ نے مجھے پناہ دی ہے اور میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے خاندان کے سامنے لے چلیں اور ان کے سامنے آپ مجھ سے اظہار برأت اور اظہار التعلقی کر دیں۔ لہذا ولید نے کہا، اے بھتیجے شاید تیری قوم کا

کوئی آدمی تجھے تکلیف پہنچائے یا تجھے گالی دے۔ اگر آپ میرے عہد اور ذمہ میں ہوں گے تو تیرا ان سے دفاع کروں گا۔ عثمان بن مظعون نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم کوئی مجھ پر اعتراض نہیں کرے گا، نہ ہی مجھ کو ایذا پہنچائے گا۔

ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار ..... جب عثمان نے ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ وہ اس کی پناہ اور ذمہ سے اظہار برأت کر دے تو پھر وہ عثمان کو مسجد میں لے گیا اور قریش اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ولید کہنے لگا نہ کہ یہ شخص مجھ پر غالب آ گیا ہے اور اس نے مجھے اس بات پر اُکسایا ہے کہ اس کو پناہ دینے سے دست بردار ہو جاؤں اور اس سے لا تعلق ہونے کا اعلان کر دوں۔ لہذا میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس سے بری ہوں اور لا تعلق ہوں۔ مگر یہ کہ اس میں اس کی مرضی ہوگی، یہ چاہے گا تو۔

اس اعلان کے بعد عثمان نے کہا کہ یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ میں اللہ کی قسم ان کو اس بات پر کہ مجھے پناہ دیں میں مجبور نہیں کروں گا، یہ مجھ سے بری اور لا تعلق ہیں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ہم لوگ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھے وہاں پر لبید شاعر ان کو شعر سنارہے تھے۔ لبید نے ایک شعر کہا :۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

خبردار اللہ کے سوا جو کچھ سے ہو باطل ہے ۔

عثمان نے کہا، لبید آپ نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد لبید نے اپنا شعر مکمل کیا اور دوسرا مصرعہ کہا :

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَّا مَحَالَةَ زَائِلٌ

لا محالہ تمام نعمتیں ختم ہو جانے والی ہیں۔

عثمان نے کہا کہ آپ نے جھوٹ کہا ہے۔ چنانچہ محفل میں سنا نا چھا گیا۔ لوگ خاموش ہو گئے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ عثمان کا مطلب کیا ہے اس کلمے سے۔ لہذا انہوں نے شاعر سے مکرر پڑھنے کو کہا۔ لبید نے اپنا شعر دہرایا تو عثمان نے پہلے کی طرح ایک جملے پر سچا کہا اور دوسرے پر جھوٹا کہا، جب اس نے کہا مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ تو عثمان نے اس کو سچا کہا اور جب اس نے وَكُلُّ نَعِيمٍ لَّا مَحَالَةَ زَائِلٌ کہا تو عثمان نے اس کو جھوٹا کہا۔ اس لئے کہ جنت کی نعمتیں کا زوال نہ ہوں گی۔

چنانچہ اتنے میں قریش میں سے ایک آدمی نیچے اُترا، اس نے عثمان بن مظعون کی آنکھ پر گس کر تھپڑ مار دیا جس سے آنکھ نیلی ہو گئی۔ لہذا ولید بن مغیرہ اور اس کے اصحاب نے کہا، عثمان تم اچھے خاصے ایک ذمہ دار مضبوط عہد و پناہ میں تھے، خواہ مخواہ اس میں سے آپ نکل گئے۔ حالانکہ آپ اس وقت اس سے مستثنیٰ تھے جو کچھ ہوا ہے۔ عثمان نے کہا کہ بلکہ مجھے اس چیز کی ضرورت تھی جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے اور میری دوسری آنکھ جس پر تھپڑ نہیں پڑا اس کو بھی اسی تھپڑ کی ضرورت ہے جو اس جیسی پہلی آنکھ کے ساتھ ہو رہے۔ اور میرے لئے اس شخص کی سیرت میں جو میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے تم لوگوں سے بہترین نمونہ ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا، عثمان اگر چاہو میں تجھے دوسری بار پناہ دے سکتا ہوں۔ عثمان بن مظعون نے کہا مجھے آپ کی پناہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (ابن ہشام ۱/۳۹۱-۳۹۲)

## حضرت جعفر بن ابوطالب کے واقعہ کی تفصیل مشرکین کا حبشہ میں

### ہجرت کرنے والوں کے خلاف تعاقب کرنا

حضرت جعفر بن ابوطالبؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان مذکورہ حالات کے وقت اپنے دین کو بچانے کے لئے ہجرت کر گئے تھے ارض حبشہ کی طرف۔ ادھر قریش نے عمرو بن العاص کو اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ اور انہیں کہا کہ جلدی جلدی جائیں، انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور نجاشی کے پاس انہوں نے ہدیہ بھیجا، ایک عمدہ گھوڑا اور شمشین جوڑا، اور حبشہ کی وزیروں کے لئے بھی قریش نے حصے بھیجے۔ جب یہ



لوگ نجاشی کے پاس پہنچے اور ہدایا پیش کئے تو اس نے وہ قبول کر لئے اور اس نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ عمرو نے اس سے کہا، آپ کی سرزمین پر کچھ ہمارے بے قوف لوگ آگئے ہیں۔ نہ تو وہ تمہارے دین پر ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے دین پر ہیں۔ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ حبشہ کے گورنروں نے نجاشی سے کہا، صحیح ہے آپ وہ لوگ ان کے حوالے کر دیجئے۔ نجاشی نے کہا، نہیں اللہ کی قسم ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ بلکہ ان کے ساتھ بات کروں گا اور یہ سمجھوں گا کہ وہ کس دین پر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ وہ اس شخص کے اصحاب ہیں جو ہمارے اندر پیدا ہو گیا ہے۔ ہم آپ کو ان کی حماقت کے بارے میں اور ان کی طرف سے حق کے خلاف کرنے کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے اور آپ کے آگے سجدہ بھی نہیں کریں گے جب آپ کے پاس آئیں گے جیسے لوگ کرتے ہیں جو آپ کی حکومت میں آتے ہیں۔

### نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب و دیگر مسلمانوں کی طلبی

چنانچہ نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کو اور اس کے اصحاب کو بلایا اور نجاشی نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ حضرت جعفر نے آ کر نجاشی کو سجدہ نہیں کیا۔ نہ ہی اس کے گورنروں کو کیا بلکہ اس کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا۔ اس پر عمرو نے اور عمارہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ لوگ ایسے ایسے ہیں؟ نجاشی نے کہا کہ تم لوگ، اے گروہ بتاؤ گے؟ کہ تم لوگوں نے مجھے اس طرح سلام کیوں نہ کیا جیسے یہ کرتے ہیں جو تمہاری قوم میں سے میرے پاس آئے ہیں اور تمہارے شہروں سے آئے ہیں اور جیسے دیگر لوگ بھی کرتے ہیں؟ اور مجھے یہ بھی بتائیے کہ تم عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ کیا تم عیسائی ہو؟ وہ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم یہودی ہو؟ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اپنی قوم کے دین پر ہو؟ بولے نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر تمہارا دین کیا ہے۔

### نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب کا وضاحتی بیان جس نے اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی احسن طریقہ سے نمائندگی کی

پھر تمہارا دین کیا ہے؟ بولے ہمارا دین اسلام ہے۔ نجاشی نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا، ہم لوگ اللہ کی عبادت باس طور پر کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا اکیلا حق دار ہے، اس کا اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔ لہذا ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تمہارے پاس یہ دین تو حیدی کون لے کر آیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس اس دین کو لے کر ہمارے ہی لوگوں میں سے ایک شخص آیا ہے۔ ہم جس کی ذات کو، چہرے کو پہچانتے ہیں، اس کے نسب کو پہچانتے ہیں۔ اس کو اللہ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ جیسے ہم سے پہلے لوگوں کے پاس رسول بھیجے جاتے تھے۔ اس نے ہمیں نیکی کرنے، سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس نے ہمیں بتوں کی عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کریں، ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ہم نے اس کو سچا مانا ہے اور ہم نے اللہ کے کلام کو سمجھا ہے اور ہم نے جان لیا ہے کہ جو کچھ وہ لے کر آیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

جب ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے ہماری قوم نے ہم سے دشمنی رکھ لی ہے۔ اور نبی صادق کی بھی دشمنی ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے اس کی تکذیب کی ہے۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اور ہمیں دوبارہ بتوں کو پوجا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لہذا اپنی قوم سے اپنا دین بچا کر اور اپنے خون بچا کر تیرے پاس بھاگ کر آگئے ہیں۔ اگر وہ لوگ ہمیں رہنے دیتے تو ہم ضرور وہاں رہ جاتے۔ نجاشی پر جعفر بن ابوطالب کی بات کا گہرا اثر ہوا اور اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ بس نجاشی نے کہا اللہ کی قسم کہ یہ امر اسی مسیح اور اسی مصدر سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا امر نکلا تھا۔

## جعفر ابن ابوطالب کی مزید وضاحت

انہوں نے کہا رہی آپ کو سجدہ کرنے یا نہ کرنے کی بات تو ہمارے رسول نے یہ خبر دی ہے کہ اہل جنت کا تحفہ اور اسلام، السلام علیکم ہے۔ سو ہم نے آپ کو بھی وہی سلام کیا ہے جس کے ساتھ ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

اب رہا سوال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا تو وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ اور وہ رُوح ہیں اللہ کی طرف سے اور وہ اس کنواری ماں کے بیٹے ہیں جو گناہوں سے پاک تھی۔

یہ وضاحت سننے کے بعد نجاشی زمین کی طرف جھکا اور زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا اللہ کی قسم ابن مریم کی قدر منزلت اس مذکورہ بیان میں اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھی۔

## نجاشی کو سرداروں اور گورنروں کا جواب

جبشہ کے سردار اور گورنروں نے کہا اللہ کی قسم اگر اہل حبشہ آپ کی یہ باتیں سن لیں تو وہ آپ کو ضرور معزول کر دیں گے۔ نجاشی نے جواب دیا اللہ کی قسم میں عیسیٰ کے بارے میں اس سے ہٹ کر کبھی نہیں کہوں گا۔ اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک میرے لئے واپس کیا تھا۔ لہذا آج میں بھی اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کی اطاعت کروں؟ معاذ اللہ یعنی اللہ کی پناہ میں ایسا کروں؟ (ابن ہشام ۳۶۲/۱۔ مسند احمد ۲۰۱/۱)

## نجاشی کی مذکورہ بات کرنے کا پس منظر

نجاشی کا والد حبشہ کا بادشاہ تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس وقت نجاشی چھوٹا لڑکا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ جب تک میرا بیٹا جوان نہیں ہوتا میری قوم کی بادشاہت تیری ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو پھر حکومت اور ملک اس کے لئے ہوگا۔ اس کے بھائی نے حکومت واقتدار میں رغبت کر لی اور نجاشی کو اس نے تاجر کے پاس فروخت کر دیا۔ اس نے تاجر کو کہہ دیا کہ اس کو اب بھی رہنے دیں جب آپ واپس جانے لگیں تو مجھے بتادینا میں اس کو تیرے حوالے کر دوں گا۔ تاجر نے وقت آنے پر اس کو اطلاع کر دی اپنے واپس جانے کی۔ اس نے نجاشی کو اس کے ساتھ بھیج دیا، یہاں تک کہ نجاشی کو کشتی یا جہاز کے پاس لاکھڑا کیا۔ نجاشی کو تا حال یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے نجاشی کے چچا کو جس نے ان کو بیچا تھا ایک بجلی کی کڑک کے ذریعہ اپنی پکڑ میں لے لیا اور وہ مر گیا۔ حبشے والے تاج لے کر آئے اور نجاشی کے سر پر انہوں نے رکھ دیا اور اس کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اسی وجہ سے نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کی تقریر کے بعد عطاء حبشہ کہا تھا کہ اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا۔ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ تاجر جس نے اس کو خریدا تھا اس نے کہا تھا، اب میرے پاس کوئی چارہ نہیں رہا، نہ اس لڑکے پر جس کو میں نے خریدا تھا نہ ہی میرے مال پر۔ نجاشی نے اس کو کہا کہ تم نے سچ بولا ہے، اس لئے اس کا مال اس کو واپس دیا جائے۔ (البدیۃ والنہیۃ ۷۶/۳)

نجاشی نے اس وقت کہا جب جعفر بن ابوطالب سے کلام کیا جو کچھ مذکور ہوا ہے جب اس نے یہ لوگ عمرو بن العاص کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ عمرو بن العاص کے ہدیے اس کو واپس کر دو۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے اس بارے میں سونے کا پہاڑ بھی رشوت دیں تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ ذہر حبشہ کی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے اور اس کے ساتھیوں سے کہا، تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔ تم لوگ سُیُوم ہو، مراد ہے امن و امان میں ہو۔ تحقیق اللہ نے تمہیں روک لیا ہے یا تمہاری حفاظت کی ہے اور اس نے ان کے لئے بہتر رزق کا حکم دے دیا۔ اور حکم دیا کہ جو شخص اس جماعت کی طرف میلی نظر سے دیکھے گا وہ خاک آلود ہوگا، یعنی وہ میرا نافرمان ہوگا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۶۰/۱۔ ۳۶۱)

## عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان مشن میں ناکام ہونے کے بعد عداوت

اللہ عزوجل نے عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان عداوت ڈال دی تھی نجاشی کے پاس پہنچنے سے پہلے۔ مگر دونوں نے نجاشی کے پاس آنے سے پہلے صلح کر لی تھی تاکہ جس مقصد کے نکلے ہیں یعنی مسلمانوں کی تلاش میں۔ جب وہ مقصد پورا نہ ہوا تو واپس اپنی سخت ترین عداوت پر آگئے۔ باہم بڑی دشمنی پر اتر آئے۔ چنانچہ عمرو نے عمارہ کے ساتھ چال چلی اور مکر کیا۔ اس نے کہا، اے عمارہ آپ انتہائی خوبصورت آدمی ہو۔ تم نجاشی کی عورت کے پاس جاؤ، تم اس کے پاس جا کر باتیں کرو جب اس کا شوہر آئے گا تو یہ معاملہ ہمارے حق میں معاون ثابت ہوگا۔ عمارہ نے اس عورت کے پاس مراسلت کا پیغام رسائی کر کے رابطہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ عورت کے پاس داخل ہوا تو عمرو نجاشی کے پاس چلا گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میرا فلاں ساتھی عورتوں کا رسیا ہے۔ وہ آپ کے اہل کے ساتھ غلط ارادے سے داخل ہوا ہے۔ آپ کو اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ نجاشی نے آدمی بھیج کر دکھوایا تو عمارہ واقعی اس کی عورت کے پاس تھا۔

نجاشی نے حکم دیا، اس کی پیشاب کی نالی میں ہوا بھرا دو، اس کے بعد اس کو سمندر کے ایک جزیرے میں ڈال دیا گیا۔ جس سے اس کو جنون ہو گیا اور وہ وحشی جانوروں کے ساتھ وحشی ہو گیا اور عمر و مکہ واپس آ گیا۔ اس کے ساتھی کو اللہ نے ہلاک کر دیا تھا۔ اور اس کا سفر کرنا گھائے میں رہا اور اس کی حاجت و مقصد بھی پورا نہ ہو سکا۔

## قصة القاء الشيطان في أمنيته

تحقیق ہم نے قصہ القاء شیطان فی امنیۃ روایت کیا ہے محمد بن اسحاق سے اور محمد بن اسحاق بن یسار نے قصہ عثمان بن مظعون سے روایت کیا ہے صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے بطور سماع کے اس سے حسن نے اس کو حدیث بیان کی تھی اور یہ روایت ان میں سے ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے یہ کہ عباس الاصم نے ان کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے دونوں قصے ذکر کئے ہیں موسیٰ بن عقبہ کی روایت والے مفہوم کے ساتھ۔ بہر حال قصہ ہجرت وہ مروی ہے احادیث متصلہ کے ساتھ۔

## ہجرت اولیٰ حبشہ

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن عبد العظیم نے، ان کو بشر بن موسیٰ خفاف نے، ان کو حسین بن زیاد برجمی امام مسجد محمد بن واسع نے، ان کو ققادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے اللہ کی طرف سے ہجرت کی اپنے اہل کے ساتھ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور میں نے نصر بن انس سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو حمزہ سے یعنی انس سے، وہ کہتے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان اپنے وطن سے نکلے تھے اور ان کے ساتھ رقیہ بنت رسول رضی اللہ عنہا تھیں ارض حبشہ کی طرف۔ انہوں نے ہجرت کی تھی دیر تک، ان کی خبر رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچی۔ چنانچہ قریش کی ایک عورت آئی تھی اس نے بتایا کہ اے محمد! میں نے تیرے داماد کو دیکھا تھا، اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ حضور نے پوچھا کہ کس حال پر آپ نے ان کو دیکھا تھا؟ اس عورت نے کہا، میں نے اس کو دیکھا تھا اس نے اپنی عورت کو گدھے پر سوار کر رکھا تھا۔ سو وہ آگے کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان کا ساتھ ہو، بے شک عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی اہلیہ کے سمیت ہجرت کی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن اسحاق خراسانی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے زبرقان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔

## ہجرت ثانیہ حبشہ

یہ ہجرت اس کے مطابق جو واقعتی نے خیال کیا ہے بعثت رسول سے پانچویں سال میں ہوئی تھی۔ اس میں جو ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو خدیج بن معاویہ نے ابواسحاق سے، اس نے عبداللہ بن عقبہ سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگ اسی (۸۰) افراد تھے اور ہمارے ساتھ جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون تھے اور قریش نے ہمارے پیچھے ہمارے کو اور عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ان کے ساتھ قیمتی ہدیہ اس کے لئے بھیجا تھا۔ یہ لوگ جب اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے نجاشی کو سجدہ کیا اور ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے دین سے نفرت کر گئے ہیں اور وہ تیری زمین پر آگئے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ان کے ملک میں ہیں۔ اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔

جعفر بن ابوطالب نے کہا کہ آج میں تمہارا خطیب بنوں گا۔ سب لوگ ان کے پیچھے پیچھے گئے۔ نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو سجدہ نہ کیا۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تم لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہماری طرف اپنا نبی بھیجا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا کریں۔ نجاشی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ عمرو بن العاص (مشرکین مکہ کا نمائندہ) بیٹھا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں؟ اور ان کی ماں کے بارے میں؟

ان لوگوں نے بتایا کہ ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ روح اللہ ہیں، اور کلمۃ اللہ ہیں جس کو کنواری مریم کی طرف جو کہ گناہوں سے پاک تھی القاء کیا تھا۔ جس ماں کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا تھا اور نہ ہی اس کے لئے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

نجاشی نے کہا میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے ..... نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ اے علماء اور درویشوں کی جماعت تم لوگ اس بات پر کیا اضافہ کرتے ہو جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس نے بدکاری نہیں کی تھی۔ پس خوشی ہو تم کو یا مبارک ہو تم کو۔ اور اس نبی کو جس کی طرف سے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ بس میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے۔ البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا اور ان کی جوتیاں اٹھاتا۔ یا یوں کہا تھا کہ میں اس کی خدمت کرتا۔ بس تم لوگ میری سرزمین پر جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ واپس آ گیا اس نے جلدی کی اور وہ بدر میں حاضر ہوا مر گیا۔ البدایۃ والنہایۃ ۱/۳۶۹

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عیسیٰ نے قاسم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اصحاب رسول کی ایک جماعت میں ارض حبشہ کی طرف روانہ ہوئے دریا میں۔ اور وہاں جہتہ میں ایک بازار تھا جہاں یہ لوگ خرید و فروخت کرتے تھے۔ عبداللہ اکیلے چلے گئے اور وہ بھی لے گئے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ چنانچہ ان کو گھر کے مالک نے کہا (جس کے ہاں رہائش پذیر تھے)۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اکیلے چلے جاتے ہیں، میں ڈرتا ہوں ایک آدمی سے جس کا شرانتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ وہ جس غریب مسافر کو ملتا ہے یا تو مار پیٹ کر یا قتل کر کے اس کا مال لے لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے میرے لئے اس قاتل شخص کی صفت یا حلیہ بیان کیا۔ میں جب بازار میں گیا تو اس نے اس کے حلیے سے اس کو پہچان لیا۔ میں نے اس شخص سے چھپنا شروع کر دیا لوگوں کے پیچھے پیچھے۔ وہ جس راستے پر چلتا میں اس کو چھوڑ کر دوسرا راستے کو اختیار کر لیتا۔ یہاں تک کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے دودینار کے بدلے فروخت کر دیا۔ اس کے بعد میں کسی قدر بے فکر ہو گیا۔ میں نے اس وقت سمجھا جب وہ آ کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھ سے پوچھنے لگا کہ تیرے پاس کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا، کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے اگر میں آپ کو دے دوں جو کچھ میرے پاس ہے۔ اس نے کہا کہ کتنی رقم ہے تیرے پاس؟ میں نے کہا کہ دو دینار ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے کچھ اور بھی دیں۔ میں نے کہا میں نے انہیں دو دینار کے بدلے میں فروختگی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں مجھے زیادہ دیں۔

کہتے ہیں کہ اچانک دو آدمی اس کو ٹیلے کے اوپر سے دیکھ رہے تھے۔ وہ اوپر سے اتر کر اس کے پاس آگئے۔ اس شخص نے جب ان دو آدمیوں کو دیکھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور بھاگ گیا۔ میں نے اس کو آوازیں دینا شروع کر دیں کہ یہ لیجئے دو دینار۔ اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دو آدمیوں نے اس کا تعاقب شروع کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن سماک نے، ان کو حسن بن سلام نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الخالق بن علی بن عبد الخالق مؤذن نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حسن بن سلام سواق نے ۲۷۵ھ میں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ بن موسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین پر چلے جائیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حبشہ میں پہنچ گئے۔ ہمارے پاس پیغام بھیج کر ہمیں بلایا گیا۔ جعفر نے ہم سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص کلام نہ کرے آج تمہاری طرف سے میں بات کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس پہنچے، وہ اپنی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے علماء اور درویشوں نے ہمیں ڈانٹا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جعفر نے کہا ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ کیوں؟ جعفر نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بھیجا ہے، وہی جس کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اس نے اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے اور بُرے کام کرنے سے روکا ہے۔

نجاشی نے جعفر کی ان باتوں کو پسند کیا ہے اور اس نے پوچھا کہ وہ تمہارا رسول ابن مریم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ جعفر نے بتایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہے اور اللہ کا کلمہ ہے، اللہ نے ان کو گناہوں سے پاک کنواری سے پیدا کیا ہے جس کے قریب کوئی بشر نہیں آیا تھا۔ نجاشی نے زمین سے تڑکا اٹھایا اور کہنے لگا، اے علماء اور درویشوں کی جماعت یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے جو کچھ آپ لوگ کہتے ہو ابن مریم کے بارے میں۔

”اے لوگو! تمہیں خوش آمدید ہو اور اس کو بھی جس کی طرف سے تم لوگ آئے ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور بے شک اس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم نے بشارت دی تھی۔ اگر میرے ساتھ یہ بات نہ ہوتی جس میں میں مصروف ہوں مملکت کے اندر تو میں اس کے پاس جا کر اس کی جوتیاں اٹھانے کی سعادت حاصل کرتا۔ تم لوگ میرے ملک میں ٹھہرے رہو جب تک چاہو اور اس نے ہمیں کھانے اور پہناوے کا انتظام کرنے کا حکم دے دیا۔“

میں کہتا ہوں یہ اسناد صحیح ہے اور ظاہر اس کا یہی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابو موسیٰ مکے میں تھے اور وہ جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلے تھے۔ جبکہ صحیح روایت یزید بن عبد اللہ بن ابو بردہ سے مروی ہے۔ اس نے اپنے دادا ابو بردہ سے، اس نے ابو موسیٰ سے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تھی اس وقت وہ لوگ یمن میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے پچاس افراد سے کچھ زائد لوگوں نے وہاں سے ہجرت کی مگر ان کے جہاز نے ان کو حبشہ کے ساحل پر جا چھوڑا۔ وہاں پر ان کو جعفر بن ابوطالب اور ان کے ساتھی ملے۔ جعفر نے ان کو وہاں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ لہذا وہ وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ خیبر کے زمانے میں آگئے۔ لہذا ابو موسیٰ موجود تھے اور جو کچھ مکالمہ جعفر اور نجاشی کے درمیان واقع ہوا۔

لہذا ابو موسیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی مگر شاید راوی کو وہم ہو گیا ہے اس قول کے کرنے میں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جعفر کے ساتھ حبشہ جائیں۔ واللہ اعلم۔

تحقیق محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ طویل قصہ اس ہجرت کے بارے میں۔

(۴) یہ اس میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار عطاری نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ہمارے اوپر مکہ تنگ کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اذیتیں دی گئیں اور وہ آزمائے گئے اور جب انہوں نے دیکھ لیا جو ان کو مصائب پہنچے اور فتنہ ان کے دین میں یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے دفاع کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ خود تو اپنی قوم اور اپنے چچا کی وجہ سے تحفظ میں تھے ہی ان کو اس طرح کی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی جو آپ کے اصحاب کو پہنچ رہی تھی۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ بے شک حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ ہے اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ لہذا سب لوگ اس کے پاس چلے جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے۔ لہذا ہم لوگ اس کی طرف گروہ درگروہ نکلے۔ وہاں جا کر سارے ہم اکٹھے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ ایک اچھے گھر اور اچھے پڑوس کی طرف جا کر اترے تھے۔ جس کی وجہ سے ہم لوگ اپنے دین پر امن و امان میں تھے اور وہاں اس کی طرف سے کسی ظلم کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

نجاشی کے دربار میں قریش کا وفد ..... جب قریش نے سنا کہ ہم لوگ ایسے رہ رہے ہیں جیسے اپنے گھر میں رہتے ہیں اور امن میں ہیں، انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ وہ نجاشی کی طرف نمائندہ بھیج کر ہمیں اس کے شہروں سے نکوادیں گے۔ اور ہمیں وہاں سے واپس بلوالیں گے۔ لہذا انہوں نے عمرو بن العاص کو اور عبد اللہ ابوربیعہ کو روانہ کیا اور انہوں نے نجاشی کے لئے ہدایا اور تحائف جمع کئے اور اس کے عمائدین کے لئے بھی۔ انہوں نے عمائدین میں سے کوئی ایسا بندہ نہ چھوڑا سب کے لئے ہدیے تیار کئے اور دونوں نمائندوں سے کہا کہ ہر وزیر مشیر کو اور ہر سردار کو اس کا ہدیہ پہنچادیں ہم لوگوں کو نکلوانے کی بات کرنے سے پہلے۔ اور اگر ایسا نہ کرو کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بات کرنے سے قبل ہی واپس لوٹادیں تو ضرور ایسا کرو۔

لہذا یہ لوگ حبشہ میں پہنچے۔ انہوں نے سب کے ہدیہ ان کے پاس پہنچادئے اس کے بعد انہوں نے ان سے بات کی اور ان سے کہا کہ ہم لوگ اس ملک میں کچھ بے وقوفوں کے لئے آئے ہیں جو کہ ہمارے ہی اپنے ہیں مگر بے عقل ہیں جو اپنی قوموں کے دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ مگر وہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ اس کو یہی مشورہ دیں کہ وہ ان کو واپس بھیج دے۔ انہوں نے وعدہ کر لیا کہ ہم ضرور کہیں گے۔

اس کے بعد وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے ہدایہ لے کر۔ ان میں سب سے زیادہ قیمتی ہدایہ جو مکہ سے اس کے لئے لے کر گئے تھے وہ چمڑا تھا۔ جب اس کے ہدایہ اس کو پیش کئے تو اس سے انہوں نے بات کی کہ اے بادشاہ ہمارے بیوقوفوں میں سے کچھ نوجوان اپنی قوم کے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں وہ کوئی نیا دین لے کر آئے ہیں۔ ہم اس کو نہیں جانتے۔ وہ آپ کے شہروں کی طرف چلے آئے ہیں۔ ہمیں اہل قوم نے ان کے بارے میں آپ کی طرف بھیجا ہے اور ان کے آباء و اجداد نے اور ان کے چچاؤں نے اور ان کی قوم نے تاکہ آپ ان کو واپس ان کے پاس بھیج دیں، وہ لوگ ہر طرح ان سے بڑے ہیں۔ اور نجاشی کے وزیروں نے کہا کہ جناب یہ لوگ صحیح کہتے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو واپس بھیج دیں گے تو آپ کا حکم اور بلند ہوگا۔ یہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ ان کو روک لیں اس وجہ سے۔

نجاشی یہ سن کر ناراض ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو سے کہا، میں ان کو ان لوگوں کے پاس واپس نہیں بھیجوں گا بلکہ پہلے میں ان کو بلوا کر بات کروں گا اور دیکھوں گا کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ لوگ ظاہر ہے مجبور ہو کر ہمارے شہروں میں آئے ہیں۔ انہوں نے میری پناہ میں رہنے کو پسند کیا ہے؟

میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کیا ہے۔ اگر ان لوگوں کا معاملہ ویسا ہے جیسا کہ تم بتاتے ہو تو میں ان کو واپس ان کے لوگوں کے پاس بھیج دوں گا اور اگر معاملہ مختلف ہے تو میں ان کو روک لوں گا اور ان کے دین میں مغل نہیں ہوں گا۔ لہذا نجاشی نے ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کو جمع کیا۔ عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کے نزدیک اس سے بڑی ناپسندیدہ بات کوئی نہیں تھی۔ کہ نجاشی ان کی بات سُنے۔

ان کے پاس جب نجاشی کا نمائندہ پہنچا اس نے ان سب کو اکٹھا کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کیا کہیں گے۔ اللہ کی قسم ہم وہی کہتے ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں اور ہم جس پر ہیں اپنے دین کے معاملے میں اور جو ہمارے نبی لے کر آئے ہیں جو کچھ بھی ہو جائے۔ جب یہ لوگ نجاشی کے پاس پہنچے تو جوان میں سے نجاشی سے کلام کرنے والا تھا وہ حضرت جعفر بن ابوطالب تھا۔ نجاشی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیسا دین ہے تم لوگ جس پر ہو تم لوگوں نے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے تم یہودیت میں بھی داخل نہیں ہوئے، نہ ہی عیسائیت میں، یہ کیسا دین ہے؟

جعفر نے بتایا کہ اے بادشاہ ہم لوگ شرک پر تھے۔ ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ہم مردار کھاتے تھے۔ ہم لوگ مہینوں کی حرمت کو مؤخر و ملتوی کر دیتے تھے۔ ہم حرام کردہ چیزوں کو حلال کر والیتے تھے۔ ہمارے بعض بعض سے خون بہانے میں وغیرہ میں نہ ہی ہم کسی چیز کو حلال رہنے دیتے نہ ہی حرام رہنے دیتے۔ اللہ نے ہمارے اندر نبی بھیجا، ہمارے نفسوں میں سے ہم جس کی وعدہ و فائی کو جس کی سچائی کو، جس کی امانت داری کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دی ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں۔ اور ہم صلہ رحمی کریں، ہم پڑوس سے ساتھ سلوک کریں، ہم نماز اللہ کے لئے پڑھیں، روزہ رکھیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

جعفر بن ابوطالب نے سورۃ مریم کی تلاوت کی ..... کہتے ہیں نجاشی نے پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے اس میں سے جو وہ لے کر آیا ہے۔ اور حالت یہ تھی کہ اس نے بڑے بڑے عیسائی عالم بٹار کھے تھے۔ اس نے ان کو حکم دیا کہ وہ صحیفے کھول کر بیٹھیں اس کے ارد گرد۔ لہذا حضرت جعفر نے اس سے کہا، جی ہاں ہے نجاشی نے کہا لائیے وہ وحی اور کتاب میرے سامنے پڑھئے۔ اس نے سورۃ کھینعص یعنی سورۃ مریم کا آغاز تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم نجاشی رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی اور اس کے عیسائی پادری رو پڑے، روتے روتے ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ بے شک یہ کلام اسی منبع سے نکلا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ تم لوگ کامیاب لوٹ جاؤ۔ نہیں، اللہ کی قسم میں ان لوگوں کو واپس نہیں بھیجوں گا۔

پس ہم لوگ اس کے ہاں سے نکل پڑے۔ سب سے پیچھے عبداللہ بن ابوربیعہ رہ گیا تھا۔ عمرو بن العاص نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں ضرور اس کے پاس آؤں گا میں ان کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا، میں اس کو ضرور بتاؤں گا کہ یہ لوگ یہ خیال رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو الہ جس کی وہ عبادت کرتا ہے عیسیٰ بن مریم بندہ ہے۔ عبداللہ بن ربیعہ نے اس سے کہا، نہیں نہیں ایسے نہ کرنا کیونکہ اگرچہ یہ لوگ ہمارے مخالف ہیں (دین و عقیدے میں) مگر بے شک ان کا ہم سے رشتہ اور رحم ہے اور ان کا حق ہے۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور ایسا کروں گا۔

جب اگلی صبح ہوئی تو عمرو بن العاص نجاشی کے دربار میں پھر آیا اور کہنے لگا، اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی بھاری بات کہتے ہیں آپ ان کو بلا کر پوچھیں۔ اس نے ان لوگوں کو بلا یا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر اس سے بڑی پریشانی کبھی نہ آئی تھی۔ لہذا ہم سب نے ایک دوسرے سے کہا ہم لوگ اس کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا بتائیں اگر وہ ہم سے اس کے بارے میں پوچھ بیٹھے۔ حضرت جعفر نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے اور وہی جس کا ہمارے نبی نے اس بارے میں حکم دیا ہے کہ ہم وہ کہا کریں ان کے بارے میں۔

سب لوگ اس کے پاس دربار میں داخل ہوئے اور اس کے پاس پادری بیٹھے تھے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں۔ جعفر نے اس سے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول تھا۔ اور اللہ کا کلمہ تھا اور اللہ کی روح تھا جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو کہ کنواری تھی، گناہوں سے پاک تھی۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف جھکایا اور اس نے اپنی دو انگلیوں کے درمیان ایک چھوٹی سی لکڑی کا ٹکڑا

یا عام تنکا لیا اور کہا۔ جو کچھ تم نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہا ہے (وہ وہی کچھ تھے) اس کے ماسوا کچھ بھی نہیں تھے۔ اس کے بعد بس یہی لکڑی یا تنکا ہی ہے۔ یہ سن کر اس کے پادری پیچھے ہٹ گئے۔

نجاشی نے کہا کہ اگر تم پیچھے ہٹ بھی جاؤ (یعنی اگر مجھے چھوڑ بھی جاؤ) تو بھی اللہ کی قسم (مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے) جاؤ تم میری زمین پر سیوم ہو۔ اور سیوم کا مطلب امن میں ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں گالی دے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، تین بار کہا۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے دبر ہو اور میں اس کے بدلے میں تم لوگوں میں سے کسی کو تکلیف پہنچاؤں۔ (دُبُر ان کی زبان میں سونے کو کہتے ہیں)۔ پس اللہ کی قسم اللہ نے مجھ سے اس وقت کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا کہ میں اس بارے میں رشوت لے لوں؟ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں۔ پھر اس نے وزیروں کو حکم دیا کہ ان دونوں (عمر و بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ) کو ان کے ہدیے واپس کر دو، مجھے ان ہدایا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو میرے شہروں سے نکال دیا جائے۔ لہذا وہ اس طرح رُسا ہو کر واپس آئے اس حال میں کہ جو کچھ لے کر گئے تھے وہ بھی ان کے منہ پر مار دیا گیا۔

نجاشی کے خلاف بغاوت کا واقعہ ..... حضرت جعفر کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہ ایک بہتر پڑوسی گھر میں رہتے رہے، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حبشہ کے ایک آدمی نے نجاشی کے خلاف خروج اور بغاوت کر دی جو اس کے ساتھ حکومت میں جھگڑا کر رہا تھا۔ اللہ کی قسم ہم نے کوئی ایسا حزن نہیں دیکھا تھا جس نے ہمیں غمگین کیا ہو، ایسا غم جو اس سے زیادہ سخت ہو۔ ہمیں یہ خوف تھا اگر وہ حکومت اور ملک پر قابض ہو گیا وہ ایسا ہوگا کہ ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس قدر نجاشی پہچانتا ہے۔ لہذا ہم لوگ اللہ سے دعا کرنے لگے اور اس کے لئے اللہ کی نصرت طلب کرنے لگے۔ نجاشی بھی اس کی طرف مقابلے کے لئے نکلا۔ لہذا وہاں جتنے اصحاب رسول موجود تھے ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ کون یہاں سے جائے اور جا کر اصل صورت حال کا جائزہ لے کر مشاہدہ کر کے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ کرے۔ زبیر نے کہا جو کہ حاضرین میں ہی سے نوجوان تھا کہ میں جاتا ہوں۔ سفر چونکہ دریائی تھا، ہم لوگوں نے اس کے لئے مشک میں ہوا بھری اس نے اس کو سینے تلے دبایا اور دریائے نیل میں تیرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے کنارے نکل گیا جہاں وہ جا کر لوگوں سے مل گیا۔ لہذا وہ وقوعے میں حاضر ہوا۔ اللہ نے اس بادشاہ کو شکست دی اور اس کو ہلاک کر دیا اور اس طرح نجاشی اس پر غالب آ گیا۔

چنانچہ زبیر واپس ہمارے پاس آ گیا جو معلومات کرنے گیا تھا۔ دُور سے ہمارے لئے چادر ہلانے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا خبردار خوش ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ نے نجاشی کو غالب کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم لوگ ایسی کوئی خوشی ہرگز نہیں جانتے جس قدر خوشی ہمیں نجاشی کے غلبے سے ہوئی۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ہم میں سے جس کو جانا تھا وہ مکے واپس چلا گیا اور جس کو رہنا تھا وہ رہ گیا۔

(ابن ہشام ۱/۳۵۷-۳۶۱۔ البدایۃ ۲/۷۲)

زہری کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے عروہ بن زبیر کے واسطے سے بیان کی گئی۔ اس نے نقل کی حضرت اُم سلمہ زوجہ رسول رضی اللہ عنہا سے۔ چنانچہ عروہ نے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ نجاشی کی اس بات کا کیا مطلب تھا کہ اللہ نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک اور اقتدار مجھے واپس دیا تھا کہ میں بھی اس معاملے میں رشوت لوں۔ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں آج اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں؟ اس نے کہا کہ نہیں مجھے معلوم نہیں۔ اس نے بتایا کہ مجھے اس بارے میں بات بتائی تھی ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ پس عروہ نے کہا کہ بے شک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بات بتائی تھی کہ نجاشی کا والد اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کا ایک حقیقی بھائی تھا بارہ اس کے بیٹے تھے۔ مگر نجاشی کے والد کا نجاشی کے علاوہ دوسرا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ چنانچہ حبشہ والوں نے باہم یہ سازش کی کہ ہم نجاشی کے والد (بادشاہ حبشہ) کو قتل کر دیں اور اس کی جگہ ہم اس کے بھائی کو بادشاہ بنادیں۔ اس کے بارہ حقیقی بیٹے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بعد مملکت کے وارث بنتے جائیں گے تو اس طرح حبشہ کی حکومت طویل زمانے تک ان کے پاس رہے گی اور اس طرح ان کے درمیان اختلاف بھی نہیں ہوگا۔



لہذا اس سازش کے نتیجے میں وہ لوگ نجاشی کے والد پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو انہوں نے اقتدار منتقل کر کے بادشاہ بنا دیا۔ نجاشی جو کہ ذہین لڑکا تھا چچا کے پاس رہا تو اس پر غالب رہنے لگا، وہ اس طرح کہ یہ اس کے امور تدبیر اس کے سوا کوئی نہ کرتا۔ بس وہی کرتا۔ حبشہ والوں نے جب دیکھا (سازشیوں نے) کہ اس کا چچا کے آگے بھی ایک خاص مقام ہے، یہ تو اپنے چچا کے معاملے پر بھی غالب آتا جا رہا ہے، پھر ان کو خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا چچا بھی اس کی ذہانت اور مدبر ہونے کی وجہ سے حکومت اس کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ ہم میں سے کسی شریف اور عزت دار کو زندہ نہیں چھوڑے گا بلکہ قتل کر دے گا۔ لہذا پھر انہوں نے سازش کی اس کے خلاف کہ یا تو اس کو بھی قتل کر دیں یا اس کو جلا وطن کر کے اپنے شہروں سے نکال دیں۔ چنانچہ وہ یہ مشورہ لے کر اس کے چچا کے پاس پہنچے جو کہ بادشاہ تھا۔

انہوں نے کہا، اس لڑکے کا تیرے ہاں کوئی مقام پیدا ہو رہا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا اور اس کی جگہ آپ کو اقتدار کا مالک بنایا تھا۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس کو آپ نے ہمارے اوپر حکمران بنا دیا تو یہ ہم لوگوں کو قتل کر دے گا۔ اب دو صورتیں ہیں یا تو ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں یا تم اس کو جلا وطن کر دو اور ہمارے شہروں سے اس کو نکال دو۔ اس نے کہا، ہلاک ہو جاؤ تم لوگوں نے کل اس کے باپ کو مار دیا ہے اور آج اس کو مروا رہے ہو۔ ایسا نہ کرو بلکہ میں اس کو تمہارے شہروں سے نکال دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مشورے کے مطابق وہ لوگ اس کو بازار میں لے گئے اور انہوں نے اس کو تاجروں میں سے کسی تاجر کے پاس چھ یا سات سو درہم کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ انہوں نے اس کو کشتی میں پھینک دیا اور وہ اسے لے کر چلا گیا۔

جب شام ہوئی تو موسم خریف کے بادل اٹھے اور بارش شروع ہو گئی۔ نجاشی لڑکے کا وہ چچا جو اقتدار پر قابض تھا بارش میں نہانے چلا گیا۔ اس پر بجلی گری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے اس کے بیٹے کے پاس بھاگے کہ ان کو اقتدار حوالے کریں مگر وہ تو احمق ہی پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی میں کوئی خیر فلاح نہیں تھی۔ لہذا پورے حبشہ میں قلق اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ لہذا اب ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا، اللہ کی قسم تم لوگ چاہتے ہو کہ تمہارا بادشاہ ایسا ہو جس کے بغیر تمہارے معاملے کو کوئی درست نہیں چلا سکتا وہی ہے جو کل سے غائب ہے اگر تم لوگوں کو حبشہ کے معاملے کو درست چلانے کی ضرورت ہے تو فوراً اسی کو واپس لے آؤ۔ اس سے قبل کہ وہ چلا جائے اور ہاتھ سے نکل جائے۔

چنانچہ وہ اس کی طلب میں نکلے۔ انہوں نے اس کو پایا اور اس کو وہیں لے آئے۔ انہوں نے واپس لا کر اس کے سر پر تاج رکھا اور اس کو اس کے تخت شاہی پر بٹھایا اور اس کو اقتدار حوالے کر دیا۔ مگر اس تاجر نے کہا میرا مال مجھے واپس دیدو جیسے تم نے میرا لڑکا واپس لے لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے رقم نہیں دیں گے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اس لڑکے بارے میں بادشاہ سے بات کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بات کر لو۔ وہ گیا اس نے جا کر کہا، اے بادشاہ میں نے ایک لڑکا ان لوگوں سے خریدا تھا (اب اس کو یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہی ہے)۔ ان لوگوں نے وہ مجھ سے واپس چھین لیا ہے جس کی انہوں نے قیمت وصول کر لی تھی اور میرا مال بھی واپس نہیں کر رہے۔

بس پہلی خبر اس کی طرف سے اور پہلا مضبوط اور مبنی بر انصاف نجاشی کی طرف سے یہی تھا کہ یا تو اس کا مال واپس اس کو کیا جائے ورنہ لڑکا اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے وہ جہاں چاہے اس کو لے جائے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم اس کو مال دے دیتے ہیں، لہذا انہوں نے اس کو مال واپس کر دیا۔ یہی مراد تھی نجاشی کی اور اس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے جب انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے جب میرا ملک مجھے واپس دلویا تو اس نے مجھ سے اس پر کوئی رشوت نہیں لی تھی اور میرے بارے میں اس نے لوگوں کی بات بھی نہیں مانی تھی۔ آج میں دین کے معاملے میں کیوں لوگوں کی بات مانوں۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۲-۳۶۳)

(۱) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عمرو بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نجاشی کے بارے میں بات بتایا کرتے تھے۔

نصاریٰ کے بیس آدمیوں کا وفد ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے حضور مکہ میں تھے۔ یہ نصاریٰ کا وفد تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور ﷺ کے بارے میں خبر ظاہر ہو چکی تھی، یہ لوگ حبشہ سے آئے تھے۔ انہوں نے حضور کو اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے بات کی اور ان سے سوالات کئے اور قریش کے کچھ لوگ کعبہ کے گرد اپنی مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ادھر وفد والے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کر چکے جو کچھ وہ چاہتے ہوں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ انہوں نے جب تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کی بات مان لی اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور حضور کو سچا مان لیا اور حضور ﷺ کے بارے میں ان کتابوں میں جو اوصاف مذکور تھے ان کو انہوں نے پہچان لیا۔

جب وہ آپ کی مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابو جہل اٹھ کر ان کے پاس آ گیا قریش کی ایک جماعت لے کر۔ وہ کہنے لگا تمہیں اللہ رسوا کرے تم کونسا اور کہاں کا وفد ہو۔ تمہارے پیچھے والوں کو جو تمہارے اہل دین ہیں تم لوگوں کو اس لئے بھیجا ہوگا کہ تم اس شخص کی خبر لا کر ان کو دو۔ ہم لوگ تمہارے پاس ان کے بیٹھنے سے مطمئن نہیں تھے۔ وہی ہوا کہ تم لوگ اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے ہو اور تم نے اس کو سچا مان لیا۔ اس میں جو کچھ اس نے تم سے کہا ہے۔ ہم لوگوں نے تم سے بڑا احمق وفد اور احمق قافلہ نہیں دیکھا یا جو کچھ بھی ان سے کہا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ سلام علیکم، ہم تم سے جاہلانہ باتیں نہیں کرتے، ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ تم لوگ اپنا اچھا برا خوب سمجھتے ہیں۔

بس کہا گیا ہے کہ یہ گروہ نجران کے نصاریٰ کا تھا۔ واللہ اعلم کہ یہ کون تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت وہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

الذین اتیناہم الكتاب من قبلہ ہم بہ یؤمنون ..... الی قوله لا نبتغی الجاہلین ۔

(سورہ بقرہ : آیت ۵۲-۵۵۔ ابن کثیر ۳/۸۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طوسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہلال بن علاء رقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العلاء بن ہلال نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو ہلال بن علاء نے اپنے والد سے، اس نے ابو غالب سے، اس نے ابو امامہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ خود ان کی خدمت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ہیں نا آپ کی طرف سے خدمت کرنے والے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمارے اصحاب کا اکرام و عزت کی ہے میں چاہتا ہوں میں خود ان کو اس نیکی کا بدلہ چکاؤں۔

نجاشی کا وفد دربار نبوی ﷺ میں ..... (۴) اور ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہلال بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے طلحہ بن یزید نے اوزاعی سے، اس نے یحییٰ بن ابوکثیر سے اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد آیا۔ حضور خود ان کی خدمت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی طرف سے ان کی خدمت کے لئے کافی ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے حبشہ میں ہمارے اصحاب کی عزت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ میں خود ان کی اس نیکی کا بدلہ دوں۔ اس روایت میں طلحہ بن زید کا اوزاعی سے تفرد ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو ضبیل بن اسحاق نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین کے نمائندے عمرو بن العاص حبشہ کی سرزمین میں سے اپنے گھر لوٹ کر آئے تو وہ ان کے پاس نہیں جا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا حالت ہے اس کی کہ وہ ہمارے پاس آیا ہی نہیں ہے۔ معلوم کرنے پر عمرو نے کہا کہ أَصْحَمَةُ (یعنی نجاشی) یہ خیال کرتا ہے تمہارا یہ صاحب نبی ہے۔

## نبی کریم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط بھیجنے کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العاص محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، ان کو نبی محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی کی طرف۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ خط ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم حبشہ کے سربراہ کی طرف، سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کسا نہیں ہے۔ وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ کسی کو اپنا بیٹا ٹھہرایا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور اسی کا رسول ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف (یعنی اسلام کی طرف)۔ بے شک میں اسی کا رسول ہوں۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامتی میں رہیں گے۔ اے اہل کتاب! آجائے اس کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (کلمہ توحید) کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بھی نہ ٹھہرائیں۔ اور ہمارا بعض بعض کو ارباب نہ بنائے، اللہ کے سوا۔ اگر لوگ اس بات سے پھر جائیں، کہہ دیجئے کہ بے شک ہم مسلمان ہیں۔ (سورۃ آل عمران)

اے نجاشی! اگر آپ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو آپ کی قوم کے انکار کا گناہ بھی آپ کے اوپر ہوگا۔ (متدرک ۶۲۳/۲)

### حضور ﷺ کا خط نجاشی کے پاس

(۲) اور ایک کتاب میں ہے جو مروی ہے اس جز میں جس کی ان سے روایت کرنے کی میرے لئے انہوں نے اجازت دی تھی۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ فقیہ نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن احمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عمرو بن أمیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ جعفر بن ابوطالب اور ان کے رفقاء کے بارے میں اور ان کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک خط بھی روانہ کیا تھا جس کا مضمون اس طرح تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”محمد رسول اللہ کی طرف سے خط نجاشی اصحم شاہ حبشہ کی طرف، تمہارے اوپر سلام ہو۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں تیری طرف، وہ اللہ جو بادشاہ مطلق ہے، نہایت پاکیزہ ہے، امان دینے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہے اور کلمۃ اللہ ہے جس کو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو گناہ سے پاک اور انتہائی پاکیزہ تھی اور محفوظ تھی۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیٹ میں لئے حاملہ ہوئی تھی۔ اس کو اللہ نے پیدا کیا تھا اپنی روح سے اور اپنی پھونک سے (یعنی روح پھونکنے سے)۔ جیسے اس نے آدم کو پیدا کیا تھا اپنے ہاتھ سے اور اس میں روح پھونکنے سے۔ میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ وحدہ لا شریک کی طرف اور اس کی رضاعت پر موالات اور دوستی

کرنے کی طرف اور اس پر کہ آپ میری اتباع کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں اور اس کے ساتھ جو میرے پاس آیا ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہاری طرف اپنے چچا زاد جعفر کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ اور آپ کے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے بات پہنچادی ہے اور خیر خواہی کر لی ہے، میری نصیحت مان لو اور سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کا پیرو ہو۔“

## نجاشی کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”محمد رسول اللہ کی طرف خط ہے نجاشی اصم بن ابجر کی طرف سے۔ تم کو سلام ہو اے اللہ کے نبی اللہ کی طرف سے اور اس کی رحمت نہیں کوئی اللہ سوائے اس کے وہ وہی ذات ہے جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔ مجھے آپ کا خط پہنچا ہے یا رسول اللہ! خصوصاً وہ بات جو آپ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ذکر کی ہے۔ قسم ہے آسمان و زمین کے رب کی۔ عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں تھے جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ہم نے اس کو سمجھا ہے جو آپ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کے چچا زاد کو اور اس کے ساتھیوں کو ٹھہرا لیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، سچے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں۔ تحقیق میں نے آپ کی بیعت کی ہے اور آپ کے چچا زاد سے بھی بیعت کی ہے۔ اور میں نے اس کے ہاتھ پر اللہ واسطے اسلام قبول کر لیا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تحقیق میں نے اے اللہ کے نبی! اریحان بن اصم بن ابجر کو بھیجا ہے۔ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں۔ اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں تو میں آ جاؤں گا اے اللہ کے رسول! بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ حق ہے۔“ (البدلیۃ والنہایۃ ۸۳/۳-۸۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا نام مصحمہ تھا۔ عربی میں اس کا معنی ہے عطیہ ہے۔ باقی نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا نام یا لقب ہوتا تھا، جیسے آپ کہتے ہیں کسری ہرقل، اسی طرح اس روایت میں ہے مصحمہ۔ اور وہ جو ہم نے روایت کی ہے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے خط میں اصم زیادہ صحیح ہے۔ بس حدیث جابر بن عبد اللہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اصمہ نجاشی کی۔ (نسائی ۶۹/۴)

## باب ۸۱

### نبی کریم ﷺ کا اپنے بقیہ صحابہ کرام کے ساتھ شعب ابوطالب میں داخل ہو جانا

اور آیات و نشانیوں کا ظہور مشرکین کے صحیفے میں جو انہوں نے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب پر لکھا

جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا ان لوگوں سے

جنہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ سے، ان کو ابن ابی اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن علقمہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، ان کو

ابن شہاب نے زہری سے اور یہ الفاظ حدیث قطان کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین نے مسلمانوں پر سخت ہو گئے جس قدر شدید تھے اس سے زیادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو انتہائی تکلیف پہنچی اور ان پر مصیبت سخت ہو گئی اور مشرکین مکہ متفق ہو گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو علانیہ قتل کر دیں گے۔

جب ابوطالب نے قوم کا رویہ دیکھا تو اس نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور ان کو اس نے حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنی حویلی میں (شعب میں) داخل کر لیں اور اس کی حفاظت اور دفاع کریں، ہر اس شخص سے جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس بات پر سب متفق ہو گئے۔ ان میں سے مسلمان بھی اور کافر بھی۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے یہ کام قومی حمیت وغیرت کے پیش نظر کیا، اور بعض وہ تھے جنہوں نے یہ کام ایمان و یقین کی بناء پر کیا۔ جب قریش نے سمجھ لیا کہ قوم نے رسول اللہ کی حفاظت اور مقام دفاع کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں تو اس کے بعد قریش کے مشرکین نے اتفاق کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ نہ تو مجلس کریں گے نہ ہی ان کے ساتھ لیں دین کریں گے، نہ ہی ان کے گھروں میں آنا جانا کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قتل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے اس مکرو تدبیر میں صحیفے لکھے معاہدے اور میثاق لکھے کہ وہ لوگ بنو ہاشم سے کبھی بھی صلح قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ حضور ﷺ کے معاملے میں کسی شفقت کا رویہ اختیار کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو قتل کے لئے ان کے حوالے کر دیں۔ لہذا بنو ہاشم اپنی شعب میں تین سال تک محصور یا نظر بند رہے۔ ان پر ابتلاء اور آزمائش سخت ہو گئی تھی اور مشقت شدید ہو گئی۔ لہذا مشرکین مکہ نے ان محصورین کا بازاروں میں رابطہ منقطع کر دیا، جب کبھی کہیں سے کوئی غلہ وغیرہ کھانے کا سامان آتا تو وہ جلدی سے جا کر خود اس کو خرید لیتے تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا خون بہائیں۔ اور جب یہ لوگ سو جاتے تھے اپنے بستر پر تو ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو کہتے تھے کہ وہ ابوطالب کے بستر پر سو جائیں۔ یہاں تک کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے ساتھ مکر کا اور دھوکے کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کو ہی نشانہ بنائے جب لوگ سو جاتے تھے تو وہ کسی ایک بیٹے کو یا بھائی کو یا کسی چچا زاد کو کہتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سو جائے اور حضور سے کہتے اور وہ ان میں سے کسی کے بستر پر سو جاتے۔ اور اس پر نیند کرتے۔

شعب ابی طالب میں تین سال تک رہنا..... جب تین سال پورے ہو گئے تو بنی عبدمناف اور بنو قحصی کے مردوں نے اور ان کے ماسوا قریش کے مردوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور طعنے دیئے کہ بنو ہاشم کی عورتوں نے ان کو جنم دیا تھا۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان لوگوں نے قطع رحم کیا ہے اور حق کا استخفاف کیا ہے لہذا انہوں نے اتفاق کیا اور راتوں رات مشورہ کیا کہ اس عہد کو توڑ دیا جائے جس پر انہوں نے صبح کو عہد کیا تھا۔ اور حضور ﷺ سے اعلان برأت و بیزاری کر لیں۔ چنانچہ اللہ نے دیمک کو حکم دیا وہ ان کے ان صحیفوں کو چاٹ گئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف تدبیریں تھیں اور اس میں جو بھی عہد و پیمان تھا۔

صحیفہ مقاطعہ کو دیمک نے کھا لیا..... کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کی چھت کے ساتھ معلق تھا۔ اس نے اس میں کوئی بھی اللہ کا نام باقی نہ چھوڑا سب کو رہ چاٹ گئی اور باقی رہ گیا اس میں جو کچھ بھی تھا شرک یا ظلم یا قطع رحمی۔ اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرمایا اس پر جو کچھ دیمک نے ان کے صحیفوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ ابوطالب سے کیا، نہیں! قسم ہے روشن ستاروں کی اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا۔ لہذا وہ بنو عبدالمطلب کے گروہ کے ساتھ پیدل چلتا ہوا مسجد میں آیا وہ قریش کا سردار تھا۔ انہوں نے جب ان کو دیکھا کہ وہ ان کی جماعت کا قصد کر کے آرہے ہیں تو انہوں نے اس کو مکر سمجھا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ آزمائش کی شدت سے نکلے ہیں یہ ان سے رسول اللہ ﷺ مانگنے آرہے ہیں۔ ابوطالب نے بات کی اور کہا کہ تمہارے درمیان کئی امور پیدا ہو گئے ہیں جن کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ لہذا تم اپنا صحیفہ اور تحریر لے آؤ جس پر تم نے معاہدہ کیا تھا، شاید کہ اس کے مطابق ہمارے اور تمہارے درمیان صلح ہو سکے۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی تھی اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ لوگ صحیفے میں دیکھ نہ لیں ان کے آنے سے پہلے۔

چنانچہ وہ لوگ اترتے ہوئے صحیفہ لے کر آئے، ان کو یقین تھا کہ اس کے مطابق تو رسول اللہ ﷺ ہمارے حوالے کر دیئے جائیں گے، انہوں نے لا کر محفل میں رکھا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ابھی اس کا وقت آچکا ہے کہ تم لوگ ہماری بات مان لو گے اور ایسے امر کی طرف تم لوگ رجوع کر لو گے

جو تمہاری قوم کو جمع کرے گا اور یوں تمہاری قوم متفق ہو جائے گی کیونکہ تمہارے اور ہمارے درمیان محض ایک ہی آدمی قطع تعلق کا سبب بنا ہوا تھا۔ تم لوگوں نے اس کو اپنی قوم اور کنبے کی ہلاکت اور فساد کا خطر بنایا ہوا ہے۔

ابوطالب نے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ میں تمہیں ایسا مردوں جس میں تمہارے لئے انصاف ہے۔ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اس نے میرے لئے کوئی جھوٹ فراڈ نہیں کیا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بری ہے اس صحیفے سے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ نے اس میں سے اپنا ہر نام مٹا دیا ہے اور باقی تمہارے عذر کو تمہاری قطع کو جو تم نے ہمارے ساتھ کی ہے اور تمہارے ہمارے اوپر زبردستی اور ظلم کے ساتھ تسلط ہونے کے لئے باقی چھوڑا ہے اگر بات اس طرح ہے جس طرح بتایا ہے ہمارے بھتیجے نے تو سنو ہوش ٹھکانے رکھو، ہم اس کو کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمارا آخری بندہ بھی کام میں آجائے۔ اور وہ بات باطل ہے جو اس نے کہی ہے تو پھر ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے پھر تمہاری مرضی ہوگی کہ تم اس کو قتل کرو یا زندہ رہنے دو۔

آپ علیہ السلام کی خبر سچی ثابت ہوئی ..... انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اس پر جو کہتے ہو۔ لہذا انہوں نے صحیفہ کھولا، کیا دیکھتے ہیں کہ صادق مصدوق نے جو خبر دی تھی وہی بات ہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ معاملہ وہی ہے جو ابوطالب نے کہا ہے۔ بولے اللہ کی قسم یہ تمہارے اس بندے کی طرف سے جادو ہے۔ لہذا وہ اپنے منہ کی کھا گئے اور پہلے سے زیادہ عداوت پر لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے اور مسلمانوں کے خلاف۔ لہذا وہ اسی پر پکے ہو گئے جس پر انہوں نے معاہدہ کیا تھا اور یہ عبدالمطلب کے بیٹوں کی جماعت بے شک کذب اور سحر کے ساتھ زیادہ اولیٰ تو وہی لوگ ہیں اگر تمہارا وہ صحیفہ جس پر تم نے اتفاق کیا تھا جو ہمارے ساتھ قطع تعلق پر مبنی تھا اگر وہ جت اور سحر کی طرف قریب نہ ہوتا ہمارے معاملے میں۔ اور اگر تم لوگ سحر پر اتفاق نہ کئے ہوئے ہوتے تو تمہارا صحیفہ خراب نہ ہو جاتا، حالانکہ یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہوئے اللہ نے اس میں وہ مٹا دیا ہے جو تم نے لکھے اور جو کچھ مٹی برانصاف نہیں تھا اسے باقی رہنے دیا ہے۔ اس سے کیا ثابت ہو رہا ہے کہ جادوگر تم لوگ ہو یا ہم ہیں؟

چنانچہ اس وقت اس گروہ نے جو بنو عبدمناف اور بنو قصی میں سے تھا اور کچھ لوگ قریش میں سے کہ ان کو ان کی عورتوں نے جنم دیا ہے بنو ہاشم سے۔ ان میں سے ایک ابوالختر ہی ہے اور مطعم بن عدی اور زبیر بن ابوامیہ بن مغیرہ اور زمعہ بن اسود اور ہشام بن عمرو۔ اور یہ صحیفہ اس کے پاس تھا اور وہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ ان مردوں میں سے جو کہ ان کے اشراف میں سے تھے۔ اور عزت داروں میں سے (ان سب نے کہا کہ) ہم اس سے لاتعلق ہیں اور بری ہیں جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ لہذا ابوجہل نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جس کا فیصلہ رات کے اندھیرے میں ہوا ہے۔

ابوطالب نے ان کے صحیفے کے بارے میں شعر کہے اور اس جماعت کی مدح و تعریف کی جنہوں نے اس صحیفے سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔ اور جنہوں نے اس معاہدے کو توڑ دیا تھا جو کچھ اس میں تھا۔ اور ان اشعار میں اس نے نجاشی کی تعریف بھی کی۔

موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں۔ اس طرح ذکر کیا ہے اس قصے کو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے ابو جعفر بغدادی سے، اس نے محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاص محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ جب رسول اللہ ﷺ اس پر پکے ہو گئے جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے تھے تو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ان کے دفاع کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ وہ حضور ﷺ کے خلاف تھے اور اس کے مطابق تھے جس نظر سے پر آپ کی قوم تھی۔ مگر انہوں نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ وہ یوں ذلیل سمجھے جائیں کہ انہوں نے اپنے بھائی (محمد) کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اس کو چھوڑ گئے ہیں ان کی قوم میں سے۔ جب بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے یہ کیا تو قریش سمجھ گئے کہ محمد کی طرف دست درازی کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے ان سب کے ہوتے ہوئے۔ تو پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا

کہ وہ اپنے اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے درمیان ایک معاہدہ کریں کہ ہم نہ ان لوگوں سے رشتہ لیں گے نہ ان کو رشتہ دیں گے، نہ ہی ان کو کوئی چیز فروخت کریں گے، نہ ہی ان سے کوئی چیز خریدیں گے۔ لہذا یوں ترک تعلقات کا انہوں نے صحیفہ لکھ لیا اور اس کو انہوں نے کعبے میں لٹکا دیا۔ پھر انہوں نے ہر اس شخص پر تعدی کرنا شروع کر دیا جو مسلمان ہوتا۔ لہذا وہ لوگ ان کو باندھ دیتے اور ان کو ایذا پہنچاتے۔ لہذا مسلمانوں کی آزمائش سخت ہو گئی اور فتنہ عظیم ہو گیا اور مسلمان سخت جھنجھوڑے گئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو اس کے طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کے شعب ابوطالب میں محصور ہونے کی بابت۔ اور اس کو بھی اور اس کو بھی جو ان کو سخت مشقت پہنچی اس قدر کہ وہ لوگ اپنے بچوں کی آوازیں سننے کے لئے جو شعب ابن طالب کے باہر ہوتے تھے بلبللا رہے تھے۔ بھوک کی وجہ سے یہاں تک کہ عام قریش نے اس کو ناپسند کیا جو تکلیف ان کو پہنچ رہی تھی اور انہوں نے اس ظالمانہ صحیفے کو بھی ناپسند کیا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے اللہ عزوجل نے اپنی رحمت کے ساتھ قریش کے صحیفے پر دیمک کو مسلط کیا، اس نے اللہ کا کوئی بھی نام باقی نہ چھوڑا مگر اس کو وہ کھا گئی۔ باقی رہ گیا اس کے اندر قطع تعلق، بہتان اللہ نے اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی جو کچھ ان کے درمیان صحیفے کے عہد کو توڑنے کی بابت ہوا۔ اس کے مطابق جو کچھ تم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ مکمل۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قریش کے مکرو فریب پر مبنی صحیفے کو خراب کر دیا تو نبی کریم ﷺ شعب ابوطالب سے باہر آ گئے۔ اور گروہ بھی۔ چنانچہ انہوں نے باہر معاشرے میں رہنا شروع کیا اور لوگوں سے ملنے جلنے لگے۔ (ابن ہشام ۱/۳۷۱)

## باب ۸۲

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ آپ اسی پر توجہ رکھئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور مشرکین سے بے توجہی کر لیجئے ہم آپ کے لئے کافی ہیں استہزا اور مذاق کرنے والوں کے خلاف جو اللہ کے ساتھ دوسرا الہ ٹھہراتے ہیں عنقریب وہ جان لیں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن حمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عمر بن عبد اللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

انا کفیناک المستهزئین

فرمایا کہ استہزا کرنے والے مندرجہ ذیل تھے :

- |                       |                                 |
|-----------------------|---------------------------------|
| ۱۔ ولید بن مغیرہ      | ۲۔ اسود بن عبد یغوث زہری        |
| ۳۔ اسود بن المطلب     | ۴۔ ابوزمعه بنو اسد بن عبد العزی |
| ۵۔ حارث بن عنطلہ سہمی | ۶۔ عاص بن وائل                  |

چنانچہ حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے مذکورہ لوگوں کی شکایت کی تھی۔

## حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کا دنیا میں بدترین انجام

جبرائیل علیہ السلام کو ولید ابو عمرو بن مغیرہ کی صورت دکھائی دی اور انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو اسود بن عبدالمطلب دکھایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اسود بن عبد یغوث زہری دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو حارث بن عنظلہ سہمی دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں یا اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا)۔ پھر حضور ﷺ کے پاس عاص بن وائل گزرے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ان کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔

## دشمنان رسول کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لئے انتہائی معمول اور سادہ سے اسباب کا استعمال

(۱) ولید بن مغیرہ کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ بنو خزاعہ کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے شمشیر کے بھالے کو پڑ لگا رہا تھا۔ وہ اپنے تیر سے نکل کر اس کی ہاتھ پاؤں کی موٹی رگ پر لگا اور اسے کاٹ دیا خون بہہ پڑا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(۲) اسود بن المطلب کے ساتھ کیا ہوا؟ کہ وہ اندھا ہو گیا۔ اس کو بھی اسی طرح کچھ لگ گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کیکر (بول) کے درخت کے نیچے گیا۔ اچانک چلانے لگا، اے میرے بیٹو! مجھے اس شخص سے بچاؤ میں قتل کیا جا رہا ہوں۔ انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے ہمیں تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ اور وہ یہی کہتا رہا کہ کیا تم لوگ اس کو مجھ سے ہٹاتے نہیں۔ میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ یہ دیکھیں یہ رہا میری آنکھ میں کانٹا چھبا رہا ہے۔ وہ (بیٹے) کہتے رہے ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ وہ برابر یہی کہتا رہا یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

(۳) اسود بن عبد یغوث کے ساتھ کیا ہوا؟ اس کے سر میں ایک زخم ہوا، وہ اسی سے مر گیا۔

(۴) حارث بن عنظلہ کا کیا انجام ہوا؟ اس کے پیٹ میں پیلا پانی پیدا ہو گیا جو کہ اس کے منہ سے نکلتا رہتا تھا۔ وہ اسی میں مر گیا۔

(۵) عاص بن وائل کا کیا ہوا؟ ایک دن تھوہر اس کے سر میں چلا گیا جس سے وہ سوچ گیا اس سے وہ مر گیا۔ اس کے علاوہ دیگر راویوں نے حدیث میں بتایا کہ وہ طائف کی طرف سوار ہو کر روانہ ہوا، گدھے کی سواری تھی۔ اس نے اس کو وہاں جا کر ایک تھوہر کے ساتھ باندھا، اس کا کانٹا اس کے پیر کی ہتھیلی میں چبھ گیا۔ بس وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔

باب ۸۳

## حضور ﷺ کا قریش کے ان لوگوں کو بدعائدینا

جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی تھی اور دعا کا قبول ہونا اور اس میں نشانیوں کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی ابن دحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابو عزرہ نے، ان کو جعفر بن عون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن علی بن محمد فقیہ اور ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن عبد الوہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اعمش نے



مسلم بن صبیح سے، اس نے مسروق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں حدیث بیان کر رہا تھا۔ اچانک اس نے کہا، اس بارے میں جو کہتا ہے :  
یوم تأتی السماء بدخان مبین - (سورۃ دخان : آیت ۱۰) جس دن آسمان واضح دھواں لے آئے گا۔

اس نے کہا کہ اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے دن ہوگا اور وہ منافقوں کے کانوں کو اور آنکھوں کو پکڑ لے گا اور مؤمنوں کو اس سے زکام کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ہم نے ان کو اس بات کی خبر دی۔ وہ اس وقت سہارے لگائے ہوئے تھے۔ وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کہنے لگے۔

”اے لوگو! جو شخص تم میں سے علم رکھتا ہے وہ تو اپنے علم کے مطابق بات کیا کرے اور جو کسی بھی بات کا علم نہیں رکھتا، اس کو چاہئے کہ وہ یوں کہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بے شک یہ بات علم میں سے ہے کہ جاننے والا جس بات کو نہیں جانتا اس کے بارے میں یہ کہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے :

قل ما أسالکم علیہ من اجر و ما انا من المتکلفین - (سورۃ ص : آیت ۸۶)

اے پیغمبر! فرما دیجئے میں اس (علم دینے، دین سکھانے پر) تم لوگوں سے کچھ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

قریش پر قحط سالی کا عذاب مسلط ہوا ..... (یہ تو گویا تمہیدی باتیں فرما رہے تھے) اس کے بعد فرمایا :

”میں ابھی تم لوگوں کو دخان یاد دھوئیں کے بارے میں بتاتا ہوں (اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے)۔ کہ جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اسلام لانے سے پیچھے ہٹ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! ان کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ قحط کے سات سالوں کے ساتھ، جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے پر سات سال قحط پڑا تھا۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس بددعا کے نتیجے میں ان لوگوں کو قحط سالی پہنچی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھوئیں کی کیفیت دیکھتا تھا۔ (فتح الباری ۵۷۳/۸ - البدایہ والنہایہ ۱۰۷/۳)

محمد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ لہذا یہ کیفیت ان سے دور کر دی گئی۔ احمد بن حازم نے کہا کہ اس کے بعد عبداللہ نے یہ آیت پڑھی :

انا کاشفوا العذاب قليلا انکم عائدون - (سورۃ دخان : آیت ۱۵)

بے شک ہم عذاب کو کھول دینے والے ہیں۔ بے شک تم لوٹ کر آنے والے ہو۔

کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے دوبارہ کفر کیا۔ لہذا یوم بدر تک مہلت دی گئی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ بات اگر قیامت کے دن کی ہوتی تو یہ کیفیت ان سے نہ کھولی جاتی۔

یوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون - (سورۃ دخان : آیت ۱۶)

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔ یہ الفاظ حدیث احمد بن حازم کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو بکر عمرو بن عبداللہ ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمران بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن ابوشیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعمش سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کا قول ذکر کیا اور یہ کہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہوں نے ذکر کیا عبداللہ کا قول حدیث جعفر بن عون کے مفہوم میں۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا، کہ

ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون - (سورۃ دخان : آیت ۱۲) ترجمہ: اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹالے ہم ایمان لاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ ہم ان لوگوں سے عذاب ہٹادیں تو یہ دوبارہ کفر کریں گے۔ فرمایا کہ اللہ نے ان سے عذاب ہٹالیا۔ لہذا لوگوں نے دوبارہ کفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ لہذا اللہ نے ان سے بدروا لے دن انتقام لے لیا۔ یہی چیز مذکور ہے اس آیت میں۔

یوم تأتي السماء بدخان مبين تا يوم نبطش البطشة الكبرى انا منتقمون - (سورة دخان : آیت ۲ و ما بعدھا)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے وکیع سے اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے اشج سے اس نے وکیع سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۵/۲۸۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین ص ۴/۲۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبید بن عتبہ نے، ان کو علی بن ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسباط بن نصر نے منصور سے، اس نے ابو الضحیٰ سے اس نے مسروق سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں سے دین اسلام کو قبول کرنے سے پیچھے ہٹنا دیکھ لیا تو آپ نے بد دعا فرمائی تھی۔

اللهم سبع بسبع يوسف

اے اللہ ان پر یوسف علیہ السلام کے دور کے سات قحط والے سات سالوں کی طرح سات سال قحط مسلط فرما۔

چنانچہ ان کو قحط سالی نے پکڑ لیا۔ اس قدر شدید قحط پڑا کہ لوگوں نے مرے ہوئے جانوروں تک کو کھایا اور چمڑے کھائے اور ہڈیاں کھائیں۔ لہذا حضور ﷺ کے پاس ابوسفیان آئے اور مکے کے دیگر لوگ بھی اور آ کر کہنے لگے، اے محمد! تم یہ گمان کرتے ہو یا دعویٰ کرتے ہو کہ آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو، حالانکہ آپ کی قوم والے ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ ان کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہذا وہ لوگ بارش سے سیراب کئے گئے اور وہ بارش مسلسل سات دن رات ان پر برستی رہی۔ اس قدر برسی کہ لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کرنا شروع کر دی۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ لہذا حضور ﷺ کے اوپر سے بادل ہٹ گیا (یعنی مدینہ کے اوپر سے اور دُور دراز کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق گزر چکی ہے۔ آیت دخان یعنی دھوئیں والی اس سے مراد وہی قحط سالی بھوک ہے جو مکہ والوں کو پہنچی تھی اور اس آیت سے بھی وہی مراد ہے۔

انا كاشفوا العذاب قليلا انكم عائدون

لیکر اور آیت لزام اور آیت روم اور بطشة کبریٰ اور انشقاق قمر، یہ سب کچھ یوم بدر میں ہوا یعنی ان کی مراد ہے (واللہ اعلم) کہ بڑی پکڑ (بطشة الکبریٰ) اور دھواں (الدخان) اور آیت لزام (فسوف یكون لزاماً) یہ سب کچھ بدر میں ہوا۔ اور امام بخاری نے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## پانچ بڑے واقعات

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، اس نے ہمیں خبر دی یعنی بن عبید سے، اس نے کہا ہمیں اعمش نے حدیث بیان کی مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔

(۱) لزام (۲) روم (۳) دخان (۴) بطشة الکبریٰ اور (۵) شق القمر۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۲۵۔ فتح الباری ۵/۸۔ ترمذی ۳۷۹/۵۔ مسند احمد ۱۲۸/۵)

اور اس سے مراد ہے کہ یہ نشانیاں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں وجود میں آچکی ہیں جیسے حضور ﷺ نے ان کے بارے میں ان کے وجود سے پہلے خبر دی تھی۔

فائدہ : لزام سے مراد سورۃ فرقان کی آیت فسوف یكون لزاماً یعنی عنقریب لڑائی اور جہاد ہے۔ روم سے مراد سورۃ روم کی ابتدائی آیت والی پیشین گوئی غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ہے۔ دخان سے مراد دیگر روایت کے مطابق وہ دخان ہے جو قیام قیامت سے پہلے ہوگا۔ وہ کفار و منافقین کے کانوں میں داخل ہوگا۔ جس سے وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے جلی بھنی ہوئی سری اور اہل ایمان پر اس سے صرف زکام کی کیفیت طاری ہوگی۔ اور بطشہ سے مراد وہ مراد ہے جس کا ذکر آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ میں ہے اور شق القمر سے مراد وہی ہے جو اقتربت الساعة وانشق القمر میں مذکور ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سیار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، ان کو ابو الضحیٰ نے مسروق سے، اس نے عبد اللہ سے۔

ولندیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر  
اور البتہ ہم ان کو ضرور چکھائیں گے چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے۔

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد بن اسحاق صفار نے، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو عمرو بن طلحہ نے، ان کو اسباط بن نصر نے سدی سے، سب نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

ویقولون متیٰ هذا الفتح ان کنتم صدیقین۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم ولا ہم ینظرون۔  
کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔ فرمادے تجھے فتح کا دن وہ ہے جس دن کافروں کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور نہ ہی ان کو مہلت ملے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فتح ہوئی تھی۔ جو کافر ہوئے سموت کے بعد ان کو ان کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر کامل بن احمد مستملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بلخی نے جو ہمارے پاس ہرات میں آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی نجار نے صنعاء میں، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے ایوب سختیانی سے، وہ عکرمہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے ہیں کہ ابو سفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ بھوک کے بارے میں شکایت کر رہے تھے۔ وہ کھانے کے لئے کچھ نہیں پا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خون میں لتھڑی ہوئی اُون کھا جاتے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا الربہم وما یتضرعون۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۲۶)

البتہ ہم نے ان کو پکڑ لیا ہے مصیبت میں مگر وہ نہیں دے اپنے رب کے آگے اور عاجزی بھی نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ اللہ نے ان سے وہ عذاب کھول دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس سیار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، ان کو علی بن حسن بن سفیان نے ان کو حسین بن واقد نے، ان کو یزید نخوی نے، یہ کہ عکرمہ نے اس کو حدیث بیان کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور رشتہ داری کی قسم دیتا ہوں۔ ہم نے بھوک سے علہز کھایا ہے یعنی اُون اور خون۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذناہم بالعذاب فما استکانوا الربہم وما یتضرعون۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۶۷)

اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابو سفیان کے قصے میں وہ جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد ہوا۔ اور شاید کہ وہ دو بار۔ واللہ اعلم

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰۷-۱۰۸)



## سورہ روم کی آیت اور اس کے بارے میں آیت کا ظہور قریب تر زمین میں

الْمَ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ - (سورہ روم: آیت ۱-۴)

”اہل روم قریب کی زمین پر مغلوب ہو گئے ہیں مگر غنقریب وہ مغلوب ہونے کے باوجود دوبارہ غالب آجائیں گے۔“

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فضل بجلی نے، ان کو معاویہ بن عمرو ازدی نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے، ان کو سفیان ثوری نے حبیب بن ابو عمر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ اہل روم فارس پر غالب ہو جائیں کیونکہ رومی اہل کتاب تھے۔ اور مشرکین یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس اہل روم پر غالب ہو جائیں کیونکہ وہ بتوں کے پجاری تھے (مشرک تھے)۔ یہ بات مسلمانوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غنقریب بہت جلدی وہ دوبارہ غالب آجائیں گے۔ لہذا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات مشرکین سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کر لیں اگر وہ غالب آگئے تو ہم آپ کو اتنی اتنی دیں گے۔ اور ہم غالب آگئے تو آپ ہمیں اتنا اتنا دینا۔ چنانچہ ان کے درمیان پانچ کی مدت ذکر ہو گئی مگر رومی غالب نہ ہوئے۔ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور کہا کہ آپ نے پانچ سال نہیں کہا تھا؟ میں خیال کرتا ہوں کہ کہا تھا کہ دس سے کچھ کم سال۔ کہتے ہیں کہ لہذا رومی غالب ہو گئے اس کے بعد۔

اسی تفصیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الْمَ غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سَنِينَ  
کہ رومی مغلوب ہو گئے ہیں قریب کی سرزمین پر حالانکہ وہ مغلوب ہونے کے بعد غنقریب چند سالوں میں غالب آجائیں گے۔

مراد ہے کہ رومی جو مغلوب ہوئے ہیں تو کچھ مدت کے بعد وہ پھر سے غالب آئیں گے۔

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ وَمِنْ بَعْدِ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ

”سارا معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ پہلے بھی اور بعد بھی اور اس دن مؤمنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔“

سفیان نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ بدر والے دن غالب ہو گئے تھے۔ (ترمذی ص ۳۱۹۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابواسحاق نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور مذکورہ مفہوم کے ساتھ اس نے اس کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ سعید نے کہا ہے۔ البضع مادون العشرة، کہ بضع دس سے کم ہوتے ہیں۔

رومیوں کے غلبہ سے مسلمان خوش ہوئے ..... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے ان کو اور قاء نے، ابن ابونج سے اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں اَلَمْ غَلِبَتِ الرُّومُ، کہا کہ (اللہ نے) فارس کے روم پر غلبہ کا ذکر کیا ہے۔ اور روم کے فارس پر غلبے بدلنے کا۔ اور مؤمن اہل کتاب کے ساتھ اللہ کی مدد آنے پر اہل اوثان کے خلاف پر خوش ہو گئے ہیں۔ مجاہد نے کہا ہے بَضْعُ كَيْفَ لَفْظِ كَا اِطْلَاقِ تَيْنِ سَعْلَةَ كَرْدَسَ تَكْ هَوْتَا هِے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد بن محمد بن حسن عوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے میرے دادا عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں اَلَمْ غَلِبَتِ الرُّومُ۔ کہا کہ گذر چکا یہ معاملہ تھا اہل فارس اور روم میں۔ اہل فارس ان پر غالب آ گئے بعد میں رومی ان پر غالب آ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین عرب بھی باہم ٹکرائے اور روم اور فارس بھی باہم ٹکرائے۔ لہذا اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور ان کی جو ان کے ساتھ مسلمان تھے مشرکین کے مقابلے میں مدد کی اور اہل کتاب کی نصرت فرمائی اہل مشرکین کے خلاف۔ لہذا مسلمان اللہ کی طرف سے ان کی مدد کئے جانے پر خوش ہوئے اور اہل کتاب کی نصرت ہو عجم کے خلاف۔

عطیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر مشرکین عرب کے ساتھ ٹکرائے تھے اور روم و فارس بھی باہم ٹکرائے تھے۔ لہذا اللہ نے مشرکین عرب کے خلاف ہماری مدد فرمائی تھی۔ اور ادھر اللہ نے مجوسیوں کے مقابلے میں اہل کتاب کی نصرت فرمائی تھی لہذا ہم لوگ خوش ہو گئے تھے۔ مشرکین کے مقابلے میں اللہ کی ہمارے مدد کرنے پر اور مجوس کے خلاف اہل کتاب کی نصرت پر بھی ہمیں خوشی ہوئی۔ اسی لئے یہ آیت نازل ہوئی :

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح اور ابن بکیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے آئے دن جھگڑا کرتے رہتے تھے جب وہ مکہ میں تھے۔ وہ کہتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہیں حالانکہ ان پر فارسی غالب آ گئے ہیں۔ اور تم مسلمان یہ کہتے ہو کہ تم بھی غالب آ جاؤ گے اس کتاب کی برکت کے ساتھ جو تمہارے نبی پر اتاری گئی ہے۔ لہذا ہم مشرکین بھی تم لوگوں پر ایسے غالب آ جائیں گے جیسے فارس روم پر۔ اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری :

اَلَمْ غَلِبَتِ الرُّومُ فِيْ اٰذْنٰى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِىْ بَضْعِ سَنِيْنٍ

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب یہ دو آیات نازل ہوئیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکین کے ساتھ شرط لگالی کہ بٹنی یہ واقعہ ضار اور جوئے کی حرمت سے قبل کا ہے۔ کہ اگر فارس ساتھ ساتھ میں مغلوب نہ ہوئے (تو یہ شرط ہوگی)۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کہا۔ بہر حال ہر وہ شے جو دس سے کم ہو وہ بَضْعُ میں داخل ہے اور ظہور فارس روم کے خلاف نو سال میں تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں پر حدیبیہ کے زمانے میں غلبہ دیا لہذا مسلمان اہل کتاب کے غلبہ پر خوش ہو گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو یزید بن سعید سے، اس نے قتادہ سے کہ اَلَمْ غَلِبَتِ الرُّومُ فِيْ اٰذْنٰى الْاَرْضِ۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان پر اہل فارس غالب آ گئے تھے شام کے قریب کی سرزمین پر۔

وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِىْ بَضْعِ سَنِيْنٍ - الْاٰیة

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآنی بشارت کے متعلق شرط رکھی ..... قتادہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا مانا اور انہوں نے جان لیا کہ رومی عنقریب غالب آجائیں گے اہل فارس پر۔ اور مشرکوں اور مسلمانوں نے پانچ پانچ اونٹنیوں کی شرطیں لگانی شروع کیں اور ان کے درمیان پانچ سال کی مدت طے ہو گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے شرط پوری کرنے کے لئے اور اس کی ادائیگی بھرنے کے لئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے تھے اور مشرکوں کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری ابی بن خلف نے لی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب جوئے میں شرط لگانے پر اسلام اور قرآن میں مخالفت نہیں آئی تھی۔ مگر اس مدت میں اہل روم اہل فارس پر غالب نہ آئے لہذا مشرکین نے اپنی شرط اور جوئے کی رقم مانگ لی۔ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ابھی کسی چیز کے حقدار نہیں ہیں کہ وہ دس سے کم کوئی مدت مقرر کر لیں کیونکہ بعض بضع تین سے دس تک ہوتا ہے۔ لہذا ہا ہم مشورے سے انہوں نے مدت میں زیادتی کر لی اور مدت کو لمبا کر لیا۔ جب انہوں نے ایسا کر لیا تو اللہ نے رومیوں کو فارس پر غلبہ دے دیا۔ سات سال پورے ہونے کے بعد یہ واقعہ اس وقت ہوا جب مسلمان حدیبیہ سے واپس لوٹ رہے تھے۔ لہذا مسلمان خوش ہو گئے تھے کیونکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب آ گئے تھے۔ یہ واقعہ ایسا تھا کہ اس سے اللہ نے اسلام کو قوی اور مضبوط کر دیا تھا۔ یہی ارشاد ہے اس آیت میں :

و یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ - (تفسیر قرطبی ۵/۱۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو صفوان بن صالح نے اور ابوتقی ہشام بن عبد الملک نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، ان کو اسید الکلابی نے کہ اس نے سنا علاء بن زبیر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فارس کا غلبہ روم پر دیکھا تھا اس کے بعد میں نے روم کا فارس پر غلبہ بھی دیکھا۔ اس کے بعد میں نے فارس اور روم دونوں پر مسلمانوں کا غلبہ بھی دیکھا اور مسلمانوں کا غلبہ شام پر اور عراق پر دیکھا۔ یہ تینوں انقلاب صرف پندرہ سال میں وقوع پذیر ہوئے۔ اللہ کی نگہبانی سے۔

## باب ۸۵

### نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سات افراد قریش کے خلاف بددعا کرنا

اس کے بعد ابولہب کے بیٹے پر بددعا کرنا اور اس بارے میں نشانیوں کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عمرو بن میمون نے، ان کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف منہ کیا تھا اور قریش کے سات افراد کے خلاف بددعا کی تھی۔

(۱) ابو جہل - (۲) اُمیہ بن خلف - (۳) عتبہ بن ربیعہ - (۴) شیبہ بن ربیعہ - (۵) عقبہ بن ابو معیط -

عبد اللہ نے کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں البتہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر کے میدان میں گر پڑے تھے شدید گرمی کے دن دھوپ میں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۶۰۔ فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو محمد بن یحییٰ حرانی نے، ان کو حسن بن محمد بن اعین نے، ان کو زہیر نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مسلمہ بن شیبہ سے۔ اس نے حسن بن محمد بن اعین سے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمام نے، ان کو عباس بن فضل ازرق نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابو نوفل بن ابو عقرب نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لہب بن ابو لہب حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضور ﷺ کے خلاف بددعا کیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی، اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ، ”اے اللہ اس پر اپنا کتا مسلط فرما“۔ اور ابو لہب شام کی طرف سامان تجارت لے جاتا تھا اور اپنے بیٹے کو غلاموں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے بارے میں ہر وقت خوف طاری رہتا ہے محمد کی بددعا کا۔ وہ لوگ اس کی حفاظت کرتے تھے، کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ کسی منزل پر اترتے تھے تو وہ لوگ ابو لہب کے بیٹے کو دیوار کے ساتھ ملا دیتے تھے اور اس کے اوپر کپڑے اور سامان ڈال دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک زمانے تک ایسے ہی کرتے رہے مگر (جب موت آئی) تو ایک درندہ آیا اس نے اس کو چیر پھاڑ دیا۔

یہ خبر ابو لہب کو پہنچی تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو کہا نہ تھا کہ مجھے اس کے بارے میں محمد کی بددعا سے ڈر رہتا ہے۔ اسی طرح کہا ہے عباس بن فضل نے، مگر وہ روایت قوی نہیں۔ لہب بن ابو لہب مذکور ہے مگر اہل معازی کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابو لہب تھا اور بعض نے کہا عتبہ تھا۔

ابو لہب نے بنات رسول کو طلاق دلا دی ..... (۴) اس میں جس کی ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، انہوں نے ہمیں پڑھ کر سنائی یعنی اُم کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ نے جو جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) عتبہ بن ابو لہب کے عقد میں تھیں اور دوسری بہن رقیہ بنت رسول ﷺ عتبہ بن ابو لہب کے عقد میں تھیں۔ جب اللہ نے سورۃ تبت یسا ابی لہب اتاری تو ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتبہ سے کہا کہ میرا سر اور تم دونوں کے سر حرام ہیں (یعنی میری اور تمہاری پیدائش حرام کی ہے) اگر تم نے محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ لہذا ان دونوں نے حضور ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی۔

شیر نے ابو لہب کے بیٹے کا گلا کاٹ دیا ..... اُم کلثوم بنت حرب بن اُمیہ جو کہ لکڑیاں اٹھانے والی (یعنی حمالة الحطب) تھی اس نے یہی کہا اپنے بیٹے سے کہ طلاق دے رقیہ کو یہ صابی ہو چکی ہے (آبائی دین سے پھر چکی ہے) چنانچہ اس نے طلاق دے دی تھی۔ اور عتبہ نے اُم کلثوم کو طلاق دے دی تھی اور عتبہ نے حضور ﷺ کے پاس آکر ان پر حملہ کر دیا تھا اور حضور ﷺ کی قمیص پھاڑ دی تھی۔ جب اس نے اُم کلثوم کو فارغ کر دیا تھا اور کہنے لگا کہ میں نے تیرے دین کا انکار کر دیا ہے اور تیری بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔ آپ ﷺ مجھے پسند نہیں کرتے میں بھی آپ کو پسند نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے دل برداشتہ ہو کر اس کے لئے بددعا فرمائی تھی۔

”بہر حال اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس پر کوئی اپنا کتا مسلط فرما“۔ (چنانچہ اس کا انجام بدیوں ہوا کہ)

قریش کی جماعت تجارتی سفر کے لئے شام کے ملک کی طرف روانہ ہو گئی شام کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا، اس مقام کو زرقاء کہتے تھے۔ رات کا وقت تھا اس وقت ایک شیر ان پر گھوم گیا۔ عتبہ کہنے لگا اے میری ماں کی ہلاکت اللہ کی قسم یہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسے محمد نے مجھ پر بددعا کی تھی ابن ابو کبشہ (محمد ﷺ) نے مجھے مکہ میں بیٹھ کر قتل کروا دیا ہے حالانکہ میں شام میں ہوں۔ اتنے میں شیر سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف اسی پر غرایا اور دھاڑ ماری اور اس کے سر کو منہ میں دبا کر جھنجھوڑ کر اس کا گلا کاٹ دیا۔

ابو عبد اللہ نے کہا سب کچھ کے بارے میں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ثقفی نے احمد بن مقدم سے، اس نے زہیر بن علاء عبدی سے، اس نے ابو عروبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے زہیر سے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے کہ جب شیر اس رات کو ان پر گھوم کر چلا گیا تو یہ لوگ سو گئے اور ان لوگوں نے عتبہ کو درمیان میں کر دیا تھا۔ شیر جب آیا تو اس نے ان سب کے اوپر سے چھلانگ لگا کر سیدھا جا کر عتبہ کا سر پکڑا اور اس کو پھاڑ دیا تھا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان ؓ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا تھا وہ عثمان ؓ کے پاس فوت ہو گئی تھیں اور اس کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی بڑی بیٹی زینب سے ابو العاص بن ربیع نے عقد کیا تھا اس میں سے ان کی بیٹی امامہ پیدا ہوئی تھی۔

## رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات

اور اسلام سے ان کا رُک جانا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وہم ینہون عنہ وینأون عنہ وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون۔ (سورۃ الانعام)  
وہ لوگ حضور ﷺ سے روکتے ہیں ان سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو حالانکہ وہ سمجھتے نہیں۔

نیز ارشاد ہے :

انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ ینہدی من یشاء۔ (سورۃ قصص)  
بیشک آپ (اے محمد ﷺ) ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محبوبی نے، ان کو احمد بن یسار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو حبیب بن ابوثابت نے اس شخص سے جس نے سنی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے تھے :

وہم ینہون عنہ وینأون عنہ وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون

یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے روکتے تھے اور حضور ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔ اور عبد الرزاق کی ایک روایت میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو علی بن جمشاد نے، ان کو محمد بن اصہبانی نے، ان کو بکر بن بکار نے، ان کو حمزہ بن حبیب نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں، وہم ینہون عنہ وینأون عنہ۔ فرمایا کہ یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے سے روکتا تھا اور حضور ﷺ کی لائی ہوئی کتاب سے ہٹاتا اور دور کرتا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن قرقوب التمار نے ہمدان میں، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیل نے، ان کو ابو الیمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے۔

ابو جہل نے ابوطالب کو موت کے وقت عار دلایا ..... (ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے جس قدر میں یاد نہیں رکھ سکتا۔ انہوں نے ابن حبیب سے اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات آن پہنچی تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے ابو جہل بن ہشام ان کے پاس بیٹھے تھے اور عبد اللہ بن اُمیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا اے چچا! آپ کہہ دیجئے



لا الہ الا اللہ میں تیرے لئے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے حجت کروں گا۔ ادھر سے ابو جہل نے اور ابو امیہ نے ابوطالب سے کہا کیا ملت عبدالمطلب سے اعراض اور روگردانی کریں گے۔ کہتے ہیں کہ ابوطالب کا آخری جملہ جو اس نے منہ سے نکالا وہ یہی تھا، علی ملة عبد المطلب کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا تھا کہ میں ضرور آپ کے لئے استغفار کروں گا، بخشش مانگوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی :

ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم و ما كان استغفار ابراهيم لايه الا عن موعدة وعدها اياه فلما تبين له انه عدو لله تبرء منه - (سورة توبى : آيت ۱۱۲-۱۱۳) (بخارى- حدیث ۳۶۷۵)

کہتے ہیں کہ جب وہ مرے کافر ہی تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی :

انك لاتهدى من احببت  
اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں۔

یہ الفاظ معمر کی حدیث کے ہیں۔

اور شعیب کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے پاس آئے آپ ﷺ نے اس کے پاس ابو جہل کو بیٹھے ہوئے پایا اور عبد اللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ کو۔ اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ بار بار اس پر لا الہ الا اللہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں مذکورہ کافر آپ سے دشمنی کرتے رہے، اس کلمے سے۔ یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری کلمہ جو منہ سے نکالا وہ تھا کہ میں ملت ابوامطلب پر ہوں یہ کہہ کر اس نے لا الہ الا اللہ کے نظریہ سے انکار کر دیا۔ باقی روایت کو مذکور مفہوم کے ساتھ ذکر کیا ہاں مگر انہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں نازل فرمائی تھی اور اپنے رسول سے کہا اس روایت میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ جب وہ مرے تو وہ کافر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے اور محمود سے۔ (فتح الباری ۵۰۶/۸)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق قاضی سے۔ (مسلم- کتاب الایمان ص ۵۴/۱)

اور عبد بن حمید سے، ان سب نے عبد الرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو الیمان سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابوطاہر عنبری سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے دادا یحییٰ بن منصور نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار اور عبد الرحمن بن بشر نے ان کو یحییٰ نے، ان کو یزید بن کیسان نے، ان کو ابو حازم نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چچا سے آپ کہہ دیجئے لا الہ الا اللہ میں آپ کے لئے قیامت کے دن اس کی شہادت دوں گا۔ اس نے جواب دیا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قریش مجھے عیب لگایا کریں گے کہ موت کے خوف نے اس کو کلمہ پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا تو میں اس کے ساتھ ضرور تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ لہذا اللہ نے آیت نازل فرمائی :

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء

بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو پسند کرے بلکہ جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے

کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو ابو اسامہ نے، ان کو یزید بن کیسان نے اس نے سنا ابو حازم سے۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اے چچا جان! آپ کہہ دیں لا الہ الا اللہ اشهد لك بها يوم القيمة، میں قیامت کے دن تیرے لئے گواہی دوں گا۔ اس نے کہا

اگر یہ بات ہوئی تو قریش کے لوگ مجھے طعنہ دیں گے۔ وہ کہیں گے اس کو اس پر موت کی گھبراہٹ نے ابھارا تھا (یعنی موت کے ڈر سے اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا) تو میں تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کرتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری :

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين

بیشک آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۵۵/۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن ابو حازم حافظ نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن عبد اللہ اسدی نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے یحییٰ بن عمارہ سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوطالب بیمار ہو گئے تھے لہذا قریش ہی ان کی مزاج پرسی کے لئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے۔ ان کے سر ہانے ایک آدمی بیٹھے تھے۔ ابو جہل اٹھے ان کو منع کرنے کے لئے اس سے۔ انہوں نے اس بات کی شکایت کی کہ میرے والد سے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے آپ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا اے چچا! میں ان سے وہ کلمہ چاہتا ہوں جس کی برکت سے پورے عرب ان کے لئے جھک جائیں گے اور اس کی وجہ سے عجم ان کو جزیرہ دیں گے۔ وہ ایک ہی کلمہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کون سا کلمہ ہے؟ فرمایا کہ لا الہ الا اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ اجعل الالهة الثما واحدا ان هذا لشیء عجاب۔ کہا اس نے بہت سارے الہوں کو ایک الہ اٹھہرا دیا یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔

کہتے ہیں کہ انہی لوگوں کے بارے میں سورۃ ص نازل ہوئی، ص والقمر ان ذی الذکر۔ یہاں تک کہ یہاں تک پہنچ گئے،

ان هذا الا اختلاق۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۲۳۲ ص ۳۶۵-۳۶۶)

دفاع اسلام نے ابوطالب کو فائدہ پہنچایا ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے پاس گئے اس کے مرض میں تو جا کر اس سے کہا اے چچا جان آپ کہہ دیجئے لا الہ الا اللہ۔ اس سبب سے تیرے لئے میرا سفارش کرنا حلال ہو جائے گا قیامت کے دن۔ اس نے کہا اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ بات تیرے اوپر اور تیرے گھر والوں پر میرے بعد گالی بن جائے گی لوگ یہ کہیں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے ڈر سے کہا تھا۔ صرف تمہیں خوش کرنے کے لئے میں نے کہا تھا، یہی کہا جائے گا۔ جب اس کی آواز بند ہو گئی تو دیکھا گیا کہ ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ عباس نے قریب ہو کر کان لگایا واپس ہٹ کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اس نے وہی کلمہ کہا ہے جو آپ نے کہا ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔ (ابن ہشام ۲/۲۷۷۔ البدایہ والنہایہ ۱۳۳/۳)

اس کی اسناد منقطع ہیں اس وقت میں عباس خود بھی ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب وہ مسلمان ہو گئے تھے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے وہ بات کہی جو حدیث ثابت میں ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔

اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ مسدد اور حجتی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبد الملک بن عمیر سے، اس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے، اس نے عباس بن عبد المطلب سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ابوطالب کو کوئی فائدہ دے سکیں گے۔ بیشک وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراض بھی ہو جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، وہ آگ کے کنارے پر ہے (یہ میری وجہ سے ہے) اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

اس کو بخاری نے موسیٰ سے روایت کیا ہے۔ بخاری۔ حدیث ۶۲۰۸۔ فتح الباری ۱۰/۵۹۲)

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر نے۔ سب نے ابو عوانہ سے۔ اور اسی طرح روایت کیا اس کو سفیان ثوری نے اور سفیان بن عیینہ نے عبد الملک بن عمیر سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابن ملحان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے، ان کو لیث نے یزید بن ہاد سے۔ اس نے عبد اللہ بن خباب سے، اس نے ابوسعید سے کہ اس نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب ان کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہو رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ غالباً اس کو قیامت کے دن میری سفارش فائدہ دے گی۔ لہذا وہ آگ کے کنارے میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنے تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔

اور (علی بن احمد) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابوضریمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابن الہاد نے، ان کو عبد اللہ بن خباب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوسعید خدری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا۔ ابوسعید نے مذکورہ بات ذکر کی ہے۔ اور بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے عبد اللہ بن یوسف سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے مسلم سے اس نے قتیبہ سے، ان دونوں نے لیث بن سعد سے۔

ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی ..... (۶) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو النضر محمد بن محمد بن یوسف طوسی نے ان کو محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو عمرو یعنی ابن احمد نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے عذاب میں سے آسان ترین عذاب میں ابوطالب ہوگا جس کو ایسے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن شیبہ سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر بن احمد اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شیبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تاجیہ بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا وہ کہہ رہے تھے کہ جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ آپ کے چچا انتقال کر گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ جائیں اور جا کر اسے دفن کر دیں اور بات نہ کریں بلکہ میرے پاس آجائیں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ غسل کر لو۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابومریم نے، ان کو فریابی نے، ان کو سفیان نے ابواسحاق سے، اس نے تاجیہ بن کعب سے، اس نے علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ کے بوڑھے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں ان کو کون دفن کرے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جا کر دفن کر دیجئے اپنے والد کو اور تم اور کچھ نہ کرنا بلکہ میرے پاس آجانا۔ چنانچہ میں ان کو دفن کر کے آیا تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے میرے لئے کچھ دعائیں کیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان کے بدلے کچھ بھی چیز مل جائے اس میں سے جو کچھ روئے زمین پر ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن ہارون بن حمید نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابوزرعمہ نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے ابراہیم بن عبدالرحمن سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کی میت پر آگے آئے اور فرمانے لگے میں تیرے ساتھ صلہ رحمی والا معاملہ کرتا ہوں۔ تجھے جزائے خیر ملے اے میرے چچا! اور روایت کی گئی ہے ابوالیمان ہوزنی سے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور مرسل روایت کی اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے

کہ وَلَمْ يَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ، کہ آپ ان کی قبر پر نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم بن عبد الرحمن سے مراد خوارزمی ہے جس میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں نے کہا ہم کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد دوری بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ قریش میرا لحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو عقبہ مجدر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ قریش میرا لحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

ابوطالب کی وفات کے بعد قریش کی ایذا رسانی بڑھ گئی ..... (۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبد اللہ بن ادیس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، جس نے اس کو حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر سے، اس نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو قریش کے کچھ بے وقوفوں میں سے ایک کم عقل حضور ﷺ کے آگے آیا اور اس نے حضور ﷺ پر مٹی پھینک دی اور اپنے گھر کو واپس آ گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی آئی اس نے آپ کے ﷺ چہرے سے مٹی صاف کی اور رونے لگی۔ حضور ﷺ فرمانے لگے اے بیٹی نہ روؤ، بے شک اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا آپ کے باپ کی۔ اور اسی دوران یہ بھی فرما رہے تھے کہ قریش نے میرے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کیا تھا میں جس کو ناپسند کروں یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی ہے (یعنی جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش مجھے تکلیف نہیں پہنچا سکے)۔ (ابن ہشام ۲/۲۶-۲۷۔ الروض الانف ۱/۲۵۸)

## باب ۸۷

### سیدہ خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول ﷺ کی وفات

اور جبرئیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو ان آیات و نشانیوں کے بارے میں خبر دینا جو وہ آپ ﷺ کے پاس لائے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابوعمر نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بی بی پر اس قدر غیرت نہیں کی تھی جس قدر خدیجہ پر کی تھی بوجہ اس کے کہ میں سنتی رہتی تھی کہ حضور ﷺ اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے میرے ساتھ اس کی وفات کے تین سال بعد شادی کی تھی۔ اور البتہ تحقیق آپ ﷺ کو آپ کے رب نے حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ اس کو جنت میں ان کے گھر کی بشارت دے دیں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے (یا بانس سے) جن میں نہ تعب ہے، نہ تھکان اور نہ شور و شغب ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی دیگر وجوہ سے ہشام بن عروہ سے۔ (بخاری حدیث ۳۸۱۷)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو قتیبہ ابن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے عمارہ سے، اس نے ابو زرعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام

حضور ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ ہے یہ آپ کے پاس ایک برتن لارہی ہے اس میں کھانے کا سامن ہے یا پینے کی چیز ہے۔ جب یہ آپ ﷺ کے پاس آجائے تو اس پر سلام کہئے اس کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو جنت میں اس کے ایک گھر کی بشارت دے دیجئے جو بانس کا بنا ہوا ہے (یا موتیوں کا بنا ہوا ہے)۔ جس میں نہ شور و شغب ہے نہ تھکان اور تکلیف ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابوشیبہ سے اس نے محمد بن فضیل سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۸۳۰۔ فتح الباری ۱۳۳/۷۔ ۱۳۳۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۸۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز فرض ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔

(انساب الاشراف ۱/۱۸۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مکے میں وفات ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل اور نماز فرض ہونے سے قبل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور ابوطالب دونوں فوت ہو گئے تھے ایک ہی سال میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر مسلسل مصائب آنا شروع ہو گئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کی ہلاکت سے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو حضور ﷺ کی وزیرہ اور آپ کا بوجھ بردار تھیں جس نے اسلام کی تصدیق کی حضور ﷺ انہی کے پاس سکون لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موت ابوطالب کی موت کے بعد تھی مگر صرف تین دن بعد۔ واللہ اعلم۔

اسی کو ذکر کیا ہے ابو عبد اللہ بن مندہ نے کتاب المعرفة میں اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ ذکر کرتے تھے۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ لوگ شعب ابوطالب سے ہجرت مدینہ سے تین سال قبل نکلے تھے اور اسی سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا اور ابوطالب کا ان دو کے درمیان پچیس راتوں کا فرق تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پہلے ہوا۔

یہ اس میں سے جس میں ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن غسان نے، وہ کہتے ہیں کہ واقدی نے کہا ہے پھر اس نے اسی کو ذکر کیا ہے۔

باب ۸۸

## مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک رسول اللہ ﷺ کی سیر

اور اس میں جن آیات و نشانیوں کا ظہور ہوا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِی

بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پاک ہے وہ ذات پاک جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گئی۔ جس کے ماحول کو ہم نے باہر کت بنا دیا ہے

تاکہ اس کو اپنی نشانیاں دکھائے۔ بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابوالیس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت سے ایک سال پہلے بیت المقدس کی طرف رات کو لے جایا گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰۸/۳)

اور اسی طرح اس کا ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد اور حسان بن عبد اللہ نے۔ ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر پانچ نمازیں بیت المقدس میں فرض کی گئی تھیں جس رات ان کو لے جایا گیا تھا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی ہجرت سے چھ ماہ قبل کا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد حمزہ بن محمد بن عباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن علاء بن ضحاک زبیدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے عبد اللہ بن سالم اشعری سے، اس نے زبیدی محمد بن ولید بن عامر سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ولید بن عبد الرحمن نے۔ یہ کہ جبیر بن نصیر نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شداد بن اوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے سیر کرائی گئی تھی (یارات کو کیسے لے جایا گیا تھا)۔

معراج کی رات مدینہ طیبہ میں آپ نے نماز پڑھی ..... کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھانی تھی مکہ مکرمہ میں۔ اور میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک جانور لائے تھے سفید رنگ کا، جو گدھے سے قدرے بڑا تھا مگر خچر سے چھوٹا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سوار ہو جائیے۔ میرے اوپر مشکل گزری۔ اس نے اس کو کان سے پکڑ کر گھما دیا اس کے بعد اس نے مجھے اس کے اوپر سوار کر دیا۔ بس وہ جانور ہمیں لے کر روانہ ہوا۔ وہ اس قدر تیز تھا کہ جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی وہیں اس کے قدم پہنچتے تھے یہاں تک کہ ہم کھجوروں کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اتار دیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ نماز پڑھئے۔ میں نے نماز پڑھی اس کے بعد پھر ہم سوار ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نے یثرب میں نماز پڑھی ہے، آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد وہ سواری روانہ ہوئی ہم لوگوں کو لے کر۔ اس کے پیروہاں پڑھے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑ رہی تھیں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں ایک اور سرزمین پر پہنچا دیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اتر جائیے، میں اتر گیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔ آپ نے شجرہ موسیٰ کے پاس نماز پڑھی ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس درخت کے پاس نبوت ملی تھی)۔ اس کے بعد وہ سواری ہمیں لے کر روانہ ہوئی۔ پھر اس کے پیروہاں پڑنے لگے جہاں اس کی نظریں جاتی تھیں۔ پھر اس نے ہمیں ایک سرزمین پر پہنچا دیا جہاں ہمارے لئے محلات ظاہر ہو رہے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا اترئیے، میں اُتر اتوں انہوں نے کہا کہ یہاں بھی نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم لوگ سوار ہو گئے اس کے بعد انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، مسیح ابن مریم۔

دودھ اور شہد کا برتن لایا گیا ..... اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک شہر میں داخل ہوئے اس کے دروازہ یمانی کی طرف سے۔ جبرئیل علیہ السلام مسجد کے قبلہ اور سامنے کی طرف آئے انہوں نے وہاں پر سواری کے اپنے جانور کو باندھا اور ہم لوگ مسجد میں داخل ہو گئے۔ ایک ایسے دروازے سے جس سے چاند اور سورج دونوں جھک رہے تھے یا ڈھلتے نظر آ رہے تھے۔ پھر میں نے مسجد میں نماز پڑھی جس جگہ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد مجھے شدید پیاس نے آن گھیرا۔ لہذا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا۔ وہ پورے بھرے ہوئے میرے پاس بھیجے گئے میں نے دونوں میں برابری محسوس کی۔ اس کے بعد اللہ نے مجھے رہنمائی فرمائی لہذا میں نے دودھ لے کر پی لیا اور پورا پورا پی گیا۔ میں نے سامنے جب دیکھا تو ایک بوڑھے بزرگ تشریف فرما ہیں اور وہ بستر پر اپنی کہنی پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا تیرے ساتھی نے فطرت کو لیا ہے اور بے شک اس کو اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔

اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم لوگ ایک وادی میں پہنچ گئے جو اسی شہر میں تھی یکا یک میں کیا دیکھتا ہوں وہاں سے جہنم منکشف ہو گئی ہے قالین کی مثل۔ (شہاد بن اوس نے کہا کہ) میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جہنم کو کیسا پایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گرم اور سیاہ کونکے کی طرح تھی۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے ہٹالیا گیا اس کے بعد ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ گزر رہے تھے فلاں فلاں جگہ اور مقام پر جن کا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے ان کو وہ ڈھونڈ کر دیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ آواز تو محمد ﷺ کی لگتی ہے۔ اس کے بعد میں صبح ہونے سے قبل اپنے اصحاب کے پاس واپس بھی آ گیا مکہ میں۔

چنانچہ حضرت ابو بکر ﷺ میرے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) آج رات آپ کہاں پر تھے؟ ہم آپ کی جگہ پر آپ کو تلاش کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میں بیت المقدس میں گیا تھا۔ ابو بکر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ (ﷺ) وہ مہینے بھر کا سفر ہے؟ آپ مجھے بتائیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے لئے راستہ کھولا گیا تھا گویا کہ میں اسی میں دیکھ رہا ہوں۔ جو بھی وہ سوال مجھ سے کرتے گئے میں ان کو بتاتا چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر ﷺ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مشرکین نے کہا دیکھو دیکھو ابن ابو کبشہ (محمد) کو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ آج رات بیت المقدس میں گیا تھا۔

واپسی پر قریشی قافلہ سے ملاقات ..... راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تم لوگوں کو ایک نشانی بتاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں مدینے کی طرف آنے والے قریش کے ایک قافلے سے ملا ہوں فلاں فلاں مقام پر ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش کر رہے تھے مگر فلاں شخص کو وہ مل گیا تھا، بے شک ان کی روانگی ہو چکی ہے وہ اس وقت فلاں فلاں مقام پر ہیں۔ تمہارے پاس وہ فلاں فلاں دن پہنچ جائیں گے ان کے آگے آگے گندمی رنگ کا اونٹ ہے۔ اس کے اوپر کالے رنگ کا کپڑا یا جھلی ڈالی ہوئی ہے اور اس کے اوپر دو کالے رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ جب وہ دن آ گیا (جو حضور ﷺ نے قافلے کے آنے کا بتایا تھا) تو لوگ نظر اٹھا اٹھا کر قافلے کو دیکھنے لگے اور انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت قریب ہوا تو وہ قافلہ آ گیا اس کے آگے آگے وہی اونٹ تھا جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔

یہ اسناد صحیح ہے اور یہی بیان اس کے علاوہ دیگر احادیث میں، الگ الگ مروی ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ اس میں سے ذکر کریں گے جو کچھ میسر ہوگا۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابو الموجد محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد ان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس رات کو رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اسی رات حضور ﷺ کو ایک مرتبہ پیش

کیا گیا، اس میں شراب تھی اور دوسرا برتن پیش کیا گیا اس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا برتن آپ نے لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا الحمد لله الذی هدانا لهذا لولم نکف، اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرۃ کی چیز کی رہنمائی فرمائی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو ابو خثیمہ نے، ان کو ابو صفوان نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن مسیب نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے حدیث کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل برابر برابر۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۹۔ فتح الباری ۳۹۱/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو خثیمہ زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ مسند احمد ۲۸۲/۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی احمد بن خالد وھی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے۔ ابن انضر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عجیب بن معنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان کو عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے، ان کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خود حجر کعبہ میں دیکھا اور قریش مجھ سے میری سیر و سفر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کئی چیزوں کے بارے میں پوچھا بیت المقدس میں سے۔ میں نے جن کو ذہن میں یاد نہیں رکھا تھا۔ لہذا میں انتہائی کرب میں مبتلا ہو گیا کہ کبھی اس قدر کرب میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا (مراد ہے اللہ نے حجابات کو ہٹا کر سامنے کر دیا)۔ جو بھی مجھ سے پوچھتے تھے میں ان کو جواب دیتا جاتا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ..... تحقیق میں نے خود انبیاء کی جماعت میں دیکھا تھا کہ یکا یک موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک مضبوط اور گھنگھرا لے بالوں والے جوان ہیں جیسے کہ قبیلہ شنوءہ کے جوانوں میں سے ہیں۔ پھر یکا یک نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ان کی سب سے زیادہ مشابہت لوگوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی کے ساتھ تھی۔ پھر دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں میں سے ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت تمہارے ساتھی میں ہے (وہ اس سے اپنے نفس کو مراد لے رہے تھے)۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا لہذا میں نے ان تمام انبیاء کی امامت کرائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ دیکھیں اس کا نام مالک ہے یہ جہنم کا ذمہ دار ہے، اس پر سلام کیجئے۔ میں اس کی طرف جو نہی پلٹا تو اس نے سلام کرنے میں مجھ سے پہل کر ڈالی۔

ان دونوں کی حدیث کے الفاظ برابر ہیں ہاں مگر وہی کی روایت میں ہے کہ اور میں قریش کو خبر دے رہا تھا اپنے سفر اور سیر کے بارے میں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن بن عبد الصمد بن علی بن مکرّم نے، ان کو عبید بن عبد الواحد نے، ان کو یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے کہ اس نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر کعبہ میں کھڑا ہوا لہذا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کو دیکھ دیکھ کر قریش کو بتانے لگا اس کی نشانیوں کے بارے میں، حالانکہ میں دیکھ نہیں رہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن بکیر سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۸۶۔ فتح الباری ۱۹۶/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قبیلہ سے، اس نے لیث سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱۵۶/۱)



(۸) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مجھے میرے والد نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس پہنچے تو اس پر وہ ابراہیم علیہ السلام سے ملے اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے۔ اور ان کے پاس دو پیالے لائے گئے۔ ایک دودھ کا پیالہ تھا دوسرا شراب کا پیالہ۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف نظر ڈالی اس کے بعد آپ نے دودھ والا پیالہ لے لیا۔ لہذا جبرئیل نے آپ ﷺ سے کہا آپ کی فطرت کی رہنمائی کی گئی ہے اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپ کو سیر کرائی گئی ہے تو بہت سارے لوگ آزمائش اور سوچ میں پڑ گئے جنہوں نے رات کو آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔

حضرت صدیق اکبر ﷺ نے معراج کے واقعہ کی بلاتا خیر تصدیق کی ..... ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا قریش کے لوگ باقاعدہ تیاری کے ساتھ حضرت ابو بکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہے، وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر واپس مکہ میں آ گئے ہیں۔ ابو بکر ﷺ نے کہا کیا واقعی انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بالکل کہی ہے۔ ابو بکر ﷺ نے کہا کہ پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا آپ تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات کے اندر شام کے ملک چلے گئے ہیں۔ دوبارہ صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! میں ان کی تصدیق اس سے دور کی مسافت پر بھی کرتا ہوں کیونکہ میں اس کی تصدیق آسمانوں کی خبر پر بھی کرتا ہوں۔ ابو سلمہ نے کہا کہ اسی معاملے میں ان کا نام رکھا گیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے تھے جب قریش نے میری تکذیب کر دی تھی جس وقت مجھے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تھا میں حجر کعبہ میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو سامنے کر دیا تھا لہذا میں شروع ہوا ان کو اس کی نشانیاں بتانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو سہل احمد بن محمد بن ابراہیم مہرانی نے، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں۔ ان کو محمد بن بشیم قاضی ابو الاحوص نے، ان کو محمد بن کثیر مصیعی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے مکرم بن احمد قاضی نے، ان کو ابراہیم بن بشیم بلدی نے، ان کو محمد بن کثیر صنعانی سے، ان کو معمر بن راشد نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو آپ لوگوں کو باتیں بتانے لگے کچھ لوگ (شک کی وجہ) سے پھرنے لگے۔ ان لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کر رہے تھے وہ دوڑ کر حضرت ابو بکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا کہتے ہیں آپ اپنے دوست کے بارے میں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس کو آج رات بیت المقدس لے جایا گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا واقعی حضور ﷺ نے یہ بات کہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کہی ہے۔ تو ابو بکر ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بات کہی ہے تو سچ کہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج ہی رات کے اندر بیت المقدس چلے گئے تھے پھر صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں۔ ابو بکر ﷺ نے فرمایا میں بالکل تصدیق کرتا ہوں۔ میں نے اس سے زیادہ دور کی مسافت یعنی آسمانوں کی خبر کی صبح شام تصدیق کی ہے۔ اسی لئے ان کا نام ابو بکر صدیق ﷺ رکھا گیا۔ یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی حدیث کے ہیں۔

(متدرک ۶۲/۳-۶۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو معمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے انس بن مالک ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بعض

اصحاب نبی نے یہ کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی تھی آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے تھے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (اصحاب رسول ﷺ) کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ گھوڑا یا جانور باندھا گیا تھا خرابہ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ میرے سامنے وضاحت فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جانور ایسا تھا، ایسا تھا گویا کہ ابو بکر نے تحقیق دیکھ لیا اس کو۔

اس روایت میں اسی طرح ہے اور دوسری روایت میں ہے (کریمہ و دیمہ) اور صحیح اول ہے۔

دودھ فطرت کے مطابق ہے ..... (۱۱) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی بن مقلاص نے، ان کو عبد اللہ بن وہب بن مسلم ابو محمد قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن عبد الرحمن زہری نے اپنے والد سے، اس نے عبد الرحمن بن ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب جبرئیل علیہ السلام براق لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو وہ گویا کہ اپنی دم زور سے ہلا رہا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا تھا ٹھہر جا اے براق! اللہ کی قسم اس جیسا سوار کبھی تیرے اوپر سوار نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ چنانچہ وہ راستے کے کنارے ایک بڑھیا کے پاس سے گذرے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلتے رہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ چلتے رہے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ چلیں کہ اچانک آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شے آپ کو راستے کے کنارے سے ہلا رہی ہے راستے سے ہٹ کر۔ اور وہ کہتی ہے میرے پاس آئیے اے محمد! (ﷺ)۔ مگر جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ چلئے۔ آپ ﷺ اور آگے چلے جس قدر اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ کو مخلوق میں سے ایک مخلوق ملی ان لوگوں نے کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا اخر السلام علیک یا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ سلام کا جواب دیجئے اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ دوبارہ چلے۔ حضور ﷺ سے اب بھی انہوں نے پہلے کی طرح قول کیا اس کے بعد تیسری بار ایسا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیت المقدس پہنچ گئے پھر آپ کے آگے پانی اور شراب اور دودھ پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر آپ پانی پی لیتے تو آپ بھی غرق ہو جاتے اور آپ کی امت بھی غرق ہو جاتی اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ بھی بھٹک جاتے اور آپ کی امت بھی گمراہ ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام بھیجے گئے اور ان کے بعد والے سارے انبیاء بھی علیہم السلام۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کی امامت فرمائی۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا بہر حال وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی تھی راستے کے کنارے پر۔ پس نہیں باقی رہی دنیا میں سے مگر جس قدر اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے۔ بہر حال وہ جس کی طرف آپ ﷺ مائل ہونا چاہتے تھے وہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کو سلام کیا ہے وہ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو ابوالزنباع نے، ان کو روح بن فرج نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نینسا پوری نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لائی گئی جس رات کو سیر کرائی گئی۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی، لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ سے اس پر چڑھنا مشکل ہوا تو جبرئیل نے اس سے کہا اے براق! تجھے کس چیز نے ایسا کرنے کے لئے کہا ہے؟ اللہ کی قسم تیرے اوپر مخلوق میں سے ایسا سوار کبھی سوار نہیں ہوا جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی براق کو پسینے چھوٹ گئے تھے۔ (ترمذی)۔

معراج سے واپسی پر قریش کے سامنے بیان ..... (۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو احمد بن عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو نصر بن شمیل نے، ان کو خبر دی عوف نے، ان کو زرارہ بن اوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ رات آئی جس میں مجھے سیر کرائی گئی تھی تو میں مکے میں گھبرا گیا تھا اپنے معاملے سے۔ کیونکہ میں جان چکا تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ الگ تھلگ ہو کر غمگین حالت میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابو جہل اللہ کا دشمن ان کے پاس سے گزرا وہ آ کر حضور ﷺ کے پاس استہزاء کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور پوچھنے لگا کہ کیا ہوا کوئی بات ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اس نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے پوچھا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ اس نے کہا کہ پھر آپ اس وقت ہمارے درمیان موجود بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس بات کی پروا نہ کی کہ وہ تکذیب کرے گا آپ کی۔ بوجہ اس خوف کے کہ جب اپنی قوم کو بلائے گا تو یہ انکار نہ کر دے کہ مجھے یہ بات نہیں بتائی تھی۔ ابو جہل نے کہا کہ کیا خیال ہے آپ کا اگر آپ کی قوم کو بلاؤں تو آپ ان کو یہ بات بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بتاؤں گا۔ ابو جہل نے کہا اے بنی کعب کی جماعت! یہاں آ جاؤ۔ کہتے ہیں کہ ابو جہل کی یہ بات سن کر جہاں جہاں کوئی بیٹھا تھا اپنی اپنی مجلس برخواست کر کے سب چلے آئے اور وہ آ کر ابو جہل اور حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے کہا کہ محمد! ﷺ آپ اپنی قوم کو وہ بات بتائیے جو آپ نے مجھے بتائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ صبح صبح ہمارے درمیان بھی موجود ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ لوگوں نے ازراہ مذاق تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ بعض نے ازراہ تعجب سر پر ہاتھ رکھ لئے کہ اتنا بڑا جھوٹ محمد ﷺ بول رہے ہیں (نعوذ باللہ)، ان لوگوں کا یہی گمان تھا۔ مگر ان لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بیت المقدس کا سفر کر چکے تھے اور مسجد اقصیٰ کو دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں مسجد اقصیٰ کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کی صفت بیان کرنا شروع کی۔ بتاتے بتاتے بعض چیزیں مجھ سے مل جل گئیں۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ دار عقیل یا عقال کے پیچھے رکھی گئی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی صفات بیان کر دیں بایں صورت کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ایک حدیث بھی جس کو عوف نے یاد نہیں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے کہا کہ بہر حال صفات اور نشانیاں تو اللہ کی قسم انہوں نے درست بتائیں ہیں۔ (مسند احمد ۱/۳۰۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تمام نے، ان کو ہودہ نے، ان کو حدیث بیان کی زرارہ بن ابو اوفی نے ابن عباس سے اس حدیث کے ساتھ۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن مسلمہ نے، ان کو عاصم بن بہدلہ نے، اس نے زر بن حبیش نے حدیفہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس براق لائی گئی وہ جانور تھا، رنگ سفید، گدھے سے قدرے بڑا نچر سے ذرا چھوٹا۔ جو نبی حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اس کے پیٹھ سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا اور حضور ﷺ کو جنت اور جہنم دکھائی۔

اس کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا بیت المقدس میں آپ نے نماز پڑھائی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا سنئے اے اصیلع میں آپ کا چہرہ پہچانتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں زر بن حبیش ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو کہاں پایا تھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی تھی۔ میں نے آیت کا مطلب بیان کیا۔

سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لئریہ من  
ایاتنا انہ ہو السميع البصیر

براق کو انبیاء کی سواری باندھنے کے کڑے کے ساتھ باندھا ..... کہا اگر انہوں نے وہاں نماز پڑی ہوتی تو تم بھی نماز پڑھتے جیسے تم مسجد الحرام میں پڑھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا انہوں نے اس کڑے کے ساتھ سواری باندھی تھی جہاں انبیاء کرام علیہم السلام سواریاں باندھا کرتے تھے؟ کہا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے وہ وہاں سے چلے جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وہاں لے گیا تھا؟

میں کہتا ہوں کہ اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید نے عاصم سے مگر اس نے براق کی صفت محفوظ اور یاد نہیں رکھی۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایسے تھے کہ انہوں نے بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی بات نہیں سنی تھی۔ (ترمذی - حدیث ۱۳۳۷)

اور تحقیق، ہم نے روایت کیا ہے حدیث ثابت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور دیگر سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔ باقی رہی بات سواری باندھنے کی، تو ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے دیگر کی حدیث میں۔

نیز براق ایک جانور اور مخلوق تھا اور عادت اسی طرح مقرر ہے اور جاری ہے کہ جانور باندھے ہی جایا کرتے ہیں۔ گو کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بغیر باندھے اس کی حفاظت کرے مگر نفی والی بات ثابت نہیں جبکہ باندھنے والی بات حدیث سے ثابت ہے اور ثابت کرنے والی حدیث نفی کرنے والی سے اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(۱۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار سے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو علی بن عبد اللہ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

وجعلنا الرؤیا التي أريناك الا فتنة للناس

کہ ہم نے نہیں بنایا اس خواب کو جو ہم نے اس کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کے لئے

ابن عباس نے کہا کہ یہاں روایت عین مراد ہے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا تھا جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی۔ اور والشجرة الملعونة فی القرآن، یہ شجرہ زقوم (تھوہر کا درخت) مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبد اللہ سے۔ (بخاری - حدیث ۶ - فتح الباری ۸/۳۹۸)

## اس بات کی دلیل کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں پر لے جایا گیا تھا

اور آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں سدرة المنتہی کے پاس دیکھا تھا اور اس سے قبل آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں اُس وقت دیکھا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر (یعنی آسمان کے اوپر والے کنارے پر) تھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى۔ وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى  
يوحي علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالا فاق الاعلى ثم دنى فتدلى۔ فكان  
قاب قوسين او ادنى۔ فأوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفؤاد ما راى۔  
افتمارونه على ما يرى۔ ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى۔ عندها جنة  
الماوى اذا يغشى السدرة ما يغشى۔ ما ذا غ البصر وما طغى لقد راى من آيات ربه  
الكبرى۔ (سورة النجم)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب پر آجائے۔ تمہارا صاحب نہ ہی گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی بھٹک گیا ہے اور وہ نہ ہی اپنی ہوائے نفسانی سے باتیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو پیغامِ ربانی ہوتا ہے جو اس کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اس کو شدید قوتوں کے مالک جبرئیل علیہ السلام نے آکر وہ پیغامِ تعلیم دیا اور سکھایا ہوتا ہے۔ وہ صاحبِ قوت و طاقت ہے۔ وہ اُس وقت سیدھا مستوی ہوا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا (یعنی آسمان کے بلند ترین کنارے پر)۔ اس کے بعد وہ نیچے جھکا اور اتر کر آہستہ آہستہ قریب ہوا محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ پھر وہ اتنی قریب ہوا کہ ایک دو کمانوں کے فاصلے پر آ گیا (قریب ہو کر)۔ اس نے رب کے خاص بندے محمد ﷺ پر جو کچھ وحی کرنا تھی وہ کی، اس وحی کو اس قلبِ محمدی نے اچھی طرح جذب کیا اس کو جھوٹ نہیں جانا جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ کیا تم لوگوں کو شک ہے اس حقیقت کے بارے میں جس کو محمد ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اس ناموس کو (جبرئیل علیہ السلام کو) دوسری مرتبہ اترتے دیکھا تھا سدرة المنتہی کے پاس (اس کی اصلی اور ملکوتی صورت میں)۔ سدرة کے پاس جنت الماویٰ ہے (محمد ﷺ نے) سدرة کو اُس وقت دیکھا تھا جب اس کو انوار و تجلیات نے چھپا لیا تھا مگر باوجود اس کے اس کو دیکھنے سے نہ تو نگاہِ محمدی کج ہوئی نہ ہی اسے ہٹ کر متجاوز ہوئی۔ انتہائی یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو وہاں دیکھا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الولید نے، ان کو حدیث بیان کی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد نے، ان کو ابو الریح نے، ان کو عباد بن عوام نے، ان کو شیبانی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عمر و محمد بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی منعی نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حسین نے، وہ ابن علی ہیں۔ زائدہ سے اس نے شیبانی سے۔ وہ کہتے ہیں

کہ میں نے پوچھا زرارہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں، و کان قاب قوسین او ادنیٰ، وہ تھا (جبرئیل علیہ السلام) دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی قریب تر فاصلے پر۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ نے کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اُن کے چہ سو پر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں طلق بن غنم سے اس نے زائدہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو الریح سے۔

(فتح الباری ۸/۶۱۰ - مسلم ص ۱/۱۵۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حفص بن غیاث نے شیبانی سے، زرارہ بن حبیش سے اس نے عبد اللہ سے کہ مَا كَذَبَ الْفَوَاءُ دَ مَا رَأَى، کہ قلب محمدی ﷺ نے جو دیکھا اس کا انکار نہیں کیا، فرمایا کہ اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام کے چہ سو پر مراد ہیں۔

اس کو ہم نے روایت کیا صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم ص ۲۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے عبد الرحمن بن یزید سے، اس نے عبد اللہ سے کہ مَا كَذَبَ الْفَوَاءُ دَ مَا رَأَى سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو جو کچھ دیکھا اس کے اوپر ہرے ریشم کی پوشاک تھی یعنی لباس تھا۔ اور وہ اس قدر عظیم تھا کہ اس نے (اس رُخ پر جس طرف نظر آیا تھا) آسمان زمین کے خلاء کو بھر دیا تھا۔ (مسند احمد ۱/۳۹۳-۳۱۸)

جبرائیل علیہ السلام ذاتی صورت میں ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو علی حافظ نے ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے، ان کو ابراہیم بن سعید جوہری نے، ان کو ابواسامہ نے زکریا سے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن نمیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسامہ نے، ان کو زکریا بن اشوع نے شععی سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے، ثُمَّ دَنَسِي فَتَدَلَّسِي (پھر وہ قریب آیا اور زیادہ نیچے مائل ہوا)۔ انہوں نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس مردوں کی صورت پر آیا کرتے تھے۔ اس مرتبہ وہ ان کے پاس آئے تھے اپنی ذاتی صورت میں، جس کی کیفیت ایسی تھی کہ انہوں نے افق سماء کو بھر رکھا تھا۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن یوسف ابواسامہ اور بخاری و مسلم نے ابن نمیر سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے، ان کو خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو عبد اللہ بن لہیعہ نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ کی ابتدائی حالت کہ آپ خواب میں دیکھتے تھے مگر پہلی بار جب ان کو انہوں نے دیکھا تو اس وقت اجیاد میں تھے مکے میں۔ بیشک آپ ﷺ اس وقت کسی حاجت کے لئے نکلے تھے۔ اچانک زور سے چیخنے کی آواز آئی اے محمد، اے محمد! آپ ﷺ نے دائیں دیکھا، بائیں دیکھا مگر کچھ بھی نظر نہ آیا۔ دوبارہ دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ پھر آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ نے دیکھا کہ فضاء کے اندر کوئی شخص ایک ٹانگ دوسرے پر لپیٹے آسمان کے کنارے کھڑا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اے محمد ﷺ جبرئیل جبرئیل (یعنی میں جبرئیل ہوں)۔ وہ آپ کو تسلی دے رہے تھے مگر حضور ﷺ گھبرا کر بھاگے۔ یہاں تک کہ لوگوں میں جا پہنچے۔ آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا اس کے بعد آپ لوگوں میں سے نکل آئے پھر دیکھا تو پھر وہ نظر آنے لگے۔ یہی فضیلت ہے اللہ کے اس قول کی، وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ - الآية -

(۶) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو محمد بن حسین بن ابوالحسین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، ان کو حارث بن عبید الایادی نے ابو عمران جونی سے، اس نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرئیل آگئے انہوں نے میرے کندھوں کے مابین مکامارا۔ میں کھڑا ہو گیا ایک درخت کی طرف

اس میں پرندے کے دو گھونسلے تھے یا ان کی مثل تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے اور میں دوسرے میں بیٹھ گیا۔ میں بلند ہوا اور وہ بھی اونچا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے دونوں کنارے بھر دیئے میں اپنی نگاہیں گھما رہا تھا اگر میں چاہتا کہ میں آسمان کو چھو لوں تو چھو لیتا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی تو وہ ایسے ہو گیا جیسے وہ ایک ٹاٹ ہے (پردہ ہے)۔ پس میں نے پہچان لیا اس کے علم کی زیادتی اللہ کے ساتھ محمد ﷺ پر۔ چنانچہ میرے لئے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا۔ اور میں نے ایک بہت بڑی روشنی دیکھی اچانک میرے آگے نرم موتیوں اور یاقوت کے حجاب حائل ہو گئے۔ پس میری طرف وحی کی گئی جس قدر اللہ نے چاہا کہ وحی ہو۔ اور اس کے ماسوائے کہا اس حدیث کے آخر میں کہ اچانک میرے آگے رف رف موتیوں اور یاقوت کے حجاب لٹکا دیئے گئے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے حارث بن عبید نے۔ اور اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابو عمران جونی سے، اس نے محمد بن عمر بن عطار سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنے صحابہ کی جماعت میں بیٹھے تھے ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے حضور ﷺ کی پیٹھ پر نکتے لگائے یا کچھو کے لگائے اور آپ کو ایک درخت کے پاس لے گئے اس میں مثل پرندوں کے گھونسلے کے سز جاگتھی۔ حضور ﷺ ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے دوسرے میں جبرئیل علیہ السلام بیٹھ گئے۔ وہ ہمیں اوپر لے گئے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے پہنچ گئے اگر میں ہاتھ دراز کرتا تو آسمان پر پہنچ جاتے۔ اور ایک رسی لٹکائی گئی اور نور اُترا جس سے جبرئیل علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے اور ایسے ہو گئے جیسے ٹاٹ ہوتا ہے۔ لہذا میں نے اس میں خوفِ الہی کی زیادتی پہچان لی اپنی خشیتِ الہی پر۔ چنانچہ میری طرف وحی کی گئی کہ بادشاہ نبی بنا چاہتے ہیں یا عبد نبی یا جنت کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کیا حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے یہ کہ عاجزی کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں عبد نبی ہونا پسند کرتا ہوں۔

روایت باری تعالیٰ ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، اور اسماعیل بن محمد صفار سے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی سعدان بن نصر نے ان کو محمد بن عبد اللہ نے، ان کو ابن عون سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن محمد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، فقد أعظمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللَّهِ، اس نے اللہ پر بہت بڑا افتراء اور بہتان باندھا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا دوبارہ ان کی اصل صورت میں اور اصل تخلیق میں۔ جس نے اس پورے خلاء کو بھر دیا تھا جو افق و آسمان کے کنارے کے درمیان ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن عبد اللہ بن ابوالثَّج سے، اس نے محمد بن عبد اللہ انصاری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا وہ وہی مذکور باری تھی جو سورۃ النجم میں لکھا ہے۔ اور اس کے بارے میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ وہ نازل ہوئی تھی عثمان بن عفان کی ہجرت کے بعد اور عثمان بن مظعون کی ہجرت کے بعد اور ان دونوں کے اصحاب کی ہجرت اولیٰ حبشہ کے بعد۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑھا تھا نماز میں اور سجدہ کیا تھا اور مسلمانوں اور مشرکین نے بھی ساتھ سجدہ کر لیا تھا۔ اور یہ خبر حبشہ میں ان مذکورہ مہاجرین تک پہنچ گئی تھی لہذا یہ لوگ حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔ پھر دوبارہ انہوں نے دوسری بار ہجرت کی تھی جعفر بن ابوطالب کے ساتھ اور یہ ہجرت حضور ﷺ کی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک کی سیر کے دو سال بعد ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اس رات میں جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی اس رات انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو سدرة المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان کی اصل صورت پر۔ یہ بات اللہ کے اس قول میں مذکور ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى - اذا يغشى السدرة ما يغشى ما زاغ البصر

وما طغى لقد رأى من آيات ربه الكبرى

البتہ تحقیق حضور نے جبریل کو اترتے دوسری بار دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنة المأویٰ بھی ہے (اس وقت انہوں نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا)۔ جب سدرہ کو اللہ تعالیٰ نے انوار و تجلیات نے چھپا رکھا تھا نہ تو حضور ﷺ کی آنکھ بدلی تھی نہ ہی ان کو دیکھنے میں کوئی غلطی لگی تھی۔ یہ صفت ہے انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی تھیں۔

احتمال : (امام بیہقی فرماتے ہیں) ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ سورت نجم مذکورہ آیات کے بغیر اس وقت نازل ہوئی ہو جو کہ اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے۔ مگر یہ مذکورہ آیات نازل نہ ہوئی ہوں اس وقت جب آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ اترتے دیکھا مذکورہ سیر کے بعد۔ لہذا یہ آیات اس سورۃ کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو علی بن مسہر نے، ان کو عبد الملک نے عطاء سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔

جبرائیل علیہ السلام کے چھ سوپر تھے ..... (۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ان کو شیبہ نے سلیمان شیبانی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس زر بن حبیش گذرے۔ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا میں نے اس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے، لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ؟ تو زرنے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کے چھ سوپر تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن مسلمہ نے ان کو عاصم بن بہدلہ نے، ان کو زرنے عبد اللہ سے، اللہ کے اس فرمان کے بارے میں وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ۔ عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان پر چھ سوپر تھے۔ ان کے ہر ہر پر سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

(۱۱) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو باغندی نے، ان کو قبیسہ نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے، اس نے عبد اللہ سے کہ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے سبزر فَرْفُ كُو دِي كَهَا تَهَا اس نے اُنْفِق كُو بَهْر كَهَا تَهَا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قبیسہ سے۔ (فتح الباری ۶۱۱/۸)

اور ابن مسعود کی اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبریل کو دیکھا ان کی اصلی صورت میں سبزر فَرْفُ پر۔ یہ بات ان سے ایک دوسرے طریق سے زیادہ واضح طور پر مروی ہے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو سوری بن خزیمہ نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبد اللہ بن نمیر نے، ان کو مالک بن مغول نے زبیر بن عدی سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے، اس نے مرہ ہمدانی سے، اس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، یہ چھٹے آسمان پر ہے (یہی مروی ہے اس روایت میں)۔ اور اسی سدرۃ تک پہنچنے میں وہ تمام امور جو اوپر کو چڑھتے ہیں یہاں تک کہ وہاں سے قبض کر لئے جاتے ہیں۔ اور اسی سدرۃ تک آ کر رکتے ہیں وہ تمام امور جو اوپر سے اترتے ہیں یہاں تک کہ وہ وہیں سے لے لئے جاتے ہیں۔



اذا يغشى السدرۃ ما يغشى سے کیا مراد ہے؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سدرۃ کو سونے کے پتنگوں اور پروانوں نے چھپا رکھا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں۔ اور بخش دیئے گئے وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے ان کے سارے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے (جو گناہ ہلاکت میں اور جہنم میں پہنچاتے ہیں)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے اور زہیر بن حرب نے عبد اللہ بن نمیر سے۔ (صحیح مسلم ۱/۱۵۷)

یہ ہے وہ تفصیل جس کو ذکر کیا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو کہ حدیث معراج کا حصہ ہے اور اس کو روایت کیا ہے انس بن مالک بن صعصعہ سے۔ انہوں نے ابو ذر سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس نے پھر ابو ذر سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کے بعد (ابو ذر نے) اس کو روایت کیا ہے مرسلان دونوں کے ذکر کے بغیر۔

دوسری مرتبہ شق صدر ..... (۱۳) بہر حال رہی ان کی روایت مالک بن صعصعہ سے، تو اس میں اس طرح ہے کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد الوہاب بن عطاء خفاف نے، ان کو خبر دی سعید نے یعنی ابن عربہ نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، اس نے مالک بن صعصعہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی کیفیت کے مابین حالت میں سو رہا تھا کہ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ایک ہے تین میں کا دو آدمیوں کے درمیان۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ لایا گیا اس کے بعد مجھے کہیں لے جایا گیا۔ اس کے بعد سونے کا تھال لایا گیا اس میں آب زم زم تھا پھر میرا سینہ چاک کیا گیا یہاں سے وہاں تک۔ قتادہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے صاحب سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پیٹ سے نیچے تک مراد ہے۔ پھر میرا دل نکالا گیا اور آب زم زم کے ساتھ دھویا گیا اس کے بعد اس کو دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اور فرمایا کہ اس کے بعد دل کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔

سعید کوشک ہے کہ لفظ حُشِی کہا تھا یا کُنِز کہا تھا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک جانور لایا گیا وہ سفید رنگ کا تھا اسے براق کہا جا رہا تھا۔ وہ گدھے سے بڑا تھا اور نخر سے چھوٹا تھا وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پہنچتی تھیں۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا میرا ساتھی (جبرئیل علیہ السلام) میرے ساتھ سوار ہوا، وہ مجھ سے جدا نہ ہوا۔ ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آسمان دنیا تک آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا ان کو ادھر بھیجا گیا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔ آگے سے کہا گیا خوش آمدید، اچھی جگہ آئے ہو یا اچھا آنے والا آیا ہے۔ پھر میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا۔ سعید کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یوں کہا تھا کہ وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ میں نے ان دونوں کو سلام کہا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے نیک صالح برادر اور نیک صالح نبی۔

اس کے بعد ہم دونوں آگے چلے یہاں تک کہ تیسرے آسمان پر پہنچ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ادھر بھیجے گئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اتنے میں میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان پر سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی اور نیک نبی۔

اس کے بعد ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم چوتھے آسمان پر آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ اس نے کہا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں ادریس علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ میں نے سلام کیا ان کو۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔

عبدالوہاب نے کہا ہے کہ سعید نے کہا اور قتادہ کہتے ہیں اس مقام پر اللہ نے فرمایا اور فعناہ مکاناً علیاً۔ اس کے بعد ہم چلے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوا یا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، بہتر آنے والا آیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ہارون علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے کہا جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔

اس کے بعد ہم چلے اور چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہو؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں۔ سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔ ہم جب اس سے آگے گذرے تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ اے رب یہ لڑکا ہے، آپ نے ان کو میرے بعد بھیجا ہے مگر ان کی اُمت میں سے لوگ جنت میں اس سے زیادہ جائیں گے جتنی میری اُمت کے لوگ جائیں گے۔

ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ..... اس کے بعد ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوا یا۔ پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں۔ سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے۔ میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بیٹے اور نیک نبی۔ اور ہم لوگوں کے لئے بیت المعمور اُٹھا کر لایا گیا۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ جب وہ اس میں سے نکل جاتے ہیں وہ واپس لوٹ کر نہیں آتے۔

اس کے بعد ہمارے لئے سدرة المنتہی اُٹھا کر لائی گئی۔ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان ہوتے ہیں اور اس کے اوپر لگے ہوئے ہیر مقام ہجر کے منکے کے برابر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ انہوں نے چار نہریں دیکھیں ان کی جڑ سے دو نہریں نکلتی ہیں، دو پوشیدہ ہیں اور دو ظاہر ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسی نہریں ہیں اے جبرئیل؟ آپ نے فرمایا کہ بہر حال دو باطنی نہریں جنت میں ہیں اور ظاہر نہریں دریائے نیل اور فرات میں۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا۔ وہ میرے آگے پیش کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ مجھ سے کہا گیا آپ ﷺ نے درست انتخاب کیا ہے۔ اللہ نے آپ کے ساتھ آپ کی اُمت کو فطرۃ پر پہنچا دیا ہے۔ اور میرے اوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض ہوئیں یا یوں فرمایا کہ مجھے روزانہ کی پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ سعید کو شک ہے۔ میں چل دیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟

نمازوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ ..... میں نے بتایا کہ روزانہ کی پچاس نمازیں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے لوگوں کو تم سے پہلے آزمایا ہے اور میں بنی اسرائیل میں شدید منہمک رہا ہوں۔ دیکھیں آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کی طرف واپس لوٹ جائیے آپ اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کیجئے اپنی اُمت کے لئے۔ میں واپس آیا اللہ نے مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں بار بار اتار ہا جاتا رہا اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان۔ میں جب بھی آتا وہ ہمیشہ وہی بات کرتے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں روزانہ کی۔ جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پانچ نمازیں لے کر تو انہوں نے کہا کہ میں تم سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو میں اچھی طرح آزما چکا ہوں بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی آپ پھر واپس لوٹ جائیے

اپنے رب کی طرف، ان سے تخفیف کرنے کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا کہ میں بار بار رب کے پاس واپس گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے بلکہ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مجھے آواز لگائی گئی یا یوں کہا کہ مجھے آواز لگائی آواز لگانے والے نے۔ سعید کا شک ہے یہ کہ میں اپنے فرائض کو جاری اور نافذ رکھوں گا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کروں گا اور میں ہر ایک نیک کو دس گنا کروں گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن ثنی سے، اس نے محمد بن عدی سے، اس نے سعید بن ابو عمرو بہ سے۔

(۱۴) اور ان کو نقل کیا ہے محمد بن ثنی نے معاذ بن ہشام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مالک بن صعصعہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس نے ذکر کیا اس کی مثل اور انہوں نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد میرا سینہ ہنسلوں سے لے کر پیٹ کے نیچے باریک چمڑے تک چاک کیا گیا اور اس کو آب زم زم سے دھویا گیا اس کے بعد اس کو حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی مغلہ بن جعفر نے، ان کو محمد بن جریر نے، ان کو محمد بن بشار اور محمد بن ثنی نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، اس نے مذکور کو ذکر کیا ہے۔

(۱۶) اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ہد بن خالد سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ہمام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے صعصعہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حدیث بیان کی ہے لیلۃ الاسراء کے بارے میں کہ میں حطیم میں سو رہا تھا۔ بسا اوقات فرماتے ہیں کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے مجھے اٹھایا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اس نے اس حصے کے درمیان یہاں سے وہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔ میں نے جارود سے پوچھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے بتایا کہ ان کی مراد ہے کہ ان کے سینے اور حلق سے لے کر ان کے نیچے کے بالوں تک۔ اور اس نے ان سے سنا، فرماتے تھے ان کے سینے کی ہڈیوں سے پیٹ کے نیچے بالوں تک۔ (بہر حال اس چاک کرنے والے نے) میرے دل کو نکالا اور پھر ایک سونے کا تھال جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، وہ لایا گیا، میرے دل کو دھویا گیا اس کے بعد اس کے اندر وہ ایمان بھرا گیا اس کے بعد اس نے دوبارہ ویسا بنا دیا۔

براق کا رنگ سفید تھا ..... اس کے بعد میرے پاس ایک سواری کا جانور لایا گیا جو نچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے اونچا تھا، سفید رنگ تھا۔ جارود نے اس سے کہا کہ وہی براق تھا اے ابو حمزہ؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جی ہاں وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی انتہا ہوتی تھی۔ مجھے اس پر سواریا گیا۔ مجھے جبرئیل علیہ السلام لے کر چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کی بات کی تو ان سے سوال: ہوا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو ادھر بھیجا گیا ہے؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ کھولنے والے نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اس نے کھولا۔ جب میں اندر پہنچ گیا تو اچانک دیکھا کہ وہاں آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد فرمایا مرحبا نیک بیٹے اور نیک نبی۔

اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے حدیث ذکر کی اپنے طول کے ساتھ اسی نچ پر (مذکورہ) حدیث ابن ابو عمرو بہ کے مفہوم کے ساتھ۔ مگر اس نے سدرۃ المنتہی کے اور نہروں کے ذکر کے بعد یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اٹھا کر لایا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس شراب طور دودھ کا برتن لایا گیا اور شہد کا۔ میں نے دودھ کالے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہی فطرت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر ہیں اور آپ کی امت بھی۔ اس کے بعد میرے اوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے باقی حدیث (اسی مذکور) مفہوم کے مطابق ذکر کی۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے ان کو خبر دی ابو سعید اسماعیل بن احمد بن محمد خلال جرجانی نے، ان کو ابو یعلیٰ احمد بن علی بن شنی موصلی نے، ان کو ابو خالد ہدبہ بن خالد نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ ہاں مگر بیشک انہوں نے یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اٹھایا گیا۔

(۱۸) قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بیت المعمور (فرشتوں کا قبیلہ) دیکھا۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں (جب جاتے ہیں) تو واپس دوبارہ نہیں آتے۔ (یہاں تک ذکر کرنے کے بعد) قتادہ انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

(۱۹) بہر حال قتادہ کی روایت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تو ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی حرمہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن حرمہ بن کحیحی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ابو ذر حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب میں مکے میں تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام اترے۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اس کو آب زم زم سے دھویا اس کے بعد ایک سونے کا تھال لایا گیا وہ ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں اُنڈیل دیا گیا پھر اس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف اُپر چڑھاتے گئے۔

پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات ..... جب ہم لوگ آسمان دنیا کے پاس پہنچ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن (یعنی محافظ درباں سے) کہا کہ کھولئے۔ اُس نے کہا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ دربان نے پوچھا کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دربان نے پوچھا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ جب اس نے کھولا ہم لوگ آسمان دنیا کے اوپر چڑھ گئے۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ہے اس کے دائیں طرف بھی بہت لوگ ہیں اور بائیں طرف بھی بہت سارے لوگ ہیں۔ وہ جب دائیں دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے جب بائیں دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر مر حبانیک بیٹے، نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ لوگ ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد اور روحمیں ہیں۔ دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں۔ اس لئے جب دائیں طرف دیکھتے ہیں یہ خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ دوسرا آسمان آ گیا۔ انہوں نے اس کے خازن سے کہا کھولئے۔ اس کے خازن نے وہی کہا جو آسمان دنیا والے نے سوالات کئے تھے الغرض وہ کھولا گیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ آسمانوں میں آدم علیہ السلام پائے گئے اور ادریس اور موسیٰ علیہما السلام اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام۔ اور یہ چیز نہ بتائی کہ ان کے ٹھکانے کیسے تھے سوائے اس کے علاوہ یہ ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام آسمان دنیا پر پائے گئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر۔ جب جبرئیل علیہ السلام اللہ کے رسول اور ادریس علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے مرحبانہی صالح اور بھائی صالح کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے مرحبانہی نیک اور بھائی نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کہا کہ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے بھی مرحبانہی نیک اور بھائی نیک نبی کہا۔

میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے کہا مرحبا نیک نبی اور نیک بیٹے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن حزم نے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوہبہ انصاری دونوں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس کے بعد مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ایسی بلندی اور ہموار جگہ پر چڑھ گیا کہ میں نے اس میں قلموں کا چلکا رسنا (یعنی جہاں فرشتے قضا و قدر اور نہ جانے کیا کیا امور کثیرہ لکھ رہے ہوں گے۔ اور لکھتے وقت جو قلم سے آواز نکلتی ہے وہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں)۔

ابن حزم کہتے ہیں اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ ان کو لے کر واپس لوٹا یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں ان پر فرض کر دی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ واپس جائیے اپنے رب سے مراجعت کیجئے آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ فرمایا کہ پھر میں نے رب سے رجوع کیا۔ اس نے اس کی آدمی معاف کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور میں نے ان کو خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ آپ پھر جائیے آپ کی امت نہیں کر سکے گی۔ پھر میں نے مراجعت کی۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس بھی ہیں۔ لَا يُدَلُّ الْقَوْلُ لَدَيَّ، ”میرے ہاں کی بات بدلتی نہیں ہے“ (یعنی تعداد میں پانچ ہوں گی مگر اجر و ثواب پچاس کا ہی ہوگا)۔ فرماتے ہیں کہ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے کہا پھر جائیے، میں نے کہا کہ مجھے اب شرم آتی ہے بارگاہِ الہی سے۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا۔ اس کو بہت سارے رنگوں نے چھپا رکھا تھا میں نہیں جان سکا کہ یہ کیا بات تھی۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا وہاں تو موتیوں کے گھر اور بنے ہوئے تھے اس کی مٹی کستوری تھی۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے حرمہ بن یحییٰ سے۔

یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ..... (۲۰) اور ہمیں خبر دی حضرت انس والی روایت کی نبی کریم ﷺ سے۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن سخویہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو مسلم نے اور محمد بن یحییٰ بن منذر نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ان کو حجاج بن منہال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لائی گئی وہ سفید رنگ کا ایک جانور تھا گدھے سے بڑا اور نچر سے چھوٹا تھا۔ وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں اس پر سوراہا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ میں نے سواری کے جانور کو حلقے یعنی کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ سابقہ انبیاء باندھا کرتے تھے۔ اس کے بعد میں اندر داخل ہوا میں نے نماز پڑھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام دودھ اور شراب کا برتن لے کر آئے۔ میں نے دودھ کو پسند کر لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو حاصل کر لیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے آسمان دینا پر چڑھایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہذا ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔ یکا یک آدم علیہ السلام سامنے ہوئے۔ فرمایا کہ انہوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ بھیجے گئے ہیں لہذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک میری خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سامنے آئے۔ فرمایا کہ ان دونوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ ہمارے لئے دروازہ کھلا تو اچانک یوسف علیہ السلام سامنے آئے، واقعی ان کو حسن کائنات کا نصف حصہ ملا ہوا تھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک ادریس علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اوپر لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں! پھر دروازہ کھولا گیا ہارون علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں! پھر دروازہ کھولا گیا تو اچانک موسیٰ علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اوپر لے جایا گیا۔

بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں ..... جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ جواب دیا کہ جی ہاں وہ ادھر بھیجے گئے ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام سامنے آئے وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں لیکن دوبارہ ان کو واپس داخل ہونے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا میں نے دیکھا تو اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر تھے اور اس کے پھل بڑے مشکے کی طرح۔ فرمایا کہ جب اس سدرۃ کو اللہ کے امر میں سے کوئی چیز چھپا لیتی تھی تو جو چیز بھی تھی تو اس کی حالت بدل جاتی تھی (وہ اس قدر خوبصورت لگتی تھی کہ) اللہ کی تمام مخلوقات میں سے کوئی ایک بھی ایسا فرد نہیں ہے جو اس کی حسن کی صفت بیان کر سکے۔ فرمایا کہ پھر وہ قریب ہو اور زیادہ حائل ہو گیا۔ پھر اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ بھی وحی کرنا تھی اور ہر روز کے لئے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ فرمایا کہ پھر میں اتر اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہر روز کی پچاس نمازیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کریں۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی بیشک میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور میں نے ان کو اچھی طرح آزمایا ہے۔ فرمایا کہ میں پھر واپس لوٹ گیا۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے رب میری امت سے آپ تخفیف کیجئے۔ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں واپس لوٹا پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کیا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت یہ نہیں پوری کر سکے گی آپ جائیں پھر کم کروائیں۔ میں بار بار اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا رہا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں مگر ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کا ہے۔ اس طرح یہ پوری پچاس ہو گئیں۔

یہ حدیث ہے ابو سلیم کی۔ محمد بن یحییٰ بن منذر نے کہا ہے العرار اس کی حدیث میں ہے۔ فرمایا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے گا مگر نیکی نہیں کر سکے گا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور نیک نیت پر عمل کر لے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے گا مگر عمل نہیں کرے گا اس پر کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر گناہ کا ارتکاب کرے گا تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔

کہتے ہیں میں اتراموسی علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے ان کو اس سب کچھ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ واپس جا کر اپنے رب سے تخفیف کرنے کا سوال کریں۔ میں نے کہا میں بار بار واپس گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

## معراج اور روایت جبرائیل اور روایت الہی کے بارے میں

### مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے شیبان بن فروح سے، اس نے حماد بن سلمہ سے۔ مگر اس نے اس روایت میں اللہ کا یہ قول ذکر نہیں کیا فدنا فتدلی، بلکہ صرف یہ ذکر کیا ہے فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔

۱۔ پس اس بات کا احتمال ہے کہ حدیث میں زیادتی ہو جو کہ غیر محفوظ ہو۔

۲۔ اور اگر یہ اضافہ محفوظ ہے جیسے اس کو جاج بن منہال نے ذکر کیا ہے اور جیسے اس کو شریک بن عبد اللہ بن ابونمر نے انس بن مالک سے، تو پھر احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے کیا ہو جب نبی کریم ﷺ نے انہیں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوسری بار اترتے دیکھا تھا۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ کام پہلی مرتبہ کیا تھا۔

۳۔ اور حدیث شریک میں زیادتی اور اضافہ ہے جس کے ساتھ وہ منفرد ہے اس شخص کے مذہب کے مطابق جس کا یہ دعویٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔

۴۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا قول اس بارے میں ہے کہ وہ ان آیات کو حضور ﷺ کی روایت جبرئیل علیہ السلام پر محمول کرتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۵۔ تحقیق ہم نے مسروق سے روایت کی ہے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، کہ مسروق نے سیدہ کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ذکر کیا تھا :

(۱) ولقد راہ بالافق المبین۔ (سورۃ التکویر) (۲) ولقد راہ نزلة اخری۔ (سورۃ نجم)

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ اس اُمت میں میں پہلی ہوں جس نے ان آیات کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہ (یعنی اس سے مراد) جبرئیل علیہ السلام ہی ہیں، میں نے ان کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا جس صورت پر وہ پیدا کئے گئے سوائے ان دو باریوں کے (یعنی بس یہی دو مرتبہ تو دیکھا ہے)۔ (مسلم ص ۲۸۷)

۶۔ تحقیق ہم نے اس مسئلے کو اس کی تفصیل اور شرح وسط کے ساتھ کتاب الاسماء والصفات میں اور کتاب الروایت میں ذکر کیا ہے۔ اور توفیق ملنا اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

۷۔ اور روایت ثابت میں جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس بات کی دلیل موجود ہے کہ معراج اسی رات میں ہوا تھا جس رات آپ ﷺ کو کے سے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے، ان کو اسحاق بن حسن نے، ان کو حسین بن محمد نے ان کو شیبانی نے قتادہ سے، اس نے ابو العالیہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اس رات میں دیکھا جس رات کو مجھے سیر کرائی گئی تھی۔ وہ بے قد کے

آدی تھے گھنگھرا لے بالوں والے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ خوبصورت تخلیق کے مالک سُرخ سفید جوان تھے، سر کے بال سیدھے تھے۔ اور مجھے جہنم کا دربان فرشتہ (جس کا نام) مالک ہے وہ بھی دکھایا گیا اور مجھے دجال بھی دکھایا گیا۔ ان آیات میں جو اللہ نے ان کو دکھائیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ فلا تکن فی مرية من لقائه، ”حضور ﷺ کی ملاقات میں اے مخاطب شک میں نہ رہنا“۔ (سورۃ سجدہ)۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس کی تفسیر کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے ملے تھے (آیت میں اسی ملاقات کا ذکر ہے) اور جعلنا ہڈی لبني اسرائیل۔ (سورۃ بنی اسرائیل) فرمایا کہ اللہ نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے یونس بن محمد سے، اس نے شیبان سے اور اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے قتادہ سے مختصر طور پر۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان ہے احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت ان کو سیر کرائی گئی کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور آپ ﷺ نے اس موقع پر جو ان کی صفت بیان کی تھی وہ یوں تھی۔

یہ ایک دیکھتا ہوں تو میں نے ان کو خیال کیا ہے کہ فرمایا تھا کہ وہ مضطرب پریشان، غیر مطمئن کیفیت میں تھے، سر کے بالوں میں جیسے کنگھی کی ہوئی ہے ایسے لگا جیسے کہ وہ شنوءہ جو انوں میں سے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی جو صفت بیان کی وہ یوں تھی کہ وہ خوبصورت متوازن جسم کے مالک سُرخ رنگ کے جوان تھے ایسے لگتا تھا کہ وہ ابھی غسل خانہ سے تیار ہو کر آئے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، ان کی اولاد میں سے میں ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔ اور فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا لے لیں آپ جو چاہیں میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا۔ لہذا مجھ سے کہا گیا آپ ﷺ کو فطرت کے مطابق کرنے کی رہنمائی ہوئی ہے۔ یا یوں کہا گیا کہ آپ نے فطرت کے مطابق کام کیا ہے۔ خبردار اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے۔ اور بخاری نے محمود بن عبدالرزاق سے۔

۱۔ اور حدیث صحیح میں مروی ہے سلیمان تیمی سے اور ثابت بنانی سے۔ اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ سُرخ ٹیلے کے پاس وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں۔

(مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۱۶۴۔ نسائی، قیام اللیل۔ مسند احمد ۱۳۸/۳۔ ۱۳۸۔ ۲۳۸)

## انبیاء علیہم السلام کی امامت

۲۔ اور ہم نے حدیث صحیح میں روایت کیا ہے ابو سلمہ سے۔ اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور ان کی صفت بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ پھر نماز کا وقت آ گیا تو میں نے ان سب کی امامت کی۔

۳۔ اور ہم روایت کر چکے ہیں حدیث ابن مسیب میں کہ حضور ﷺ نے ان انبیاء سے بیت المقدس میں ملاقات کی تھی۔

۴۔ اور ہم حدیث انس سے بیان کر چکے ہیں بیشک حضور ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے تھے یا اٹھائے گئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اُس رات ان کی امامت فرمائی تھی۔



۵۔ نیز ہم حدیث صحیح میں روایت کر چکے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس روایت کی مالک بن صعصعہ سے اور اس نے انس رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابو ذر سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا تھا۔

### مذکورہ احادیث کا اعادہ کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ان پر تبصرہ

فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ اخبار و روایات میں منافات و عدم مطابقت نہیں ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی سیر میں (بیت المقدس کے سفر میں) جب دیکھا تھا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کو بیت المقدس کی طرف نہیں چلایا گیا یا سیر نہیں کرائی گئی تھی جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں دیکھا تھا۔ یہی حال ان تمام انبیاء کا ہے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر دیکھا تھا پھر آسمانوں میں بھی دیکھا تھا۔ کیونکہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں جیسے شہداء (عند ربہم) زندہ ہیں۔ اس لئے مختلف مقامات پر مختلف اوقات ان کے حول اور دخول کا انکار نہ کیا جائے جیسے خبر صادق اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

قال المترجم۔ والانبیاء صلوات اللہ علیہم احياء عند ربہم كالشهداء۔ فی هذه الجملة من المصنف البيهقي غيره للعلماء وايضاً في تشبيه حيات الانبياء بحيات الشهداء اے احياء عند ربہم كما صرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حيات شهداء فی الجنة بعد سوال الصحابه فتدبروا۔ ولا تكونوا من الغافلين۔ وقال الدكتور عبد المعطي قلجی فی تعليقاته تحت هذه التبصرة من المصنف۔  
(تحت رقم ۹۹)۔

الانبیاء كالشهداء بل افضل۔ والشهداء احياء عند ربہم۔ فلا یبعد ان یحجوا وان یصلوا وان یتقربوا الی اللہ بما استطاعوا لانہم وان كانوا قد توفوا فہم فی هذه الدنيا التي ہی دار العمل حتی اذا فیت مدتها وتعقبها الاخرة التي ہی دار الجزاء انقطع العمل۔ والبرزخ ینسحب علیہ حکم الدنيا فی استکثارہم من الاعمال و زیادة الاجور۔ وقال المسبکی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انا نقول ان المنقطع فی الاخرة انما هو التکلیف۔ وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بها والخضوع للہ تعالیٰ۔ وبهذا ورد انہم یسبحون و یدعون یقرؤون القران۔ وانظر الی سجود النبی وقت الشفاعة الیس ذلك عبادة و عملاً؟

و علی کلا الجوابین لا یمتنع حصول هذه الاعمال۔ وفي مدة البرزخ۔ وقد صح عن ثابت البنانی التابعی انه قال۔ اللهم ان کنت اعطیت احدًا ان یصلی فی قبرہ فاعطنی ذلك، فروئی بعد موته یصلی فی قبرہ ویکفی رؤیة النبی لموسیٰ قائمًا یصلی فی قبرہ لان النبی و سائر الانبیاء لم یقبضوا حتی خيروا بین البقاء فی الدنيا و بین الاخرة فاختراروا الاخرة ولا شک انہم لو بقوا فی الدنيا لا زادوا من الاعمال الصالحة ثم انتقلوا الی الجنة فلم لم یعلموا ان انتقالہم الی اللہ تعالیٰ افضل لما اختاروه ولو کان انتقالہم من هذه الدار یفوت علیہم زیادة فیما یقرب الی اللہ تعالیٰ لما اختاروه۔ فجزا اللہ تعالیٰ الدكتور عنا وعن جمیع المسلمین۔

(۲۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو دبیس المعدل نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے، ان کو ابن عباس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مجھے سیرا کرائی گئی میرے پاس ایک پاکیزہ خوشبو پہنچی۔ میں نے کہا یہ کیسی خوشبو ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ فرعون کی بیٹی کی اور اس کی والدہ کی کنگھی کرنے والی نوکرائی کی۔ اس کی کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تھی اس نے فوراً یہ کہہ دیا تھا بسم اللہ۔ اتنے میں فرعون کی بیٹی نے کہا تھا اللہ کون ہے، میرا باپ؟ نوکرائی نے کہا نہیں بلکہ وہ جو میرا رب ہے، تیرا رب ہے، اور تیرے والد کا بھی رب ہے۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا میرے والد کے سوا تیرا اور بھی کوئی رب ہے؟ نوکرائی نے کہا کہ جی ہاں وہ میرا رب ہے تیرا رب ہے اور تیرے باپ کا بھی رب اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرعون نے نوکرائی کو بلایا اس نے کہا کیا تیرا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں میرا رب اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ فرمایا کہ فرعون نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی گائے بنا کر اس کو آگ پر گرم کیا جائے جب گرم ہوگئی تو فرعون نے حکم دیا کہ نوکرائی کو اس کے اندر ڈالا جائے۔ نوکرائی نے کہا کہ میری آپ کے پاس ایک حاجت ہے۔ فرعون نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ نوکرائی نے کہا کہ میری اور میرے بیٹے کی ہڈیاں یکجا کر دی جائیں۔ فرعون نے کہا یہ تیری خواہش پوری ہوگی اُس لئے کہ تیرا ہمارے اوپر خدمت کا حق ہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ان کو اکیلا اکیلا ڈالا جائے یہاں تک کہ بچے کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ اس شیر خوار نے کلام کرتے ہوئے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں آپ آگ میں گر جائیں اور پریشان نہ ہوں بے شک ہم لوگ حق پر ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا صغریٰ میں چار بچوں نے کلام کیا تھا۔ ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تھی، تیسرا صاحب حرتج، چوتھے عیسیٰ ابن مریم۔ (مجمع الزوائد ۱/۶۵)

(۲۴) ہمیں خبر دی علی نے، ان کو خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، اس نے اس واقعے کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

تحقیق قصہ معراج میں احادیث روایت کی گئی ہیں ان احادیث کے علاوہ جو ہم ذکر کر چکے ہیں مگر وہ ضعیف اسناد کے ساتھ ہیں۔ لہذا ان احادیث کے بعد جن کی اسانید ثابت ہیں ضعیف روایات کی ضرورت نہیں ہے میں اللہ کی مشیت کے ساتھ ان ہی سے وہ ذکر کروں گا جو اسناد کے اعتبار سے نسبتاً بہتر ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو بکر یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو خبر دی عبد الوہاب بن عطاء نے، ان کو ابو محمد بن اسد جمانی نے، ان کو ابو ہارون عبدی سے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے، کہ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اُس رات کے بارے میں خبر دیجئے جس رات آپ کو سیر کرائی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سبحان الذی اسرئى بعبده لیلآ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حوله لئریه من اياتنا انه هو السميع البصیر

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک۔ جس کے ماحول کو ہم نے برکت والا بتایا ہے تاکہ اس کو اپنی نشانیاں بتائیں، دکھائیں۔ بے شک وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور فرمایا کہ میں عشاء کے وقت مسجد الحرام میں سویا ہوا تھا اچانک کوئی آنے والا آیا اس نے مجھے جگایا۔ میں نے جاگ کر دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا اس کے بعد میں دوبارہ سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا پھر میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا پھر میں سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا، میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا اچانک مجھے ایک خیالی شکل نظر آئی میں نے اسے دیکھنا شروع کیا اور میں اس کے پیچھے مسجد کے باہر نکل گیا۔ میں ایک جانور کے پاس کھڑا تھا جو کہ تمہارے ان جانوروں کے مشابہ تھا خچروں کے مشابہ۔ بار بار کان

ہلارہا تھا اسے براق کہا جاتا تھا اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس کے قدم وہاں پہنچتے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں میں اس پر سوار ہو گیا۔ میں اس پر سوار ہو کر چل رہا تھا اچانک مجھے کسی پکارنے والے نے میرے دائیں طرف سے پکارا اے محمد! مجھے دیکھئے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں اے محمد! میری طرف دیکھئے۔ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے لئے کھڑا ہوا۔ میں اسی پر سوار تھا کہ اچانک کسی نے مجھے بائیں طرف سے پکارا اے محمد! میری طرف دیکھئے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اے محمد! میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ ہی اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی۔ بس سفر ہی کر رہا تھا کہ میں نے ایک عورت دیکھی جس نے آستینیں چڑھا رکھی تھیں اور اس پر ہر زینت تھی جو اللہ نے پیدا کی ہے۔ اس نے کہا اے محمد! مجھے دیکھئے میں آپ سے التجا کرتی ہوں مگر میں نے نہ ہی اس کی طرف توجہ کی اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے جانور کو حلقے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لائے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پالیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا آپ ﷺ نے اپنے سامنے کچھ دیکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ میں سفر کر رہا تھا کہ میرے دائیں طرف سے کسی نے کہا اے محمد! آپ میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ دیکھا اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ یہودیت تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے یا وہاں ٹھہر جاتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ میں نے بتایا پھر میرے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی اے محمد! مجھے دیکھئے میری طرف توجہ کیجئے مگر میں نے نہ اس کی طرف توجہ کی نہ اس کو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ عیسائیت تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے یا رُک جاتے تو آپ کی اُمت عیسائی بن جاتی۔ پھر میں نے بتایا کہ اچانک راستے میں ایک عورت کلاںیاں کھولے نظر آئی اس کے اوپر ہر قسم کی زینت تھی۔ اس نے کہا میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ اس کو دیکھا اور نہ ہی رُکا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دنیا ہی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

بیت المقدس میں دو رکعتیں ..... حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں اور جبرائیل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہو گئے، ہم دونوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد میرے پاس معراج اور سیڑھی لائی گئی وہ چیز ہے جس کے اوپر بنی آدم کی ارواح اوپر کو چڑھتی ہیں مخلوقات میں معراج اور سیڑھی سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ وہ جو تم دیکھتے ہو کہ میت کو یعنی مرنے والے کو کہ جس وقت پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ آسمان کی طرف گھورتی ہوئی۔ سوائے اس کے نہیں کہ پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ معراج پر حیرانی کی وجہ سے۔

فرماتے ہیں کہ پھر میں اور جبرائیل علیہ السلام اوپر کو چڑھے۔ پس میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا اس کو اسماعیل کہا جاتا ہے وہ صاحب آسمان دنیا ہے۔ اس کے آگے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتے کے ساتھ اس کا اپنا لشکر ہوتا ہے جو کہ ایک لاکھ پر مشتمل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وما يعلم جنود ربك الا هو۔ (سورۃ مدثر)

نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر صرف وہی۔

جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ دروازہ کھلا تو اچانک میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا قبل اس صورت کے جس صورت پر اللہ نے ان کو تخلیق فرمایا تھا اس صورت پر۔ اس پر ان کی اہل ایمان اولاد کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے اور نفس پاکیزہ ہے اس کو علیین پر پہنچا دو۔ اس کے بعد ان کی اولاد کے گناہ گار لوگوں کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ خبیث روح ہے اور نفس خبیث ہے اس کو تجہین میں پہنچا دو۔

سو کھا گوشت اور بد بودار گوشت ..... اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا کچھ خانوں اور دسترخوانوں کے پاس پہنچا جہاں کھانا کھایا جاتا ہے۔ ان پر سوکھا گوشت یا پکا ہوا صاف گوشت رکھا ہوا تھا مگر اس کے پاس کھانے والا کوئی ایک شخص بھی نہیں تھا۔ اور اچانک میں نے

مڑ کر دیکھا تو دوسری طرف سڑا ہوا اور بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے اس کے پاس بہت سارے لوگ ہیں، اسے کھائے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام مال کھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو میرا گزرا ایسی قوموں کے ساتھ ہوا جن کے گھر بڑے گھروں کے مثل تھے۔ ان میں سے کوئی بھی جب اٹھتا ہے تو گر جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے اللہ قیامت قائم نہ کرنا۔ وہ لوگ آل فرعون کے طریق و راستے پر تھے۔ فرمایا کہ جیسے ہی کوئی راستہ پر چلنے والا مسافر گذرتا ہے ان کو روندتا جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی امت کے لوگ ہیں جو سو د کھاتے ہیں۔ نہیں انھیں گے قیامت کے دن مگر مثل اٹھنے کے اس شخص کے جس کو شیطان نے چھو کر مخلوط الحواس کر دیا ہو۔

اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا تو میرا گزرا ایسی قوموں اور لوگوں پر ہوا ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے مثل تھے وہ منہ کھولتے ہیں تو ان کے منہ میں پتھر پھینکے جاتے ہیں وہ ان کے پیٹ میں جا کر نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ پھر میں نے ان کو سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ رہے ہیں میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو ناحق ظلماً یتیموں کا مال کھاتے ہیں یہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں، بہت جلدی دکھتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

زنا کار بدکار عورتوں کا حشر ..... آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مزید آگے گیا تو میرا گزرا ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے لٹکانی ہوئی تھی وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخیں مار رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں اے جبرائیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ ﷺ کی امت کی زانیہ اور بدکار عورتیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے گیا تو ایسے لوگوں پر میرا گزرا ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر ان کے منہ میں دیا جا رہا تھا اور ان سے کہا جا رہا تھا: کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے بتایا کہ ہماز اور لَمَّاز ہیں منہ پر سامنے طعنے دینے اور پیٹ پیچھے غیبت کرنے اور بُرا کہنے والے۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر چڑھے اچانک میں نے اللہ کی مخلوق کا حسین ترین جوان دیکھا جو سب لوگوں سے زیادہ حسن عطا کیا گیا تھا۔ ایسے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے سارے ستاروں میں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرائیل؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ اور افراد بھی تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ افراد بھی تھے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں چوتھے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی اللہ نے ان کو بلند تر مقام عطا کیا ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرا جواب دیا۔ اس کے بعد میں پانچویں آسمان پر گیا۔ وہاں میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی، لمبی اتنی تھی کہ ناف تک پہنچ رہی تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ پسندیدہ شخص ہارون بن عمران ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں چھٹے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ یہ گندمی رنگ کے کثیر بالوں والے جوان تھے اگر ان پر دو قبصیں ہوتیں جب بھی ان کے بال قبص کے پیچھے نظر آتے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگ یہ گمان کرتے ہیں میں اللہ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزت اور بزرگی والا ہوں، نہیں بلکہ یہ مجھ سے زیادہ عزت والا ہے اللہ کے ہاں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرائیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر گیا۔ وہاں پر ہم سب کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمن بیت المعمور کے ساتھ اپنی پیٹھ کا سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ یہ خوبصورت لوگوں میں سے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمن ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ یکا یک میری نظر اپنی اُمت کے لوگوں پر پڑی جو دو حصوں میں تھے ایک حصہ جس پر سفید کپڑے تھے گویا سفید کاغذ میں اور دوسرا حصہ جن کے میلے کپڑے یا سیاہ کپڑے تھے۔

فرمایا کہ اس کے بعد میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ میری اُمت کے وہ لوگ داخل ہوئے جن کے اوپر سفید لباس تھے اور باقی لوگ وہ گذرے جن پر سیاہ یا پیلے لباس تھے اور وہ سخت گرم جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں نے اور ان لوگوں نے جو میرے ساتھ تھے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں اور جو میرے ساتھ تھے باہر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھایا گیا اس کا ہر پتہ قریب تھا کہ وہ اس اُمت کو چھپائے۔ اچانک میری نظر پڑی تو اس میں سے ایک چشمہ جاری تھا اسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور اس چشمے سے دو نہریں پھوٹی ہیں ایک نہر کوثر ہے اور دوسرے کو نہر رحمت کہا جاتا ہے، میں نے اس میں غسل کیا جس سے اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے۔ اس کے بعد مجھے جنت تک پہنچا دیا گیا وہاں پر ایک لڑکی میرے سامنے آئی میں نے اس سے پوچھا اے لڑکی! تم کس کی ہو؟ اس نے بتایا زید بن حارثہ کی۔ اس کے بعد میں نے کئی نہریں دیکھیں پانی کی۔ جن کا پانی خراب نہیں ہوا اور کئی نہریں دودھ کی جس کا ذائقہ اور مزہ تبدیل نہیں ہوا اور کئی نہریں شراب کی جو پینے والوں کے لئے مزیدار ہے۔ اور کئی نہریں شہد کی جو صاف شدہ ہے اور جنت کے انار پانی کے ڈول جیسے تھے بڑے ہونے میں۔ اچانک میں نے ایک پرندہ دیکھا یہ سختی اُونٹ کی طرح تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا اور جمیع انبیاء پر بے شک اللہ نے جنت میں اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان سے سنی ہیں اور نہ ہی کسی دل میں سوچی گئی ہیں۔

جہنم کا منظر دکھایا گیا ..... فرمایا اس کے بعد جہنم میرے سامنے لائی گئی اس میں اللہ کا غضب ہے، عذاب ہے، سزا ہے۔ اگر اس کے اندر پتھر اور لوہا پھینک دیا جائے تو اس کو بھی کھا جائے اس کے بعد میرے سامنے بند کردی گئی۔ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچایا گیا وہ میرے لئے چھپا کر رکھی گئی تھی اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کا یا اس سے بھی قریب تر کا فاصلہ تھا۔ فرمایا کہ اس کے ہر ہر پتے پر فرشتے کا نزول ہو رہا تھا فرشتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور فرمایا کہ تیرے لئے ہر نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں اور آپ جب کسی نیکی کا ارادہ کریں گے ابھی آپ نے اس پر عمل نہ کیا ہوگا تیرے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر آپ نیکی کا عمل کر لیں گے تو آپ کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جب آپ کسی برائی کا ارادہ کریں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے تو تیرے خلاف کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر آپ عمل کریں گے تو آپ کے خلاف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ میں نے بتایا کہ پچاس نمازوں کا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے اپنی اُمت کے لئے۔ بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اور جب نہیں کر سکے گی تو کفر کرے گی۔ لہذا میں واپس اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کی اے میرے رب! نمازوں میں تخفیف کر دیجئے میری اُمت کے لئے۔ وہ سب امتوں سے کمزور ہے۔ اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر کے چالیس کر دیں۔ میں بار بار موسیٰ علیہ السلام کے اور اپنے رب کے درمیان آتا جاتا رہا۔ جب بھی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا وہ وہی اپنی بات دہراتے کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟ میں کہتا کہ دس نمازیں کم ہو گئیں ہیں وہ کہتے واپس جائیے اور رب سے اپنی اُمت کے لئے تخفیف کرائیے۔ میں جاتا اے رب! میری

امت سے تخفیف کیجئے وہ کمزور ترین امت ہے آخر میں اللہ نے پانچ کم کر دیں اور پانچ باقی رہیں۔ اُس وقت ایک فرشتے نے مجھے پکار کر کہا میرا فریضہ پورا ہو چکا ہے اور میں نے اپنے بندوں سے بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور میں نے ان کو ہر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دی ہیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے بتایا کہ پانچ نمازوں کا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ وہ لوگ اس میں سے کچھ بھی ادا نہیں کریں گے پھر اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا میں بار بار گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

پھر صبح ہوئی تو مکے میں حضور ﷺ نے ان لوگوں کو عجائب کی خبر دینا شروع کی کہ میں گذشتہ شب بیت المقدس میں گیا تھا اور مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور میں نے یہ دیکھا، وہ دیکھا۔ ابو جہل بن ہشام۔ نہ کہا کیا آپ لوگوں کو تعجب نہیں ہو رہا اس سے جو کچھ محمد (ﷺ) کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ گذشتہ رات وہ بیت المقدس میں گئے تھے اس کے بعد پھر انہوں نے واپس صبح ہم لوگوں میں آ کر کی۔ جبکہ ہم لوگ جاتے ہوئے ایک مہینے تک سواریوں کو مارتے رہتے اور واپس آنے کے لئے بھی ایک مہینے کے لئے سواریوں کو دوڑاتے ہیں مگر یہ ہیں کہہ رہے ہیں کہ دو ماہ کا سفر انہوں نے رات بھر میں کیا ہے۔

بیت المقدس کے متعلق سوالات ..... کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کے بارے میں بتایا کہ میں نے اس کو جاتے ہوئے فلاں فلاں مقام پر دیکھا تھا اور جب میں واپس آ رہا تھا تو میں نے اس کو فلاں گھائی کے پاس دیکھا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کو قافلے کے ایک ایک بندے کے بارے میں اور اس کے اونٹ کے بارے میں اور اس کے ایک ایک اونٹ کے بارے میں اور اس کے لدے ہوئے سامان کے بارے میں بتایا تو ابو جہل نے کہا کہ یہ ہمیں کئی چیزوں کے بارے میں بھی بتائے۔ چنانچہ مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں بیت المقدس کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں کہ اس کی عمارت کیسی ہے، اس کی شکل و صورت کیسی ہے اور پہاڑ سے اس کا قرب کتنا ہے۔ محمد ﷺ بتائیں اگر یہ سچے ہیں تو میں تم لوگوں کو ابھی ابھی بتا دیتا ہوں اور اگر جھوٹے ہیں تو بھی ابھی ابھی بتا دوں گا۔ وہ مشرک حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں بیت المقدس کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں آپ مجھے اس کی تعمیر کے بارے میں بتائیں کہ کیسی ہے؟ اس کی شکل و صورت اور نقشہ کیسا ہے؟ پہاڑ کے ساتھ اس کا قرب کتنا ہے؟ حضور ﷺ اس کی طرف ایسے دیکھتے اور بتاتے رہے جیسے کوئی شخص ہم میں سے اپنے گھر کے بارے میں دیکھتا ہے کہ اس کی عمارت ایسی ہے۔ نقشہ ایسا ہے، پہاڑ سے اتنی قریب ہے۔ اس شخص نے کہا کہ محمد ﷺ تم نے سچ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا محمد ﷺ نے جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے یا اس کے مثل کلام کیا۔

(۲۵) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو یعقوب اسماعیل بن ابو کثیر قاضی مدائن نے، ان کو حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید ابورجاء نے، ان کو حدیث بیان کی نوح بن قیس نے الحدانی سے، ان کو ابو ہارون عبدی نے، ان کو ابو سعید خدری ؓ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں بات بتائیے آپ نے کیا کچھ دیکھا اس رات جس رات آپ کو سیر کرائی گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک جانور چوپائے کے پاس آیا جانوروں میں سے وہ خچر کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا مگر اس کے کان چھوٹے تھے اسے براق کہا جاتا تھا۔ یہ وہی تھا جس پر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں۔ مسجد الحرام سے میں اس پر سوار ہوا اس نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا۔ فرمایا کہ حدیث معراج اس کے بعد ذکر کی۔

راوی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو ہشیم نے ابو ہارون سے، اس نے ابو سعید خدری سے اس کی مثل یا اسی طرح۔

اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ابو ہارون سے اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن سکری پالسی نے رملہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن سہل نے، ان کو حجاج بن محمد نے ان کو ابو جعفر رازی نے، وہ عیسیٰ بن ہامان ہیں۔ اس نے ربیع بن انس سے، اس نے ابو العالیہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یاد کیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (ح)۔ اور اس میں جس کا ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے یہ کہ اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرائی نے، ان کو خبر دی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ زبیری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حاتم بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن ماہلن نے، ان کو ربیع بن انس نے ابو العالیہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت کے بارے میں :

سبحان الذی اسرى بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

فرمایا کہ ایک گھوڑا لایا گیا تھا وہ اس پر سوار ہوئے تھے۔ اس کا ہر قدم اس کی تاحد نگاہ پر پڑتا تھا۔ وہ جانور روانہ ہوا اور بئرئیل علیہ السلام بھی روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک ایسی قوم پر ہم آئے جو ایک دن کاشت کرتے اور دوسرے دن کاٹتے تھے۔ جیسے ہی وہ کاٹتے دوبارہ کھیتی ویسی ہو جاتی جیسی پہلے تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مہاجرین ہیں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ان کے لئے نیکی سات گنا زیادہ کر کے دی جاتی ہے۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ  
جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اس کے پیچھے اور دیتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے

بے نمازی کا حشر ..... اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے سر پتھر کے ساتھ کھینچے جا رہے تھے جیسے ہی کچلے جاتے تھے دوبارہ درست ہو جاتے تھے جیسے پہلے تھے، اس میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں نماز سے جن کے سر بوجھل ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد ایک دوسری قوم پر آئے جن کے آگے سے اور پیچھے سے بھی (ستر ڈھکنے کے لئے)۔ مگر وہ ایسے خوش تھے جیسے مویشی خوش ہوتے ہیں خاردار سے بھی اور تھوہر سے بھی۔ جہنم اور اس کے پتھر ان کے لئے گرم کئے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ اور صدقات ادا نہیں کرتے، اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے آگے ہنڈیا کے اندر پکا ہوا پاکیزہ گوشت رکھا ہوا تھا اور دوسرا مردار گوشت۔ وہ خبیث میں سے کھا رہے تھے پکے ہوئے پاکیزہ کو چھوڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جب اٹھتے ہیں تو ان کے پاس حلال طیب عورت بیوی موجود ہوتی ہے مگر وہ خبیث اور بد بودار عورت کے پاس آتا ہے اور اس کے ساتھ صبح تک رات گزارتا ہے۔ اس کے بعد ایک لکڑی پر آئے جو راستے پر تھی جو بھی اس کے ساتھ گذرتا وہ اس کو زخمی کر دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَلَا تَقْعُدُوا بَٰكِلَ صَرَاطٍ تَوْعَدُونَ۔

اس کے بعد ایک آدمی پر گزر ہوا جو لکڑیوں کا بڑا ڈھیر جمع کرتا ہے جن کو اٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتا مگر وہ اور اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جس پر امانت ہے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی اس میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے تھے قینچیوں کے ساتھ۔ جیسے ہی کاٹی جاتیں دوبارہ بحال ہو جاتیں جیسے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فتنہ پرور خطیب و واعظ تھے۔ اس کے بعد ایک چھوٹے پتھر پر آئے اس میں سے عظیم روشنی نمودار ہو رہی تھی پھر وہ نور اور روشنی دوبارہ وہیں اندر داخل ہونا چاہتی تھی جہاں سے نکلی تھی مگر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کیا ہے اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو ایسا کلمہ بولتا ہے جس پر وہ شرمندہ ہو جاتا ہے پھر ارادہ کرتا ہے اس کلمے کو وہ دوبارہ واپس لوٹا دے مگر وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔

جنت کی سیر ..... اس کے بعد ایک ایسی وادی پر آئے جہاں انہوں نے ٹھنڈی ہوا پالی اور پاکیزہ ہوا اور کستوری کی خوشبو۔ اور انہوں نے ایک آواز سنی اور پوچھا اے جبرائیل! یہ کیسی صاف ستھری ٹھنڈی ہوا ہے اور کستوری کی خوشبو ہے؟ اور یہ کیسی آواز ہے؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ آواز جنت کی ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب مجھ میں رہنے والے لوگوں کو میرے پاس بھیج دے اور جن جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ لے رکھا ہے۔ میری خوشبو، میرا لیشم، میرا سندس، میرا استبراق اور عبقری، میرے موتی، میرے مرجان، میری چاندی اور میرا سونا، میرے ابریق، میرے پھل میوے، میرا شہد، میری شراب، میرا دودھ سب چیزیں بہت ہو گئی ہیں لہذا ان کو لے آ میرے پاس جن کو آپ نے میرا وعدہ دے رکھا ہے۔

اللہ نے اس کو فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت تیرے لئے ہیں۔ ہر مؤمن مرد و عورت تیرے لئے ہیں اور ہر وہ جو میرے ساتھ اور میرے رسولوں کے ساتھ ایمان لے آیا ہے جنہوں نے عمل صالح کئے ہیں، انہوں نے میرے ساتھ شکر نہیں کیا۔ جنہوں نے میرے سوا کوئی اور شریک نہیں ٹھہرائے۔ جو مجھ سے ڈرتے رہے ہیں میں نے ان کو امن دیا، جس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کو عطا کیا، جس نے مجھ سے قرض مانگا میں نے اس کو جزا دی اور جس نے مجھ پر توکل کیا میں نے اس کی کفایت کی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے میں ہی معبود ہوں میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد پڑھا :

قد افلح المؤمنون الذين هم في صلوٰتہم خٰشعون ..... تبارك الله احسن الخالقين

(سورۃ المؤمنون : آیت ۱۳۱)

(یہ آیات ذکر کر کے ان آیات میں مذکور اہل ایمان کی صفات ذکر کی جاتی ہیں، ان لوگوں کی جو اہل جنت ہیں) لہذا جنت راضی اور خوش ہو جاتی ہے۔

جہنم کی آوازیں ..... اس کے بعد ایک اور وادی میں آئے وہاں بہت بری بری آوازیں سنائی دیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ یہ کہتی ہے میرے لوگوں کو میرے پاس لے آئیے جن کو میرا وعدہ دے رکھا ہے اور جن کا مجھے آپ نے وعدے دے رکھا ہے۔ میری بیڑیاں، میری زنجیر زیادہ ہو گئے ہیں، میرے طوق، میرا دھکنا، میرے تھوہر، میرا کھولتا پانی، میرے گرم پتھر، میری گڑھ پیپ، اور دھون بہت ہو چکا ہے میری گہرائی بہت زیادہ ہو چکی ہے میری گرمی بڑھ گئی ہے، ان کو لے آئیے جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے ہر مشرک مرد اور مشرک عورت تیرے لئے ہے۔ ہر کافر اور کافرہ تیرے لئے ہے، ہر خبیث اور خبیثہ تیرے لئے ہے ہر سرکش تیرے لئے ہے جو یوم حساب کو نہیں مانتا۔ یہ سن کر جہنم بھی خوش ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد چلے یہاں تک کہ بیت المقدس میں واپس آ گئے۔ اترے اور گھوڑا باندھا صحرا کے ساتھ۔ پھر داخل ہوئے فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز پوری ہو چکی تو حاضرین نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں آپ کے ساتھ؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا ادھر بھیجے گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ ان کو تہیہ دے بھائی سے اور خلیفہ سے۔ یہ بہترین بھائی ہیں اور بہترین خلیفہ ہیں اور اچھی جگہ آیا ہے۔

اس کے بعد انبیاء کی ارواح آئیں انہوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا اور مجھے فرمانبردار امت بنایا، میرے ساتھ اقتداء کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اس کو مجھ سے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

فرمایا کہ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ہمکلامی کی اور مجھے اپنی رسالت اور کلمات کے ساتھ برگزیدہ کیا اور مجھے اپنی طرف قریب کیا، منتخب فرما کر۔ اور مجھ پر تورات اتاری۔ آل فرعون کی بلاکت میرے



ہاتھوں فرمائی اور بنی اسرائیل کی غلامی سے نجات میرے ہاتھوں فرمائی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ملک اور اقتدار عطا کیا۔ مجھ پر زبور اتاری اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور مجھے حکمت اور فیصلہ کن خطاب دیا۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر فرمایا اور جنوں اور انسانوں کو مسخر فرمایا اور میرے لئے شیطانوں کو مسخر کیا میں جو چاہتا تھا وہ تیار کرتے تھے۔ محاریب ہوں یا تماثیل ایک سے آخر تک۔ اور مجھے پرندوں کی بولیاں سکھا دیں اور ہر شے۔ اور میرے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور مجھے عظیم اقتدار عطا کیا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا جو میرے بعد کسی کے شایانِ شان نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کی حمد و ثنا ہے جس نے مجھے توراہ سکھائی اور انجیل۔ اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو درست کرتا ہوں اور اس کے حکم کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ جس نے مجھے اٹھالیا یا مجھے رفعت عطا کی اور کافروں سے مجھے پاک کیا۔ اور مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود سے پناہ دی کہ اس شیطان کو کوئی چارہ کار نہیں دیا۔

اس کے بعد حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کی ثناء کی۔ اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی ہے میں بھی اپنے رب کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اور فرمایا سب تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام کائنات والوں کے لئے بشر و نذیر بنایا۔ اور مجھ پر فرقان اتاری جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے لئے بیدار کی گئی ہے اور میری امت کو اعتدال یا بہترین امت بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی اول ہیں اور وہی آخر ہیں۔ اور اس نے میرا سینہ کھولا مجھ سے میرا بوجھ اتارا، میرے لئے میرا ذکر بلند کیا، مجھے فاتح بنایا، مجھے خاتم بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا انہی صفات کے ساتھ محمد ﷺ ہم لوگوں پر فضیلت پا گئے ہیں۔

شراب پینے سے انکار ..... اس کے بعد تین برتن لائے گئے جن کے منہ اوپر سے ڈھکے ہوئے تھے ایک برتن لایا گیا اس میں پانی تھا۔ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ پی لیجئے، آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا پیا، اس کے بعد ان کے پاس دوسرا برتن لایا گیا اس میں دودھ تھا۔ اس سے آپ ﷺ نے خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک اور برتن شراب کا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خوب سیر ہو چکا ہوں میں اس کو نہیں چاہتا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے درست کیا ہے۔ خبردار یہ عنقریب آپ ﷺ کی امت پر حرام ہونے والا ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے پی جاتے تو آپ کی امت آپ کی اتباع نہیں کرتی مگر بہت تھوڑے لوگ۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ پھر ان کو آسمان پر چڑھایا گیا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی اس کی مثل جسے ہم نے احادیث سابقہ میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا یہاں بھیجے گئے ہیں؟ بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ان کو تجیہ دے بھائی اور خلیفہ سے، بہتر بھائی ہے اور بہتر خلیفہ اور اچھی جگہ آیا ہے۔ آپ ﷺ داخل ہوئے تو دیکھا ایک آدمی کنگھی کئے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہے جنت کے دروازے کے پاس اس کے پاس سفید چہروں والے کچھ لوگ ہیں اور سیاہ چہرے والے بھی۔ ان کے رنگوں میں کوئی چیز ہے وہ نہر پر آتے ہیں اور انہوں نے اس میں غسل کیا ہے وہ نکلے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ ایک اور نہر پر گئے ہیں انہوں نے اس میں غسل کیا ہے اس میں سے نکلے ہیں تو ان کے رنگ مزید صاف ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ تیسری نہر میں داخل ہوئے ہیں اور غسل کیا ہے۔ جب نکلے ہیں تو ان کے صاف رنگ اصحاب کی طرح ہو چکے ہیں۔ لہذا وہ اپنے انہی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ جن کے چہرے سفید ہیں اور یہ جن کے رنگ ٹھیک نہیں ہیں؟ اور وہ نہروں میں داخل ہوتے ہیں، نکلے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ پہلے شخص ہیں دھرتی پر جنہوں نے کنگھی کی۔ اور

یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ نہیں کیا تھا۔ بہر حال یہ لوگ جن کے رنگ میں کچھ خرابی ہے وہ جنہوں نے عملِ صالح اور برے میں خلط کیا تھا انہوں نے توبہ کی ہے اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ بہر حال رہی یہ نہر اول، تو یہ اللہ کی رحمت کی نہر ہے اور دوسری اللہ کی نعمت کی نہر ہے اور تیسری وہ ہے جہاں اللہ نے ان کو شراب طہور پلایا ہے۔

اس کے بعد ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ لہذا مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ مخصوص سدرۃ ہے اسی تک ہر ایک کا معاملہ تیری اُمت میں سے پہنچ کر رُک جاتا ہے۔ اس کی جڑ سے پانی کی نہریں نکلتی ہیں جن کا پانی تازہ (غیر متغیر، غیر بدبودار) ہے۔ اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں جس کا مزہ نہیں بگڑتا اور مزید شراب کی نہریں پینے والوں کے لئے اور صاف شدہ شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔

فرمایا کہ یہ ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سال بھر چلتا رہے تو بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکتا اور اس کا ایک پتہ ایک مخلوق کو ڈھک سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خالق کا نور چھپا لیتا ہے اور اس کو فرشتے چھپا لیتے ہیں۔ ان سے ان کے رب نے اس وقت ہم کلامی کی اور ان سے فرمایا کہ آپ کچھ مانگئے۔ حضور ﷺ نے التجا کی (اے میرے رب) آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم عطا کیا اور آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی کی۔ اور آپ نے داؤد علیہ السلام کو عظیم حکومت عطا کی اور آپ نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور ان کے لئے آپ نے پہاڑوں کو مسخر فرمایا۔ اور آپ نے سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا اور ان کے لئے پہاڑوں کو اور جن وانس کو مسخر فرمایا اور ان کے لئے آپ نے شیاطین کو اور ہواؤں کو مسخر فرمایا اور ان کو ایسا اقتدار عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی کے شایان شان ہی نہیں ہے۔ اور آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو توراہ و انجیل سکھائی اور ان کو ایسا بنایا کہ مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھی کو تندرست کر دیتے تھے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ کے حکم کے ساتھ۔ اور آپ نے اس کو پناہ دی اور اس کی ماں کو بھی شیاطین سے، شیطان کو ان دونوں پر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

ان کے رب نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ توراہ میں خلیل الرحمن لکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تیرا سینہ کھول دیا ہے اور تیرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔ میرا ذکر اکیلا نہیں ہوتا بلکہ آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے اس سے آپ کی مراد اذان میں ذکر مراد ہے۔ اور میں نے آپ کی اُمت کو بہتر اُمت بنایا جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی اور آپ کی اُمت کو اُمتِ وسط بنایا۔ اور آپ کی اُمت کو ایسا بنایا کہ وہ اول ہیں اور وہ آخر ہیں اور میں نے آپ کی اُمت کو ایسے لوگ بنایا ہے کہ ان کے دل ان کی اناجیل ہیں اور میں نے آپ کی اُمت کو ایسا بنایا ہے کہ ان پر کوئی پیغام اثر نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے آپ کو نبیوں میں سے تخلیق میں اول اور بعثت میں آخری بنایا ہے اور میں نے آپ کو سات آیات بار بار پڑھی جانے والی عطا کی ہیں جو کہ میں نے آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں۔ اور میں نے آپ کو سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی ہیں اس خزانے میں سے جو عرش کے نیچے ہیں اور وہ میں نے آپ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی ہیں۔ میں نے آپ کو آغاز کرنے والا اور اختتام کرنے والا بنایا ہے۔

مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا ..... (راوی) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے فضیلت بخشی۔ اس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے اور سارے لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا ہے اور میرے دشمن کے دل میں مہینے بھر کی مسافت دور سے میرا رعب ڈال دیا ہے۔ اور میرے لئے نغمتیں حلال کر دی ہیں جو کہ مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ اور پورے روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا ہے اور پاک بنا دیا ہے (کہ کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں) (سوائے ناپاک جگہ کے) اور مجھے کلام کے آغاز دیئے گئے ہیں اور اس کے عمدہ اختتام دیئے گئے ہیں اور جامع کلام دیا گیا ہے۔ اور میری اُمت مجھ پر پیش کی گئی اس کیفیت کے ساتھ کہ مجھ پر کوئی بھی مخفی نہیں رہا نہ تا بعد اری کرنے والا نہ وہ جس کی تا بعد اری کی گئی۔ اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں کی جوتیاں بناتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے ہیں جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا کہ ان کی آنکھیں سوئی کے ساتھ سی دی گئی ہیں، مجھ پر مخفی نہیں رہی یہ بات کہ وہ میرے بعد کس چیز سے دوچار ہوں گے۔ اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا اور میں موسیٰ کے پاس لوٹا۔

راوی نے حدیث ذکر کی اس حدیث کے مفہوم کے ساتھ جس کو ہم نے روایت کیا ہے پکی اسنادوں کے ساتھ۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ ان سے کہا گیا آپ ﷺ پانچ نمازوں پر صبر کریں بے شک ان کو بدلہ ملے گا تجھ سے پانچ کے بدلے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام ان پر سخت تھے جب حضور ﷺ ان کے پاس گزرے اور بہتر بھی تھے سب سے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس لوٹے۔ (مجمع الزوائد ۶۸/۱)

سورج کا واپس ہونا ..... (۲۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے اسماعیل بن عبد الرحمن قرشی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی قافلے کے شرکاء اور رفقاء کی۔ اور قافلے میں اس کی علامت اور نشانی کے بارے میں، تو لوگوں نے پوچھا کہ قافلہ کب پہنچے گا۔ جب وہ دن آیا تو قریش نے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر قافلے کو دیکھا اور اس کا انتظار کیا۔ جب سورج ڈھلنے لگا مگر قافلہ نہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ کے لئے دن میں ایک گھنٹے کا اضافہ ہو گیا اور سورج آپ کے مقصد پر رُک گیا۔ سورج کسی کے لئے واپس نہیں لوٹا یا گیا مگر حضور ﷺ کے لئے اس دن اور حضرت یوشع بن نون کے لئے جس دن اُس نے سرکشوں کے ساتھ جمعہ کے دن جہاد کیا تھا۔

جب سورج پیچھے آیا تو ان کو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ غروب ہو جائے گا ان کے فارغ ہونے سے قبل اور سبت داخل ہو جائے گا اس میں۔ ان کے لئے قتال کرنا ان کے ساتھ حلال نہیں ہوگا انہوں نے اللہ سے دعا کی لہذا اللہ نے ان کے لئے سورج کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ قتال سے فارغ ہو گئے۔ (سیرۃ شامیہ ۱۳۳/۳)

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں تحقیق روایت کی گئی ہیں معراج میں دیگر روایات بھی بعض ان میں سے حدیث ابو حذیفہ بھی ہے یعنی اسحاق بن بشر نے ابن جریج سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اسحاق بن بشر متروک ہے جس روایت میں وہ منفرد اور اکیلا ہو، اس کے ساتھ خوشی نہیں ہوتی۔

اور بعض ان میں سے حدیث اسماعیل بن موسیٰ قواریری ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے عمر بن سعد مصری سے اور یہ ایسی روایت ہے جس کا راوی مجہول ہے اور اسناد منقطع ہے۔

(۲۸) اور ہمیں خبر دی ہے اس کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبدان بن یزید بن یعقوب دقاق نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین ہمدانی نے، ان کو ابو احمد اسماعیل بن موسیٰ مزاری نے، ان کو عمر بن سعد بصری نے بنو نصر بن قعین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد العزیز نے اور لیث بن ابوسلیم نے اور سلیمان اعمش نے اور عطاء بن سائب نے۔ ان میں بعض اضافہ کرتے ہیں حدیث میں بعض پر روایت کرتے ہیں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے۔ اور عبد اللہ بن عباس سے اور محمد بن اسحاق بن یسار سے، اس نے اس شخص کو جس نے بیان کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور سلیمان سے یا سلمہ عقیلی سے، اس نے عامر شععی سے اس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس نے ضحاک بن مزاحم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور عشاء آخرہ پڑھ چکے تھے (اُمّ ہانی سے مروی اس روایت کو بیہتی، طبرانی نے، مسند ابویعلیٰ و ابن عساکر نے ابو صالح کے طریق سے اور ابن اسحاق سے دوسرے لفظ کے ساتھ روایت کی ہے)۔

ابو عبد اللہ نے کہا ہے کہ اس شیخ نے ہم سے کہا ہے اور حدیث ذکر کی ہے اور متن حدیث لکھا گیا ہے اس نسخے سے جو شیخ سے سنا گیا ہے۔ انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں روح کی اور فرشتوں کی تعداد مذکور ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جو اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔ اگر روایت صحیح ہو اور اثبات سیر اور اثبات معراج کے بارے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ابو ہارون عبدی سے، اس میں کفایت ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(۲۸) ہمیں خبر دی ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو نعیم احمد بن محمد بن ابراہیم بزار نے، ان کو ابو احمد بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ابو الازہر نے کہا ہے کہ جابر بن ابوحکیم نے کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نیند میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کی امت کا ایک آدمی ہے اسے سفیان ثوری کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ڈرنہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لا باس بہ۔

(۲۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ہارون نے ابو سعید خدری سے اس نے آپ ﷺ سے اس رات کے بارے میں جس میں آپ کو سیر کرائی گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ نے آسمان میں یہ یہ دیکھا تھا (میں نے ان کو حدیث بیان کی) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جی ہاں (یعنی میں نے دیکھا صحیح ہے)۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بیشک آپ کی امت کے کچھ لوگ آپ کی طرف سے حدیث بیان کرتے ہیں عجیب عجیب چیزوں کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ وہ قصہ گو اور واعظوں کی باتیں ہیں۔

باب ۹۰

## ابتداء میں نماز کیسے فرض ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اسحاق بن یعقوب بن یوسف سوی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عوف نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو المغیرہ نے، ان کو حدیث بیان کی اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں کہ زہری سے پوچھا گیا تھا کہ حضور ﷺ کے مکے سے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں جب نماز فرض کی تو دو دو رکعت فرض کی تھی۔ اس کے بعد حضر کی نماز کو مکمل کر دیا تھا (یعنی چار رکعت کر دیا تھا) اور مسافر کی نماز کو فرضیت اولیٰ پر برقرار رکھا۔ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اوزاعی نے اور اس کو روایت کیا ہے معمر نے زہری سے اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر مکے میں نماز فرض کی گئی تھی دو دو رکعتیں۔ جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو چار چار رکعت فرض کی گئیں اور سفر کی نماز بدستور دو دو رکعتیں باقی رکھی گئی تھیں۔ ابن خزیمہ ۱/۱۶۵

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فیاض بن زبیر نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث معمر میں ہے زہری سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اور یوں بھی روایت کی گئی ہے عامر شعمی سے اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ مگر اس روایت میں چار رکعت سے استثناء ہے مغرب اور صبح کے بارے میں۔

اور حسن بن ابوالحسن بصری اس طرف گئے ہیں کہ ابتداء میں نماز فرض کی گئی تھیں اپنی تعداد کے مطابق۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد الوہاب بن عطاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے سعید بن ابوعروہ نے قتادہ سے، اس نے حسن سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی قوم کے پاس نمازیں لے کر آئے تھے تو (کچھ دیر) ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا آسمان کے بطن سے تو ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعة۔

جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء نماز میں ..... لہذا وہ لوگ اس اعلان کی طرف بھاگ کر آگئے تھے اور اکٹھے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ان چار رکعتوں میں اعلانیہ قرات نہیں کر رہے تھے (یعنی قرات بالجہر نہیں کی تھی)۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے کھڑے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد وہ علیحدہ ہو گئے یہاں تک کہ سورج نیچے آ گیا وہ تاحال سفید صاف تھا۔ پھر اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعة۔ پھر وہ سب اس اعلان پر جمع ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی عصر کی نماز چار رکعتیں، نماز ظہر یعنی صلوٰۃ ظہر کے علاوہ۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد حضور ﷺ لوگوں سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعة؛ لہذا لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز مغرب پڑھائی تین رکعات۔ ان میں آپ ﷺ نے قرات ہی ہر دو رکعت میں، اعلانیہ اور ظاہر قرات کی اور تیسری رکعت میں ظاہر قرات نہیں کی۔ اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ ان سے الگ ہو گئے۔ یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور عشاء کو آپ ﷺ نے مؤخر کیا۔ لہذا اب اعلان ہوا ان میں الصلوٰۃ جامعة؛ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت نماز عشاء پڑھائی۔ دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے اعلانیہ قرات کی اور دو رکعتوں میں نہیں کی۔ لوگ اپنے نبی کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد لوگ سو گئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا وہ اس پر زیادہ کریں یا نہ کریں حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر دن میں اعلان ہوا الصلوٰۃ جامعة؛ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو رکعات پڑھائیں۔ ان دونوں میں انہوں نے اعلانیہ قرات کی اور دونوں میں قرات کو لمبا کیا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ (اخرجہ البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱/۳۶۲)

باب ۹۱

## نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا اور

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے ساتھ سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد اور مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل شادی کی تھی اور حضور ﷺ کو خواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت دکھادی گئی تھی اور یہ بھی کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل عطار نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی تھی بعد وفات خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔ اور آپ ﷺ کے مکہ سے خروج سے قبل اور میں اُس وقت سات یا چھ سال کی تھی۔ ہم لوگ

جب ہجرت کر کے مدینہ سے آگئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں اور میں اس وقت جھولے میں جھول رہی تھی اور میرے بال کانوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے تیار کیا اور بنایا سنوارا۔ اس کے بعد وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آگئیں اور میں اُس وقت نو سال کی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابو القاسم طبرانی نے، ان کو ابن ابو مریم نے، ان کو فریابی نے، ان کو سفیان نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بیاہ کیا تھا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں اور ان کے ساتھ صحبت کی جب وہ نو سال کی تھیں اور وہ حضور ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین سال بعد، جبکہ حضرت عائشہ اُس وقت چھ سال کی تھیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ صحبت کی تو وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔ اور حضور ﷺ جب وفات پاگئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔ اس کو ابو اسامہ نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضور ﷺ کے مدینہ کی طرف خروج سے تین سال قبل ہوئی تھی اس کے بعد حضور ﷺ دو سال تک ٹھہرے رہے یا اس کے قریب قریب۔ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ پھر ان کے ساتھ جب صحبت کی تو وہ نو سال کی تھیں۔ (صحیح مسلم ۱۰۳۹/۲۔ فتح الباری ۱۹۰/۹)

اسی کو بخاری نے صحیح میں نقل کیا ہے بطور مرسل روایت کے، کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاہد نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابو اسامہ نے پھر اسی کو ذکر کیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دو مرتبہ مجھے خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی آپ کو اٹھالا یا سفید ریشم کے اندر اور وہ کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس کو کھول کر دیکھئے۔ لہذا میں نے تمہیں دیکھا اور میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرف سے، ہشام بن عروہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن داؤد راز نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو عبد اللہ بن ادریس نے محمد بن عمرو سے، اس نے یحییٰ بن عبد الرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو وہی خولہ بنت حکیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ شادی نہیں کر لیتے؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کس کے ساتھ؟ عرض کیا اگر آپ چاہیں تو کنواری کے ساتھ کرادوں اور اگر آپ چاہیں تو غیر کنواری کے ساتھ کرادوں؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کنواری کون ہے؟ اور غیر کنواری کون ہے؟ سیدہ خولہ نے بتایا کہ کنواری تو اس شخص کی بیٹی ہے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی بیٹی)۔ سیدہ عائشہ اور غیر کنواری سودہ بنت زمعہ ہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان بھی لاجچکی ہے اور آپ کی اتباع کرتی ہے۔

پیغام نکاح اُم رومان کے پاس ..... حضور ﷺ نے (خولہ سے) فرمایا: آپ ان دونوں (کے گھر والوں سے) میرا ذکر کر کے دیکھنا۔ سیدہ خولہ کہتی ہیں کہ میں اُم رومان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) کے پاس گئی اور میں نے کہا اے اُم رومان! اللہ نے کس قدر خیر تمہارے گھر میں نازل کیا ہے اور برکت؟ اس نے پوچھا کہ وہ کون سی ہے؟ کہتی ہیں کہ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ عائشہ (کے بارے میں شادی کا) ذکر کر رہے تھے۔ اُم رومان نے کہا خولہ آپ انتظار کیجئے ابو بکر صدیق آنے والے ہیں۔

کہتی ہیں کہ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ اُم رومان نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا عائشہ کی شادی ان کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ حالانکہ یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے۔ (میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابو بکر کا بھائی ہوں اور وہ میرا بھائی ضرور ہے مگر ان کی بیٹی کے ساتھ میری شادی ہو سکتی ہے۔ خولہ کہتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے تو بی بی اُم رومان نے مجھ سے کہا بے شک مطعم بن عدی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا اپنے بیٹے کے لئے، اللہ کی قسم یہ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کریں گے (ارادہ کرتی تھیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا)۔

کہتی ہیں کہ پھر مطعم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کیا کہتے ہیں اس لڑکی کے بارے میں؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کی والدہ سے مشورہ کرتا ہوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُم رومان سے کہا تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ کہتے ہیں کہ اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اس لڑکی کے ساتھ نکاح کر دیں اور آپ اس کے پاس جائیں گے اور آپ اس کو بھی اسی دین میں داخل کر لیں گے جس پر آپ ہیں۔ کہتی ہیں کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ آپ کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہی ہیں آپ سن رہے ہیں۔

کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور ان کے دل میں کوئی ایسی بات نہیں تھی یعنی وعدہ وغیرہ نہیں کیا۔ (خولہ) کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ وہ آجائیں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ نے ان کو مالک بنا دیا۔

خولہ کہتی ہیں اس کے بعد میں گئی سودہ بنت زمعہ کی طرف ان کے والد بڑے بزرگ تھے۔ وہ موسم اور منصلے میں جانے سے بیٹھ چکے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے ان کو جا کر سلام کیا جاہلیت کے طریقے پر میں نے کہا اَنعَمَ صَبَاحًا، صَبِحَ بَخِيرًا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں خولہ بنت حکیم ہوں۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کچھ باتیں کیں۔

میں نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب سودہ بنت زمعہ کا ذکر کر رہے تھے یعنی رشتہ مانگ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ کُفُوٌ کَرِيمٌ، کہ کفو تو عزت دار ہے۔ اس نے پوچھا کہ تیری سہیلی کیا کہتی ہے میں نے کہا وہ تو پسند کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ ان سے کہو آجائیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اس کو اس کا مالک بنا دیا۔ کہتی ہیں کہ عبد بن زمعہ (یعنی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) آئے تو انہوں نے یہ سن کر افسوس کے مارے سر میں مٹی ڈال لی۔ (پھر بعد میں مسلمان ہو گئے) تو مسلمان ہونے کے بعد کہتے تھے کہ میری بقا کی قسم میں بے وقوف تھا جس دن میں نے اس بات پر سر میں مٹی ڈال لی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہ سے شادی کر لی ہے۔

یہ الفاظ ابو العباس کی حدیث کے ہیں۔

## نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کرنا

اور اپنے رب کے پیغام کو پہنچانے میں آپ ﷺ کو اذیت دینا تا وقتیکہ اللہ نے اہل مدینہ کے انصار کو یہ عزت بخشی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ اس کے اعزاز کا اور اس کے دین کو غالب کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے میں جن آیات کا ظہور ہوا اور ان کی نشانیوں کے ظہور کے ساتھ اللہ نے ان کو جو عزت بخشی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن بکیر بن عبدالرزاق نے، ان کو ابو داؤد بختانی نے، ان کو محمد بن کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الحسین بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو کریب نے، ان کو حدیث بیان کی مصعب نے اسرائیل بن یونس سے، اس نے عثمان بن مغیرہ سے اس نے سالم بن ابوالجعد سے، اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موقف پر (اڈے پر، ڈیرے پر) اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ بیشک قریش نے مجھے منع کر دیا ہے اس بات سے کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔ مصعب بن مقدم نے اپنی روایت میں اضافہ کر دیا ہے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا ہمدان سے، اس نے کہا کہ میں لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم کے پاس حفاظت کا انتظام ہے؟ اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا ہمدان سے۔ اس کے بعد وہ ہمدانی آدمی ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم اس کی بات نہ مانے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ان کو بتاتا ہوں۔ اس کے بعد آئندہ سال میں آپ کو آ کر ملوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اور رجب کے مہینے میں انصار کا وفد آ گیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرائی نے، ان کو ان کے دادا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر جزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے۔ اور یہ الفاظ ہیں حدیث قطان کے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سالوں میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرتے تھے۔ ہر موسم میں اور ہر قوم کے معزز آدمی سے بات کرتے تھے۔ وہ ان سے صرف اسی بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ وہ ان کا خیال کریں اور ان کی حفاظت کریں۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں تم میں سے کسی شخص کو کسی شئی پر زبردستی نہیں کروں گا جو شخص تم میں سے راضی ہو اس دعوت پر جس کی طرف میں اس کو دعوت دوں اور جو میری دعوت پر راضی نہیں ہوگا میں اس کو مجبور نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میرا تحفظ کرنا اس خطرے سے جو میرے ساتھ قتل کا ارادہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دوں اور اللہ میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے کوئی فیصلہ فرما دے جو وہ چاہے۔ لیکن (باوجود اپنے آپ کو پیش کرنے کے قبائل کے معززین میں سے کسی نے) آپ ﷺ کی پیشکش قبول نہ کی اور نہ ہی ان قبائل



میں سے کوئی آیا آپ کے پاس۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی قوم آپ کے بارے میں بہتر جانتی ہے۔ اور لوگوں نے کہا کہ کیا سمجھتے ہو کہ وہ آدمی ہماری اصلاح کرے گا جو اپنی قوم کو بگاڑ بیٹھا ہے اور وہ اس کو پھینک چکے ہیں۔ مگر یہ سعادت اللہ نے درحقیقت انصار کے لئے بجا کر رکھی تھی اللہ نے انہی کو اس کا شرف عطا کیا۔

طائف میں قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام دینا ..... جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ پر مصیبت ٹوٹ پڑی جو شدید ترین تھی۔ لہذا آپ ﷺ نے طائف میں آباد قبیلہ ثقیف کی طرف جانے اور جا کر ان کو دعوت دینے کا ارادہ کیا اس امید کے ساتھ کہ وہ آپ کو اپنے پاس جگہ دیں گے اور پناہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے تین افراد پائے ان میں سے جو ثقیف کے سردار تھے اُس وقت اور وہ تینوں بھائی تھے۔ عبدیالیل بن عمرو اور مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو۔ حضور ﷺ نے ان پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ان کے آگے آزمائش کی شکایت کی اور اس کی جوانی کی قوم ان پر غالب آگئی تھی۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا اگر اللہ نے تجھے کسی شے کے ساتھ بھیجا ہوتا تو میں کعبے کے غلاف کو پھاڑ دیتا (مطلب یہ تھا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں)۔

دوسرے نے کہا کیا اللہ اس بات سے عاجز آ گیا تھا کہ وہ تیرے سوا کسی اور کو رسول بنا کر بھیج دیتا۔ تیسرے نے کہا اللہ کی قسم میں آج کی اس مجلس کے بعد کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اللہ کی قسم اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کا شرف و مرتبہ حق اس سے بہت بڑا ہے کہ میں آپ سے کلام کروں۔ اور اگر آپ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں تو آپ بدتر ہیں اس قابل ہیں کہ میں آپ سے کلام کروں۔

اور حضور ﷺ کے ساتھ مسخریاں کیں اور اپنی قوم میں پھیلا دیا کہ لوگ ان کے پاس اور ان کے راستے پر دونوں طرف لائن بنا کر کھڑے ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ گزرے ان کے درمیان سے تو قدم قدم پر وہ ان کو پتھر مارتے جو انہوں نے جمع کئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کے دونوں قدم لہولہاں کر دیئے۔ کسی طرح جب آپ ان انسان نما مجسم شیطانوں سے بچ کر نکلے تو آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ وہاں کے باغوں میں سے کسی باغ میں چلے گئے وہاں جا کر کسی چھپر کے نیچے بیٹھ گئے سایہ حاصل کرنے کے لئے۔ حالت یہ تھی آپ ﷺ شکستہ دل تھے، کرب میں مبتلا تھے، درد سے کراہ رہے تھے، جسم سے خصوصاً پیروں سے خون بہہ رہا تھا (مگر رحمۃ للعالمین ﷺ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سراپا استقامت بے تاب تھے)۔

کہیں سے عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اسی حوٹلی اور باغ میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو وہاں دیکھا تو پریشان ہو گئے کیونکہ وہ دونوں آپ کے مشہور ترین دشمن تھے۔ آپ ﷺ ان کی دشمنی کو اچھی طرح جانتے تھے جو انہیں اللہ اور رسول کے ساتھ تھی۔ ان دونوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا آپ کے پاس ایک غلام کو بھیجا جس کا نام عداس تھا وہ عیسائی تھا، اہل نینوی میں سے۔ اس کے پاس کچھ انگور تھے جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا اے عداس! آپ کا تعلق کون سی سرزمین سے ہے؟ اس نے بتایا کہ میں اہل نینوی میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اس نیک مرد یونس بن متی کے شہر کے ہو۔ عداس نے آپ سے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے یونس بن متی کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے آدمی تھے کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو اپنے رب کا پیغام پہنچاتے تھے میں بھی اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس بن متی کے بارے میں خبر دی ہے۔

جب آپ ﷺ نے اس کو یہ خبر دی کہ اللہ نے مجھے یونس بن متی کے بارے میں خبر دی ہے تو عداس رسول اللہ ﷺ کے سامنے سجدے میں گر گیا اور وہ آپ کے پیروں کو چومنے لگ گیا حالانکہ پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔ ادھر سے جب عقبہ اور شیبہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ سہم کر بیٹھ گئے۔ جب وہ واپس ان کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم نے محمد کو سجدہ کیوں کیا ہے؟ اور ان کے پیروں کو کیوں چوما؟ ہم نے تو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ ہم میں سے کسی کے سامنے سجدہ کرتے ہوں یا قدم بوسی کرتے ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ ایک نیک آدمی ہے اس نے مجھے ایک بات کی خبر دی ہے جس سے میں نے پہچان لیا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے جس کو اللہ نے ہم لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ شخص

حضرت یونس بن متی علیہ السلام تھے۔ عقبہ اور شیبہ دونوں اس غلام پر ہنس پڑے۔ ان دونوں نے کہا بچنا، خیال کرنا کہیں یہ شخص تجھے تیری عیسائیت سے بھی نہ گمراہ کر دے یہ بہت بڑا دھوکہ دینے والا آدمی ہے۔ لہذا حضور ﷺ اس کے بعد مکہ واپس آ گئے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۱۳۶/۳۔ ابن ہشام ۲۸/۲۔ ۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باوجود بددعا نہیں کی ..... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس اسماعیل بن عبد اللہ میکالی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ ابو ازی نے، ان کو عمرو بن سواد سرحی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کیا آپ کے اوپر کوئی ایسا وقت بھی آیا ہے جو آپ کے اوپر زیادہ سخت ہو یوم احد سے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ شدید دن وہ تھا جو میں نے تیری قوم سے تکلیف پائی تھی وہ یوم العقبہ تھا جب میں نے اپنے آپ کو عبد یلیل بن عبد کلال کے حوالے کیا تھا۔ اس نے میری بات نہ مانی تھی جو میں اس سے توقع لے کر گیا تھا میں ناکام لوٹ گیا تھا میرے چہرے سے ناکامی اور غم نمایاں تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں مقاًث غالب میں تھا۔ میں نے سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میں نے پھر دیکھا تو وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ اس نے مجھے آواز دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور ان کا قول سن لیا ہے۔

اللہ نے آپ کے پاس ملک الجبال کو بھیجا ہے کہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس فرشتے کو حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے ملک الجبال نے آواز دی اور مجھے اس نے سلام کہا۔ اور کہا کہ اے محمد! اللہ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے، میں ملک الجبال ہوں۔ مجھے آپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس لئے کہ آپ جو چاہیں ان کے بارے میں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم دونوں پہاڑوں کو جبل ابوقبیس کو اس کے سامنے کے پہاڑ کو آپس میں ملا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا میں نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شریروں میں سے، یا کہا تھا کہ ان کے اصلاب اور پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو محض اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن یوسف سے، اس نے ابن وہب سے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن سواد سے وغیرہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے کہ رسول اللہ ﷺ بنو کنندہ کے پاس گئے ان کے گھروں میں وہاں کا سردار بھی تھا اسے ملیح کہتے تھے آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو ان کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ ایک اور قبیلے کے پاس گئے بنو کلب میں، ان کو بنو عبد اللہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اے بنو عبد اللہ! اللہ نے تمہارے باپ کا بہت نام بنایا تھا لیکن انہوں نے بھی آپ کی وہ دعوت قبول نہ کی جو آپ ﷺ نے ان پر پیش کی تھی۔

(ابن ہشام ۲۲/۲۔ ۲۳)

### حدیث سوید بن صامت (یعنی قصہ سوید)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔ انہوں نے کہا کہ سوید بن صامت جو بنی عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے حج یا عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں آئے تھے۔ اور سوید کو ان کی قوم والے اپنے اندر ”الکامل“ کا نام دیتے تھے ان کی عمر کے اعتبار سے بھی اور قوت و مضبوطی کے اعتبار سے بھی اور شعر گوئی میں بھی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے درپے ہوئے اور اس کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ سوید نے کہا شاید وہ جو تیرے پاس اسی جیسی ہے جو میرے پاس ہے (یعنی کتاب وغیرہ)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا وہ کیا ہے جو تیرے پاس ہے؟ یعنی صحیفہ لقمان (اس کی مراد تھی حکمت لقمان یعنی فہم و فراست و دانائی کی باتیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس کو میرے آگے پیش کر دیں (یعنی میرے سامنے بیان کریں)۔ چنانچہ سوید بن صامت نے وہ مضمون یا معلومات حضور ﷺ کے آگے بیان کیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلام اچھا ہے مگر جو میرے پاس ہے وہ اس سے افضل ہے۔ وہ تو قرآن ہے جس کو اللہ نے مجھ پر اتارا ہے، وہ ہدایت ہے اور نور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ ﷺ سے دور نہ ہوا بلکہ کہنے لگا کہ یہ قول حسن ہے۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ گیا اور مدینے میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ پس زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا کہ قبیلہ بنو خزرج والوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ وہ جب قتل ہوا تو وہ مسلم تھا (یعنی اسلام لے آیا تھا یعنی اسلام قبول کر چکا تھا)۔ اور اس کا قتل جنگِ بعاث سے پہلے ہوا تھا۔ (بعاث ایک مقام ہے وہاں پر قبیلہ اوس اور خزرج والوں کی لڑائی ہوئی تھی)۔ (ابن ہشام ۲/۳۵)

### حدیث ایاس بن معاذ اشہلی اور حدیث یومِ بعاث

#### یعنی قصہ ایاس اور بعاث کی لڑائی کا پس منظر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو حصین بن عبد الرحمن بن سعید بن معاذ نے محمود بن سعید سے، اس نے بنو عبد الاشہل کے بھائی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابو الخیر انس بن رافع مکہ میں آیا تو اس کے ساتھ بنو عبد الاشہل کے کچھ جوان تھے ان میں سے (ایک معروف شخص کا نام) ایاس بن معاذ تھا۔ وہ لوگ مکہ میں یہ مقصد لے کر آئے تھے کہ قریش سے درخواست کریں کہ وہ لوگ ان کے حلیف بن جائیں ان کی قوم کے خلاف خزرج سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد کے بارے میں جب سنا تو وہ ان جوانوں کے پاس آئے (اللہ کا پیغام دینے کے لئے)۔ آپ ﷺ ان کے پاس بیٹھے اور ان سے کہا کیا تمہیں اس سے بہتر مقصد کی طرف دلچسپی ہوگی اور اسے سنیں گے جو اس مقصد سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو لے کر تم لوگ یہاں آئے ہو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں ان کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں اور بلاتا ہوں کہ وہ عبادت صرف اللہ کی کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ بنائیں اور اللہ نے مجھ پر کتاب اتاری ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے آگے اسلام کو پیش کیا اور ان کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔

چنانچہ ایسا بن معاذ کہنے لگا حالانکہ وہ نوعمر جوان لڑکا تھا، اے میری قوم والو! اللہ کی قسم یہ بہتر ہے اس سے جس کے لئے تم آئے ہو۔ یہ سنتے ہی ابو الخیر انس بن رافع نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ایسا بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا کہ ہمیں الگ رہنے دیجئے اپنے آپ سے۔ میری بقاء کی قسم ہم اس کام کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور کام سے آئے ہیں لہذا وہ چپ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور وہ لوگ مدینہ واپس لوٹ گئے۔ اور بعثت کا وقوعہ اس اور خزرج قبیلوں کے مابین ہوا تھا اس کے بعد ایسا بن معاذ زیادہ دیر نہ رہ سکا بلکہ فوت ہو گیا۔ محمد بن کبیر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس نے جو میری قوم میں سے میرے پاس حاضر ہوا کہ وہ لوگ ایسا بن معاذ سے سنتے رہے کہ وہ اللہ کا کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ اور اللہ کی بڑائی کرتے رہے یعنی اللہ اکبر، اللہ کی حمد کرتے رہے یعنی الحمد لله اور اللہ کی پاکی بیان کرتے رہے یعنی سبحان اللہ، حتیٰ کہ مر گئے۔ اور اس کی قوم والے اس میں شک نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں یقین تھا کہ وہ مسلمان ہو کر مرے ہیں۔ تحقیق اس نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھ لیا تھا اسی مجلس میں جس وقت اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جو کچھ بھی سنا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ یوم بعثت وہ دن تھا جس کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مقدمہ اور پیش خیمہ بنایا تھا لہذا جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو اس اور خزرج (دونوں بڑے قبائل کا زور ٹوٹ چکا تھا اور ان کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی تھی) ان کی جماعت میں تفرقہ پڑ چکا تھا اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے، کئی زخمی تھے۔ اللہ نے اس کو پیش خیمہ بنایا تھا اپنے رسول کے لئے اسلام میں ان کے دخول کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے اس نے ابو اسامہ سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۷۷۷۔ فتح الباری ۱۱۰/۷۔ ابن ہشام ۲/۳۶)

## حدیث ابان بن عبد اللہ بجلي، رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب پر

### پیش کرنا اور مفروق بن عمرو اور اس کے اصحاب کا قصہ

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن اسماعیل فقیہ شاشی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن صاحب بن حمید شاشی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبد الجبار بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر یمانی نے ابان بن عبد اللہ بجلي سے، اس نے ابان بن ثعلب بن عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا یہ کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو حضور ﷺ نکلے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی۔

ہم مجالس عرب میں سے ایک مجلس میں پہنچے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما آئے اور وہ ہر خیر کے کام میں پیش پیش ہوتے تھے۔ وہ نسب دار آدمی تھے انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ربیعہ سے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون سے ربیعہ ہو؟ کیا تم ان کے ہام سے ہو؟ یعنی لہازم سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ہامۃ عظمیٰ سے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم ربیعہ کی کون سی ہامۃ عظمیٰ سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ذہل الاکبر سے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا تم میں عوف بھی ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وادی عوف میں کوئی خر نہیں ہے۔ بولے کہ نہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا تم میں جاس بن مرہ حامی زمار اور مانع جار ہے؟ وہ بولے کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں بسطام بن قیس، ابولواء اور منتہی اُحیا ہے؟ بولے کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں حوفزان قاتل ملوک سالب النفس ہے؟ بولے کہ نہیں ہے۔ پھر پوچھا کیا

تم میں مزدلف ہے؟ صاحب عمامہ فردہ۔ بولے نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں احوال الملوک ہیں بنو کندہ میں سے؟ بولے نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تم میں سے اصحاب الملوک ہیں نعم میں سے؟ بولے نہیں۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم ذہل الاکبر میں سے نہیں ہو بلکہ تم ذہل الاصغر میں سے ہو۔ فرمایا کہ بنو شیبان کا ایک غلام جس کو دغفل کہتے تھے وہ ان کی طرف مڑ گیا جس وقت اس کا چہرہ سامنے آیا اور اس نے کہا۔

ان علی سائلنا ان نسله والعبو لا نعرفه او نجھله

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا ..... بے شک ہمارے سائل پر لازم ہے کہ ہم بھی اس سے سوال کریں اور وہ ہمیں جواب دے۔ اور ہمیں بھی پتہ چلے کہ ہم بھی اس کو جانتے ہیں یا اس سے بے علم ہیں۔ ارے صاحب آپ نے ہم سے پوچھا ہے اور ہم نے آپ کو جوابات دیے ہیں اور ہم نے آپ سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ آپ کون جوان ہیں؟ کس قبیلے سے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں قریش میں سے ہوں۔ اس نو جوان نے کہا بس بس آپ اہل عزت اور اہل شرف ہیں، اہل قیادت و سیادت ہیں۔ آپ کون سے قریشیوں میں سے ہیں؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا میں اولاد تیم بن مرہ میں سے ہوں۔ پھر اس جوان نے کہا اللہ کی قسم آپ کو تیر مارنے والے نے قدرت دے دی ہے برابر کی گمانی سے۔

کیا تم میں سے قصی ہے جو بنو فہر کے تمام قبائل کو جمع کرتا ہے اور وہ شخص قریش مجمع کہلاتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس شخص نے پوچھا کیا تم میں سے ہشام ہے جو اپنی قوم کے لئے گوشت کے شوربے میں روٹی کو ٹٹا تھا اور مکہ کے مرد قحط زدہ دُبلے پتلے اور کمزور تھے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم میں شیبہ الحمد ہے؟ عبدالمطلب آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا جس کا چہرہ چاند کی مثل سخت اندھیری رات میں چمکتا تھا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپ اہل افاضہ میں سے ہو لوگوں کے ساتھ؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ اہل حجابہ سے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ اہل سقایہ میں سے ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ نداؤہ میں سے ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر آپ اہل افادہ میں سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار گھینچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے والے۔ اس نو جوان لڑکے نے کہا:

صادف در السیل در اید فعه یھضبه حینا و حینا یصدعه

بہر حال اللہ کی قسم اگر آپ رکتے تو میں آپ کو قریش کے بارے میں خبر دیتا۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو بکر تحقیق آپ اعرابی سے ہار گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں اے ابو حسن نہیں کوئی مصیبت مگر اس سے بڑھ کر اور مصیبت بھی ہوتی ہے۔ اور آزمائش وابستہ ہوتی ہے بولنے کے ساتھ۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم ایک دوسری مجلس تک گئے (جب وہاں گئے) تو ان پر سکتہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے آئے انہوں نے سلام کیا اور کہا کہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ بولے کہ شیبان بن ثعلبہ سے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، یہ لوگ ناتجربہ کار ہیں۔ اور ان میں مفروق بن عمرو ہے اور ہانی بن قبیصہ ہے اور ثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک۔ اور مفروق ان سب سے حسن و جمال میں اور زبان میں زیادہ تھا اور ان سے غالب تھا۔ اور اس کے پاس دو تلواریں تھیں جو اس کے سینہ پر لٹکی رہتی تھیں اور بیٹھنے کے اعتبار سے لوگوں میں سے قریب تر تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی تعداد ہے تم لوگوں کی؟ مفروق نے جواب دیا ہم لوگ ہزار افراد سے متجاوز ہیں اور ہزار افراد قلت کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہوتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری اسودہ حال کتنے ہیں؟ مفروق نے کہا کہ ہمارے اوپر تنگی اور مشقت واقع ہے اور ہر قوم کے لئے تنگی اور مفلسی ہوا کرتی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسی ہوتی ہے؟ مفروق نے کہا بے شک ہم لوگ البتہ بہت سخت ہوتے ہیں غضب میں جب ہم دشمن سے ٹکراتے ہیں اور البتہ بڑے شدید ہوتے ہیں جب ہم

دشمن سے جنگ میں ملتے ہیں۔ باقی نصرت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے وہی اسے پھیرتا ہے ایک دفعہ ہمارے لئے تو دوسری بار ہمارے خلاف (یعنی ہمارے حریف کے لئے)۔ اس نے کہا کہ شاید آپ قریش کے بھائی ہوں۔ ابوبکر نے کہا تمہیں یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ ہمارے اندر ایک اللہ کا رسول ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ یہ ہیں۔ مفروق نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ وہ یہ ذکر کرتا ہے۔ اچھا تو بتائیے پھر آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہو اے قریشی بھائی؟ رسول اللہ ﷺ آگے آئے اور آکر بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے ان پر اپنے کپڑے کا سایہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو ایک شہادت کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا الٰہ ہے۔ اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور اس شہادت کی دعوت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور میں تم سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ تم لوگ میری مدد کرو اور مجھے اپنے پاس تحفظ فراہم کرو۔ بیشک مخالف ہو گئے اور زبردستی مناسب کر رہے ہیں اللہ کے امر کی اور اللہ کے رسول کی تکذیب کر رہے ہیں اور قریش باطل کے ساتھ حق سے لاپرواہ ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ ہی غنی ہے اور حمید ہے۔

مفروق نے پوچھا کہ اور آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلائیں گے اور دعوت دیں گے اے قریشی بھائی۔ اللہ کی قسم میں نے اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الانعام کی یہ آیات تلاوت کیں:

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکو بہ تا لعلکم تتقون  
فرمادجئے تم لوگ آؤ میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے اوپر کیا کیا حرام کر دیا ہے

(پڑھتے گئے) تتقون تک (پورا رکوع سنا دیا)۔ اس کے بعد مفروق نے سوال کیا اور کس چیز کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اے قریشی بھائی؟ (اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے سن کر کہا تھا اللہ کی قسم یہ کلام اہل زمین کا کلام نہیں ہے) اس کے بعد ہم لوگ اپنی روایت کی طرف واپس آتے ہیں)۔ فرمایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذكرون  
بیشک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا اور احسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دینے کا۔ اور وہ بے حیائی کے کاموں سے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور بدکاری سے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

مفروق بن عمرو نے کہا اللہ کی قسم آپ نے دعوت دے دی ہے اے قریشی بھائی مکارم اخلاق کی اور محاسن اعمال کی۔ البتہ تحقیق الٹی پھیری گئی ہے وہ قوم جنہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔

اور مفروق نے چاہا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے ایک اور ساتھی کو بھی شریک گفتگو کریں جن کا نام ہانی بن قبیصہ تھا۔ چنانچہ ان کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگے یہ صاحب ہانی ہیں یہ ہمارے شیخ ہیں بڑے ہیں اور ہمارے صاحب دین ہیں۔ ہانی نے بات کا آغاز کیا اور کہا اے قریشی بھائی میں نے تیری بات چیت سنی ہے میں بہ خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم اپنا دین چھوڑ دیں اور ہم تیری اتباع کر لیں تیرے دین کے لئے صرف ایک مجلس کے ساتھ جو آپ نے ہمارے ساتھ کی ہے جس سے پہلے بھی کوئی مجلس نہیں ہوگی بعد میں بھی۔ تو یہ ہماری رائے اور سوچ کی غلطی ہوگی اور انجام میں قلت نظر ہوگی۔ ہمیشہ غلطی عجلت کرنے کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ ہمارے پیچھے ہماری قوم ہے ہم یہ بات پسند نہیں کریں گے کہ ہم ان پر کوئی عہد اور معاہدہ باندھ کر جائیں (جبکہ وہ موجود بھی نہ ہوں)۔ بلکہ ہم واپس جاتے ہیں آپ بھی واپس جائیں ہم بھی انتظار کرتے ہیں معاملے کی آپ بھی انتظار کریں۔ اور اس نے چاہا کہ وہ شنی بن حارثہ کو بھی شریک گفتگو کرے۔ لہذا اس نے کہا (تعارف کراتے ہوئے) کہ یہ شنی بن حارثہ ہے۔ یہ ہمارے شیخ ہیں اور ہمارے لئے امور جنگ کے ذمہ دار ہیں۔ شنی بن حارثہ نے کہا میں نے آپ کی بات سنی ہے اے قریشی بھائی! اس بارے میں میرا جواب بھی وہی ہے جو ہانی بن قبیصہ کا ہے ہمارے دین چھوڑنے اور آپ کے دین کی متابعت کرنے کے بارے میں۔ نیز ہم لوگ جہاں آباد ہیں وہ دو پانیوں کی جگہ ہے (جہاں پر لوگ پانی لینے آتے ہیں)۔ ایک یمامہ ہے، دوسرا سامہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ صریان کیا ہیں؟

(دو پانی سے کیا مراد ہے؟) اس نے بتایا کہ اس سے مراد کسری کی نہریں ہیں اور عرب کے پانی۔ بہر حال جو کسری کی نہروں میں سے ہو اس کے رہنے والوں کا گناہ ناقابل معافی ہے عذر غیر مقبول ہے۔ اور جو اس کے متصل ہے عرب کے پانیوں میں سے بس اس کے رہنے والوں کا گناہ قابل معافی ہے اور عذر قبول ہے۔

اور ہم لوگ ایک معاہدے پر اترے ہوئے ہیں جو انہوں نے ہم سے لے رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگ نہ تو کوئی نئی چیز نکالیں گے اور نہ ہی کسی نئی بات نکالنے والے کو اپنے پاس جگہ دیں گے۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ جس کی آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی! ایسا ہے جس کو بادشاہ پسند نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کو جگہ دیں اور آپ کی نصرت کریں! اس نہر سے جو میاہ عرب سے متصل ہے تو ہم یہ کام کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس قدر برا کیا ہے تم نے جواب میں۔ جبکہ تم نے سچ کو خوب واضح کیا ہے (یعنی جان لیا ہے)۔ بیشک اللہ کا دین اسی کی نصرت کرتا ہے جو اس کو تمام اطراف و جوانب سے حفاظت کرے۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم نہیں ٹھہرو گے مگر تھوڑی سی مدت۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں ان کی سر زمین کا وارث بنا دے گا اور ان کے گھروں اور مالوں کا اور ان کی عورتوں کو تمہارے بستر بنا دے گا۔ کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہو؟ نعمان بن شریک نے کہا اے اللہ! یہ اسی لئے ہوا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

انا ارسلناک شہادا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ و سراجا منیرا

اوس اور خزرج کے پاس جانا..... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے اٹھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابو بکر! کون سا اخلاق ہے جاہلیت میں۔ اس میں اچھا کون سا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ بعض کے خطرے کو رفع کرتا ہے اور اسی کے ساتھ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بچتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگ اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے۔ ہم اس محفل سے ابھی اٹھنے نہیں پائے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خوش ہو رہے تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نسب داری پر۔ (دلائل النبوة ۱/۳۳۷)

ہم سے عبدالرحمن نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہا حسن بن صاحب نے کہ مجھے سے یہ حدیث لکھی ابو حاتم رازی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن زکریا غلابی نے بھی اور وہ متروک ہے شعیب بن واقد سے۔ اس نے ابان بن عبد اللہ بجلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن احمد عمانی نے ان کو حدیث بیان کی محمد بن زکریا غلابی نے، ان کو شعیب بن واقد نے، ان کو ابان بن عبد اللہ بجلی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ۔ ورا یک اور اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے جو کہ مجہول ہے۔ وہ مروی ہے ابان بن تغلب سے۔

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو محمد جعفر بن عنبرہ کوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسن قریشی نے، ان کو احمد بن ابونصر سکونی نے ابان بن عثمان احمر سے، اس نے ابان بن تغلب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے، اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔ اور کہا ہے کہ آپ ﷺ منیٰ کی طرف نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا۔

حدیث سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اور وہ آواز جو مکہ میں ہاتھ غیبی سے سُنی گئی

ان دونوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے بارے میں

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو احمد محمد بن محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الاشعث نے، ان کو ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے، ان کو عبد الحمید بن ابو عیسیٰ بن خیر نے۔ اسی طرح کہا اور وہ عبد الحمید بن ابو عیسیٰ بن محمد بن خیر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو یہ کہتے سنا جو جبل ابونبیس پر رات کے وقت کہہ رہا تھا :

فان يسلم السعدان يصبح محمد بمكة لا يفتشى خلاف المخالف  
اگر دو سعد مسلمان ہو جائیں تو محمد ﷺ اس کیفیت میں ہوں گے کہ وہ کسی مخالف سے نہیں ڈریں گے۔

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا کہ - عدکون ہیں - کیا سعد بن بکریا سعد بن ہذیم؟ جب دوسری رات ہوئی تو لوگوں نے اسی ہاتف کو یہ کہتے سنا:

ایا یاسعد سعد الاوس کن انت ناصرًا و یاسعد سعد الحزرجین الغطارف  
اے سعد! قبیلہ اوس والے آپ کے مددگار بن جائیں۔ اور اے سعد قبیلہ خزرج والے۔

اجیبًا الی داعی الہدی و تمنیاً علی اللہ فی الفردوس مئیة عارف  
فان ثواب اللہ للطالب الہدی جنان من الفردوس ذات رفارف

دونوں سعد تم ہدایت کی دعوت دینے والے کی بات مانو، اس کا جواب دو۔ اللہ پر جنت الفردوس میں عارف کی تمناؤں کی امید کرو۔ کیونکہ اللہ کا اجر و ثواب طالب ہدایت کے لئے ہوتا ہے جو کہ جنت الفردوس کی صورت میں ہوتا ہے۔ وہ جنت جو قالینوں سے سجائی ہوئی ہے

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم یہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ مراد ہیں۔ (البدلیۃ والنہایۃ ۱۶۵/۳)

باب ۹۳

## بیعت عقبہ اولیٰ اور موسم حج میں جو انصار رسول اللہ ﷺ

کے پاس آئے ان کی اسلام پر بیعت

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل بن قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب زہری سے نبی کریم ﷺ کے طائف کی طرف خروج کے قصہ میں۔ کہ رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹے جب موسم آ گیا تو انصار کی ایک جماعت نے آ کر حج کیا۔ ان میں معاذ بن عفراء اور اسعد بن زرارہ اور رافع بن مالک اور ذکوان اور عبادہ بن صامت اور ابو عبد الرحمن بن ثعلبہ اور ابو الہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ تھے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کو اپنی خبر بتائی اور یہ بھی کہ اللہ نے ان کو نبوت و رسالت کے شرف کے ساتھ چن لیا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

انہوں نے جب حضور ﷺ کا قول سنا تو اس کے ساتھ یقین کر لیا اور ان کے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو گئے جو کچھ انہوں نے حضور ﷺ کے منہ سے سنا تھا۔ اور انہوں نے اس کو پہچان لیا جو کچھ وہ اہل کتاب سے حضور ﷺ کی صفت سنتے رہتے تھے۔ لہذا انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کر لی اور آپ کی اتباع کر لی۔ اور وہ اس طرح حضور ﷺ کے لئے خبر کے اسباب بن گئے جو آپ کے لئے اسباب بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں قبیلہ اوس و خزرج میں اختلاف ہے اور خون ریزی ہو رہی ہے اور ہم اس پر حریص ہیں۔ گویا ہماری شدید خواہش ہے اس کی جو اللہ نے آپ کو رشد سے نوازا ہے۔ ہم جذبہ خیر خواہی کے ساتھ آپ کے لئے کوشش کریں گے۔ اور ہم اپنی رائے سے



آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر اپنی اسی حالت پر رک جائیں، ہم واپس جاتے ہیں اپنی قوم کے پاس ان کے آگے آپ کی حالت ذکر کرتے ہیں۔ اور ہم ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرادے اور ان کے معاملے کو اتفاق سے ہمکنار کر دے۔ آج ہم لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں اور ایک دوسرے سے بعید ہو گئے ہیں اور اگر آپ ابھی ہمارے پاس آ جائیں گے تو نہ تو ہمارے مابین صلح ہے نہ ہی ہماری جماعت ہے بلکہ ہم آپ کو آئندہ سال کا وعدہ دیتے ہیں۔

مدینہ الرسول ﷺ میں خفیہ دعوت ..... حضور ﷺ اس مشورے پر راضی ہو گئے اور وہ لوگ واپس چلے گئے اپنی قوم کے پاس۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر ان کو دعوت دی اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا اور اس نبوت و رسالت کے بارے میں بتایا جس کے ساتھ اللہ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا۔ اور انہوں نے ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا۔ یہاں تک بہت کم کوئی گھرباقی رہا ہوگا انصار کے گھروں میں مگر ہر گھر میں کچھ نہ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے معاذ بن عمرو کو بھیجا اور رافع بن مالک کو یہ کہہ کر کہ آپ ﷺ ہمارے پاس اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور لوگوں کو کتاب اللہ کے ذریعے دعوت دے۔ وہ اس قابل ہوگا اور اس لائق ہوگا کہ اس کی اتباع کی جائے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی خفیہ دعوت اسلام ..... کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے پاس حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو بھائی تھے بنی عبدالدار بن قصی کے۔ وہ مدینے میں جا کر بنو تمیم میں اسعد بن زرارہ کے پاس اترے۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر لوگوں میں دعوت چلائی اور اسلام پھیلا یا اور اس کے ماننے والے زیادہ ہوئے۔ وہ اس سب کچھ کے باوجود سخت طریقے سے چھپا رہے تھے اپنے کام کو۔ پھر اسعد بن زرارہ وہ ابو امامہ تھے آئے اور مصعب بن عمیر۔ یہاں تک کہ وہ بئر بنو مرق پر آئے دونوں وہاں بیٹھ گئے اور انہوں نے انصار کے ایک گروہ کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ خفیہ طریقے پر ان دونوں کے پاس آ گئے۔ جا کر دیکھا تو مصعب بن عمران سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے آگے قرآن بیان کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں سعد بن معاذ کو خبر ہو گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں بلکہ اسید بن حضیر کو، وہ ان کے پاس آئے اپنے ظمطراق میں۔ ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا آئے تو آ کر ان کے اوپر کھڑے ہو گئے اور ابو امامہ سے یعنی اسعد بن زرارہ سے کہنے لگے کہ تم ہمارے گھروں میں اس اکیلے آدمی کو جو مسافر ہے جو وہاں سے بھگایا ہوا ہے، کیوں لائے ہو؟ بلا وجہ ہمارے ضعیفوں کو یہ بے وقوف بنائے گا اور ان کو اپنی طرف دعوت دے گا۔ میں آج کے بعد تمہیں نہ دیکھوں کہ تم ہمارے پڑوس میں برائی کرو۔ چنانچہ یہ لوگ وہاں سے اٹھ گئے اور واپس چلے گئے۔

پھر وہ بعد میں دوسری بار پھر اسی جگہ بئر بنو مرق پر یا اس کے قریب لوٹ آئے پھر دوبارہ سعد بن معاذ کو پتہ چل گیا۔ وہ پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آ کر پہلی بار سے زیادہ ان کو ڈرایا، دھمکایا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو کسی وقت نرم ہوتے دیکھا تو موقع پا کر اس سے بات کی۔ اس نے کہا اے میری خالہ کے بیٹے! آپ اس (آنے والے مہمان مسافر کی) بات تو سنیں۔ اگر آپ کوئی غلط اور بری بات سنیں تو آپ اس سے کوئی بہتر بات اس کو بتادیں۔ اور اگر آپ اس سے حق اور سچ بات سنیں تو اس کی بات مان لیں۔ لہذا اس کے بھی دل کو یہ بات لگی اور اس نے کہا میں تم کیا کہتے ہو؟ لہذا مصعب بن عمیر نے اس کے سامنے سورۃ الزخرف تلاوت کی۔

حَمِّمٌ وَالْكَتَبِ الْمُبِينِ اَنَا جَعَلْنَا قُرْآنًا ۝ عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں سنتا مگر وہی جس کو میں سمجھتا ہوں۔ سعد بن معاذ واپس لوٹ گیا حالانکہ اللہ نے اس کو ہدایت دے دی تھی مگر اس نے ان دونوں کے سامنے اپنے اسلام کو ظاہر نہ کیا بلکہ اپنی قوم میں لوٹ آیا۔ اس نے بھی عبدالاشہل کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے آگے اس نے اسلام کو ظاہر کر دیا۔ اور کہا کہ جو تم میں سے اس میں شک کرے وہ اس سے زیادہ ہدایت والی چیز پیش کرے۔ اللہ کی قسم یہ ایسا معاملہ آ گیا ہے کہ جس میں گردنیں ماری جائیں گی۔ چنانچہ بنو عبدالاشہل مسلمان ہو گئے۔ سعد بن معاذ کے اسلام اور اس کی دعوت کے وقت۔ مگر صرف وہ جو قابل ذکر نہ ہو۔ لہذا سعد بن معاذ کا گھر انہ انصار کے گھرانوں میں سے وہ پہلا گھر تھا جو پورے کا پورا مسلمان

ہو گیا تھا۔ اس کے بعد بنو نجار نے مصعب بن عمیر کو نکال دیا اور اسعد بن زرارہ پر تشدد کیا تو پھر مصعب بن عمیر بھی سعد بن معاذ کی طرف منتقل ہو گئے پھر وہیں انہی کے پاس رہے اور امن کے ساتھ دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر ہدایت جاری کی۔ یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کم ہی کوئی گھریا رہا ہوگا مگر ہر گھر سے انصار کے اشراف مسلمان ہو گئے۔ اور عمرو بن جموح مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بُت خود توڑ دیئے اور مسلمان اہل مدینہ میں زیادہ عزت سے رہنے لگے اور مصعب بن عمیر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گئے آپ مقلدی کہلاتے تھے (قاری اور معلم)۔ اور ابن شہاب نے کہا کہ مصعب پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے۔

اور اسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے انصار کا قصہ خرچہ اولیٰ میں۔

اور اس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے اپنے شیوخ سے زیادہ کامل اس کے ذکر سے اور ابن اسحاق نے گمان کیا ہے کہ مصعب پہلا شخص تھا جو انصار کے اس گروہ سے پہلے بھی ملا تھا جو موسم میں مکہ آئے تھے جن میں اسعد بن زرارہ بھی تھے پھر واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر جب آئندہ سال جو موسم آیا تو انصار کے بارہ آدمی آئے تھے اور انہوں نے عقبہ میں حضور ﷺ سے ملاقات کی تھی اور حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اسی کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ ان بارہ میں اسعد بن زرارہ بھی تھے اور عبادہ بن صامت بھی۔ پھر انہی لوگوں کے ساتھ یا بعد میں حضور ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا۔

نیز ہم اللہ کے حکم کے ساتھ اس قصے کو مکمل طور پر نقل کریں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکر نے محمد بن اسحاق بن یسار سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے نبی کو عزت عطا کرنے کا اور ان کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کرنے کا تو حضور موسم حج میں دعوت دینے کے لئے نکلے جس میں انصار کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کیا تھا حسب عادت جیسے آپ پہلے بھی ہر موسم حج میں کرتے تھے۔ اتفاق سے اس وقت آپ ﷺ عقبہ کے پاس تھے آپ کی ملاقات بنو خزرج کے آٹھ نو افراد سے ہوئی۔ اللہ نے جن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔ انہوں نے کہا جب ان کو رسول اللہ ﷺ ملے تو آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا ہم لوگ بنو خزرج میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ یہود کے موالیٰ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ لوگ بیٹھیں گے میں آپ سے کلام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم بیٹھیں گے۔

یہود نبی مبعوث کے انتظار میں تھے ..... کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر سلام پیش کیا اور ان پر قرآن تلاوت کیا۔ یہ بات اس کے اسلام لانے میں معاون ثابت ہوئی کہ یہود ان کے شہروں میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اہل علم تھے۔ اور اس و خزرج اہل شرک تھے بتوں کے پجاری تھے۔ یہ لوگ اس پوزیشن میں تھے کہ جب ان کے درمیان کوئی بات ہو جاتی تو یہود ان سے کہتے اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کی بعثت کا وقت ہو چکا ہے، ہم لوگ اس کی اتباع کریں گے اور ہم لوگ اس نبی کے ساتھ مل کر تم لوگوں کو قتل کریں گے قوم عا دارم کے قتل کی طرح۔ حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کے گروہ سے بات چیت کی اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے اے قوم یقین کرو اور جان لو کہ اللہ کی قسم یہی وہ نبی ہے جس کے بارے میں یہودی تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔ لہذا یہودی اس کی طرف تم سے کسی طرح سبقت نہ کر جائیں۔ انہوں نے نبی کی بات مان لی اور آپ کی طرف سے دعوت الی اللہ کی اجابت کر لی اور آپ ﷺ نے ان کے آگے جو اسلام پیش کیا تھا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا بے شک ہم لوگوں نے اپنی قوم کو

چھوڑ دیا ہے کوئی قوم ایسی نہیں جن کے مابین اس قدر عداوت ہو اور اس قدر بُرائی ہو جس قدر ہماری قوم میں ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آپ کی وجہ سے اکھٹا کر دے اور ان کو متحد کر دے۔ ہم ابھی ان کے پاس جاتے ہیں اور ان کے آپ کے معاملے کی دعوت دیتے ہیں اور ہم ان پر وہ سب کچھ پیش کرتے ہیں جس کی ہم نے اس دین میں سے آپ کی اجابت کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے اوپر متحد کر دے تو آپ ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی آدمی نہیں ہوگا۔

اس کے بعد وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس لوٹ گئے اپنے شہروں کی طرف، حالانکہ وہ ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے۔ (اہل سیرت) کے خیال میں وہ چھ افراد تھے بنو خزرج میں سے، ان میں سے کچھ خزرج میں سے تھے اور کچھ بنو نجار میں سے۔ اسعد بن زرارہ یعنی ابوامامہ اور عوف بن مالک بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن زیاد اور جابر بن عبد اللہ۔ ان کا نسب بھی مذکور ہے مگر میں نے اس کو مختصر کر دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ واپس مدینے پہنچے اپنی قوم کے پاس تو انہوں نے ان کے آگے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ ان میں اسلام پھیل گیا۔ حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا؛ گھر بس رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔ جب اگلا سال آیا تو موسم میں انصار کے بارہ آدمی روانہ ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات و عقبہ میں (گھائی)۔ یہی عقبہ اولیٰ ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی جیسے قرآن میں عورتوں سے بیعت کی شرائط مذکور ہیں۔ یہ جنگ کی ان پر فرضیت نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

اسعد بن زرارہ اور عوف اور معاذ حارث کے بیٹے اور رافع بن مالک اور ذکوان بن عبد قیس اور عبادہ بن صامت اور یزید بن ثعلبہ، عباس بن عبادہ بن نضله اور عقبہ بن عامر اور قطبہ بن عامر اور ابوہیثم بن تہان اور عویم بن ساعدہ جو ان کے حلیف تھے (یہ بارہ مذکورہ افراد تھے)۔  
(۱: ان ہشام ۲/۳۷-۳۸)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقرئ اسفرائینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر نے حازم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے کہ ان میں سے ایک گروہ نے جمرے کی رمی کی۔ اس کے بعد وہاں سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ سے اسنے آگئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس کے بعد راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے روایت یونس کے مفہوم کے ساتھ مگر اس میں چھ شمار کیا گیا ہے عوف بن عوف اور معاذ بن عوف بن مالک اور عقبہ بن عامر کے بدلے میں۔

بیعت نساء کے الفاظ پر بیعت ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن ابو حبیب نے مرشد بن عبد اللہ یزنی سے۔ اس نے ابو عبد اللہ صنابحی سے، اس نے عبد الرحمن بن عسیلہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبادہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیلۃ العقبہ اولیٰ میں اور ہم بارہ آدمی تھے۔ میں ان بارہ میں سے ایک تھا۔ ہم نے ان کی بیعت کی تھی بیعت نساء کی طرح ان شرائط پر کہ ہم لوگ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، ہم اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گے اور ہم دیدہ و دانستہ افتراء اور بہتان نہیں باندھیں گے اور کسی نیکی میں ہم حضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ یہ بیعت جہاد کی فرضیت سے پہلے تھی کہ اگر تم نے یہ شرائط پوری کر لیں تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم نے بیعت کرنے پر دھوکہ کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن حنظل نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن ابوجیب نے، ان کو مرشد بن عبد اللہ یزنی نے عبد الرحمن بن عسیلہ صناعی سے، ان کو عبادہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بارہ افراد تھے عقبہ اولیٰ میں (بیعت کرنے والے)۔

اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل مگر اس نے یہ بات نہیں کی کہ یہ واقعہ جنگ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور اس کو ذکر کیا ہے جریر بن حازم نے ابن اسحاق سے۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد صیدلانی نے اور محمد بن نعیم نے اور محمد بن شاذان نے اور احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو لیث بن یزید بن ابوجیب سے، اس نے ابو الخیر مرشد سے، اس نے صناعی سے، اس نے عبادہ بن صامت سے کہ میں نے کہا بے شک ان نقیبوں میں سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے بیعت کی تھی ان شرائط پر کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے اور ہم کسی کو قتل نہیں کریں گے جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام کیا ہے (مگر حق کے مطابق)۔ اور لوٹ مار (ڈاکہ زنی کرنا) نہیں کریں گے، اور نافرمانی نہیں کریں گے جنت کے بدلے میں اگر ہم کریں گے اور اگر ہم ان امور ممنوعہ میں سے کسی شے کا ارتکاب کریں گے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہوگا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقرئ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو ربیع نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا ان کے جانے کے بعد اور ان لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف لکھا تھا کہ اسلام تحقیق ہمارے اندر پھیل چکا ہے آپ اپنے ساتھیوں میں سے ہماری طرف کسی آدمی کو بھیجیں جو ہمیں قرآن پڑھائے اور اسلام میں ہمیں سمجھ دے۔ اور ہمیں اس کی سنتوں اور اس کے طریقوں کے لئے تیار کرے اور نماز میں ہماری امامت کرے۔ لہذا آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ مصعب بن عمیر ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے پاس اترتے تھے اور مدینے میں ان کا نام مقرئ پڑ گیا تھا اور ابو امامہ ان کو انصار کے گھروں میں لے جاتے تھے وہ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے جو مسلمان ہو جاتا اس کو دین کی سمجھ دیتے۔ (ابن ہشام ۴۲/۲)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابوبکر نے اور عبد اللہ بن مغیرہ بن معقیب نے۔ یہ کہ اسعد بن زرارہ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر آئے اور ان کو دار بنو ظفر میں لے آئے اور دار بنی عبدالاشہل میں۔ لہذا دونوں گھرانوں میں سے جو مسلمان تھے وہ دونوں کے پاس آئے اور سعد بن معاذ نے ان دونوں کے بارے میں سنا۔ (ابن ہشام ۴۳/۲)

(۸) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابوجیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس ہٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا۔

مصعب بن عمیر ﷺ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے ..... عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ مصعب بن عمیر ان لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ اس اور خزرج ناپسند کرتے تھے کہ بعض ان کے بعض کی امامت کریں۔ ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبد اللہ بن مغیرہ بن معقیب نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو اس گروہ کے ساتھ بھیجا

مدینے کی طرف، جو بارہ افراد پر مشتمل تھے۔ جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ مصعب اہل مدینہ کو دین سمجھا۔ تے تھے اور ان کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کہا کہ عبد اللہ بن ابوبکر کہتے تھے میں نہیں جانتا کہ عقبہ اولیٰ کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا جی ہاں میری بقا کی قسم۔ اللہ تعالیٰ تحقیق تھی عقبہ اور عقبہ (یعنی اولیٰ اور ثانیہ)۔ ان دونوں نے کہا مصعب کا ٹھکانہ اسعد بن زرارہ کے پاس تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ مدینے میں ان کا نام مقرر پڑ گیا تھا۔ ایک دن اسعد بن زرارہ آپ کو ساتھ لے کر دار بنی عبدالاشہل کی طرف چلے اور اسے ساتھ لے کر ایک باغ میں گئے بنو ظفر، یہ بنو ظفر کی بستی تھی۔ بنی اشہل کی بستی کے پیچھے یہ دونوں چچا کے بیٹے تھے اس جگہ کو بیر مرق کہتے تھے۔ ان دونوں کے بارے میں اسعد بن معاذ نے سنا اور ان کی خالہ کے بیٹے تھے اسعد بن زرارہ۔ انہوں نے اسید بن حضیر سے کہا کہ آپ اسعد بن زرارہ کے پاس جائیں اس کو ہم سے روکو کہ وہ ہم سے اس خیر کو روک دے جس کو ہم ناپسند کریں۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ اس مسافر آدمی کو لے کر آ گیا ہے اپنے ساتھ اور اس کے ذریعہ ہمارے کم سمجھ لوگوں کو پاگل بناتا ہے اور ہمارے کمزوروں کو بھی۔ اگر اس کے ہمیر سے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں خود ہی کچھ کر لیتا تمہیں کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

اس کے بعد اسید بن حضیر نے حربہ اٹھایا پھر باہر نکل گیا حتیٰ کہ ان دونوں کے پاس آیا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے مصعب بن عمیر سے کہا اللہ کی قسم یہ اپنی قوم کا سردار ہے جو تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اللہ کے لئے اس کے بارے میں آزمائش برداشت کیجئے۔ کہنے لگے اگر وہ بیٹھے تو میں اس سے بات کروں گا۔ لہذا وہ ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے بڑ بڑاتے ہوئے۔ اور کہنے لگا اے اسعد! کیا ہو گیا ہمیں اور کیا ہو گیا ہے تجھے، کہ تم اس مسافر کو ہمارے پاس لے کر آ گئے ہو کہ اس کے ساتھ ہمارے کم عقل کم عقلی کرتے ہیں اور ہمارے ضعیف بھی۔ انہوں نے جواب دیا کیا آپ بیٹھیں گے اور سنیں گے؟ اگر آپ کو کوئی بات اچھی لگے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو آپ اپنے آپ سے رد کر دینا۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے تم لوگوں نے انصاف کی بات کی ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اور بیٹھ گیا۔ لہذا جب مصعب بن عمیر نے اس کی بات شروع کی اور اس کے آگے اسلام پیش کیا اور اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔ پس اللہ کی قسم ہم نے اس کے چہرے پر اسلام پہچان لیا اس کے کلام کرنے اور بولنے سے پہلے، اس کے نرم پڑنے سے۔ اس کے بعد کہنے لگے کس قدر اچھا ہے یہ کلام اور کس قدر خوبصورت ہے۔ تم اوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ دونوں نے بتایا کہ آپ غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں اور پھر آپ شہادت دین دین حق کی شہادت، اور آپ دو رکعت پڑھیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

اسید بن حضیر کا چہرہ بدل چکا ہے ..... اس کے بعد ان دونوں سے کہا میرے پیچھے میری قوم میں ایک آدمی ہے اگر وہ تمہاری تابعداری کر لے تو اس کے بعد کوئی بھی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو کر اسعد بن معاذ کے پاس گئے۔ جب ان کو اسعد بن معاذ نے دیکھا آتے ہوئے کہا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے پاس اسید بن حضیر آ رہا ہے واپس۔ مگر اس رخ سے نہیں جس کے ساتھ گیا تھا، چہرہ بدل چکا ہے۔ کیا کہا آپ نے اے اسید؟ اس نے کہا ان دونوں کو ڈانٹا ہے۔ مگر اطلاع یہی پہنچی ہے کہ بے شک بنو حارثہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ اسعد بن زرارہ کو قتل کر دیں تاکہ وہ اس میں آپ کے ساتھ بد عہدی کریں کیونکہ وہ آپ کی خالہ کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سنتے ہی اس کی طرف اسعد غصے سے کھڑے ہو گئے۔

انہوں نے ان کے ہاتھ سے ڈھال پکڑ لی اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آپ نے کوئی فائدہ بھی دیا ہو۔ اس کے بعد وہ نکل گئے۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو دیکھا کہ وہ ان دونوں کے سامنے آ گیا ہے تو اسعد نے مصعب سے کہا اللہ کی قسم یہ وہی سردار ہے جو اس کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس کی قوم کا اگر یہ آپ کی اتباع کر لے تو کوئی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا اس کی قوم میں سے۔ اس کے بارے میں اللہ سے دعا کریں۔ مصعب نے کہا اگر مجھ سے سنے تو میں اس سے کلام کروں گا۔ جب اسعد بن معاذ آ کر ان دونوں پر کھڑا ہو گیا تو کہنے لگا اے اسعد! کیا ہوا تم نے ایسا کام کیوں کیا ہے جو مجھے ناپسند ہے جس سے مجھے ناگواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور وہ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ خبردار!

اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت نہ ہوتی تو آپ مجھ سے اس کے بارے میں کوئی تو قہیں رکھ سکتے تھے مگر اسعد نے اس سے کہا کیا آپ بیٹھیں گے نہیں اور سنیں گے نہیں؟ آپ بیٹھیں اور سنیں اگر کوئی بات آپ کو پسند آئے توں کو قبول کر لیں اور اگر آپ کو بری لگے تو اس کو ختم کر دیں آپ اس کو نہ مانیں۔ اس کے بعد سعد بن معاذ کہنے لگے ٹھیک ہے تم دونوں نے ہ سے انصاف کیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار یا نیزہ گاڑ دیا اور بیٹھ گئے۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور لا کے آگے قرآن تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے اس کے بولنے سے قبل ہی چہرے پر اسلام کو پہچان لیا کیونکہ اس کا چہرہ نرم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے کس قدر اچھا ہے (اسلام دین قرآن)۔ تم لوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ ان دونوں نے ان سے کہا کہ آپ غسل کیجئے پاک کپڑے پہنیں اور حق کی شہادت دیجئے دو رکعت پڑھ لیجئے۔ چنانچہ سعد بن معاذ اٹھے اور انہوں نے ابا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ اٹھے اپنی تلوار اٹھائی اور اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب اسے بنو عبدالاشہل کے لوگوں نے آتے دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم سعد تمہاری طرف آرہے ہیں مگر اس کے چہرے کے ساتھ ہیں جس کے ساتھ تم سے گئے تھے۔ جب گئے تو جا کر رہے ہو گئے ان کے سامنے۔ اور کہنے لگے اے بنی عبدالاشہل تم لوگ مجھے اپنے اندر کیسا آدمی سمجھتے ہو اور جانتے ہو؟ وہ آپ کو اچھا آدمی جا۔ ہیں۔ آپ ہم سے بہتر ہیں ہم سے افضل ہیں آپ ہمارے اندر صاحب رائے ہیں۔ انہوں نے کہا تمہارے مردوں اور عورتوں کے ساتھ بر ملا کرنا حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ وحدہ کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور محمد ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس درویشا ہو۔ سے پہلے پہلے دار بنی عبدالاشہل کا ہر بندہ مسلمان ہو گیا خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیر اپنے در پر اسعد بن زرارہ کے پاس واپس لوٹ گئے۔

اسی طرح یہاں پوئس نے اپنی روایت میں کہ مصعب اسعد کے پاس ٹھہرے رہے۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ عروں یں سے کوئی گھرباتی نہ رہا مگر اس میں مرد بھی اور عورتیں بھی مسلمان ہو گئے۔ صرف وہ لوگ باقی رہے جو دار بنی امیہ بن زید میں تھے درنظمہ اور وائل اور واقف۔ اس کے بعد مصعب بن عمر مکہ واپس لوٹ گئے۔

مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم کرنے والا ..... اور ہم نے روایت کی ہے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب زہری سے یہ کہ مصعب بن عمیر پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حانظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن ابی امامہ بن سہل نے، اس نے اپنے والد سے، ان کو حدیث بیان کی عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب میرے والد کی بینائی رک گئی تو میں ان کو لے کر چلتا تھا۔ میں جب ان کو لے کر جمعہ کے لئے نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابواما۔ کے لئے استغفار کرتے یعنی اسعد بن زرارہ کے لئے۔ میں کچھ دیر رک کر ان سے اس استغفار کو سنتا۔ میں نے بھی اس بات کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے کہا اے بیٹے! حضرت اسعد پہلے شخص تھے جو نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل ہمیں جمعہ پڑھاتے تھے نشیبی زمین پر مقام حرہ بنی بیاضہ میں نایع الخضعات میں (جگہ کا نام ہے)۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے لوگ ہوتے تھے؟ انہوں نے بتایا چالیس افراد ہوتے تھے۔

میں نے کہا کہ یہ احتمال ہے کہ یہ ابن شہاب کے قول کے مخالف نہ ہو۔ گویا کہ مصعب نے ان کو جمعہ پڑھایا ہو میر معونہ کے مقام پر اسعد بن زرارہ سمیت۔ لہذا کعب نے اس کی نسبت خود اسعد کی طرف کردی ہو۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۴۲-۴۳۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۱۹)

## ذکر (بیعت) عقبہ ثانیہ اور موسم حج میں اُن انصار کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر

اسلام کی بیعت کرنا جو اُس وقت مدینے سے آکر موجود ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے

دفاع کی بیعت کرنا کہ وہ آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے

جیسے وہ اپنے نفسوں اور بالوں کی کرتے ہیں

(طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱۔ تاریخ طبری ۲/۳۶۱)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقرئ اسفرائینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبد الاعلیٰ بن حماد نے، ان کو عطار نے، ان کو ابن خثیم نے ابن زبیر محمد بن مسلم سے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن عبد اللہ انصاری سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے میں اس لئے رہے کہ آپ موسم حج میں حاجیوں کے ٹھکانوں پر جا کر ان کے پیچھے کبھی بازار بٹہ میں، کبھی بازار عکاظ میں، کبھی منیٰ میں ان سے کہتے کہ کون ہے جو مجھے اپنے پاس جگہ دے۔ اور میری مدد کرے تاکہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں اس کے بدلے اس کو جنت ملے گی۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کوئی ایسا انسان نہیں پاتے جو آپ کو جگہ دیتا اور آپ کی مدد کرتا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو وہاں سے اُٹھانے کا ارادہ کرتا ہے خواہ وہ مصر کا ہو یا یمن کا۔ اور وہ اپنی قوم کے پاس جاتا اور کہتا کہ قریشی جو ان سے بچ کر رہنا وہ کہیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے سامان میں سوار یوں میں گزرتے جاتے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتے جاتے۔ لوگ آپ ﷺ کی طرف اُنگلیاں اُٹھاتے۔

جابر کہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ نے ہم لوگوں کو یثرب سے بھیجا۔ ایک ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس جاتا ان کے ساتھ ایمان لے آتا اور آپ اس کو قرآن پڑھا دیتے۔ وہ آدمی اپنے گھر میں جا کر اسلام کی دعوت لے چلا تا یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ اس کے اسلام کی وجہ سے یہاں تک کہ یثرب میں کوئی گھری باقی نہ رہا مگر اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جو اسلام کو غالب کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہم لوگوں کو اٹھایا ہم نے باہم مشورہ کیا اور ہم لوگ ستر آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے سوچا کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو اس حال پر چھوڑیں گے کہ وہ مکے کے پہاڑوں میں پھرتے رہیں اور ڈرتے پھریں۔ لہذا ہم لوگ روانہ ہو کر مکہ پہنچے موسم حج میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعب عقبہ میں ملنے کا وعدہ دیا۔ ہم لوگ اس میں جزیں ہو گئے ایک ایک دو دو آدمی کر کے۔ یہاں تک کہ ہم پورے جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے ساتھ کن شرائط پر بیعت کریں۔

بیعت کی شرائط ..... حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ان شرائط پر بیعت کرو :

۱۔ سب و اطاعت کی بیعت (سننے اور اطاعت کرنے کی)۔ خوشی میں بھی اور غمی میں بھی۔

۲۔ اور نفقہ پر بیعت کریں (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے)۔ تنگ دستی میں بھی اور آسودہ حالی میں بھی۔

۳۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بیعت کریں (یعنی نیکی اور اچھائی کی تلقین کرتے رہیں گے اور برائی سے غلط کام سے

روکتے رہیں گے)۔

۴۔ اور یہ کہ اللہ کی بات کرنے میں تاخیر نہیں کریں گے اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نمٹیں ڈریں گے۔  
 ۵۔ اور اس شرط پر آپ لوگ میری نصیحت کریں گے جب میں آپ لوگوں کے پاس آ جاؤں گا یثرب میں۔ اور میری حفاظت کرو گے ہر اس امر سے جس سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو گے۔ اور جس سے تم اپنی بیبیوں کی اور بیٹیوں کی حفاظت کرو گے۔ اس کے بدلے میں تمہارے لئے جنت ہوگی۔

(حضور ﷺ کی یہ شرائط سننے کے بعد ہم نے ان شرائط کو دل و جان سے قبول کیا اور) ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (حضور ﷺ نے بیعت کے لئے ہاتھ اٹھایا تو) اسعد بن زرارہ نے جو کہ ہم سب ستر افراد میں سے چھوٹے تھے میں ان سے یہ بھی چھوٹا تھا انہوں نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ذرا رک جائیں۔ اے اہل یثرب! ہم لوگوں نے اپنی سواریوں کے جگر نہیں مارے مگر اس لئے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آج ان کو یہاں سے نکال کر لے جانا تمام عرب سے ان کو جدا کرنا ہے اور خود بھی تمام عرب سے جدا ہونا ہے اور اپنے معزز لوگوں کو قتل کروانا ہے۔ اگر تمہیں تلواریں کاٹ دیں (تو گھبراؤ نہیں) بہر حال تم تو ایسی قوم ہو جو تلواروں کی کاٹ پر صبر کرتے ہو اور اسے برداشت کرتے ہو جب تمہیں تلواریں چھوتی ہیں۔ اور اپنے اچھے لوگوں کے قتل پر صبر کرتے ہو اگرچہ تمہارے بہترین لوگ قتل بھی ہو جائیں اور اگرچہ تمہیں پورے عرب والے چھوڑ دیں تو بھی صبر کرو۔ بس اس سب کچھ کا اجر اللہ پر چھوڑ دو اور اسی سے اجر لو۔ اور اگر تم اپنے نفسوں کا خوف رکھتے تو پھر ان (محمد ﷺ) کو یہیں چھوڑ دو۔ یہ بات تمہارے لئے اللہ کے نزدیک عذر معنوا، ہوگی (اور اگر بعد میں بے وفائی کرو تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا)۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے کہا اے اسعد بن زرارہ آپ ہاتھ لمبا کریں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ بس اللہ کی قسم ہم لوگ آج کی بیعت کو نہ تو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کو آئندہ پرٹال سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم کھڑے ہوئے اور بیعت شروع کی ایک ایک کر کے آپ ہم سے مذکورہ شرائط منواتے جاتے اور اس پر جنت دیتے جاتے (یعنی وعدہ جنت)۔ (مسند احمد ۳/۳۳۹-۳۴۰)

(۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل المرقی نے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابو عمر عدنی نے ان کو یحییٰ بن سلیمان بن ابن حشیم نے، اس نے ابو زبیر سے، اس نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے، اس نے حدیث ذکر کی اسی کے مفہوم میں۔ ہاں مگر اس نے وسط حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے بھتیجے میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں جو تیرے پاس آئے ہیں۔ بیشک میں اہل یثرب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہم میں سے ایک دو آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عباس نے جب ہمارے چہروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی لوگ ہیں جن کو میں نہیں جانتا، یہ نئے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم کس چیز پر آپ کے ساتھ بیعت کریں۔ حضور ﷺ نے وہ باتیں ذکر کیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطار دی نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو معبد بن کعب بن مالک القین نے جو بھائی تھے بنو سلمہ کے، اپنے بھائی عبد اللہ سے، اس نے اپنے والد کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس حج کے لئے نکلے جس میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اپنی قوم کے مشرکین کے ساتھ۔ اور ہمارے ساتھ براء بن معرور تھے جو ہمارے سردار تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم ظاہر بیداء میں تھے تو انہوں نے کہا اے لوگو! تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ میں نے ایک رائے قائم کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ اس پر موافقت کرو گے یا نہیں کرو گے۔ ہم لوگوں نے کہا وہ کیا ہے اے ابو بشر؟ اس نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس عمارت کی طرف نماز پڑھا کروں اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے نہ دیکھوں (یعنی کعبے کو)۔ ہم نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرنا اللہ کی قسم ہمیں جو بات پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ شام کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اسی کی طرف ہی منہ کر کے پڑھوں گا۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ کعبے کی طرف منہ کر لیتے اور ہم لوگ شام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ مکے میں آ گئے۔ مجھ سے براء نے کہا، اے بھتیجے!



ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلے۔ میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا اس بارے میں جو کچھ میں نے اپنے سفر میں کیا میں اپنے دل میں تمہارے خلاف کر کے کچھ محسوس کرتا ہوں۔ لہذا ہم لوگ نکل آئے حضور ﷺ سے پوچھنے کے لئے۔ ہم لوگ وادی اناج میں ایک بندے سے ملے۔ ہم نے اس سے پوچھا کیا آپ ہمیں محمد بن عبدالمطلب ﷺ کے بارے میں بتائیں گے؟ اس نے پوچھا کیا تم ان کو پہچان لو گے؟ اگر تم ان کو دیکھو ہم نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ان کو نہیں پہچانیں گے کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم عباس بن عبدالمطلب ﷺ کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! کیونکہ ہم اس کو پہچانتے تھے اس لئے کہ وہ تجارت کے لئے ہمارے ہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس آدمی نے بتایا کہ تم جب مسجد میں داخل ہو تو عباس ﷺ کو دیکھنا اس کے ساتھ جو ہوگا وہ محمد ﷺ ہوں گے۔

براء بن معرور دربار نبوی میں ..... کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں گئے۔ ہم نے دیکھا کہ عباس ﷺ اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے سلام کیا اس کے بعد ہم بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عباس سے پوچھا ان آدمیوں کو آپ پہچانتے ہیں اے ابوالفضل؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہ براء بن معرور ہے اپنی قوم کا سردار، اور یہ دوسرا کعب بن مالک ہے۔ اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں بھولا "اشاعر" (یعنی کعب بن مالک شاعر)۔ براء نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے اس سفر میں ایک رات قائم کی۔ اور میں نے چاہا کہ آپ سے اس بارے میں پوچھ لوں تاکہ آپ مجھے اس بارے میں بتائیں جو کچھ میں نے سفر میں کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے یہ سوچا کہ میں نماز میں کعبے کو پیٹھ نہ کروں لہذا میں نے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تم قبلے پر ہی تھے اگر آپ منہ کرتے رہتے اسی پر۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قبلے کی طرف رجوع کر لیا اور اس کے گھر والے کہتے تھے کہ وہ اسی پر مرے تھے۔ اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں تحقیق وہ رجوع کر چکے تھے قبلہ رسول کی طرف اور انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تھی شام کی طرف۔

اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا عقبہ کا قیام تشریق کے وسط میں بیعت کے لئے اور ہم لوگ ستر افراد تھے۔ اور ہمارے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن حزام ابو جابر تھے۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر تھے، ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم تیرے ساتھ اُنس و رغبت رکھتے ہیں اگر آپ اسی حالت پر مر گئے جس پر ہو تو تو اسی آگ کا ایندھن ہوگا۔ بے شک اللہ نے ایک رسول بھیج دیا ہے جو اللہ کی عبادت کی بات کرتا ہے اور تیری قوم کے بہت سے افراد مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے لئے وعدہ دے دیا ہے چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پاک کئے اور بیعت کے لئے ہمارے ساتھ حاضر ہو گئے لہذا وہ بھی نقیب تھے۔

جب وہ رات ہو گئی جس رات رسول اللہ ﷺ کے ہمیں منیٰ میں وعدہ دیا تھا۔ اول حصے رات میں ہم گئے اپنی قوم کے ساتھ۔ جب لوگ گہری نیند سو گئے تو ہم لوگ قریش سے چھپ کر ایسے کھسک گئے جیسے قطا پرندہ چھپ کر جاتا ہے۔ جب ہم عقبہ میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے چچا عباس ﷺ ہمارے پاس آ گئے آپ کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا جس کا موجود ہونا وہ پسند کرتے اپنے بھتیجے کے ساتھ۔ لہذا چچا عباس نے پہلے کلام کیا اور کہا۔

### حضور ﷺ سے پہلے حضور ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہما کا انصار کے وفد سے بات کرنا

اے جماعت خزر ج! سوائے اس کے نہیں کہ عرب نام رکھتے تھے اس قبیلے انصار میں سے اوس اور خزر ج۔ بیشک محمد ﷺ ہم میں سے ہیں اور ایسے مقام پر ہیں جس کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ اپنی قوم سے تحفظ میں ہیں اور اپنے شہروں میں۔ ہم نے اس کو اس کے شایان شان تحفظ فراہم کیا ہے بالکل اسی طرح جیسے ہمارے اندر اس کا مقام ہے ہماری نظروں میں مگر اس نے انکار کر دیا ہے مگر تمہاری طرح انقطاع کو پسند کیا ہے اور تمہاری دعوت کو ترجیح ہے۔ اب اگر تم لوگ دیکھتے ہو کہ تم اس کے ساتھ وہ بات پوری کرو گے جس کی طرف تم نے اسے بلایا ہے پھر تم ہی اس کے ذمہ دار ہو گے جو تم نے ذمہ داری اپنے اوپر ڈالی ہے۔ اور اگر تم لوگوں کو اپنے نفسوں کی طرف سے کسی طرح کے دھوکہ اور بے وفائی کا ڈر ہو تو اس کو اس کی قوم کے پاس رہنے دو۔ یہ اپنی قوم اور اپنے کنبے قبیلے کے تحفظ میں ہیں (اس کو یہاں پر کوئی خطرہ نہیں)۔ ہم نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے

آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے۔ آپ بات شروع کیجئے یا رسول اللہ! اب رسول اللہ ﷺ نے کلام شروع کیا اور آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن کی تلاوت کی اور اسلام کی ترغیب دلائی۔ ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ ایمان لا کر آپ ﷺ کی اجابت کی اور آپ کی تصدیق کی اور ہم نے ان سے کہا یا رسول اللہ! آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے وعدہ لیجئے اور بیعت لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

میں تمہاری بیعت لیتا ہوں اس شرط پر کہ تم لوگ میرا تحفظ کرو گے ان تمام چیزوں سے جن سے تم اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کا تحفظ کرتے ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ کو براء بن معرور نے جواب دیا اور کہا کہ جی ہاں ہم آپ کو تحفظ اسی طرح فراہم کریں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ جن چیزوں سے ہماری عورتوں کی حفاظت کی جاتی ہے ہم آپ کی بھی حفاظت کریں گے آپ ہماری بیعت لے لیں یا رسول اللہ! بیشک ہم لوگ اس اللہ کی قسم اہل حرب و ضرب میں اہل اسلحہ ہیں پشت در پشت ہم اس کے وارث چلے آ رہے ہیں۔ (چونکہ حضور ﷺ سے بات چیت براء کر رہے تھے) بیچ میں ابویشم نے بات کاٹ کر کہا بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اور دیگر کئی قوموں کے درمیان تعلقات ہیں ہم انہیں کاٹ دیں گے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کر دے پھر آپ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ کر آ جائیں اور ہمیں چھوڑ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ الدّم الدّم، والہدم والہدم۔ یعنی آپ کا خون میرا خون اور آپ کے خون کو ضائع کرنا میرا خون ضائع کرنا ہے (یعنی پکا معاہدہ ہے ہم آپ کو پیچھے چھوڑ کر واپس اپنی قوم کے پاس نہیں جائیں گے)۔ میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے۔ میں اس صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے۔ (ابن ہشام ۲/۳۷۷-۵۱-طبری ۲/۳۶۲)

اب براء بن معرور نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہاتھ دراز کیجئے ہم بیعت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے اندر سے بارہ نقیب اور ذمہ دار میرے سامنے نکالو۔ انہوں نے بارہ آدمی الگ کر دیئے۔

### نقباء کے اسماء گرامی :

- ۱۔ بنو نجار کے نقیب (اور نگران) اسعد بن زرارہ تھے۔
- ۲،۳۔ اور بنو سلمہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) براء بن معرور۔ اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام تھے۔
- ۴،۵۔ اور بنو ساعدہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو تھے۔
- ۶۔ اور بنو رلیق کے نقیب (نگران ذمہ دار) رافع بن مالک بن عجلان تھے۔
- ۷،۸۔ اور بنو حارث بن خزرج کے نقیب (نگران ذمہ دار) عبد اللہ بن رواحہ اور سعد بن ربیع تھے۔
- ۹۔ اور بنو عوف بن خزرج کے نقیب (نگران) عبادہ بن صامت تھے۔
- ۱۰،۱۱۔ اور اوس بنی عبدالاشہل کے نقیب (ذمہ دار) اسید بن حضیر اور ابویشم تھے۔
- ۱۲۔ اور بنو عمرو بن عوف کے نقیب (ذمہ دار) سعد بن خیشمہ تھے۔

یہ بارہ نقیب تھے۔ ان میں سے چھ قبیلہ خزرج سے تھے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔ حضرت براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا ہاتھ اس پر مار دیا۔ پہلا شخص بیعت کا آغاز کرنے والا براء بن معرور تھا اس کے بعد لوگوں نے مسلسل بیعت شروع کر دی اور شیطان نے دور سے عقبہ پر چیخیں ماریں۔ اللہ کی قسم کوئی آواز ہے جس کو میں نے ہرگز نہیں سنا۔ اس نے کہا اے اہل جہا جب کیا ہے تمہیں مذمّم کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں محمد ﷺ اور تمام صحابی جوان کے ساتھ ہیں جو تمہارے ساتھ جنگ کرنے پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (بکواس کرنے والا) عقبہ کا ازب ہے یہ ابن ازب ہے۔ (ابن اشیر نے کہا کہ وہ شیطان تھا اس کا نام ازب الكعبہ تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ازب عقبی چھوٹا مذموم)۔ خبردار! اللہ کی قسم میں ضرور فارغ ہوں گا تمہارے لئے۔ بھاگ جاؤ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف۔

عباس بن عبادہ بن نھلمہ بن سالم کے بھائی نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم صبح ہی اہل منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس چیز کا حکم نہیں ملا۔ آپ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے جاؤ۔ لہذا ہم لوگ (بیعت اور معاہدوں کی تکمیل کے بعد) اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے اور اپنے بستروں پر جا کر لیٹ گئے۔

جب صبح ہوئی تو قریش کے بڑے بڑے لوگ ہمارے پاس آ گئے۔ ان میں حارث بن ہشام جو ان مرد بھی تھا اس کے اوپر دوئی نعل تھیں۔ وہ ہمارے ٹھکانوں پر آ گئے اور بولے اے خزرج کی جماعت! ہمیں اطلاع پہنچی ہے کہ تم لوگ ہمارے آدمی (محمد ﷺ) کے پاس آئے ہوتا کہ تم اس کو ہمارے بیچ سے نکال کر لے جاؤ گے۔ بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم پورے عرب میں کوئی شخص ہمارے نزدیک اتنا برا اور مغرض نہیں ہوگا جو جنگ برپا کر دے ہمارے درمیان اور اپنے درمیان تم میں سے۔ تم لوگ جاؤ وہاں پر ہماری قوم میں سے جو مشرکین ہیں ان کو بھیجو۔ وہ یہاں آ کر اللہ کی قسم کھائیں کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے (جب قریش نے یہ بات کہہ دی تو) میں ابو جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی طرف دیکھ رہا تھا وہ خاموش ہو گئے۔ میں بھی خاموش تھا۔ جب لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے ایک کلمہ کہا گویا میں ان کو بھی شریک کلام کرنا چاہتا تھا۔

میں نے کہا ابو جابر آپ سردار ہیں ہمارے سرداروں میں سے اور بوڑھے ہیں ہمارے بوڑھوں میں سے کیا اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ اس قریشی جوان کی جوتی لے لیں۔ (قبائلی رسم کے مطابق یہ وفاداری نبھانے اور بے وفائی نہ کرنے کے لئے کیا جاتا تھا)۔ اس جوان نے میری یہ بات سنی تو اس نے اپنی دونوں جوتیاں اتار کر میری طرف پھینک دیں اور کہنے لگا قسم اللہ کی تم ضرور ان کو پہننا۔ ابو جابر نے کہا ٹھہرو ٹھہرو کیا آپ اس مرد کی (محمد ﷺ) حفاظت کریں گے؟ گویا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم اس کو رسوا کرو یا بے یار و مددگار چھوڑو تو ابھی یہ جوتیاں اس کو واپس کر دو۔ میں نے کہا کہ نہیں میں ان کو واپس نہیں کروں گا بلکہ یہ تو ہمارے لئے نیک فال ہے۔ اللہ کی قسم میں تو یہ امید کر رہا تھا کہ یہ چھین کر لے لوں اس آدمی سے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی عبد اللہ بن ابو بکر نے ابن حزم سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ قریش ان لوگوں سے ہٹ کر چلے گئے اور عبد اللہ بن اُبی کے پاس گئے اور جا کر اس سے پوچھا اور اس سے بات کی۔ اس نے کہا یہ بہت بڑا معاملہ ہے میری قوم اتنا بڑا کام مجھ کو چھوڑ کر نہیں کرے گی۔ چنانچہ وہ اس سے بھی ہٹ گئے۔ (ابن ہشام ۵۷/۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ انہوں نے یہ قصہ ذکر کیا ساتھ اسناد یونس بن بکیر کے اس نے ابن اسحاق سے اسی مذکورہ مفہوم کے ساتھ۔

محمد کو دشمنوں کے حوالے کرنا دنیا و آخرت کی رسوائی ہے ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبد اللہ بن ابو بکر بن حازم نے۔ یہ کہ عباس بن عبادہ بن نھلمہ بن سالم کے بھائی نے کہا: اے قبیلہ خزرج کی جماعت کیا تم جانتے ہو کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو تم لوگ سرخ اور سیاہ جنگ پر اس سے بیعت کر رہے ہو۔ اگر تم یہ دیکھتے ہو جب تمہارے مال لٹیں گے تو وہ مصیبت ہوگی اور تمہارے اشراف قتل ہوں گے تو تم محمد ﷺ کو واپس اس کے دشمنوں کے حوالے کر دو گے۔ تو ابھی سے دیکھ لو اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی اور اگر تم دیکھتے ہو کہ تم اس کو برداشت کر لو گے اور تم نے جو اس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے وہ پورا کر لو گے مالوں پر مصیبت آنے کے باوجود بھی اور اشراف کے قتل کے باوجود بھی تو یہ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت کی بھلائی ہوگی۔ عاصم نے کہا اللہ کی قسم

عباس نے یہ معاملہ اس لئے کہا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کے ذریعے سے معاہدہ پکا کر دے۔ اور عبد اللہ بن ابی نے کہا تھا کہ عباس نے یہ اس لئے کہا تھا تا کہ وہ اس کے ذریعے قوم کے اس امر کو مؤخر کر دے اس رات کوتا کہ عبد اللہ بن ابی ان کے معاملے میں موجود ہو جائے اور وہ معاملہ ان کے لئے زیادہ قوی ہو جائے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو نعیم فضل بن دکین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابوزائدہ نے، ان کو عامر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چلے، آپ کے ساتھ ان کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے انصار کے ستر آدمیوں کے وفد سے بات کرنے کے لئے عقبہ کے پاس درخت کے نیچے۔ حضور ﷺ نے جا کر فرمایا تمہارا متکلم بات کرے لیکن خطاب لمبا نہ کرے۔ بے شک تمہارے اوپر مشرکیں نظریں کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ تمہاری اس کیفیت کو دیکھ لیں گے تو تمہیں رسوا اور قتل کر دیں گے۔ پس کہنے والے نے ان میں سے کہا، وہ ابو امامہ اسود بن زرارہ ہی تھے۔ اے محمد! آپ مانگئے اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو چاہیں۔ اس کے بعد (یعنی ہم سے جو آپ وعدہ کروانا چاہتے ہیں) ہمیں بتائیں کہ ہمارے لئے کتنا ثواب ہوگا اللہ کے ذمہ اور آپ کے ذمہ جب ہم وہ کام کریں گے (جو آپ ہم سے چاہتے ہیں)۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لئے تو یہ مانگتا ہوں کہ تم لوگ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اپنے لئے یہ مانگتا ہوں کہ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے تم لوگ ہمیں جگہ دو اپنے پاس رکھو اور ہماری مدد کرو اور ہماری حفاظت کرو جس سے تم اپنے نفسوں کو بچاتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم جب یہ سب کچھ کریں گے تو ہمارے لئے کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے جنت ہوگی۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے (یعنی یہ ساری ذمہ داریاں ہم نے آپ کی قبول کر لی ہیں) ستر آدمیوں کے ساتھ عقبہ پر درخت کے نیچے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے وفد سے بات کرنے کے لئے رات کے وقت چلے تو ان کے ساتھ عباس بھی تھے جو کہ صاحب رائے آدمی تھے۔ (عامر نے) حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل اور اس نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شععی سے سنا وہ کہتے تھے نہیں سنا کسی بوڑھے نے نہ کسی جوان نے کوئی خطبہ جو اس سے زیادہ چھوٹا ہو اور اس سے زیادہ بلند ہو۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن زکریا نے، ان کو مجاہد نے عامر سے، اس نے ابو مسعود انصاری سے مذکور کی مثل۔ انہوں نے کہا اور ابو مسعود عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ نے، ان کو یحییٰ بن ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شععی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ کسی بوڑھے یا جوان نے اس کی مثل خطبہ میں سنا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن حمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم بن فضل فحام نے، ان کو محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو عمرو بن عثمان رقی نے، ان کو زہیر نے، ان کو عبد اللہ بن خثیم نے اسماعیل بن عبید بن رفاعہ سے، اس نے اپنے والد عبید بن رفاعہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس شراب کی مشکیں آئیں اور عبادہ بن صامت کے پاس بھی انہوں نے ان کو پھاڑ دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی ہے سننے کی اور اطاعت کی، خوشی میں اور غمی میں۔ اور خرچ کرنے کی تنگدستی میں اور آسانی میں۔ اور امر بالمعروف کرنے اور نہی عن المنکر کرنے پر۔ اور اس بات پر کہ ہم اللہ کی بات کہیں گے اس میں ہمیں کسی ملامت کرنے والے کی

ملامت مانع نہیں ہوگی۔ اور اس بات پر بیعت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نصرت کریں گے جب وہ بیٹرب میں ہمارے پاس آئیں گے۔ بایں صورت کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے ان چیزوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی بیویوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت۔ ہم نے ان کے ساتھ انہی شرائط پر بیعت کی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبادہ بن ولید نے، عبادہ بن صامت سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے عبادہ بن صامت سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی مثل بیعت جنگ کے سمع اور اطاعت پر ہمارے غمسر اور یسر میں ہماری خوشی اور ہماری مصیبت میں اور ہمارے اوپر ترجیحی سلوک کئے جانے کی صورت میں۔ فرمایا تھا کہ اگرچہ تمہارے اوپر ترجیح دی جائے، اگرچہ میری قوم مجھے ملامت کرے اس بات پر۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور آپ کو بیان کروں گا جو میں نے اپنے والد سے سنا وہ مجھے حدیث بیان کرتے تھے۔ اور اس شرط پر بیعت کی تھی کہ ہم اس معاملے میں کسی ایسے آدمی کے ساتھ نزاع اور جھگڑا نہیں کریں گے اور یہ بات بیان کرتے تھے مجھے کہ تم حق بات کہنا تم جہاں کہیں ہو۔ اور یہ کہ ہم اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ سے کہا تھا آپ اپنی قوم پر ذمہ دار ہیں اس امر کے ساتھ جو کچھ ان میں ہے۔ اور میں اپنی بقایا قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر کفالت کی ذمہ داری لی تھی۔

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبد اللہ ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا تھا تم لوگ میرے پاس اپنے اندر بارہ نقیب بھیجو جو اپنی قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے لئے کفالت و ذمہ داری لی تھی۔ لہذا اسعد بن زرارہ نے کہا جو بنو نجار کے ایک فرد تھے، جی ہاں یا رسول اللہ! اور آپ نقیب ہوں گے اپنی قوم پر لہذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ اور حضور ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب نگران و ذمہ دار بنائے تھے۔ اس کے بعد ان کا نام رکھا۔

جیسے گذر چکا ہے معبد بن کعب بن مالک کی روایت میں، اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبد الاعلیٰ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُسید بن حضیر بھی نقباء میں سے ایک تھے اور انصار سے بارہ نقیب تھے۔ ویسے سب لوگ ستر آدمی تھے۔

مالک کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انصار کے ایک شیخ نے یہ کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کو اشارہ کرتے جاتے تھے اس بندے کی طرف جس کو آپ ﷺ نقیب بناتے تھے۔ مالک کہتے ہیں کہ میں حیران ہوتا تھا کہ ہر قبیلے سے دو دو بندے کیسے آگئے تھے اور ایک قبیلے سے ایک آدمی۔ یہاں تک کہ مجھے حدیث بیان کی اس شیخ نے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے بیعت والے یوم العقبہ میں۔ مجھے مالک نے کہا کہ نقباء کی تعداد بارہ تھی۔ نو خزر ج میں سے تھے اور تین اوس میں سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ جو ہری نے، ان کو ابو اوس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

انصار سے معاہدہ کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے ..... (ح) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو ابن فلیح نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث

بیان کی یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ذکر کیا ہے حسان بن عبد اللہ نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، یہ الفاظ اس کی حدیث کے ہیں ابن عتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر حج کیا اگلے سال انصار میں سے ستر افراد نے۔ ان میں سے چالیس آدمی ان کے بزرگوں میں سے تھے اور تیس ان کے جوانوں میں سے تھے ان میں چھوٹا عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ تھا۔ وہ ابوسعود اور جابر بن عبد اللہ ان کو ملے عقبہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عباس بن عبد المطلب ﷺ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اس چیز کے بارے میں جس کے ساتھ اللہ نے ان کو خاص کیا تھا نبوت میں سے اور کرامت میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہ وہ حضور ﷺ کی بیعت کریں اس بات پر کہ وہ حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے جن چیزوں سے وہ حفاظت کرتے ہیں اپنے نفسوں کی اور اپنے مالوں کی۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اجابت کی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اوپر شرط رکھیں اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو کچھ آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں شرط رکھتا ہوں اپنے رب کے لئے یہ کہ تم لوگ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرنا اور اپنے لئے یہ شرط لگانا ہوں کہ تم میری حفاظت کرو جن چیزوں سے تم اپنی اور اپنے مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ جب ان کے ساتھ ان کے نفس مطمئن ہو گئے شرائط سے تو عباس بن عبد المطلب ﷺ نے ان لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے وعدے لئے وفا کرنے کے لئے۔ اور حضرت عباس ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کے اور ان لوگوں کے درمیان ہونے والے عہد و میثاق کو اہم اور عظیم قرار دیا اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ عبد المطلب کی ماں سلمیٰ بن عمرو بن زید بن عدی بن نجار تھی (گو یا خاندانی نسبت جو ان کو بنو نجار سے تھی اس کو اجاگر کیا کہ میری دادی آپ کے قبیلے بنو نجار سے تھی)۔

اس کے بعد عروہ نے حدیث ذکر کی ابو شیم بن تیہان کی شروع شروع میں بیعت کے بارے میں اور جو کچھ اس نے کہا تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا تھا اسی مفہوم کے ساتھ جو گذر چکا ہے ابن اسحاق کی روایت سے۔ اس کے بعد ان ناموں کو ذکر کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ عروہ کہتے ہیں کہ جمیع وہ لوگ جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے وہ ستر مرد اور عورتیں تھے۔

(۱۲) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جمیع افراد جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے اور گرد و پیش کے قبائل سے وہ ستر آدمی تھے اور دو عورتیں تھیں بنو خزرج سے۔ ان میں ایک اُمّ عمارہ تھی اور اس کا شوہر اور اس کے دو بیٹے تھے۔ پس جمیع اصحاب عقبہ دو عورتوں سمیت پچھتر نفوس تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۶۳)

ابن اسحاق نے ان کے نام لئے ہیں ان کے ناموں کا یہاں پر ذکر کرنا کتاب کی طوالت کا باعث ہوگا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب لوگ لیلۃ عقبہ میں بیعت رسول سے فارغ ہو کر چلے گئے اور صبح ہو گئی قریش نے اس خبر کے بارے میں اور بیعت کے بارے میں تحقیق تفتیش شروع کی، انہوں نے اس کو سچ پایا۔

لہذا وہ لوگ ان بیعت کرنے والے لوگوں کی تلاش میں نکلے اور انہوں نے سعد بن عبادہ کو پایا اور منذر بن عمرو ان سے چھپ گئے تھے۔ لہذا انہوں نے سعد بن عبادہ کو پکڑ کر ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے تھے رسی کے ساتھ۔ ان کے جسم پر بال کثیر تھے لہذا انہوں نے ان کے بال نوچنے شروع کئے۔ بال نوچتے اور تھپڑ مارے، گھونسے مارتے۔ اتنے میں مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ آ گئے اور سعد ان دونوں کو اپنے پاس ٹھہراتے تھے وہ جب مدینے میں جاتے تھے لہذا ان دونوں سے اسے چھڑایا۔ یوں ان کی رہائی وجود میں آئی۔

اور اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حواء بنت زید بن سکن قیس بن عبد الخطیب کے پاس تھی۔ اسی طرح کہا ہے وہ ابن الخطیم تھے مدینے میں اور حواء کی ماں عقرب بنت معاذ بہن تھی

سعد بن معاذ کی۔ حواء مسلمان ہو گئی تھی اس کا اسلام بہت اچھا تھا جبکہ اس کا شوہر قیس بدستور کفر پر تھا۔ وہ جب آتا تو وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی وہ اس کو اذیت دیتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا تھا۔ مدینے میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا تھا آپ ﷺ کو خبر پہنچتی رہتی تھی۔

قیس کہتے ہیں کہ میں مشرکین کی ایک جماعت کے پاس جو حج کرنے گئے تھے میں مکہ میں گیا۔ اچانک ایک آدمی نے میرے بارے میں آکر پوچھا اس کو میرے بارے میں بتا دیا گیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا آپ قیس ہیں میں نے کہا کہ جی ہاں! اس نے پوچھا کہ حواء کے شوہر آپ ہیں۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس شخص نے کہا کہ تم اپنی عورت کے پرے ہو وہ حرکت کرتے ہو اور اس کے دین پر اس کو اذیت پہنچاتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرنا اس کو میرے لئے رہنے دیجئے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ قیس جب واپس مدینے میں آیا اس نے یہ بات اپنی بیوی سے ذکر کی اور بیوی سے کہا کہ تم جانو اور تمہارا زین۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس شخص کو مگر خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت شکل و صورت والا۔

بنی سلمہ کے بت کی حالت زار ..... (۱۳) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ بن عمرو بن جموح بیعت العقبہ میں موجود تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اور عمر ایک سردار تھے سادات بن سلمہ میں سے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بت بنایا ہوا تھا اس کو منافیہ کہتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے کچھ نوجوان مسلمان ہو گئے معاذ بن جبل و اس کا اپنا بیٹا معاذ بن عمرو وغیرہ۔ وہ رات کو داخل ہوتے تھے عمرو کے صنم کے پاس۔ وہ اس کو اٹھا کر بنو سلمہ کے کسی کھڈے میں ڈال کر آجاتے تھے اوندھا سر کے بل اور کھڈے میں لوگوں کی غلاظت پڑی ہوتی۔

عمر صبح کو جب اس کی حالت دیکھتا تو اس کو سخت رنج ہوتا وہ کہتا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ کون ہمارے الہ کے ساتھ آج رات دشمنی کر گیا ہے۔ اس کے بعد صبح کو وہ ان کو تلاش کر کے جب اسے پالیتا تو اس کو دھو کر پاک صاف کر کے خوشبو لگا کر رکھ دیتا۔ پھر کہتا خبردار اگر مجھے پتہ چل گیا کہ کس نے یہ بری حرکت کی ہے تو اس کو جلا دوں گا۔ جب شام ہوئی اور عمرو اٹھا کر چلے جاتے تو وہ نوجوان پھر اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے۔ بار بار انہوں نے یہی کیا۔ جب وہ باز نہیں آئے تو اس نے ایک بار ایسا کیا کہ اس کو وہ لے آیا دھو دھا کر صاف کر کے خوشبو لگا کر اسے کھڑا کیا اور اپنی تلوار اس کے کندھے پر لٹکادی (کہ جب کوئی گستاخی کرنے آئے گا یہ اس کو تلوار کے ساتھ مار دے گا)۔ اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں دیکھوں گا کہ تم اس کے ساتھ کیا حشر کرو گے اور وہ تمہارا کیا بگاڑے گا۔ اگر اے صنم تیرے اندر کوئی چیز ہے تو تم اس کو روک دینا اور اپنا تحفظ کر لینا۔ یہ تلوار آپ کے پاس ہے۔

جب شام ہوئی اور عمرو سو گیا ان نوجوانوں نے اس پر حملہ کیا اس کی تلوار اتاری کندھے سے اور ایک مرا ہوا کتا لاکر اس کے اوپر لٹکا دیا اور اس کو رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس کو اٹھا کر بنو سلمہ کے کھڈوں میں سے کسی گہرے کھڈے میں ڈال دیا جس میں گندگی تھی۔ عمرو نے صبح کی تو صنم نہیں تھا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ جا کر کیا دیکھتا ہے کہ وہ گندگی میں اوندھا پڑا ہوا ہے اور اس کے ساتھ مرا ہو کتا بھی باندھا ہوا ہے۔ اس نے جب اس کی یہ حالت دیکھی اور اس کی قوم کے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے اسے سمجھایا تو عمرو بن جموح بھی مسلمان ہو گیا اس نے اپنے اسلام کو اچھا کیا۔ عمرو جب مسلمان ہو گئے تو وہ کہتے تھے اور اس کو جب اللہ کی معرفت حاصل ہو گئی تو وہ اپنے صنم کو اس طرح ذکر کرتے تھے۔ یہ اشعار کہے تھے۔

تالہ لو كنت الہا لم تكن أنت و كلب و سبط بئرفی قرن  
أف لمصرعك الہا مستدن الان فتشناك عن سوء الغبن

الحمد لله العلي ذي المنن الواهب الرزاق و ديان الدين  
هو الذي انقذني من قبل ان اكون في طلعة قبر مرتهن  
با حمد المهدي النبي المؤتمن

اللہ کی قسم اگر تو مشکل کشا، حاجت روا ہوتا تو تو کتے کے ساتھ بندھا ہوا نہ پڑا ہوتا کنویں کے اندر۔ افسوس ہے تیرے اوپر کہ تو مشکل کشا ہو کر یوں ذلت کے ساتھ پچھاڑا ہوا پڑا ہے۔ اب ہماری سوچ کی غلطی اور حماقت ہماری سمجھ میں آگئی ہے۔ تمام تعریفیں اور شکر اس اللہ کے لئے جو انعامات و احسانات کا مالک ہے جو سب کچھ دینے والا ہے اور عطا یا عطا کندہ ہے۔ وہی تو ہے جس نے مجھے نجات دے دی ہے قبر کے اندھیرے میں پڑے ہونے سے پہلے۔ احمد مرسل کے ذریعے جو ہدایت دینے والا نبی ہے، امین ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۶۱/۲-۶۳)

## باب ۹۵

## خواب میں حضور ﷺ کو دارالہجرت دکھایا جانا

## اور روانگی کی اجازت سے قبل جن صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بصورت املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس قاسم نے القاسم سیاری نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو عیسیٰ بن عبید اللندی نے غیلان بن عبد اللہ عامری سے، اس نے ابو زرعة بن عمر بن جریر سے، اس نے جریر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی تھی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ جائیں وہ آپ کی دار ہجرت ہوگی مدینہ، بحرین، قنسرین۔ اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے مدینہ کو پکا کر دیا گیا مدینے کی تاکید کر دی گئی۔ لہذا آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اسی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (ترمذی ص ۳۹۲۳)

صدیق اکبر ﷺ کو سفر ہجرت سے روکنا ..... (۲) اور ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا وہ اس دن مکے میں تھے، مجھے تم لوگوں کی دار ہجرت دکھادی گئی ہے۔ میں نے ارض سینۃ دیکھی ہے (یعنی ایسی زمین جس کے اوپر شور کلمنک اوپر آیا ہوا ہے اور وہ کوئی چیز نہیں اگا سکتی سوائے کچھ درختوں کے)۔ اور وہ زمین کجھور کے درختوں والی ہے وہ لا بتین کے درمیان ہے (مراد یہ ہے کہ ایسی زمین جس میں سیاہ پتھر ہیں جیسے آگ کے ساتھ جل گئے ہیں اور حرہ اسی طرح ہے)۔ اور وہ دو حصرہ ہیں۔ لہذا ہجرت کی میں نے مدینہ کی جانب جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر کر دیا اور بعض وہ لوگ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے جنہوں نے مسلمانوں میں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضرت ابو بکر ﷺ نے بھی سامان تیار کیا ہجرت کرنے کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی یہیں رہو مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ یہ بھی امید رکھے بیٹھے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں بالکل۔ لہذا ابو بکر ﷺ نے



اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تاکہ وہ آپ کی صحبت میں رہیں اور اپنے دو اونٹنیوں کو خوب گھانس کھلائی جو آپ کے پاس تھیں۔ اور کیکر کے پتے کھلاتے رہے چار مہینے تک۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عقیل وغیرہ سے اس نے زہری سے۔

صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے رہے ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو بکر بن عتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے محمد بن فلیح سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے اور یہ الفاظ ہیں اسماعیل بن ابراہیم کی روایت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر ان مسلمانوں پر ان کا معاملہ نہایت سنگین ہو گیا تو آپ نے ان کو مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ لہذا مسلمان جماعت در جماعت کے سے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مکے سے نکلنے سے قبل مدینہ کی طرف جو نکل گئے وہ ابو سلمہ بن عبد الاسد اور اس کی بیوی ام سلمہ بنت ابوامیہ، عامر بن ربیعہ اس کی بیوی ام عبد اللہ بنت ابو حشمہ۔ اور کہا جاتا ہے کہ پہلی طبعینہ (کجاوے میں عورت) ہجرت کرنے والی جو مدینہ میں آئی وہ ام سلمہ تھی اور بعض لوگوں نے کہا کہ ام عبد اللہ تھی۔ واللہ اعلم

اور مصعب بن عمر، عثمان بن مظعون، ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ، عبد اللہ بن جحش، عثمان بن شریذ، عمار بن یاسر اور ابو سلمہ عبد اللہ بن جحش بن عمرو بن عوف کے پاس جا کر اترے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب ﷺ نکلے اور عیاش بن ابوربیعہ اپنے احباب کے ساتھ، یہ لوگ اترے بنی عمرو بن عوف میں۔ چنانچہ ابو جہل بن ہشام نے اور حارث بن ہشام نے اور عاص بن ہشام نے اس کو تلاش کیا۔ اور عیاش بن ابوربیعہ ابو جہل کا بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ یہ لوگ مدینہ گئے اور جا کر کہا ہماری اور تمہاری امی تمہارے لئے بہت غمگین ہو کر رو رہی ہیں اور وہ قسم کھا بیٹھی ہے کہ وہ گھر کی چھت کے سائے تلے نہیں جائے گی اور نہ ہی سر میں تیل کنگھی کرے گی جب تک وہ تم کو نہ دیکھ لے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم لوگ آپ کی تلاش میں نہ نکلتے تم اللہ سے ڈرو اپنی ماں کا خیال کرو۔ اس کو بھی اپنی ماں کے ساتھ بہت پیار تھا اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی ماں اس کے ساتھ انہتائی محبت کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے ان کی بات کو سچا مان لیا اور اپنی ماں پر ترس کھایا۔ جب انہوں نے یہ بات اس سے ذکر کی تھی تو اس نے کہا تھا میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں ہوں جب تک حارث بن ہشام اس کے بعد وعدے کرے۔ جب یہ دونوں اس کو مدینے لے کر نکل گئے تو انہوں نے اس کو رسیوں سے جکڑ دیا وہ ہمیشہ وہاں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت مکے سے نکلا تھا جب فتح مکہ سے کچھ پہلے جو لوگ نکلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی خلاصی کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ اور نکلنے والوں میں عبد الرحمن بن عوف تھے جو سعد بن ربیع کے پاس جا کر ٹھہرے بنو حارث بن خزرج میں۔ اور عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبد اللہ اور زبیر بن عوام اور ایک دوسرا طائفہ۔ بہر حال طلحہ شام کی طرف نکل گئے تھے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اصحاب رسول مدینہ کی طرف نکلنا شروع ہو گئے تھے ٹولی ٹولی کر کے۔ اور کچھ لوگ اصحاب رسول میں سے ایسے تھے جو مکے میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کے مدینے آ جانے کے بعد ہی آ گئے ان میں سے سعد بن ابوقاص تھے۔ میں کہتا ہوں کہ سعد کی آمد کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسی طرح جیسے مذکور ہوا۔ اور یہ کہا گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضور ﷺ کی آمد سے کچھ قبل آئے تھے۔ (الدرر ص ۷۷-۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، اس نے اپنے والد رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے ہجرت کی بات پکی کر لی تو میں اور عیاش بن ابوربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل ہم لوگ بیٹھے اور ہم نے کہا ہمارا تمہارا وعدہ گاہ تناضب

(مقام یاد رخت) ہے بنی غفار کے جو ہڑ سے جو شخص تم میں صبح کرے مگر وہاں نہ پہنچے تو سمجھا جائے گا کہ وہ روک لیا گیا ہے۔ لہذا اس کے دیگر دو ساتھی چل پڑیں گے اس کا انتظار نہیں کریں گے۔ میں نے صبح کی اس مقام پر۔ میں اور عیاش بن ابوربیعہ اور ہشام ہم سے روک لئے گئے اور آزمائش میں ڈالا گیا، بس میں آزمائش میں پڑ گیا۔ ہم لوگ مدینے میں آگئے ہم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرے گا جنہوں نے اللہ کو پہچان لیا اور اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے رسول کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اس سے رجوع کر لیں اور واپس پھر جائیں مصیبت اور آزمائش کی وجہ سے جو ان کو پہنچی ہے دنیا سے۔ اور وہ لوگ اس کو اپنے نفسوں کے لئے کہتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں یہ آیت اتاری :

قل یا عبادی الذین اسرفو علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ (سورۃ زمر)

فرمادیتے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے مت مایوس ہو اللہ کی رحمت سے

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا اس کے بعد میں نے اس کو ہشام کی طرف بھیج دیا۔ ہشام بن العاص نے کہا جب میرے پاس پہنچی تو اس کو لے کر ذی طوی کی طرف نکلا میں نے اس کو ساتھ لے کر اوپر کو چڑھا اور تصویب کراتا تا کہ میں اس کو سمجھ لوں۔ میں نے کہا اے اللہ! مجھ کو یہ سمجھا دے۔ لہذا میں نے اس کو پہچان لیا یقیناً یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جیسے ہم لوگ تھے اپنے نفسوں کے بارے میں کہتے تھے اور کہا جاتا ہمارے بارے میں۔ چنانچہ میں واپس آیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھا اور پیچھے رسول اللہؐ کو جا کر ملا لہذا ہشام قتل ہو کر شہید ہو گئے اجنادین میں ابو بکر صدیقؓ کی حکومت میں۔ (ابن ہشام ۸۵/۲-۸۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، اس نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن ابو بکر بن حارث بن زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمن بن عوف نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن محمد نے عبد اللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمرؓ سے۔ کہ انہوں نے کہا ہم لوگ مکے سے آئے تھے اور ہم مقام عقبہ میں اترے تھے عمر بن خطابؓ اور ابو عبیدہ بن جراح، سالم مولی ابو حذیفہ۔ ان کی امامت سالم مولی ابو حذیفہ کرتے تھے کیونکہ ان کو ان سب میں قرآن زیادہ یاد تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن نصر نے، ان کو عبد اللہ بن حارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو خلیفہ نے، ان کو عبد اللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے براء سے، اس نے ذکر کی ہے حدیث ہجرت اور قبلہ، براء سے۔ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جو ہمارے پاس آیا تھا مہاجرین میں سے وہ مصعب بن عمیر تھے بنی عبد الدار بن قصی کے بھائی۔ ہم نے ان سے کہا تھا رسول اللہؐ کیا سوچ رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ حضورؐ تا حال اپنی جگہ پر ہیں اور ان کے اصحاب میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اس کے بعد عمرو بن أممکتوم اعمیٰ آئے وہ بھائی تھے بنی فہر کے۔ ہم نے اس سے کہا تیرے پیچھے جو رہ گئے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں، رسول اللہؐ اور ان کے اصحاب۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پیچھے پیچھے ہیں یعنی آنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد عمار بن یاسر آئے اور سعد بن وقاص اور عبد اللہ بن مسعود اور بلال اس کے بعد عمر بن خطابؓ ہمارے پاس آئے بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اس کے بعد ہمارے پاس رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکرؓ آئے۔ ابو خلیفہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ براء نے کہا رسول اللہؐ ہمارے پاس آتے تھے یہاں تک کہ میں کوئی سورت پڑھتا تھا مصلحت میں سے۔ اس کے بعد ہم نکلتے، ہم ملتے تھے قافلے سے ہم نے ان کو پالیا۔ تحقیق ڈر رہے تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسرائیل سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ اس نے مدینے کی طرف نکلنے والے اصحاب رسول کے اسماء گرامی کا تذکرہ زیادہ جامع کیا ہے موسیٰ بن عقبہ کے تذکرہ کرنے سے۔ یہ ایسی بات ہے جس کے ساتھ کتاب مزید طویل ہو جائے گی۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ لوگوں میں سے مدینے میں جو سب سے آخر میں آیا جو اپنے دین میں آزمائش میں نہیں واقع کیا گیا یا روکا گیا تھا وہ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکے میں پیچھے چھوڑا ہوا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے بستر پر سو جائیں اور ان کو مدت مختصر کر دی تھی تین دن کی۔ اور انہیں حکم دیا تھا (کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) ہر ذی حق کا حق ادا کر دیں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا تھا۔ اس کے بعد وہ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۱/۲)

## باب ۹۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکوں کا مکر و فریب کرنا

اور اللہ کا اپنے رسول کو بچانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتانا یہاں تک

کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجر بن کر نکل گئے تھے

(ابن ہشام ۹۶/۲-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے بعد ٹھہرے رہے بقیہ دن ذی الحجہ کے اور محرم کا مہینہ اور صفر کا۔ اس مہینہ قریش کے مشرکین نے باہم مشورے سے طے کر لیا اور انہوں نے مکر کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر یا تو قتل کر دیں یا ان کو بند کر دیں یا ان کو شہر سے نکال دیں یا ان کو باندھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکر سے آگاہ کر دیا۔

واذ يمكركم الذين كفروا اليثبتوك او يقتلوك او يخربون ويمكرون ويمكركم الله والله خبير الماكرين -

(سورة الانفال)

یاد کرو اس وقت کو جب مشرکین اور کفار تیرے بارے میں مکر کر رہے تھے کہ تجھے برقرار رکھیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔ وہ مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

لہذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے رات کے وقت غار ثور کی طرف۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بستر رسول سنبھال لیا وہ اس پر سو گئے۔ اللہ نے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لیا تھا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو

محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب زہری سے، یہ الفاظ حدیث اسماعیل کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ حج کے بعد بقیہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کہ پھر مشرکین قریش نے اس پر اتفاق کر لیا کہ یا تو (محمد ﷺ) کو قتل کر دیں یا ان کو نکال دیں جب گمان کریں کہ وہ یہاں سے نکلنے والے ہیں۔ اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ نے ان کے لئے ٹھکانہ بھی بنا دیا ہے اور ان کے اصحاب کے لئے تحفظ بھی۔ اور جو لوگ مسلمان ہو کر گئے تھے ان کے اسلام لانے کی خبر بھی ان کو پہنچ چکی تھی اور یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ کون کون ہجرت کر کے مہاجرین میں سے ان کی طرف چلا گیا ہے۔ لہذا انہوں نے یہ طے کر لیا کہ یا تو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیں گے یا ان کو باقی رکھیں گے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

واذ یمکربک الذین کفروا الیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

(سورۃ الانفال)

لہذا جس روز وہ حضرت ابو بکر ﷺ کے پاس آئے تو ان کو خبر مل گئی کہ وہ آج رات حضور ﷺ پر شب خون ماریں گے جب اپنے بستر پر ہوں گے۔ لہذا حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ درمیانی رات میں غار ثور کی طرف نکل گئے۔ یہ وہی غار ہے اللہ نے قرآن میں جس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی بن ابوطالب ﷺ جا کر بستر رسول ﷺ پر سو گئے تھے تاکہ وہ ان کو شک میں ڈال سکیں کہ (حضور ﷺ موجود ہیں اور سو رہے ہیں)۔ قریش رات بھر آتے جاتے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ ان میں سے کون آپ کے بستر پر پہنچے اور جا کر حضور ﷺ کو جکڑ دے۔ رات بھر یہی ہوتا رہتا نہ صبح ہو گئی۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ حضرت علی ﷺ تھے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت علی ﷺ نے ان کو بتایا کہ مجھے ان کے بارے میں صحیح معلوم نہیں ہے وہ سمجھ گئے کہ وہ یہاں سے نکل کر فرار ہو گئے ہیں لہذا انہوں نے ہر سمت پر گھڑ سوار بھیجے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے۔

قریش کا آپس میں مشورہ ..... (۱۳) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے اصحاب میں مکے میں موجود تھے، حکم دیا کہ وہ مدینے میں اپنے بھائیوں کے ساتھ لاحق ہو جائیں باہم آپس میں مشورہ کریں۔ مشرکین نے کہا اب وقت ہے لہذا انہوں نے باہم اتفاق کر لیا محمد کے معاملے میں۔ بس اللہ کی قسم یہ تو جوانوں کی جماعت اکٹھی ہو کر تمہارے اوپر حملہ کر دے گی (اگر مدینے چلا گیا)۔ لہذا آپ تو اس کو یہی مضبوط رکھو یا قتل کر دو یا جلا وطن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے سب کو آپ ﷺ کے لئے دارالندوة میں اکٹھا کیا تا آنکہ آپ کے قتل کا مشورہ کریں۔ جب دار میں داخل ہوئے تو شیطان ایک خوبصورت آدمی کی شکل میں ان کے سامنے آیا اپنی چادر میں۔ البتہ کا مطلب الکتاء ہے۔ اس نے آکر پوچھا کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں اہل نجد میں سے ایک آدمی ہوں۔ میں نے سنا ہے اس بارے میں جو تم مشورہ کر رہے ہو۔ میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں مبادا کہیں تم سے کوئی اچھی رائے یا مشورہ نہ رہ جائے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں ضرور آپ آ جائیں۔

شیخ نجدی کی رائے ..... جب وہ داخل ہوا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے معاملہ کس قدر پیچیدہ ہے تم جانتے ہو لہذا ایسا کرو کہ اس آدمی کے مشورے کے مطابق ایک ایک رائے پر اتفاق کر لو۔ دارالندوة میں جو لوگ جمع تھے ان میں کفار کی معروف شخصیات یہ تھیں: شبہ عتبہ، ربیعہ کے دو بیٹے، ابو جہل بن ہشام، نضر بن حارث۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ میرا تو مشورہ یہ ہے کہ اسے (محمد ﷺ) بند کر دو، قید کر دو پھر اس کے بارے میں انتظار کرو گردش زمانہ کا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے جیسے اس سے قبل والے شعراء ہلاک ہو گئے تھے مثلاً زہیر بن ابوسلمیٰ اور نابغہ وغیرہ وغیرہ۔ مگر شیطان نے (فرضی بزرگ) اس رائے کی مخالفت کی اور کہا اللہ کی قسم یہ کوئی اچھی اور مفید رائے نہیں ہے تمہارے حق میں۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگوں نے ایسے کیا تو اس کی رائے اور اس کی بات اس کے دوستوں تک پہنچتی رہے گی۔ یہاں اس کو بند کر دو گے

اور عین ممکن ہے کہ وہ لوگ تمہارے ہاتھ سے اس کو چھین کر لے جائیں گے پھر وہ غالب آجائیں گے تمہارے اوپر۔ اس پر بھی جو معاملہ آج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کسی نے یہ کہا کہ بلکہ ہم اس کو نکال دیں اور اپنے شہروں سے دور کہیں جلا وطن کر دیں جب اس کا چہرہ ہم سے غائب ہوگا اور اس کی بات بھی ہمارے سامنے نہیں ہوگی تو اللہ کی قسم ہمیں اس کی پروا نہیں ہوگی کہ وہ کہاں شہروں میں پڑا ہوا ہو۔ اور اس کے بعد ہمارا معاملہ زیادہ اتفاق سے ہمکنار ہوگا اور آپ میں ہمارا اتفاق بھی ہوگا۔ مگر اس نجدی نما بزرگ (فی الحقیقت شیطان) نے کہا اللہ کی قسم تمہاری یہ رائے بھی کوئی رائے نہیں ہے کیا تم نے اس کی میٹھی بولی نہیں سنی اور حسن حدیث وغیرہ۔ اور دیکھتا نہیں وہ جس کو ملتا ہے یا جو اس کو ملتا ہے یہ اس پر غالب آجاتا ہے جبکہ اس کے مخالف ایسا نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو وہ عرب کے جس قبیلے پر بھی داخل ہوگا وہ اسی کی رائے سے متفق ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ اس کو لا کر تمہارے سروں پر مسلط کر دیں گے۔ یہ ان کو لا کر تمہیں روندھ ڈالے گا۔ اللہ کی قسم یہ رائے بھی تمہاری کوئی اچھی رائے نہیں ہے۔

اتنے میں ابو جہل بن ہشام نے کہا اللہ کی قسم میری بھی اس کے بارے میں ایک رائے ہے مجھے نہیں معلوم کہ تم اس پر متفق ہو گے یا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم لوگ ہر قبیلے کا قریش میں سے ایک مضبوط نوجوان لڑکا جو صاحب حسب و نسب ہو اس کے ان مضبوط نوجوان لڑکوں کے ہاتھ میں تیز دھار تلواریں دیں۔ وہ سارے اکٹھے ہو جائیں اور وہ یکبارگی ان پر مل کر اجتماعی وار کریں اور اس کو قتل کر دیں جب اس ترتیب کے ساتھ قتل کرو گے تو اس کا خون تمام قبائل میں بکھر جائے گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف نہیں سمجھ سکیں گے کہ وہ کیا کریں اور تمام قبائل سے لڑنے کی قوت و استطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس کے بعد لامحالہ بات یہی طے ہوگی یہ لوگ دیت اور خون بہالے لیں لہذا ان کو اس کی دیت دے دی جائے گی۔ شیطان نے (نجدی نما بزرگ) کہا اللہ کے لئے نیکی ہے اس نوجوان کی بس یہی رائے ہے ورنہ کوئی شے نہیں۔ چنانچہ وہ سب اسی بات پر متفق ہو کر اٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس مشورے کی خبر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا کہ اُس رات اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ لہذا آپ ﷺ اس جگہ نہ سوئے جہاں سوتے تھے اور اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا۔

(۴) اور اس میں جو ذکر کیا ابو عبد اللہ حافظ نے یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل مقری نے ان کو حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو سعید بن یحییٰ بن سعید ابو عثمان نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے، اس نے ابن عباسؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی کلبی نے، زاذان مولیٰ ام ہانی نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ ایک جماعت قریش کی اشراف میں سے ہر قبیلے کے جمع ہوئے۔ راوی نے اس مذکور قصے کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہا ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس آئے اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بستر پر رات نہ گذاریں جس جگہ آپ رات گزارتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کعبے سے نکلنے یعنی ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کے مدینہ آجانے کے بعد سورۃ الانفال میں یہ آیت اتاری جس میں اللہ نے حضور ﷺ پر اپنی نعمت کا ذکر کیا ہے اور اپنے نزدیک ان کی آزمائش کا ارشاد ہوا:

واذ یمکربک الذین کفرو الیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکرو اللہ و اللہ خیر الماکرین  
جب کفار و مشرکین تیرے ساتھ مکہ و مدینہ پر تھے تاکہ آپ کو بند رکھیں یا قتل کر دیں یا شہر سے نکال دیں۔ غرض یہ کہ بری تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ  
مدیر خیر کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کنندہ ہے

اور دوسری تدبیر بدیہ تھی کہ محمد ﷺ کو بند کر دیا جائے یہاں تک کہ آپ ہلاک ہو جائیں جیسے ان سے قبل شعراء ہلاک ہو گئے تھے۔ اس بارے میں ارشاد فرمایا:

ام یقولون شاعر نتر بص به ریب المنون

کیا بھلا یوں کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) شاعر ہے ہم اس کے بارے میں انتظار کریں گے گردش ایام کی۔ (ابن ہشام ۲/۹۵)

جبرائیل علیہ السلام کا مشورہ ..... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے مقیم رہے اللہ کے حکم کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب قریش کے سارے بڑے جمع ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں تدبیر شربنا لی اور ان کے قتل کا پروگرام بنا لیا تو جبرائیل علیہ السلام عین وقت پر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو آ کر یہ ہدایت دے گئے اب رات کو اپنے آرام کی جگہ پر نہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر رات گزاریں اور آپ کی سبز چادر اوپر اوڑھیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سب کے سامنے نکلے حالانکہ وہ حضور ﷺ کے دروازے پر موجود تھے۔ حضور ﷺ اس طرح نکلے کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی کی بھری ہوئی مٹھی تھی آپ ان لوگوں کے سروں پر اس کو بکھیرتے گئے جس سے اللہ نے ان کی بینائی اپنے نبی کو دیکھنے سے سلب کر لی۔ حضور ﷺ یہ پڑھ رہے تھے :

يَسِّنُ وَالْقُرْآنَ الْحَكِيمِ أَنْكَ لِمَنْ الْمُرْسَلِينَ تَأْفَاغَشِينَهُمْ فَهَمْ لَا يَبْصُرُونَ

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ (ابن ہشام ۲/۹۵-۹۶)

باب ۹۷

## نبی کریم ﷺ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار

کی طرف نکلنا اور اس میں جن آثار کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبید بن عبد الواحد نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الحسن محمد بن عبد اللہ نے اور یہ الفاظ اسی کی روایت کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابن صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے ماں باپ کو سمجھنا شروع کیا یعنی جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے وہ دونوں دیندار تھے یعنی پکے مسلمان تھے۔ اور کوئی دن ہمارے اوپر نہیں گذرتا تھا مگر ہر روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے (دونوں وقت صبح اور شام)۔

جب مسلمان آزمائش میں مبتلا کئے گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیشہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ جب وہ مقام برک الغمام تک پہنچے (یہ مقام تھا یمن کے کونے پر ساحل سمندر پر) وہاں پر ان کو ابن دغنه ملے (ان کا نام ربیعہ بن رفیع اہبان بن ثعلبہ سلمی تھا۔ دغنه اس کی ماں کا نام تھا)۔ وہ قارہ کے سردار تھے۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے ابو بکر؟ انہوں نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں دھرتی پر سفر کر جاؤں (اور آزادی کے ساتھ) میں رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنه نے کہا کہ آپ جیسا شخص نہ نکالا جاتا ہے نہ خود نکلتا ہے آپ ناداروں کو کما کر کھلاتے ہیں۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مجبوروں و معذوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ان کی کفالت کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق امور میں آپ مدد کرتے ہیں۔ بے شک میں تیرا پناہ دہندہ ہوں آپ واپس لوٹ چلیں اپنے شہر (مکہ) میں اپنے رب کی عبادت (آزادی) کے ساتھ کریں۔

ابن دغنے کا صدیق اکبر ﷺ کو پناہ دینا ..... چنانچہ ابن دغنے نے ابو بکر ﷺ کے ساتھ واپس کوچ کیا اور مکے میں آ کر اس نے قریش کے اشراف کے پاس جا کر کہا کہ ابو بکر جب بندہ نہ خود نکلتا ہے نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ کیا تم لوگ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی سرپرستی کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، معذوروں اور مجبوروں کے بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے، حق کے امور میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنے کی پناہ کو ابو بکر کے حق پر جاری رکھا انہوں نے بھی ابو بکر صدیق ﷺ کو امان دے دی۔ اور انہوں نے ابن دغنے سے کہا آپ ابو بکر سے کہہ دیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور نمازیں بھی پڑھیں اور قرآن بھی جتنے پڑھیں جتنے بھی چاہیں لیکن وہ اس کے ساتھ ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور اس کا اعلان نہ کرے ظاہر اور کھلم کھلا نہ کرے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری اولاد اور ہماری عورتیں دیکھ سن کر فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ابو بکر صدیق ﷺ اپنے گھر میں رب کی عبادت کرتے رہے انہوں نے نماز اور تلاوت قرآن کو ظاہر اور دوسرے کے گھر میں نہ پڑھا۔

گھر کے صحن میں مسجد ..... اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کو یہ بات سوجھی کہ انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا ڈالی پھر وہ اس میں نماز بھی پڑھتے اور قراءت بھی کرتے۔ لہذا مشرکین کی عورتیں اور ان کے بیٹے ابو بکر ﷺ کی قراءت سننے کے لئے بے تاب ہو کر پروانہ وار ابو بکر پر گرتے تھے وہ حیران ہو کر ان کی طرف دیکھتے تھے۔ اور حضرت ابو بکر ﷺ بہت رونے والے نرم دل آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکتے تھے لہذا اس بات نے مشرکین میں اشراف قریش کو پریشان کر دیا تھا۔ انہوں نے ابن دغنے کی طرف نمائندہ بھیج کر ان کو بلایا وہ جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کہا ہم لوگوں نے ابو بکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے وہ اس بات سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا رکھی ہے وہ نماز پڑھتا ہے اور زور سے قراءت کرتا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ہمارے بیٹوں کو اور ہماری عورتوں کو فتنے میں نہ واقع کر دے۔ آپ جائیں اور جا کر اسے کہیں کہ وہ اگر یہ پسند کرے کہ اپنے رب کی عبادت پر کار بند رہے اپنے گھر کے اندر تو ضرور ایسا کرنے لیکن اگر وہ انکار کرے کہ نہیں میں تو نماز بھی اور قراءت بھی اعلانیہ اور ظاہر پڑھوں گا اور زور زور سے پڑھوں گا تو آپ اس سے کہیں کہ وہ آپ کی ذمہ داری اور پناہ آپ کو واپس کر دے۔ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم تیری پناہ میں عہد شکنی کریں ہم لوگ ابو بکر کو زور زور سے نماز اور قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

اللہ کی پناہ پر خوش ہوں ..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن دغنے ابو بکر ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابو بکر! آپ جانتے ہیں وہ جس پر ہم نے آپ سے عہد باندھا تھا۔ یا تو آپ اس بات کے پابند رہیں یا پھر آپ میری ذمہ داری اور میری پناہ واپس کر دیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ بات سنیں کہ میری پناہ تو لے لی گئی ہے اور میرے ذمہ میں عہد شکنی ہو گئی ہے کسی ایک بھی آدمی کے بارے میں جس کے لئے میں نے عہد باندھا تھا۔ ابو بکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کی پناہ آپ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کے ساتھ خوش ہوں ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکے میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا مجھے تمہاری دارالہجرت دکھادی گئی ہے، شور والی زمین کھجوروں والی دوسیاہ پہاڑوں کے درمیان والی دکھائی گئی ہے (وہ دونوں حراہ ہیں)۔ چنانچہ ہجرت کی مدینے کی طرف جب رسول اللہ ﷺ نے تذکرہ کیا۔ اور وہ مسلمان بھی واپس آگئے جنہوں نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ لہذا حضرت ابو بکر ﷺ نے بھی مدینہ ہجرت کرنے کے لئے سامان تیار کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ ابھی اپنی حالت پر رہیں مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ ابو بکر ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو اس بات کی امید ہے؟ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! لہذا ابو بکر ﷺ نے اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تاکہ آپ کی صحبت سفر میں بھی اختیار کر سکیں۔ اور انہوں نے دو اونٹنیوں کو خوب گھانس کھلائی جو ان کے پاس تھیں اور چار مہینے تک (درختوں کے پتے کھلائے) خصوصاً کیکر کے درخت کے۔

حضور ﷺ کو ہجرت کی اجازت ..... ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دن ہم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے انتہائی شدید گرمی کا وقت تھا کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں چادر کا گھونگھٹ نکالنے، ایسے وقت میں جس وقت نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان حضور ﷺ اس وقت ایسے نہیں آئے ضرور کوئی بات ہے اتنے میں حضور ﷺ پہنچ گئے۔ انہوں نے اجازت طلب کی آپ کو اجازت دی گئی آپ ﷺ اندر آئے تو آپ نے ابو بکر ﷺ سے کہا یہاں سے چلیں ذرا (بات کرنی ہے)۔ ابو بکر ﷺ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! یہ سارے گھر والے آپ کے گھر کے افراد تو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک۔ مجھے یہاں سے نکلنے کی (یعنی ہجرت مدینہ) کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر ﷺ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ کے صحابہ کو بھی اجازت مل گئی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ ابو بکر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ! میری ان دو اونٹیوں میں سے ایک آپ لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیمتاً خریدوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دونوں کا سامان سفر تیار کیا ہاں پھل کا سامان (یا عجلت میں تیار کیا ہوا مختصر سامان)۔ ہم لوگوں نے ان کے لئے ایک دسترخوان اور ایک تھیلی میں سامان باندھا اور اسماء بنت ابوبکر نے اپنے دو پٹے یا کرپٹے کو دو حصوں میں چیرا اور اس کے ساتھ وہ بوری یا تھیلی کا منہ باندھا اس لئے وہ اسی وجہ سے نام رکھ دی گئیں ذات النطاقین۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷺ پہاڑ کی غار میں جا ملے جس کو ثور کہا جاتا ہے۔ چنانچہ تین راتیں وہ اس میں چھپے رہے۔ عبد اللہ بن ابوبکر رات ان کے پاس جا کر گزارتے تھے وہ نوجوان لڑکے تھے، ذہین تھے، حاذق اور زکی العہد تھے۔ لہذا وہ منہ اندھیرے صبح ان کے ہاں سے روانہ ہوتے اور صبح کے وقت مکے میں قریش میں موجود ہوتے جیسے انہوں نے رات یہاں گزاری ہے۔

قریش جو بھی مکہ رو تہمیر بناتے وہ اس کو یاد رکھتے اور جا کر اس کی خبر حضور ﷺ کو اور ابو بکر ﷺ کو بتاتے رات کے اندھیرے میں۔ اور عامر بن فہیرہ جو ابو بکر ﷺ کے غلام تھے وہ ان دونوں کی بکریاں چراتے تھے جو کہ دودھ والی تھیں چنانچہ وہ شام کو اندھیرا چھا جانے کے بعد بکریاں وہاں پر لے کر جاتے۔ اور ان دونوں کو ان کا دودھ پلاتے وہ دونوں اسی دودھ پر رات گزارتے۔ پھر وہ اندھیرے میں ہی بکریوں کو ہانک کر لے جاتے تینوں راتیں وہ ایسے کرتے رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر ایک آدمی لیا اور ابو بکر نے بنو دیل میں بنو عبد بن عدی سے جو راستے کی رہنمائی کرتا ہجرت تھا خریت راستے کے ماہر کو کہتے ہیں اس کو قسم دی گئی تھی آل عاص بن وائل میں۔ وہ شخص کفار قریش کے دین پر تھا۔ انہوں نے اس کو امین بنا دیا اور اپنی سواریاں اس کے حوالے کر گئے تھے اور اس کو غار ثور کا وعدہ دے گئے تھے۔ چنانچہ تین راتیں پوری ہونے کے بعد صبح ہی وہ دونوں سواریاں لے کر دونوں کے پاس پہنچ گیا لہذا وہ دونوں اس وقت وہاں سے کوچ کر گئے تھے اور عامر بن فہیرہ اور وہ رہنما بھی جو کہ ذوالی تھا یہ شخص ان کو یثرب سے لے گیا وہ ساحل کا راستہ ہے۔

اس کو بخاری صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے، وہ کہتے ہیں (اس میں) یہ لفظ بھی ہے نَكْسِيبُ الْمَعْدُومِ۔

ابو بکر ﷺ کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے ..... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر احمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن عباد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو سری بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن سیرین نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ کے دور حکومت میں کچھ آدمیوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ وہ حضرت عمر ﷺ کو حضرت ابو بکر ﷺ پر فضیلت دیتے ہیں۔ جب یہ بات حضرت عمر ﷺ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ایک رات ابو بکر کی بہتر ہے آل عمر سے اور ایک دن بہتر ہے ابو بکر کا آل عمر سے۔ رسول اللہ ﷺ ایک رات غار کی طرف روانہ ہوئے ابو بکر ﷺ ساتھ تھے۔ ایک لحظہ وہ آگے آگے چلتے اور ایک لحظہ پیچھے چلتے۔ رسول اللہ ﷺ اس ادا کو سمجھ گئے اور پوچھنے لگے ابو بکر کیا ہوا آپ ایک لحظہ آگے چلتے ہیں اور ایک لحظہ پیچھے چلتے ہیں میرے۔ عرض کی یا رسول اللہ! طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے چلتا ہوں۔ اس کے بعد صد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے



چلتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے ابوبکر! کیا میرے سوا کوئی چیز ہے جس کو آپ میرے سوا پسند کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ! کوئی معمولی سی معمولی چیز بھی ایسی نہیں میں جس کو آپ کے سوا پسند کروں۔ جب وہ دونوں غارتگے پہنچ گئے ابوبکر ﷺ اندر داخل ہوئے اور حضور ﷺ سے کہا آپ باہر رہیں میں پہلے آپ کے لئے غار صاف کر لوں۔ چنانچہ انہوں نے اندر جا کر پہلے غار کو صاف کیا جب اوپر آگئے تو پھر انہیں خیال آیا کہ ایک سراغ رہ گیا تھا جس کو وہ ابھی تک صاف نہیں کر پائے تھے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ رہیں میں ایک سوراخ بند کر کے آ جاؤں۔ چنانچہ پھر اندر گئے اس کو بھی بند کر کے آ گئے۔ اس کے بعد کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتریں پھر حضور ﷺ اندر اترے۔ حضرت عمر ﷺ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ وہی رات بہتر ہے آل عمر سے۔

سانپ کا بار بار ڈنک مارنا ..... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمان نجار فقیہ نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پڑھی گئی تھی یحییٰ بن جعفر کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے، اس نے ضبہ بن مخصن عنزی سے، اس نے عمر بن خطاب ﷺ سے ایک قصے میں جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے کہا تھا کہ البتہ ایک رات ابوبکر کی اور ایک دن بہتر ہے عمر کی ساری زندگی سے۔ کیا تجھے دلچسپی ہے میں تجھے بتاؤں ان کی ایک رات اور ان کا ایک دن؟ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اے امیر المؤمنین۔ انہوں نے کہا بہر حال رات تو وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو رات کے وقت چلے تھے ابوبکر ﷺ ان کے پیچھے چل رہے تھے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی ان کے دائیں، کبھی بائیں چلتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے ابوبکر، آپ کی یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔ آپ کے بارے میں بے فکر نہیں رہتا ہوں بلکہ فکر لگی رہتی ہے۔ اس رات رسول اللہ ﷺ پیروں کی انگلیوں پر چلتے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیروں کے نشانات چھپ جائیں۔

جب ابوبکر ﷺ نے حضور ﷺ کے اپنے قدموں کو اگلے حصوں پر چلتے دیکھا تو حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور اس کے لئے ان کو سخت مشقت اٹھانا پڑی حتیٰ کہ آپ ﷺ کو وہ غار کے دھانے تک لے آئے۔ پھر ان کو اتارا پھر کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو وہ مجھے تکلیف پہنچائے آپ کو نہ پہنچائے۔ اندر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر آپ کو اٹھا کر اندر بھی لے گئے۔ غار میں ایک سوراخ تھا اس میں سانپ وغیرہ تھے حضرت ابوبکر ﷺ کو خوف لاحق ہوا کہ وہاں سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے لہذا انہوں نے اس سوراخ میں اپنا قدم رکھ لیا۔ سانپ نے بار بار ان کو ڈنگ مارنا شروع کیا اور تکلیف کی وجہ سے ابوبکر ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر آپ غم نہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا سیکنہ ان پر اتارا اور اطمینان۔ یہ بھی حضرت ابوبکر ﷺ کی رات۔

ابوبکر ﷺ کا خاص دن ..... بہر حال باقی رہا ان کا خاص دن۔ وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پائے اور عرب مرتد ہو گئے تو بعض نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے نہ زکوٰۃ دیں گے۔ میں ان کے پاس گیا میں نے ان کو نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور میں نے کہا اے خلیفہ رسول آپ لوگوں سے اُلفت اور شفقت والا سلوک کریں۔ انہوں نے جواب دیا آپ جاہلیت میں زبردست تھے اور کیا اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے ہو۔ کون سی چیز میں میں ان کے ساتھ اُلفت کروں کیا کسی مصنوعی شعر کے ساتھ یا کسی جھوٹے شعروں کے ساتھ؟ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور وحی اٹھ چکی ہے پس اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے اُونٹ کے پیر کی رسی روکیں گے اُس میں سے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس رسی پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا اللہ کی قسم یہ صحیح اور درست اقدام تھا۔ یہ ہے حضرت ابوبکر ﷺ کا خاص دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قظان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اولیس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے ابن شہاب سے (ح) اور اس میں جس کو ذکر کیا ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے یہ کہ ابو جعفر بغدادی نے ان کو خبر دی ہے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو لہیعہ نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے کہ مشرکین مکہ نے ہر طرف سوار دوڑائے جو حضور ﷺ کو تلاش کر رہے تھے اور جہاں جہاں پانی کے گھاٹ تھے وہاں بندے بھیجے ان کے بڑے بڑے انعام مقرر کئے۔ اور مشرکین جبل ثور پر گئے جس میں غار ثور ہے جس میں نبی کریم ﷺ موجود تھے اس کے اوپر چڑھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر ﷺ ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ حضرت ابو بکر ﷺ خوف زدہ ہو گئے اور انہیں فکر و پریشانی لاحق ہو گئی ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: لا تحزن ان اللہ معنا، ”آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے“۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہذا ان پر سکینہ اور اطمینان نازل ہوا۔

فانزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المؤمنین وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ہی العلیا

واللہ عزیز حکیم۔ (سورۃ التوبہ)

پس اللہ نے سکینہ نازل فرمایا اپنے رسول پر اور مؤمنوں پر اور اللہ نے کافروں کی بات کو نچا کیا اور اللہ کی بات کو اونچا کیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ابو بکر ﷺ کی دودھ والی بکریاں تھیں جو شام کو ان کے پاس جاتی تھیں اور مکے میں ان کے گھر میں بھی۔ اور عامر بن فہیرہ مولیٰ ابی بکر امین تھا اس کے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں۔ اس نے اسلام کو خوبصورت پایا اور اس نے ایک آدمی کو اجرت پر لیا تھا وہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا اس کو اریقہ کہا جاتا تھا۔ اور وہ قریش میں حلیف تھا اس کے بعد بنو ہبہم میں، اس کے بعد آل عاص بن وائل میں۔ اور یہ عدوی تھا اُس وقت یہ مشرک تھا اور وہ راستوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنا جانا مخفی رکھا تھا ان راتوں میں جو وہ غار میں رہے تھے۔ صرف ان کے پاس عبد اللہ بن ابو بکر آتے جاتے تھے اور شام کے وقت ہر خبر لے جاتے تھے جو مکے میں ہوتی تھی اور شام کو ان کے پاس عامر بن فہیرہ بکریاں لے جاتے تھے۔ ہر رات وہ دودھ دودھ لیتے پھر صبح شام سویرے چلتے۔ صبح کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہوتا اس کے نہ سمجھا جاتا جب ان دونوں کے آگے آوازیں پست ہو گئیں وہ ان دونوں کے پاس آیا اگر خاموشی ہو گئی تو ان کے ساتھی دو اونٹ لے کر آ گیا۔ اور وہ دونوں غار میں دو دن اور دو راتیں ٹھہرے رہے تھے۔

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ تین راتیں۔ اس کے بعد وہ دونوں روانہ ہو گئے اور ساتھ ہی عامر بن فہیرہ روانہ ہوئے جو کہ ان کی خدمت کر رہے تھے اور ان کی مدد کر رہے تھے۔ ابو بکر ﷺ سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے دونوں کے ساتھ لوگوں میں سے اور کوئی نہیں تھا سوائے عامر بن فہیرہ کے اور سوائے بھائی بنو عدی کے جو ان کو راستے کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس نے ان دونوں کو مکے کا نیچے والا زبیریں حصہ پار کروایا اس کے بعد ان کو ساحل کی طرف لے کر چلا عسفان کے زیر علاقے سے۔ اس کے بعد ان کا گزر ان ہوا یہاں تک کہ راستے کے سامنے آگے جب وہ قدید سے گزرے۔ یہ الفاظ حدیث عروہ اور حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں مذکورہ حدیث کے مفہوم کے ساتھ۔ (البدایہ والنہایہ ۱۸۹/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اود ابو سعید بن ابو عمرو نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو اسود بن عامر شاذان نے، ان کو اسرائیل نے اسود سے، اس نے جناب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے ہاتھ کو پتھر لگ گیا تھا۔ انہوں نے کہا:

ان انت الا اصبع دمیت ..... وفی سبیل اللہ ما لقیٰ

تم محض خون آلود انگلی ہو اور اللہ کی راہ میں تمہاری یہ کیفیت ہوئی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن یونس ضحیٰ نے، ان کو عفان بن مسلم اور محمد بن سفیان نے، ان کو ہمام نے، ان کو خبر دی ابو ثابت نے انس سے یہ کہ ابو بکر نے اس کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی ایک ان میں سے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! تیرا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری ص ۳۶۵۳ - فتح الباری ۷/۹۰۸)

(۶) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبد العزیز بن معاویہ قریشی نے، ان کو حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد نے بنانی سے اس نے ذکر کیا ہے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ مگر اس نے کہا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنا قدم اٹھائے گا ہمیں دیکھ لے گا اپنے قدموں کے نیچے سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سفیان سے اور عبد اللہ بن محمد سے، اس نے حبان بن ہلال سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب وغیرہ سے، اس نے حبان سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن احمد دقاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن عیسیٰ البری نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو صادق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابو العباس احمد نے، ان کو محمد بن علی نے ان کو مسلم نے، ان کو عون بن عمر قیسی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو مصعب مکی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پالیانس بن مالک کو اور زید بن ارقم کو مغیرہ بن شعبہ کو۔

میں نے ان کو سنا وہ باتیں بتاتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ غار میں تھے اللہ تعالیٰ نے درخت کو حکم دیا وہ آپ کے چہرے کے سامنے اُگ گیا تھا اس نے آپ کے چہرے کو چھپا لیا تھا۔ اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تھا اس نے غار کے دھانے پر جالا بن لیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ چھپ گیا تھا۔ اللہ نے دو کبوتروں کو حکم دیا جو جنگلی تھے وہ غار کے دھانے کے پاس بیٹھے اور قریش کے نوجوان آئے، ہر قبیلے کا ایک آدمی تھا جو لاثیوں اور موٹے ڈنڈوں سے اور تلواروں سے آراستہ تھے۔ جب وہ حضور ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے ان میں ہر شخص غار کے اندر دیکھنے لگا۔

اس نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آ گئے۔ وہ اس سے کہنے لگے کیا بات ہے کہ تم نے غار کے اندر نہیں دیکھا؟ اس نے کہا کہ تم نے غار کے منہ پر دو کبوتریاں نہیں دیکھیں تھیں میں نے تو اس سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ نبی کریم ﷺ نے سن لیا جو کچھ وہ کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو ہم سے روک دیا ہے ان کبوتروں کی وجہ سے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بلایا اور ان پر برکت اتاری اور ان کی جزا مقرر کر دی اور وہ حرم میں لوٹنے لگے۔ (ابن سعد ۱/۲۲۹)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اسحاق بن ابوسعید سوسی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید حسن بن عبد الصمد قُھنْدَزِی نے، ان کو محمد بن حمید نے، ان کو علی بن مجاہد نے، ان کو اشعث بن اسحاق نے، ان کو جعفر بن ابوالمغیرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر سیکینہ نازل کیا۔ کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر، کیونکہ نبی کریم ﷺ پر تو ہمیشہ سیکینہ رہتا ہی تھا۔

## سراقہ بن مالک بن جعشم کا رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے نشانات

کی مدد سے آپ ﷺ کا تعاقب کرنا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن حسین قطان نے بغداد میں، اور ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے اور عبد اللہ بن رجاء ابو عمر غدانی نے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابو اسحق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے غار سے تیرہ درہم کے بدلے میں اونٹنی خریدی تھی۔ ابو بکر ؓ نے عازب سے کہا تھا براء سے کہو کہ وہ اس پر سوار ہو کر میرے گھر تک اس کو لے آئے۔ عازب نے ان سے کہا نہیں میں ایسے نہیں کروں گا بلکہ پہلے آپ ہمیں بتائیں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا جب آپ لوگ ہجرت کر کے نکلے تھے اور مشرکین آپ کو تلاش کر رہے تھے۔

حضرت ابو بکر ؓ نے بتایا کہ ہم لوگ مکے سے اندھیری رات میں چلے تھے ہم لوگ اس رات کو اگلے دن تک جاگتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھلنے لگا اور سخت گرمی ہو گئی۔ میں نے ہر طرف نظر دوڑائی کیا کوئی سایہ مجھے نظر آتا ہے ہم جہاں جگہ پکڑ لیں۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی میں وہاں پہنچا۔ اس کا تھورا سا سایہ باقی تھا میں نے اس کو برابر کیا اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھایا اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ لیٹ جائیے، آپ لیٹ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے ارد گرد کا جائزہ لینے لگا کہ کیا مجھ کو مطلوبہ انسان نظر آرہا ہے اچانک مجھے بکریوں کا ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو پہاڑ کی طرف ہانک رہا تھا۔ وہ بھی وہی چاہتا تھا جو ہم نے چاہا تھا یعنی وہ بھی سائے کی تلاش میں تھا۔

میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے تم کس کے ہو؟ اس نے کہا میں قریش کے ایک بندے کا غلام ہوں، اس نے مالک کا نام لیا تو میں پہچان گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہے۔ میں نے کہا کہ کیا تم مجھے دودھ نکال دو گے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں نکال دوں گا۔ میں نے اس سے کہا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کے پیروں میں رسی باندھی۔ میں نے کہا کہ اس کی کھیری جھاڑ دوٹی صاف ہو جائے گی۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ بھی جھاڑ دیں۔ اس نے ایک ہتھیلی دوسری پر ماری اور اس نے میرے لئے تھوڑا تھوڑا کر کے بہت سا رادودھ نکالا۔ میں نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا۔

میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چھوٹا مشکیزہ تھا اس کے منہ پر ایک کپڑا تھا میں نے اس کو دودھ پرانڈیلا حتیٰ کہ اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ جاگ گئے تھے۔ میں نے کہا کیا آپ دودھ پیئیں گے یا رسول اللہ؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی دودھ پیا، آپ بھی خوش ہوئے۔ میں نے کہا کوچ کرنے کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ!

غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے ..... کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا جبکہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے ہمیں ان میں سے کسی نے نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک بن جعشم کے وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ کوئی ہمیں تلاش کرنے والا لگتا ہے جو ہمارے پیچھے پیچھے آ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا، ”آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے“۔ جب وہ ہمارے قریب ہوا اور اس کے اور ہمارے درمیان فاصلہ صرف دو یا تین کمان کا رہ گیا میں نے کہا کہ یہ جاسوس ہمارے پیچھے آ گیا ہے یا رسول اللہ! اور میں رو پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں آپ کے لئے روتا ہوں۔ کہتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی اور کہا اللہم اکفنا علیہ بما شئت، 'اے اللہ تو اس کو کافی ہو جا جیسے تو چاہے'۔ کہتے ہیں کہ اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ چنانچہ سراقہ اس کے اوپر سے کود گیا پھر کہنے لگا اے محمد! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بی عمل ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے جس میں میں گرفتار ہوں۔ اللہ کی قسم میں ایک تلاش سے اندھا بن جاؤں گا اپنے پچھلوں کے لئے۔ یہ لیں میرا ترکش ہے آپ اس میں سے تیر نکال لیں بیشک آپ عنقریب گذریں گے میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس جو کہ اتنی اتنی ہیں آپ اس میں سے جتنی چاہیں لے لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تیری اونٹوں کی اور بکریوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔ لہذا وہ لوٹ کر چلا گیا اپنے دوستوں کے پاس۔ اور رسول اللہ ﷺ اور میں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم رات کو مدینے پہنچ گئے۔ (مسند احمد ۳/۲۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو عمر بن مطر نے، ان کو خبر دی ابو خلیفہ نے، ان کو عبد اللہ بن رجاہ غدانی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن رجاہ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے اسرائیل سے۔

(فتح الباری ۷-۸)

سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے ..... (۳) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو الولید فقیہ نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو سلمہ بن شیبہ نے، ان کو حسن بن محمد بن اعیان نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابو اسحاق نے، انہوں نے سنا براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے والد کے پاس ان کے گھر میں گئے انہوں نے اس سے پالان خریدا۔ اور راوی نے آگے اس حدیث کو ذکر کیا ہے حدیث اسرائیل کے مفہوم میں۔ یہاں تک کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا سورج ڈھلنے کے بعد اور سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا اور ہم لوگ اس وقت سخت پتھر ملی مگر ہموار زمین پر سفر کر رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ پکڑے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا، 'فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے'۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف بددعا کی جس سے اس کے گھوڑے کے سم سخت زمین کے اندر دھنس گئے اور وہ پیٹ تک اندر اتر گیا۔ سراقہ نے کہا میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم دونوں نے میرے اوپر بددعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو، اللہ تمہارا ہے یہ کہ میں تمہاری تلاش سے اور تعاقب سے رک جاؤں گا اور باز آ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی لہذا اس کو نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا جو بھی اس کو ملتا وہ اس سے یہی کہتا تحقیق کفایت کی گئی ہے تمہیں اس سے جو کچھ یہاں تھا۔ اور جس کو بھی وہ راستے میں ملتا اس کو واپس کر دیتا اور ہمارے ساتھ وفاداری کرتا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شیبہ سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر بن معاویہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، اس کو لیث نے عقیل سے (ح) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن محمد بن عبد اللہ نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، اور مجھے خبر دی عبد الرحمن بن مالک مدلیجی نے، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھائی کے بیٹے تھے۔ یہ کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سنا تھا سراقہ بن جعشم سے اور ابن عبدان کی روایت میں ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم کہتے ہیں ہمارے پاس کفار قریش کے نمائندے آئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دیت

یعنی خون بہا دینے کی بات کرتے تھے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے قتل کرنے یا ان کو قید کرے کی بات۔ میں بیٹھا ہوا تھا اپنی قوم کی ایک مجلس میں کہ بنی مدینہ سے ایک آدمی ان میں ہمارے پاس آیا آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل کی طرف سیاہ نشان دیکھے ہیں میں ان کو محمد اور ان کے ساتھی سمجھا ہوں۔ سراقہ نے کہا میں نے ان کو پہچانا ہے کہ وہ وہی ہیں۔ ابن عبدان نے کہا اور حدیث کو ذکر کیا ابو عبد اللہ نے اپنی روایت میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ میں نے سراقہ سے کہا کہ وہ لوگ وہ نہیں ہیں شاید آپ نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا۔ تم ہمارے سامنے چلے جاؤ (یعنی ان کی تلاش میں)۔

سراقہ نے کہا کہ میں ذرا سی دیر مجلس میں بیٹھا رہا اس کے بعد میں کھڑا ہوا اور اندر گھر میں گیا۔ میں نے اپنی لڑکی سے کہا کہ میرا گھوڑا نکالیں۔ اس کو ٹیلے کے پیچھے اتار کر میرے لئے روک رکھیں میرے آنے تک۔ میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور اپنے گھر کے پچھوڑے سے نکل گیا۔ میں نے نیزے کے نیچے والے حصے کو اوپر کیا اور پروالے کو نیچے کیا (تاکہ اس کو کوئی نہ دیکھے) اپنے گھوڑے کے پاس آ گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ اور میں نے اسے خوب دوڑایا حتیٰ کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک میرا گھوڑا پھسلا جس سے میں گر گیا۔ میں جلدی سے کھڑا ہوا میں نے اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف بڑھایا میں نے اس میں سے تیر نکالے قسمت کے تیر، کہ کیا میں ان لوگوں کو نقصان پہنچاؤں یا نہ پہنچاؤں۔ تیر وہ نکلا جو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ان کو نقصان نہ پہنچاؤں۔ پھر بھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میں نے اس دفعہ تو قسمت کے تیروں کے بھی خلاف کیا پھر میں نے اس کو خوب دوڑایا اس نے مجھے پھر قریب کر دیا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سن لی مگر حضور ﷺ مڑ کر پیچھے نہیں دیکھ رہے تھے اور ابو بکر ﷺ کثرت کے ساتھ بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے۔

امن کا پروانہ لکھ دیا ..... کہتے ہیں کہ میرے گھوڑے کے اگلے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے اور وہ گھٹنوں تک چھپ گئے اور میں اس کے اوپر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا میں اٹھ گیا مگر اس کے اگلے پیر نکل نہیں سکتے تھے جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے قدموں کے نشانات سے دھوئیں کی طرح ایک دھواں اوپر کی طرف بلند ہوا۔ میں نے قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے تیر کھینچا پھر وہ ہی نکلا جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ضرر نہ پہنچاؤں۔ میں نے ان دونوں کو پکارا الامان، مجھے امان دے دو۔ وہ دونوں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷺ) میرے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا میرے دل میں ایک بات آگئی، جب یہ سب کچھ ہو گیا اور میں نے ان سے رک گیا۔ وہ یہ تھی کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ غالب آ جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا بے شک آپ کی قوم کی طرف سے آپ دونوں کے بارے میں دیت (خون بہا) مقرر کر دیا گیا ہے۔ نیز میں نے ان کو ان باتوں کی خبر دی جن کا وہ ارادہ رکھتے تھے اور میں نے سامان سفر اور دیگر سامان ان کو پیش کر دیا۔ انہوں نے نہ مجھے پریشان کیا نہ ہی مجھ سے کچھ پوچھا مگر یہی کہا ہم سے آپ غائب ہو جائیں۔ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے کوئی عہد نامہ لکھ دیں جس کی وجہ سے محفوظ رہوں۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ سے کہا۔ اُس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چلے گئے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن شہاب نے، ان کو عبد الرحمن بن مالک بن جعشم مدنی نے کہ ان کے والد مالک نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے بھائی سراقہ بن جعشم نے ان کو خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے سے مدینہ ہجرت کر چلے تو قریش نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو ان کو لے کر واپس آئے اس کو سواونٹ دیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے تین سوار دیکھے ہیں جو ابھی میرے پاس سے گزرے ہیں میں ان کو محمد گمان کرتا ہوں۔

سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بندے کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ تم چپ ہو جاؤ۔ میں نے اس سے کہا کہ نہیں نہیں وہ تو بنو فلاں سے تھے ان کا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ اس کی تلاش میں پھر رہے ہیں شاید وہ وہی ہوں گے وہ شخص خاموش ہو گیا۔ میں ذرا سی دیر رک گیا اس کے بعد میں اٹھا اپنے گھر کے اندر گیا میں نے اپنے گھوڑے کے لئے کہا اس کوطن وادی میں کھینچ کر لایا گیا۔ میں نے اپنے ہتھیار اپنے گھر کے پیچھے سے نکالے اس کے بعد میں نے قسمت کے معلوم کرنے والے تیر نکالے۔ اس کے بعد میں نے تلوار لٹکائی اس کے بعد میں نے پھر قسمت کا حال معلوم کیا اس وقت بھی وہ تیر نکلا جو میں ناپسند کرتا تھا کہ ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ میں امید کر رہا تھا کہ میں محمد ﷺ کو واپس لا کر سو اونٹنیاں حاصل کروں گا۔

چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گیا میرا گھوڑا چل رہا تھا کہ اچانک وہ پھسل گیا جس سے میں اس کے اوپر سے گر گیا۔ پھر میں نے قسمت کا تیر نکالا پھر وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کر رہا تھا کہ لا تضر۔ مگر میں نے ضد کر کے ان کا تعاقب کیا جب وہ لوگ مجھے نظر آ گئے تو پھر میرا گھوڑا ابد کا۔ اتنے میں اس کے دونوں ہاتھ زمین کے اندر چلے گئے اور میں اس کے اوپر سے گر گیا۔ اس کے بعد اس نے کسی طرح اپنے اگلے پیر نکال لئے اور ان دونوں کے پیچھے دھوئیں کی مثل ایک غبار چلا گیا۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے منع کیا گیا ہے اور وہ غالب آ جائیں گے۔ پھر میں نے ان کو آواز لگائی مجھے دیکھو اللہ کی قسم میں تمہیں تکلیف نہیں پہنچاؤں گا نہ ہی کوئی ایسا کام کروں گا جو ناپسند ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مجھے کوئی چیز نشانی کے طور پر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! اس کو لکھ دو۔ اس کے بعد انہوں نے میرے لئے لکھا اور اس کو لیٹھ نے مجھے دے دیا میں واپس لوٹ آیا اور میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کسی چیز کا تذکرہ نہ کیا کہ کیا کیا میرے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ جب اللہ نے فتح مکہ کر دیا اور حضور ﷺ اہل خیبر سے فارغ ہو گئے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تاکہ میں ان سے ملوں اور میرے پاس وہ تحریر بھی موجود تھی جو میرے لئے لکھی گئی تھی، میں قصد ہی کر رہا تھا۔ میں داخل ہوا ایک جماعت کے سامنے انصار کی جماعتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے نیزوں کے کچو کے دینے شروع کئے اور وہ کہہ رہے تھے ہٹو ہٹو تم۔ حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے میں ان کی پنڈلی کو دیکھ رہا تھا جیسے کہ وہ کھجور کے اوپر سے نکلنے والی گری ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ میں تحریر اونچی کر کے دکھائی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ آپ کی تحریر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کے دن نیکی اور وفا کا دن ہے مجھے دے دیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کوئی چیز ذکر کی جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا۔

ابن شہاب نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا گم شدہ چیز کے بارے میں۔ اور اس شے کے بارے میں جو اس نے کہی ان کے سامنے۔ مجھے کوئی چیز یاد نہیں سوائے اس کے میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! گم شدہ اونٹ میرے پانی کے حوضوں پر کثرت کے ساتھ آجاتے ہیں جو میں نے اپنے اونٹوں کے لئے پانی سے بھرے ہوتے ہیں اگر میں ان آوارہ اونٹوں کو بھی پانی پینے دوں تو کیا اس پر مجھ کو ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ہر تازہ جگر جاندار میں ثواب ملے گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے واپس چلا گیا اور جا کر صدقہ کے جانور ہانک کر لے آیا۔

سراقہ کے اشعار ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو جہل نے سراقہ کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے۔ سراقہ نے بھی ان کے اشعار کا جواب دیا اور یہ اشعار کہے۔

ابا الحکم واللات لو کنت شاهدا

عجبت ولم تشکک بان محمدا

لا مر جوادی اذ تسیخ قوائمه

نبی برهان فمن ذا یقاومه

عليك بكف الناس عنه فانني اري امرة يوماً ستبدو معالمه  
بامر يود النصر فيه بالبها لو ان جميع الناس طرا تسالمة

اے ابوالحکم (ابوجہل) قسم ہے لات کی اگر تو مشاہدہ کرتا میرے گھوڑے کے معاملے کا جب اس کے پیردھنس گئے تھے تو حیران پریشان ہو جاتا اور تو یقین کر لیتا کہ محمد ﷺ نبی ہے اور ایسا صاحب برہان ہے کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تیرے اوپر لازم ہے لوگوں کو اس سے روکنا۔ بے شک میں دیکھتا ہوں اس کے امر کو ایک دن اس کی بلندیاں جلدی ظاہر ہو جائیں گی۔ اگرچہ سارے لوگ اس کو تنہا بے یار و مددگا چھوڑ دیں تو بھی نصرت اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

سراقہ نے واپس آ کر لوگوں کو بتانا شروع کیا اس نے جو کچھ دیکھا تھا اور جس کا مشاہدہ کیا تھا۔ حضور ﷺ کے معاملے میں تو امرائے قریش کو خوف ہوا کہ کہیں یہ بات بہت سے لوگوں کے مسلمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔ لہذا ابوجہل نے بنو مدلج کو سراقہ کے بارے میں یہ اشعار لکھ بھیجے تھے۔

بنی مدلج انی اخاف سفیہکم سراقہ مستفو لنصر محمد  
علیکم بہ الا ایفرق جمعکم فیصبح شتی بعد عزو سؤدد

ان اشعار کے جواب میں سراقہ نے مذکورہ اشعار کہے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو حدیث بیان کی ابن ابوقماش نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے بغداد میں، ان کو ابو معشر نے ابو وہب مولیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مدینے میں داخلے کے وقت لوگوں کو مجھ سے مطمئن کرنا، تم لوگوں کی توجہ محمد ﷺ سے ہٹانا، ان کو دور کرنا۔ بے شک شان یہ ہے کہ کسی نبی کے شایان شان نہیں ہے جھوٹ بولنا۔ لہذا کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ کہتے تھے میں فروخت کرنے والا ہوں۔ جب پوچھا جاتا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے راستہ بتانے والا ہے مجھے راستہ بتا رہا ہے۔ (السیرة الشامیة ۳/۳۷۵)

باب ۹۹

## رسول اللہ ﷺ کا ایک عورت اور اس کے بیٹے کے پاس سے گذرنا

اور اس میں جو نبوت کے آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن یحییٰ حلوانی اور محمد بن فضل بن جابر نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمران بن محمد بن عبد الرحمن بن ابویلیٰ نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مصری نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو مریم نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن بن ابویلیٰ نے، ان کو عبد الرحمن بن اصہبانی نے۔ انہوں نے سنا عبد الرحمن بن ابویلیٰ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے نکلا تھا۔ ہم لوگ ایک قبیلے میں پہنچے تھے قبائل عرب میں۔



نبی کریم ﷺ نے کونے میں ایک طرف نظر اٹھا کر دیکھا آپ اسی کی طرف چلے گئے۔ جب ہم وہاں جا کر اترے تو اس میں ایک عورت کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بولی اے اللہ کے بندے! میں ایک عورت ہوں میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے آپ لوگ قبیلہ کے سر پر ہیں اور آپ بڑوں کے پاس جاؤ جہاں تم مہمان نوازی چاہتے ہو۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو کوئی جواب نہیں دیا، یہ شام کا وقت تھا۔ اس کے بعد اس عورت کا بیٹا بھی آ گیا۔ وہ اپنی بکریاں چرانے گیا تھا ان کو اسی وقت ہانک کر لایا تھا۔ اس عورت نے اس سے کہا بیٹے یہ بکری لے جا اور چھری، ان دونوں آدمیوں کے پاس۔ اور ان دونوں سے کہو میری امی تمہیں کہہ رہی ہیں کہ اسے ذبح کیجئے اور خود بھی کھائیے اور ہمیں بھی کھلائیے۔ جب وہ لڑکالے کر آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ چھری واپس لے جائیے اور مجھے ایک پیالہ لاد دیجئے۔ اس نے کہا یہ تو (بخر دے) بغیر بچہ جنے کے ہے (اس کا دودھ کہاں سے آئے گا) اس کا دودھ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جائیے تو وہ گیا اور یہ لے آیا۔

حضور ﷺ نے اس کی کھیری کو ہاتھ لگایا اس کے بعد دودھ دوہنا شروع کر دیا اور پیالہ بھر گیا۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنی امی کے پاس لے جائیے۔ اس نے سیر ہو کر پیا۔ پھر پیالہ واپس لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جائیے اور دوسرا لے آئیے۔ اس نے ایسے ہی کیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر ﷺ کو بلایا پھر وہ ایک اور لے کر آ گیا۔ اس کے بھی ایسے کیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے خود پیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس رات کو سو گئے اس کے بعد ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ اس عورت نے حضور ﷺ کو مبارک نام دیا اور اس کی بکریاں کثیر ہو گئیں حتیٰ کہ وہ مدینہ کی طرف چلی آئیں۔

ایک دن حضرت ابو بکر صدیق ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو اس کے بیٹے نے حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کو پہچان لیا اور کہنے لگا امی یہ وہی آدمی ہیں جو مبارک کے ساتھ تھے (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ)۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی اے اللہ کے بندے! وہ کون آدمی تھا تیرے ساتھ اس دن؟ انہوں نے پوچھا کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھے؟ بولی کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ وہ بولی مجھے بھی ان کے پاس لے چلو۔ کہا کہ ابو بکر ﷺ ان کو لے گئے۔ حضور ﷺ نے اسے کھانا کھلایا اور کچھ عطا یادئے۔

ابن عبدان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس عورت نے کہا تھا کہ مجھے اس کی طرف راہنمائی کیجئے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ گئی اس عورت نے کچھ پیاز حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا اور کچھ عرب کا سامان۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کو کپڑے دیئے اور کچھ عطا یادئے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ بھی کہا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ (البدیۃ والنہیۃ ۱۹۱/۳-۱۹۲-السیرۃ الشامیۃ ۳۵۰/۳)

(امام بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ قصہ اگرچہ کم ہے اس سے جو ہم نے ام معبد کے قصے میں روایت کیا ہے۔ اور بعض روایات میں اس کے قریب قریب ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ وہی ایک ہی چیز ہو۔ اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے ام معبد کے قصے میں کچھ حصہ جو دلالت کرتا ہے کہ وہ اور یہ ایک ہی تھی۔ واللہ اعلم۔ (البدیۃ والنہیۃ ۱۹۲/۳)

ایک سال والی بکری سے دودھ نکالنا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام معبد کے خیمہ میں اترے۔ ام معبد وہی تھی کہ بالائی حصہ میں جس کو جن نے خوبصورت آواز سے کچھ کہا تھا۔ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم تھا۔ ان لوگوں نے اس سے مہمان نوازی کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم ہمارے پاس نہ تو کھانے کی کوئی چیز ہے نہ یہ دودھ والی کوئی بکری ہے نہ ہی کوئی ذبح کرنے والی بکری ہے۔ ہاں مگر یہ ایک سال کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وہی ایک بکری منگوائی اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اللہ سے دعا کی اور ایک بڑے پیالے میں دودھ نکالنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ آپ پیئیں اے ام معبد۔ اس نے کہا آپ کا زیادہ حق ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور ام معبد نے پہلے پیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسی طرح کی

ایک اور سال والی منگوائی اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آپ نے خود پیا اس کے بعد آپ نے ایک اور سال والی منگوائی اور دودھ اپنے راستہ بتانے والے کو پلایا اس کے بعد ایک اور منگوائی اور دودھ عام کو پلایا اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔

اتنے میں حضور ﷺ کو تلاش کرنے والے قریش بھی پہنچ گئے اُم معبد کے پاس۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو دیکھا ہے؟ اور اس کا حلیہ ایسا ایسا ہے۔ انہوں نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بتائی۔ وہ بولی میں نہیں جانتی کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تحقیق میری ضافیت کی ہے ایک سال کی بکری کا دودھ نکالنے والے نے۔ قریش نے کہا یہ وہی ہے جس کا تم ذکر کر رہی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ احتمال یہ بھی ہے کہ یہ کیفیت شرع کی وہ جو خیمے کے خالی ہونے کی تھی۔ جیسے ہم نے حدیث ام معبد میں ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا بکریاں لایا ہو۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث ابن ابی لیلیٰ میں اس کے بعد جب اس کا شوہر آیا ہو تو اس نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بیان کی ہو۔ واللہ اعلم

باب ۱۰۰

## حضور ﷺ کا اپنے ساتھی کے ساتھ چرواہے پر گزر

اور اس میں ظاہر ہونے والی علامات

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابو الولید نے، ان کو عبید اللہ بن ایاس بن نقیظ نے، ان کو قیس بن نعمان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر ﷺ بھی چھپ کر، تو ان کا گزر ایک ایسے غلام کے پاس سے ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پینے کے لئے دودھ طلب کیا (اُس وقت کے قبائلی رواج کے مطابق اس طرح دودھ مانگنا نہ برا سمجھا جاتا تھا نہ ہی کوئی منع کرتا تھا۔ دودھ کی فراوانی تھی)۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو دودھ نکالنے کے قابل کوئی بکری نہیں ہے مگر بکری کے بچے ہیں جو اول سال میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ سے دعا کریں گے۔

حضور ﷺ نے اس کو رسی باندھی اور اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تھی کہ دودھ اُتر آیا۔ ابو بکر ﷺ ایک قصعہ لائے آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا ابو بکر نے پیا اس کے بعد چرواہے نے پیا اس کے بعد آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ چرواہے نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ کی قسم میں نے آپ جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بتائیں کہ اگر میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دوں تو تم اس کو چھپا لو گے؟ اس نے جواب دیا کہ بالکل۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جس کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ وہ صابی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ لوگ ایسے ہی کہتے ہیں۔

اس چرواہے نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ بے شک آپ نے جو کچھ آج کیا ہے یہ کوئی نہیں کر سکتا، نبی ہی کر سکتا ہے۔ میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں آپ کی اتباع کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ اُس وقت جب تجھے یہ خبر مل جائے گی کہ میں غالب آچکا ہوں اس وقت تم ہمارے پاس آجانا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۴/۳)

## رسول اللہ ﷺ کا آپ کے اصحاب میں سے

### اور حضور ﷺ کے ساتھی کا کس نے استقبال کیا تھا؟

اس کے بعد انصار صحابہ کا حضور ﷺ کا استقبال کرنا، حضور ﷺ کا مدینے میں داخل ہونا اور مدینے میں اترنا اور مسلمانوں کا آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہونا۔ اور وہ نشانیاں جو حضور ﷺ کے وہاں پہنچنے پر ظاہر ہوئیں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو محمد بن عبد اللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابوالیس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ﷺ مدینے کے قریب آگئے اور طلحہ بن عبد اللہ شام سے آگئے اور طلحہ مکہ جانے کے ارادے سے نکلے جیسے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اور ابو بکر ﷺ نے ذکر کیا وہ نکل کر یا تو ان دونوں سے ملے گا یا پھر مکے کا قصد کرے گا۔ اس کے پاس کپڑے تھے جن کو اس نے ابو بکر ﷺ کے لئے ہدیہ کیا تھا شام کے کپڑوں میں سے۔ جب وہ ان سے ملا تو اس نے وہ ابو بکر صدیق ﷺ کو دے دیئے۔ لہذا اس میں سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے ان کو پہنا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں اور ابن شہاب نے زعم کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے کہا کہ زبیر رسول اللہ ﷺ کو ملے مسلمانوں کے سوار قافلے میں وہ شام میں تاجر تھے جو مکہ کی طرف آرہے تھے وہ رسول اللہ کے ﷺ سامنے آگئے۔ لہذا زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو اور ابو بکر صدیق ﷺ کو سفید کپڑے پہنائے۔ کہتے ہیں کہ ادھر مدینے میں مسلمانوں نے رسول اللہ کے ﷺ کے سے نکلنے کی خبر سُن لی وہ لوگ صبح روزانہ دو پہر تک حضور ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کو دو پہر کی گرمی تکلیف دیتی۔

مدینہ میں سب سے پہلے ایک یہودی نے آپ ﷺ کو دیکھا ..... ایک دن حسب معمول جب لوٹ کر واپس اپنے گھروں میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ یہودیوں میں سے ایک ایک آدمی اُونچے قلعے پر چڑھ کر دُور نظر مارتا ہے اور وہ حضور کو اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ لیتا ہے کہ وہ دُور سراب میں سے روشنی کی طرح سفید چمکتے ہیں۔ لہذا وہ یہودی اپنے نفس پر قادر نہیں رہ سکا اور بلند آواز سے چیختا ہے ”اے عرب کی جماعت وہ آرہے ہیں تمہارے صاحب جن کا تم انتظار کر رہے ہو“۔ لہذا مسلمانوں نے جلدی سے اُچھل کر خوشی سے اپنے ہتھیار سنبھالے اور بھاگ کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ وہ حضور کو قبیلہ بنو عمر بن عوف کی طرف ملے یہ پیر کا دن تھا ماہ ربیع الاول میں سے۔

لہذا ابو بکر کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کو تذکیر و نصیحت فرمائی، حضور ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ لہذا انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا تھا وہ ابو بکر ﷺ کو رسول اللہ ﷺ سمجھتے رہے یہاں تک کہ جب سورج کی دھوپ رسول اللہ کو پہنچنے لگی تو ابو بکر ﷺ رسول اللہ ﷺ پر اپنی چادر سے سایہ کرنے لگے تو اس وقت ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گزرے عبد اللہ بن ابی بن سلول کے پاس حضور ﷺ آستے میں تھے اور وہ کسی گھر میں تھا۔ حضور وہاں رک کر اس کا انتظار کرنے لگے کہ شاید وہ آپ کو گھر میں بلائے گا وہ اس وقت قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔ چنانچہ عبد اللہ نے آپ کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں جنہوں نے آپ کو بلایا ہے آپ ان کے پاس اتریں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک جماعت کے سامنے یہ بات ذکر کی اور ابن ابی کا قول ذکر کیا

تو حضرت سعد بن عبادہ نے کہا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے اس سے پہلے کہ اللہ نے ہمیں آپ کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور ہمارے اوپر آپ کی تشریف آوری کا احسان کر دیا ہے ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ ہم لوگ عبد اللہ بن ابی کے سر پر تاج رکھ دیں اور اس کو اپنے اوپر بادشاہ مقرر کر دیں گے۔ (وفاء الوفاء ۱/۱۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی پر قوف کے بعد بنو عمرو بن عوف کی طرف توجہ کی، ان کے ساتھ ابو بکر بھی تھے اور عامر بن فہیرہ بھی۔ لہذا آپ کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔ وہ بنو زید بن مالک میں سے ایک تھے ان کا مسکن دارا بن ابواحمد تھا۔ بنو عمرو بن عوف کے پاس رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بہت سارے لوگ مہاجرین میں سے آتے رہے اور ان کے پاس اترتے رہے۔ اترنے والوں اور ٹھہرانے والوں کے نام شمار کئے گئے ہیں۔

آپ علیہ السلام بنو عمرو بن عوف میں تین دن رہے ..... کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دار بنو عمرو بن عوف میں صرف تین دن رہے، بعض کا کہنا ہے کہ نہیں بلکہ اس سے زیادہ رہے اور حضور ﷺ نے ان میں ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ لمسجد أسس على التقوى۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن روانہ ہو کر بنو سالم کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ نے ان کو جمعہ پڑھایا اور یہ پہلا جمعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں پڑھایا جب سے آئے تھے اور آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا تھا۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ نے ان کے قبلہ کی طرف منہ کیا ہے تو وہ آپس میں اس بات کا تذکرہ کرنے لگے کہ یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر توراہ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ بنو سالم سے رولعہ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں باقاعدہ لوگوں کی معقول نفری اور تعداد ہے اور اتفاق بھی ہے اور آپ کے دفاع کی صلاحیت بھی ہے اگر آپ یہیں رُک جائیں۔

مُجَنِّع بن زید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر بائیس راتیں ٹھہرے رہے تھے جبکہ انصار جمع ہو ہو کر حضور ﷺ سے جا کر ملتے تھے۔ بنی عمرو بن عوف کے ہاں سے روانہ ہونے سے قبل وہ حضور کی اونٹنی کے ارد گرد پیدل چلتے تھے، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اونٹنی کی مہار چھینتا ہے اور ہر ایک کی نفس کی تیزی کا اصرار تھا کہ وہ حضور ﷺ کا اکرام اور تعظیم پہلے بجالائے۔ آپ جب انصاریوں میں سے کسی کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ حضور کو اپنے گھر بلانے کی کوشش کرتا، حضور ﷺ اس کو یہ فرماتے تھے کہ اونٹنی کو چھوڑ دو، اس کو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہوا ہے میں وہاں اُتروں گا جہاں اللہ تعالیٰ مجھے اُتارے گا۔

حضرت ابو ایوب انصاری کے دروازے پر اونٹنی کا خود بخود بیٹھنا ..... جب اونٹنی ایک دروازے تک پہنچی بنی ایوب کے دروازے پر تو وہ خود بخود بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ اُترے اور ابو ایوب کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ابو ایوب اوپر سے اُتر آئے اس نے حضور ﷺ کو مکان کے نیچے کے حصے میں ٹھہرایا اور خود اوپر چڑھ گیا۔ اس طرح ابو ایوب اوپر اور حضور ﷺ نیچے کے حصے میں رہنے لگے۔ رات کو ابو ایوب کو جب یہ خیال آیا کہ ہم لوگ اوپر ہیں اور رسول اللہ ﷺ نیچے ہیں حضور کے سر کے اوپر تو پریشان ہو گئے رات بھر جاگتے رہے سونہ سکے کہ رات کو جا کر حضور ﷺ کو کیسے بے آرام کریں اور جا کر آپ سے مشورہ کریں جگہ تبدیل کرنے کے لئے، کیونکہ ان پر یہ بات بڑی بھاری گزر رہی تھی کہ وہ حضور ﷺ کے سر کے اوپر ہیں۔

رات بھر جاگتے رہے صبح ہو گئی تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اس طور پر کہ ہم حضور کے سر سے اوپر تھے ہمارے اوپر چلنے سے نیچے مٹی بھی جھڑتی ہے جو حضور کے اوپر گرے گی۔ میں بہتر یہی سمجھتا ہوں کہ آپ اوپر رہیں اور ہم گھروالے نیچے رہیں گے آپ سے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ ہم تو نیچے بہتر ہیں کیونکہ آنے جانے والوں کے لئے نیچے آسانی رہتی ہے آپ ہمیں نیچے کی اجازت دے دیں اوپر آنے جانے والوں کو بھی، مگر ابو ایوب بار بار اصرار کرتے رہے اور عاجزی کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اوپر منتقل ہو گئے۔

اس طرح حضور ﷺ مستقل ابویوب انصاری کے گھر میں ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ پر وہیں قرآن مجید نازل ہوتا رہا اسی گھر میں حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی مسجد بنالی اور اپنا گھر بنالیا۔

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابوعمر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے، اس نے عبد الرحمن بن عوف بن سعید سے اس نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں سے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچی تو روزانہ ہم لوگ علی الصبح آپ کے انتظار کرنے کے لئے نکلتے تھے اور دھوپ میں بیٹھ کر انتظار کرتے رہتے تھے، دیوار کے سائے میں ہو جاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تو ہم آجاتے تھے اپنے گھروں میں یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس دن حضور ﷺ تشریف لائے ہم حسب معمول انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اس دن ہم انتظار کر کے واپس آ گئے تھے۔ اچانک حضور تشریف لے آئے۔

یہودیوں میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ کو دُور سے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس نے بلند آواز سے اعلان کیا، ”اے بنو قیلہ! وہ تمہارے دادا آ گئے ہیں۔“ ہم لوگ باہر آئے تو رسول اللہ ﷺ سائے میں اُونٹنی بٹھا رہے تھے حضور ﷺ بھی تھے اور ابو بکر ﷺ بھی۔ اللہ کی قسم! ہم نہیں سمجھے تھے کہ دونوں میں سے بڑا کون ہے؟ وہ ایک ہی عمر میں تھے یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ ابو بکر ﷺ ان کے لئے سائے سے ہٹ رہے ہیں جس سے ہم یہ سمجھ گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان لوگوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ بے شک ابو بکر ﷺ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی چادر کے ساتھ حضور ﷺ پر سایہ کیا۔ لہذا ہم نے حضور ﷺ کو اس طرح پہچان لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۰۹/۲۔ ابن کثیر ۱۹۶/۳)

ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یثیم بن خارجہ نے، اس کو محمد بن حمیر نے ابراہیم بن ابو عبیدہ سے یہ کہ عقبہ بن وسانج نے ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے اور آپ کے اصحاب میں کوئی کالے چٹے بالوں والا نہیں تھا سوائے ابو بکر کے۔ انہوں نے اس سفیدی کو کتم کے ساتھ چھپایا ہوا تھا۔ اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث محمد بن حمیر سے۔

ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے دن داخل ہوئے ..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقرئ اسفرائنی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں پیر کے دن تشریف لائے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزر چکی تھیں اور مشہور حدیث یہ ہے کہ حضور جب آئے تو اس وقت ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں اور پیر کا دن تھا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے بنی عمرو بن عوف میں۔

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق پیر، منگل، بدھ، جمعرات یا پھر جمعہ کو روانہ ہوئے جمعہ نے آپ کو پالیا بنو سالم بن عوف کے اندر۔ لہذا حضور ﷺ نے جمعہ پڑھایا ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ تھے بطن مہزور میں (یعنی صاف نرم زمین پر)۔ اور بعض لوگوں کو خیال ہے کہ حضور ﷺ بنو عمرو بن سالم میں زیادہ ٹھہرے رہے تھے۔ لہذا اعتبار بن مالک بنی سالم کے کچھ مردوں اور بنی حبلی کے آدمیوں کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ ہمارے اندر قیام فرمائیں عزت میں اور دولت میں اور حمایت میں اور قوت میں، اور وہ لوگ واقعی ایسے ہی تھے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور کی گئی ہے۔

اس کے بعد آپ بنو بیاضہ کے پاس سے گزرے لہذا سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور ابو جندبہ آ گئے انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی اپنی منزل کی طرف بلایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُونٹنی کا راستہ چھوڑ دو، اس کو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہوا ہے اس کے بعد آپ بنو بیاضہ کے پاس سے گزرے لہذا ان میں سے فروہ بن عمرو اور زیاد بن لبید سامنے آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کو بلایا اپنی منزل کی طرف۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔

اس کے بعد آپ بنونجار کے پاس سے گزرے لہذا حضور ﷺ سے صرمہ بن ابوانس اور ابوسلیط نے اپنے اپنے جوانوں کے ساتھ حاضر ہو کر کہا کہ آپ ہمارے اندر قیام کریں یا رسول اللہ! ہم آپ کے ماموں لگتے ہیں اور انصار میں سے ہیں رشتے میں سب سے زیادہ آپ کے قریب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔

چنانچہ اوثنی جب حضور کی مسجد کی جگہ جو مدینے میں ہے پہنچی تو وہ جگہ بنونجار کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ پھر بنو غنم میں سے وہ دونوں سہیل اور سہیل تھے یہ رافع بن ابو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار سے تھے۔ اور وہ دونوں معاذ بن عفرأ کی گود میں تھے اوثنی اسی جگہ بیٹھ گئی اور اس نے دائیں بائیں دیکھا پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی پھر تھوڑی سی چلی حضور ﷺ اس کی مہار رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے اس کو حرکت نہیں دے رہے تھے پھر وہ کھڑی ہو گئی اور کھڑے ہو کر دیکھا پھر پہلی بیٹھنے کی جگہ کی طرف منہ کیا پھر واپس اسی جگہ بیٹھ گئی اس کے بعد اپنے گھٹنوں کے ساتھ اپنی جگہ درست کی اور مطمئن ہو کر بیٹھ گئی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے سمجھ لیا کہ اسی جگہ کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ اس کے اوپر سے اتر پڑے۔ لہذا ابویوب انصاری نے اوثنی کا پلان اٹھایا اور اپنے گھر میں لے گئے۔ حضور ﷺ نے اس مرد اور جگہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ جگہ کس کی ہے؟ معاذ بن عفرأ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں عنقریب اس کے بارے میں خوش کر دوں گا، آپ اس کو مسجد بنالیں اور کہنے والے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس زمین کو خرید لیا تھا۔ یہ ساری باتیں ہم نے سنی ہوئی ہیں۔ لہذا حضور ﷺ ابویوب کے گھر رہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے مسجد بنالی اور اپنے گھر بھی اس میں بنائے پھر آپ وہاں سے منتقل ہو گئے۔ یہ الفاظ حدیث جریر بن حازم کے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابو القاسم عبید اللہ بن عمر بن علی قاضی فقیہ نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلیمان نجاد نے، ان کو جعفر بن صالح نے اور حسن بن سلام نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے، ان کو خبر دی ابو اسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بن عبد اللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو خلیفہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الولید نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنی حضرت براء بن عازب سے، وہ کہتے تھے پہلا شخص جو ہمارے پاس آیا تھا اصحاب رسول ﷺ میں سے وہ حضرت مصعب بن عمیر ؓ تھا اور ابن ام مکتوم اور وہ دونوں قرآن پڑھاتے تھے۔

اور عفان کی ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں نے لوگوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا تھا۔ ان کے بعد حضرت عمار بن یاسر ؓ آئے تھے اور سعد ؓ اور بلال ؓ اس کے بعد عمر بن خطاب ؓ آئے تھے بیس افراد کی جماعت کے ساتھ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو اتنا خوش ہوتے کبھی نہیں دیکھا جتنا حضور ﷺ کی آمد پر خوش ہوتے دیکھا تھا یہاں تک کہ میں نے لڑکوں کو دیکھا اور بچوں کو کہ وہ بھی راستوں پر دوڑتے پھر رہے تھے۔ اور بچیاں کہہ رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ آگئے۔ جب حضور ﷺ مدینے میں آگئے تو اس وقت سورۃ سبح اسم ربك الاعلیٰ سیکھ چکا تھا اور اس کی مثل دیگر مفصل میں سے بھی اور عفان کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب آئے تو میں مفصل میں سے ایک سورۃ پڑھ چکا تھا اور اس نے راستوں پر دوڑنے کی بات نہیں کہی۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو الولید سے۔

ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے اور عبد اللہ بن رجاء نے اسرائیل سے، اس نے ابو اسحاق سے، اس نے حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے عازب سے ایک سواری خریدی تھی پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے ہجرت کے بارے میں جیسے پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا حتیٰ کہ ہم لوگ مدینے میں رات کو آئے۔ لوگوں نے اس بات پر باہم اختلاف کیا کہ آپ کس کے پاس اتریں (ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ اس کے گھر میں رہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج رات بنونجار میں رہوں گا جو کہ ماموں ہوتے ہیں بنی عبد المطلب کے لہذا میں اسی وجہ سے ان کا اکرام کروں گا۔ اور لوگ گھروں سے باہر نکل آئے تھے راستوں پر۔

جب ہم مدینہ میں پہنچے تھے اور گھروں کی چھتوں پر لڑکے اور غلام سب کے سب نکل کر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ آگئے ہیں۔ محمد ﷺ آگئے ہیں، اللہ اکبر محمد ﷺ آگئے ہیں رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں۔ جب آپ نے صبح کی تو چلے گئے اور اس جگہ اترے جہاں کا حکم دیئے گئے تھے۔ ان کو بخاری نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن رجاہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اسرائیل سے۔

(فتح الباری ۷-۸- مسلم ۴/۲۳۱۰)

ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو خلیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابن عائشہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے مدینے میں تو عورتیں اور بچیاں یہ کہہ رہی تھیں :

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع  
وجب الشكر علينا مادعا لله داع

آپ علیہ السلام کا استقبال ..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سلیمان بن محمد بن اسحاق صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو النضر نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ایک انہوں نے کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ آگئے۔ لہذا میں نے خوشی سے دوڑنا شروع کیا مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ محمد آگئے پھر میں دوڑا مگر مجھے نظر نہ آئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پہنچ گئے اور ان کے ساتھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی۔ لہذا ہم بچے لوگ کسی دیوار کی آڑ میں چھپ گئے (بچوں کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ شرم کے مارے اوٹ میں چھپ جاتے ہیں اور چھپ کر مہمانوں کو دیکھتے ہیں)۔ اس کے بعد ہم نے بعض دیہات کے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ انصار مدینہ کو حضور ﷺ کی آمد کی اطلاع دے۔ اطلاع ملتے ہی انصار کے پانچ سو افراد ان دونوں کو ملنے کے لئے چلے آئے اور انہوں نے آکر کہا کہ آپ دونوں چلو امن کے ساتھ اور اس طرح کہ آپ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری ہوگی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ان کے ساتھ چلے۔ پورے مدینے والے خوشی سے نکل آئے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں اور جوان عورتیں چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگیں کہ وہ کون سے ہیں؟ وہ کون سے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن سے زیادہ خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک وہ دن جب حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور ایک وہ دن جس دن حضور ﷺ ہم سے جدا ہوئے تھے (فوت ہوئے تھے)۔ میں نے ان ایام کی مثل کوئی دن نہیں دیکھا۔ (البدایہ والنہایہ ۳/۱۹۷)

ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمزہ دعدل نے، ان کو ہشام بن علی سدوسی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ کیا تھا اس دن کا جس دن حضور ﷺ مدینے میں داخل ہوئے تھے۔ میں نے کوئی دن اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا نہ ہی اس دن سے زیادہ روشن دن میں نے کوئی دیکھا۔

اور ابو عبد اللہ نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابو الحسن علی بن عمر حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن مخلد دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن سلیمان بن اسماعیل بن ابو الورد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطحہ سے، اس نے انس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے۔ جب مدینے میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آئے اور انہوں نے آکر کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس تشریف لے چلئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دیجئے اس کو حکم ملا ہوا ہے۔ لہذا وہ حضرت ابو ایوب کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ کہتے ہیں کہ بنونجار کی لڑکیاں باہر آکر دف بجانے لگیں اور یہ شعر کہنے لگیں۔

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں کتنا خوش نصیب ہے وہ گھرانہ محمد ﷺ جس کے پڑوس میں آباد ہوں گے۔

حضور ﷺ انصار کے پاس نکل کر آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا تم لوگ مجھے پسند کرتے ہو؟ سب نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی آپ لوگوں کو پسند کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں بھی آپ لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔

اور ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد اللہ بن سلیمان نحاس مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حسن حلبی نے، ان کو ابو خثیمہ مصیصی نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے عوف اعرابی سے، اس نے تمامہ سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر رہا بنی نجار کے ایک قبیلہ سے اچانک کچھ لڑکیاں دف پیٹ رہی تھیں اور وہ یہ کہہ رہی تھیں :

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ جانتا ہے کہ مراد تم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف بن عمرو عکبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عطف بن خالد نے، ان کو صدیق بن موسیٰ نے عبد اللہ بن زبیر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے آپ کی سواری جعفر بن محمد بن علی کے گھر کے اور حسن بن زید کے گھر کے درمیان بیٹھ گئی، لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمارے گھر میں چلے لہذا آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔ پھر سواری ان کو لے کر نکلی یہاں تک کہ اس جگہ پہنچی جہاں حضور ﷺ کا منبر واقع ہے اور وہاں بیٹھ گئی، لوگ وہاں آگئے اس جگہ ایک سامان یا چھپرہ سا تھا وہ لوگ چھڑکاؤ کرتے اور اس کو آباد کر کے رکھتے تھے۔ وہاں ٹھنڈک حاصل کرتے تھے۔ حضور ﷺ اس جگہ اپنی سواری سے اتر پڑے اور سائے میں آگئے وہاں بیٹھے لہذا حضرت ابو ایوب حضور کے پاس آ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میرا گھر سب سے قریب تر ہے آپ کے لئے، آپ اپنا سامان میرے گھر منتقل فرمادیتے۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ لہذا ابو ایوب آپ کا سامان اپنے گھر لے گئے۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا اور آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے سامان کے ساتھ ہی رہتا ہے جہاں بھی ہو۔ لہذا رسول اللہ ﷺ بارہ راتیں اس کے اوپر والے گھر میں رہے یہاں تک کہ مسجد بنالی گئی۔

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عمرو حیری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن محمد نے ان کو احمد بن سعید دارمی نے، ان کو ابو النعمان نے، ان کو ثابت یعنی ابن زید نے، ان کو حدیث بیان کی عاصم احوال نے عبد اللہ بن حارث سے، اس نے افلح مولیٰ ابو ایوب سے کہ نبی کریم ﷺ اس کے ہاں اترے اور حضور نیچے رہنے لگے اور ابو ایوب اوپر رہنے لگے۔ لہذا ابو ایوب اس رات جاگتے رہے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر چل رہے ہیں۔ ایک کونے میں ہو جاؤ، لہذا انہوں نے رات ایک کونے پر گزار دی پھر انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں نیچے رہنے دو مہربانی کریں، مگر ابو ایوب نے ازراہ احترام عرض کیا: میں اپنی چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ ہیں لہذا حضور اوپر منتقل ہو گئے اور ابو ایوب نیچے آگئے تو وہ حضور کے لئے کھانا تیار کرواتے تھے جب کھانا لایا جاتا تو وہ حضور ﷺ کی انگلیوں کی جگہ کو تلاش کرتے تھے اور آپ کی انگلیوں والی جگہ سے کھاتے۔

ایک دن انہوں نے حضور ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اس میں لہسن تھا۔ جب حضور ﷺ نے واپس کیا تو ابو ایوب نے پوچھا کہ حضور ﷺ کی انگلیاں کہاں کہیں لگی ہوئی ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ حضور ﷺ نے کھانا نہیں کھایا۔ چنانچہ وہ گھبرا گئے کہ شاید آپ ناراض ہو گئے ہیں لہذا جلدی سے اوپر چڑھ گئے حضور کے پاس اور جا کر پوچھا کہ کیا یہ چیز حرام ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ حرام نہیں ہے لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ ابو ایوب نے کہا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کروں گا جس چیز کو آپ ناپسند کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ناپسند کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کے پاس فرشتہ آتا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن سعید دارمی وغیرہ سے۔



اوپر والی منزل میں رہنے کا قدرتی انتظام ..... ہمیں خبردی احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفر نے، ان کو خبردی ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکر نے، ان کو لیث نے، ان کو یزید بن ابو حبیب نے، ان کو ابو الحسن نے یا ابو الخیر نے ابو سماعی سے، انہوں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے ان کو حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نیچے والے گھر میں رہے تھے اور میں اوپر والے گھر میں تھا تو اوپر والے کمرے میں پانی گر گیا لہذا میں اٹھا اور ام ایوب اٹھی، ہم لوگ پرانے کپڑے کے ساتھ اس پانی کو صاف کرنے لگے اس خوف سے کہ کہیں پانی حضور ﷺ تک نہ پہنچ جائے اور میں ڈرتے ڈرتے حضور ﷺ کے پاس اتر آیا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ بات مناسب نہیں ہے کہ میں اوپر رہوں آپ سے، آپ اوپر چل کر رہئے۔ لہذا حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے آپ کا سامان اوپر منتقل کر دیا۔ میرا خیال ہے تھوڑی سے رات میں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کھانا کھا کر جب برتن واپس بھیجتے تھے تو میں اس کو دیکھتا تھا جب میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھ لیتا تھا تو میں بھی اس جگہ اپنا ہاتھ رکھ دیتا تھا (یعنی اس جگہ سے کھاتا تھا)۔ مگر آج جو کھانا واپس گیا تو میں نے غور سے اس کو دیکھا مگر مجھے آپ کی انگلیوں کے نشان نظر نہیں آئے۔ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں اس میں پیاز تھا میں نے اس کو کھانا پسند نہیں کیا فرشتے کے آنے کی وجہ سے جو میرے پاس آیا کرتا ہے بہر حال آپ لوگ اسے کھا سکتے ہو۔

اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یزید بن ابو ایوب حبیب سے اس نے مرشد ابن عبد اللہ یزنی سے وہ ابو الخیر سے سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس نے روایت کیا ہے ابو امامہ باہلی سے اس نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے۔ (ابن ہشام ۱۱۶/۲ البدایہ والنہایہ ۲۰۱/۳)

باب ۱۰۲

## مدینے میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی تاریخ کا ذکر اور بعثت کے بعد مکہ میں قیام کا عرصہ

☆ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر اسماعیل بن محمد فقیہ نے مقام ری میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو حاتم رازی نے، محمد بن عابد مشقی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے عبد اللہ بن یزید سے، اس نے ابو البداح بن عاصم بن عدی سے اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں پیر کے دن جب ربیع کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں آئے تھے اور آپ مدینے میں دس سال رہے۔

ہمیں خبردی ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ان کو خبردی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے، ان کو حجاج بن محمد نے، ان کو حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ والی رات کے اور حضور ﷺ کی ہجرت کے درمیان تین ماہ یا اس کے قریب قریب کا عرصہ تھا۔ اور انصاری کی بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقبہ والی رات ذوالحجہ میں ہوئی تھی اور رسول اللہ ﷺ مدینے میں ربیع الاول میں تشریف لائے تھے۔ جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی مدت پوری دس برس ہو چکی تھی۔

ہمیں خبردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں نزول وحی کے بعد تیرہ سال مقیم رہے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کی مدینے میں آپ ماہ ربیع الاول کی پیر کی رات جب بارہ راتیں اس کی گزر چکی تھیں گئے تھے۔

قباء میں مسجد کا قیام ..... اور ہمیں خبر دی ابو الحسن فضل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو عروہ بن زبیر نے، ان کو عبد الرحمن بن عوف نے، ان کو ان کی قوم کے بعض افراد نے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہ پیر کا دن تھا۔ جب بارہ راتیں گزر چکی تھیں ماہ ربیع الاول سے۔ حضور ﷺ قباء میں مقیم رہے۔ پیر، منگل، بدھ اور جمعرات تک اور آپ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور مذکورہ ایام میں آپ نے اسی مسجد میں نماز پڑھائی، یہاں تک کہ جب جمعہ کا دن ہوا تو حضور ﷺ اپنی قصواء نامی اُوٹنی پر سوار ہو کر نکلے اور بنو عمرو بن عوف نے خیال کیا کہ حضور ﷺ ان میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے اس کے بعد نکلے اور کیفیت یہ ہوئی کہ لوگ جمع ہو گئے اور نماز کے وقت آپ کو بنی سالم میں پالیا۔ لہذا حضور ﷺ نے (وہ) جمعہ کی نماز ان لوگوں کو اس مسجد میں پڑھائی جو بطن وادی میں ہے یہی پہلا جمعہ تھا جو حضور ﷺ نے مدینے میں پڑھایا تھا۔

(بخاری۔ حدیث ۳۹۰۲۔ فتح الباری ۷/۲۲۷)

ہمیں خبر دی ابو نصر محمد بن احمد بن اسماعیل طاہرانی نے وہاں پر انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن احمد بن منصور طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل صالح نے، ان کو حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن دینار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مکے میں تیرہ سال ٹھہرے رہے اور جب ان کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مطرب بن الفضل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ اسحاق بن راہویہ سے اور ان کے ماسوانے روح بن عبادہ سے۔

اور نبی کریم ﷺ کے مکے میں بعثت کے بعد مدت قیام کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایات مختلف ہیں اس اختلاف کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا اس کتاب کے اندر اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے بڑھیا سے جو ان لوگوں کی تھی، وہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابن عباس صرمہ بن قیس کے ہاں آتے جاتے تھے۔ وہ یہ اشعار روایت کرتے تھے: (جن کا مفہوم یہ ہے)

کہ وہ ”(حضور ﷺ) ٹھہرے رہے قریش میں دس سے کچھ اوپر سال مسلسل وعظ کرتے تھے احباب کو۔ اور موسم حج میں اپنے آپ کو پیش کرتے تھے، حالانکہ نہ کوئی ان کو سہارا دیتا تھا اور نہ کوئی ان کو ہلانے والا تھا۔ جب وہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کا دل اطمینان کر گیا اور وہ مدینہ میں خوش اور مسرور ہو گئے اور لوگوں میں سے اور وہ ہر کسی ظالم سے بے خوف ہو گئے کسی بندے پر اور بے خوف ہو گئے لوگوں میں سے ہر باغی سے۔“

مدینہ میں دس سال مقیم تھے ..... اور ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الصقر نے احمد بن فضل کاتب سے ہمدان میں، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیل نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر سے کہا کہ حضور ﷺ مکے میں کتنے عرصہ ٹھہرے رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ دس سال۔ میں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تو کہتے ہیں کہ وہ دس سے کچھ زیادہ سال رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اخذ کیا ہے شاعر کے قول سے۔

سفیان نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے سنا انصار کی ایک بڑھیا سے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا تھا وہ صرمہ بن قیس کے پاس آتے جاتے تھے ان سے یہ اشعار سیکھتے تھے کہ حضور قریش میں دس سال سے کچھ زیادہ رہے تھے۔ پھر انہوں نے

ان اشعار کو فرما کر کہا مگر انہوں نے کہا تھا ..... استقرت به النوى ..... اور کہا کہ ..... ما یحشى من الناس باغياً ..... اور انہوں نے تین اشعار کا اضافہ کیا۔ ان اشعار کا مفہوم یہ ہے :

کہ ”ہم لوگوں نے ان کے لئے اپنے پاکیزہ مال خرچ کئے اور اپنی جانیں بطور امداد کے جنگ میں ان کے لئے کھپا دیں ..... ہم سب لوگوں سے ہر اس شخص کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں جن سے وہ دشمنی رکھتے ہیں ..... اگرچہ وہ غمخوار دوست کیوں نہ ہو ..... اور ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر شی ٹیج ہے ..... اور یہ کتاب اللہ ہمارے لئے رہبر ہے۔“

اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ صرمہ نے کہا تھا جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مدینے میں کہ حضور ﷺ اور ان کے اصحاب مدینے میں امن میں آگئے تھے۔ پھر اس نے پانچ اشعار ذکر کئے۔ جن کا مفہوم یہ ہے :

”حضور ﷺ اس کیفیت میں رہنے لگے کہ لوگوں میں سے آپ کو کسی کا خوف نہیں تھا، نہ کسی قریبی سے اور نہ بعید کے باغی سے آپ کو خطرہ رہا۔“

میں کہتا ہوں کہ جس وقت آپ کسی بھی مقام پر نماز پڑھتے تو ہم آپ کے اوپر شفقت و محبت سے حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے اوپر کوئی دشمن غالب نہیں آسکتے۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ کسی خطرے کی سرزمین سے گزر گئے ہیں تو اللہ کا نام برکت والا ہے آپ ہمارے دوستی اور حفاظت میں داخل ہیں۔ بے شک ہلاکتیں اور خطرات بہت سارے ہیں مگر آپ سب سے بے فکر ہو کر چلے۔ بے شک آپ کسی بھی خطرے کو اپنے لئے باقی نہیں پائیں گے۔

باب ۱۰۳

## اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ  
وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا -

اے پیغمبر (یوں دعا کیجئے) اے مرے رب! (مدینے میں) میرا داخلہ اور (مکے سے) میرا نکلنا صدق اور (خیر کا) بنا اور میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ اور مدد فرما۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املا کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے قابوس بن ابوظیان سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں تھے آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا اور آپ ﷺ کے اوپر یہ آیت نازل ہوئی :

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

اور یوں دعا کیجئے اے میرے رب! مجھے داخل کیجئے (مدینے میں) سچا داخل کرنا۔ اور مجھے (مکے سے) نکالنے سچا نکلنا۔ اور اپنی طرف سے میرے لئے

مدد کرنے والا غلبہ اور اقتدار مقدر کر دیجئے۔ (ترمذی ص ۳۱۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن جمشاد عدل نے، ان کو یزید بن شیم نے، ان کو ابراہیم بن ابواللیث نے، ان کو حدیث بیان کی اشجعی نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عیسیٰ بن محمد نے، ان کو خبر دی اشجعی نے اپنے والد سے، انہوں نے سفیان سے، اس نے قابوس بن ابوظبیاں نے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال مقیم رہے اور علوی کی حدیث میں ہے کہ اس حالت میں کہ وہ نبی بنائے گئے تھے۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی :

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرَجْنِي مُنْجَرَجٍ صِدْقٍ

فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحاق بن حسین نے، ان کو حسین بن محمد مروزی نے، ان کو شیبان بن عبدالرحمن نے قنادہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔

وَقُلْ رَبِّ ادْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُنْجَرَجٍ صِدْقٍ

اللہ تعالیٰ نے ان کو مکے سے نکال دینے کی طرف ہجرت کے لئے، سچا نکالنا۔ اور ان کو مدینے میں داخل کیا، سچا داخل کرنا۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح جان لیا تھا کہ انہیں اس بات کے لئے کوئی طاقت نہیں ہے مگر اقتدار اور غلے کے ساتھ۔ لہذا انہوں نے سلطاناً نصیراً مانگا کتاب اللہ کی صورت میں اور حدود اللہ اور فرائض اللہ کے ساتھ۔ اور کتاب اللہ کی اقامت کے لئے (یہ سلطان کیا تھا؟) اللہ کی طرف سے عزت و غلبہ تھا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے مابین بنا دیا تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ان کے بعض بعض کو (یعنی ایک دوسرے کو) لوٹ مار کرتے اور ان کا طاقت و ران کے کمزور کو کھا جاتا۔ (أضاف القرطبي ۱۰/۳۱۳)

نوٹ : حضرت ضحاک نے خروج سے مراد مکے سے خروج اور دخول سے مراد فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہونا مراد لیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب ابن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے، ان کو خبر دی کہ اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ وہ اس وقت حزورہ پر مکے کے بازار میں کھڑے تھے (فرمایا) کہ بے شک تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور میرے نزدیک اللہ کی سب سے محبوب ترین زمین ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں تجھ سے نکالا گیا ہوں تو میں نہ نکلتا، یہی محفوظ ہے۔

اور اسی طرح اس کو یونس نے روایت کیا ہے عقیل سے، اس نے زہری سے۔

بوقت ہجرت مکہ مکرمہ کو خطاب ..... (۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں امالی عبدالرزاق میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور مادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی رافع نے، ان کو زہری نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حزورہ پر کھڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ بے شک تم اللہ کی سب سے بہتر زمین ہو اور اللہ کی محبوب ترین زمین ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تیرے رہنے والوں نے مجھے نکالا ہے تجھ سے تو میں خود نہ نکلتا۔ یہ وہم ہے معمر سے۔ واللہ اعلم۔

بعض راویوں نے روایت کی ہے محمد بن عمرو سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ بھی وہم ہے اور صحیح روایت جماعت کی ہے۔

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الولید نے اور ابو بکر بن عبد اللہ نے۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو موسیٰ انصاری نے، ان کو سعد بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے بھائی نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! آپ نے مجھے نکالا ہے اس شہر سے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لہذا آپ مجھے اُس جگہ ٹھہرائیں گے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لہذا اللہ نے ان کو مدینے میں ٹھہرایا۔

مدینہ میں منافق قیام نہیں کر سکتا ..... (۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے کہ اس نے سنا ابو الحباب سعید بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسی بستی کا حکم دیا گیا جو بستی تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں یثرب ہے حالانکہ وہ تو مدینہ ہے۔ یہ لوگوں کو ایسے پھینک دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیہ سے۔ اور ان دونوں نے مالک سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن نمیر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد اللہ نے خبیب بن عبد الرحمن بن یساف نے جعفر بن عاصم سے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک ایمان البتہ ضرور سکڑ جائے گا اور سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹ جاتا ہے سراغ اور بل کی طرف۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے عبید اللہ سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو فضل بن ابراہیم نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو عاصم بن یحییٰ بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے والد سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اسلام جب شروع ہوا تھا تو مسافر تھا اور عنقریب پھر وہ دوبارہ مسافر ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا وہ دو مسجدوں کے درمیان سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن رافع سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسامی نے، ان کو حدیث بیان کی قاسم بن زکریا نے، ان کو محمد بن عبد الملک نے، ان کو یعلیٰ نے، ان کو سفیان عصفری نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ ارشاد باری :

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ (سورہ قصص)

بے شک وہ ذات جس نے مجھ پر قرآن اتارا ہے وہ آپ کو اپنے اصل ٹھکانے کی طرف واپس لوٹانے والا ہے۔

(فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ مکے کی طرف لوٹانے والا ہے)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مقاتل سے، اس نے یعلیٰ بن عبید سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ اس کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی ابو یحییٰ جمانی نے یونس بن اسحاق نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

لَرَأَدُّكَ اِلَىٰ مَعَادٍ

یعنی آپ کی جائے پیدائش کی طرف مکہ مکرمہ میں۔ (الجامع لاحکام القرآن ۳۲۱/۱۳)

## باب ۱۰۴

## صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ روانگی کے بعد پیچھے پیچھے آمد اور اس میں نبوت کے آثار

☆ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی ابو العباس اسماعیل بن عبد اللہ بن محمد بن میقال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد ان ابو ازی نے، ان کو زید بن حریش نے یعقوب بن محمد زہری سے، ان کو حصین بن حذیفہ صغیری بن صہیب نے، ان کو ان کے والد نے سعید بن مسیب سے، اس نے صہیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے تمہارا دار ہجرت دیکھا دور دراز کی زمین (یا گندھک والی زمین) مقام حرہ کے درمیان یا تو وہ ہجر ہے یا یثرب ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف نکلے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نکلے۔ میں بھی ان کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کر چکا تھا مگر مجھے قریش کے چند نوجوانوں نے منع کیا تھا، میں اس رات کھڑا رہا، بیٹھا نہیں تھا۔ کوئی تکلیف نہیں تھی، پھر وہ سو گئے اور میں باہر نکل گیا۔ پھر مجھے ان میں سے کچھ لوگ پیچھے سے آکر ملے میری روانگی کے بعد مجھے واپس لوٹانے کے لئے۔ میں نے ان سے کہا تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہیں سونے کے چند اوقیہ دوں اور تم لوگ میرا راستہ چھوڑ دو اور میرے لئے اطمینان ہو جائے۔ انہوں نے میری بات مان لی میں انہیں مکے میں واپس لے آیا اور لا کر انہیں کہا کہ تم دروازے کی چوکھٹ کے نیچے زمین کھودو بے شک اس کے نیچے اوقیہ ہیں اور فلاں خاتون کے پاس جاؤ اور جا کر دو پوشاک لے لو۔

اس کے بعد میں روانہ ہو گیا حتیٰ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قباء میں پہنچ گیا۔ حضور نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا، اے ابو یحییٰ فروخت کرنے کا منافع؟ تین بار یہ لفظ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا، یقیناً آپ کو اس بات کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے ہی دی ہوگی۔ (مستدرک ۴۰۷۳)

## باب ۱۰۵

## مدینہ میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی مغیرہ بن عثمان بن محمد بن عثمان بن احسن بن شریق نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ جو انہوں نے مدینے میں تشریف لانے کے بعد ارشاد فرمایا وہ اس طرح ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان تھی۔ اس کے بعد فرمایا:

”اما بعد، اے لوگو! اپنے نفسوں کے لئے کچھ آگے بھجیو (یعنی آخرت کا سامان کرو)۔ تم ضرور جان لو گے کہ ایک انسان تم میں سے بے ہوش کر دیا جائے گا پھر وہ اپنی بکریوں کو ضرور اس حال میں چھوڑ کر چلا جائے گا کہ اس کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ پھر اس کا رب ضرور یہ کہے گا اس حالت میں کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ کوئی آڑ اور حجاب ہوگا اس کے آگے جو اس کو چھپائے۔ اللہ پاک پوچھے گا کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا؟ اس نے تجھے میرا پیغام پہنچایا تھا اور میں نے تجھے مال دیا تھا اور خوب تجھے دیا تھا مگر تو نے

اپنے نفس کے لئے آگے کچھ نہ بھیجا۔ پھر وہ البتہ دائیں دیکھے گا اور بائیں دیکھے گا مگر اس کو کچھ بھی تو نظر نہیں آئے گا۔ پھر وہ اپنے آگے کی طرف دیکھے گا، اس کو سامنے جہنم کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ لہذا تم لوگوں میں سے جو شخص اپنے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچا سکتا ہے اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو پس وہ ایسا ضرور کرے اور جو شخص اس کی بھی استطاعت نہ رکھے وہ پائیزہ کلمے کے ساتھ (ہی بچائے) بے شک کلمہ طیبہ کے ساتھ ایک نیکی کی جزا اس کو نہ کر دی جائے گی، سات سو گونہ تک۔“ والسلام علیکم وعلیٰ رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسری بار خطبہ ارشاد فرمایا :

”بے شک محمد اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بُرائی سے۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت عطا کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکبار ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بے شک سب سے زیادہ خوبصورت بات اللہ کی کتاب ہے۔ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کے دل میں اللہ نے اسے آراستہ کر دیا اور جسے اللہ نے کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا۔ اور اس شخص کو اللہ نے چُن لیا اس کے ماسوا لوگوں سے، لوگوں کی باتوں سے، بے شک وہ (کتاب اللہ) سب سے خوبصورت حدیث ہے اور سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ تم لوگ اس سے محبت کرو جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اللہ سے محبت کرو دل کی گہرائیوں سے۔ اور اللہ کے کلام سے نہ اکتاؤ اور اللہ کے ذکر سے۔ اس سے تمہارے دل سخت نہیں ہوں گے۔ بے شک حال یہ ہے کہ ہر وہ شخص اللہ جس کو چُن لے اور اس کو برگزیدہ کر دے۔ ان کو پسندیدہ اعمال میں سے نامزد کرتا ہے۔ اور تمام بندوں میں سے چُنا ہو۔ اور صالح حدیث ہے اور حلال و حرام میں سے ہر ایک پر حکم ہے جو لوگوں کے پاس آچکا ہے۔ پس اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور اللہ سے سچ بولو اس میں سے جو کچھ تم اپنے مونہوں سے کرتے ہو۔ اور اپنے مابین اللہ کی عطا کردہ رُوح کے ساتھ محبت کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اس بات پر کہ اس کا عہد توڑا جائے۔“ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۸۳/۱۱۸-۱۱۹)

باب ۱۰۶

مدینہ میں آمد کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا

رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہونا

اور اس کا خصوصی طور پر اس رسول اور نبی اُمی کو پالینا جسے وہ اپنے ہاں توراہ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے اور عبداللہ بن سلام کا اس بات کا اعتراف کرنا اور اس کا مسلمان ہونا اور اس طرح ہر وہ شخص جو منصف تھا یہود میں سے جو اُن پر داخل ہوا اور ان کی صفت سے واقف ہوا وہ بھی مسلمان ہو گیا مگر وہ شخص جو ان میں سے اس توفیق سے محروم کر دیا گیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن داؤد کی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو معمر عبداللہ بن عمرو بن ابوالحجاج نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو عبدالعزیز

بن صہیب نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سواری پر ڈبل سوار تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے تھے، پہچانے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے، نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ ان کی داڑھی میں سفید بالوں کا داخل ہونا ہے سن اور عمر مراد ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنے والا آدمی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر سوال کرتا کہ یہ کون جوان ہے جو ان کے سامنے ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ کہتے کہ یہ آدمی مجھے راستہ دکھا رہا ہے۔ چنانچہ اس طرح گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ شاید یہ اس کو راستہ دکھانے آیا ہے جبکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس سے مراد صرف یہ لیتے تھے کہ خیر کار راستہ دکھا رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متوجہ ہو کر دیکھا تو ان کی نظر ایک گھوڑے کے سوار پر پڑی جو ان دونوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کوئی گھڑ سوار ہمارے پیچھے آ گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو یوں دعا کی اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ، ”اے اللہ! تو ہی اس کو گرا دے“۔ چنانچہ اس کے گھوڑے نے اسے گرا دیا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا، گھوڑا ہنہانے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا نبی اللہ! مجھے آپ جو چاہیں حکم دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ اپنی جگہ پر رہیں کسی کو ہمارے اور اپنے قریب نہ آنے دیں۔ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دن کے اول حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشقت اٹھاتے تھے اور دن کے آخری حصے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ برداری کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کی طرف اترے اور انصار کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آ کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور کہا چلئے آپ دونوں سوار ہو جائیے مکمل امن و سکون کے ساتھ اور اس طرح کہ آپ کی ہر بات مانی جائے گی۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی۔ جبکہ انصار حفاظت کے لئے ان دونوں کے گرد مسلح ہو کر گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔

کہتے ہیں کہ مدینے میں کہا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ لوگ ایڑیاں اٹھا اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کا نبی آ گیا، اللہ کا نبی آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے دار ابو ایوب کے پاس آ کر اترے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عبد اللہ بن سلام نے سنا وہ اپنے گھر والوں کے لئے کھجوریں ٹھیک کر رہے تھے یعنی کھجوریں چن رہے تھے۔ انہوں نے جلدی جلدی ان کو چن کر فراغت حاصل کی اور جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ان کے ساتھ تھے۔ اس نے اللہ کے نبی کی باتیں سنیں پھر واپس اپنے گھر لوٹ گئے۔ ادھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون سا گھر زیادہ قریب ہے ہمارے اہل کے اعتبار سے؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہوں اے اللہ کے نبی! اور یہ رہا میرا گھر اور یہ رہا میرا دروازہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم جاؤ اور ہمارے لئے دوپہر کے آرام کرنے کی جگہ کا انتظام کرو۔ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ جلدی سے گئے اور واپس آ کر بتایا کہ میں نے آپ دونوں کے لئے دوپہر کے آرام کا انتظام کر دیا ہے اٹھیے اللہ کی برکت کے ساتھ اور آرام فرمائیے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اسلام ..... کہتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی تشریف لائے تو عبد اللہ بن سلام بھی آگئے اور کہا اشہد انک رسول اللہ حقاً، ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول حق پر ہیں اور آپ حق لے کر آئے ہیں“۔ اور یہودی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان میں زیادہ علم والا ہوں اور ان میں سے زیادہ علم والے کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلا کر میرے بارے میں پوچھے اس سے قبل کہ ان کو میرے اسلام لانے کی خبر ہو کیونکہ اگر ان کو پتہ چل گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ میرے بارے میں جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے یہودی جماعت ہلاکت ہو تمہارے لئے اللہ سے ڈرو پس اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم خوب جانتے ہو میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور میں تمہارے پاس حق ہی کو لے کر آیا ہوں لہذا تم لوگ مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو نہیں جانتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کے سامنے اسی بات کو دہرایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے اندر عبد اللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ وہ بولے کہ وہ تو ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے اندر سب سے بڑے علم والے ہیں



اور سب سے بڑے علم والے کے بیٹے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے (تو تم لوگ مسلمان ہو جاؤ گے؟) یہودی کہنے لگے کہ اللہ نہ کرے کہ وہ مسلمان ہو جائے، اللہ کی پناہ اس بات سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن سلام ذرا ان کے سامنے آئیے۔ چنانچہ وہ سامنے آگئے اور آکر کہنے لگے اے یہودی جماعت تمہارے لئے ویل ہو اللہ سے ڈرو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ اللہ کا رسول برحق ہے اور یہ حق لے کر آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ (بخاری ص ۳۹۱۱۔ فتح الباری ۷/۲۳۹-۲۵۰)

میں کہتا ہوں کہ اس کو روایت کیا ہے عبد الصمد بن عبد الوارث نے اپنے والد سے لہذا اسی وجہ سے اس کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے صحیح میں۔

اور ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عمر و ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو سعید اسماعیل بن سخویہ بن ادریس جرجانی نے، وہ صادق تھا امین تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عسرا بسطامی نے، اس نے کہا تھا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الصمد بن عبد الوارث نے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی عبد العزیز بن صہیب نے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی طوالت کے ساتھ۔

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے تین سوالات ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صفحانی نے، ان کو عبد اللہ بن بکیر نے، ان کو حمید طویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی حالانکہ وہ اپنی زمین پر کام کر رہے تھے تو فوراً حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمیں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی شرطوں میں سے پہلی شرط کیا ہے؟ اور وہ پہلا کھانا کونسا ہے جسے اہل جنت کھائیں گے؟ اور وہ کون سی چیز بچے کو اپنے والد یا والدہ کی شکل و صورت کی طرف کھینچتی ہے؟ (یعنی کبھی باپ کی کبھی ماں کی شکل کیوں ہوتا ہے؟)

حضور ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں ابھی ابھی جبرائیل امین نے خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے پوچھا کہ واقعی جبرائیل علیہ السلام نے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! جبرائیل نے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو فرشتوں میں سے یہود کے دشمن ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی :

من كان عدوا لجبرئيل فانه نزله على قلبك

عبد اللہ بن سلام کے سوالات کے جوابات ..... بہر حال قیامت کی پہلی شرط وہ ایک آگ ہوگی جو لوگوں کے سامنے مشرق سے مغرب تک آئے گی۔ بہر حال پہلا طعام جس کو اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہوگا۔ بہر حال بچے کا جہاں تک معاملہ ہے جب آدمی کا پانی عورت کے پانی سے سبقت کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ (یہ جواب سنتے ہی) عبد اللہ بن سلام نے کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله۔ یا رسول الله! یہودی لوگ ایک ایسی قوم ہیں جو اپنے جھوٹ سے جسے انہوں نے خود افترا کیا ہوتا ہے، سننے والے کو حیران و پریشان کر دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے جان لیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں آپ کے ان سے سوال کرنے سے قبل، تو وہ مجھے جھوٹا قرار دے دیں گے۔ لہذا یہودی حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عبد اللہ بن سلام تمہارے اندر کیا شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہم میں سے بہترین شخص ہے اور بہترین شخص کا بیٹا ہے وہ ہمارے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ وہ بولے کہ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو جائے۔

اتنے میں عبد اللہ بن سلام باہر آگئے اور کہنے لگے، اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ یہودیوں نے سنا تو وہ بولے ابن سلام ہم میں بدترین شخص ہے اور بدترین شخص کا بیٹا ہے اور اس کی برائی کرنے لگے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اسی بات سے ڈر رہا تھا۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن سے، اس نے عبد اللہ بن بکر سے۔

عبد اللہ بن سلام نے آپ علیہ السلام کو علامات نبوت سے پہچانا ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان ابوازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن عثمان بن ابوشیبہ کوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ضحاک بن حارث نے، ان کو عبد اللہ بن اسحاق نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عبد اللہ بن ابوبکر نے یحییٰ بن عبد اللہ سے، اس نے آل عبد اللہ بن سلام کے ایک آدمی سے۔ انہوں نے کہا عبد اللہ بن سلام کی کہانی کچھ اس طرح تھی جب وہ مسلمان ہوئے وہ ایک عالم تھے یہودیوں سے۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا، کہتے تھے کہ میں نے ان کی صفت پہچان لی اور آپ کا نام اور آپ کی شکل و صورت بھی پہچان لی اور وہ جو ہم ان کا انتظار کرتے تھے۔ میں اس بارے میں خوش تھا مگر اس بات پر خاموش تھا حتیٰ کہ حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے۔ جب حضور ﷺ قباء میں اترے بنو عمرو بن عوف میں ایک آدمی آیا اس نے حضور ﷺ کی آمد کی خبر دی۔ میں کھجور کی چوٹی پر چڑھا ہوا تھا اس میں کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث نیچے بیٹھی تھی میں نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو میں نے اللہ اکبر کہا۔ لہذا میری پھوپھی نے جب میری تکبیر سنی تو اس نے مجھے کہا اگر تو حضرت موسیٰ بن عمران کی آمد کے بارے میں سنتا تو کس قدر زیادہ خوش ہو کر زیادہ تکبیر کہتا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے پھوپھی جان! وہ محمد ﷺ اللہ کی قسم موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر ہے۔ وہ اسی دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ کہنے لگی اے بھتیجے کیا بھلا وہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر دی جاتی تھی کہ وہ قیامت کے ساتھ بھیجا جائے گا؟ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا جی ہاں وہی ہے۔ پھوپھی نے کہا پھر صحیح ہے۔

عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا، جا کر مسلمان ہو گیا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آیا۔ میں نے ان سے اسلام لانے کو کہا وہ بھی مسلمان ہو گئے اور میں نے اپنا اسلام یہودیوں سے چھپایا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے انہیں بتایا کہ یہودی جھوٹ اور افتراء باندھنے والی قوم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے بعض گھروں میں چھپالیں پھر آپ ان سے میرے بارے میں پوچھیں وہ آپ کو میرے بارے میں خبر دیں گے کہ میں ان میں کیسا ہوں میرے اسلام لانے کو جاننے سے قبل۔ کیونکہ اگر وہ میرے اسلام لانے کو جان لیں گے تو وہ مجھ پر بہتان باندھ لیں گے اور مجھ پر عیب لگائیں گے۔ لہذا حضور ﷺ نے مجھے کسی گھر میں داخل کر دیا۔

یہودی ان کے پاس آئے انہوں نے حضور ﷺ سے کلام کیا اور حضور ﷺ سے سوالات بھی کئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عبد اللہ بن سلام تمہارے اندر کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ وہ ہم میں بہتر ہے اور ہمارا عالم ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جب اپنی بات سے فارغ ہو گئے تو میں اچانک ان کے سامنے نکل کر آ گیا اور میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اے یہودی کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور تم اس دین کو قبول کر لو جو یہ (محمد ﷺ) تمہارے پاس لے کر آیا ہے۔ پس اللہ کی قسم تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اللہ کا رسول ہے تم ان کے بارے میں اپنے ہاں توراہ میں لکھا ہوا پاتے ہو اس کی صفت کو اور اس کے نام کو۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں، میں انہیں پہچان چکا ہوں۔ یہودیوں نے کہا ابن سلام تم جھوٹ کہتے ہو اس کے بعد وہ میری برائیاں کرنے لگ گئے۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو بتایا نہیں تھا کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں اہل غدر ہیں (دھوکے باز ہیں)، اہل کذب ہیں (جھوٹے ہیں)، اہل فجور ہیں (بد کردار ہیں)۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا اور اپنے اہل بیت کا اسلام اور میری پھوپھی بھی مسلمان ہو گئی حارث کی بیٹی۔ اس نے اپنے اسلام کو اچھا کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۳۸-۱۳۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن فضل قطان نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن عوذ اللہ بصری نے، ان کو عوف اعرابی نے زرارہ بن اونی سے، اس نے عبداللہ بن سلام سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور لوگ آپ کی طرف دوڑ گئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ آگئے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں میں آیا کہ میں آپ کے چہرے کو دیکھوں۔ میں نے جب آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہے۔ اور پہلی بات جو میں نے ان کی سنی تھی یہ تھی کہ انہوں نے فرمایا تھا اے لوگو! کھانا کھلایا کرو، سلام کرنے کو عام کیا کرو، صلہ رحمی کیا کرو اور اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ نیند کر رہے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ میں اس لئے آیا تھا کہ میں آپ ﷺ کے چہرے کو بھانپنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا اور فرمایا کہ رات کو نماز ادا کیا کرو حالانکہ لوگ سو رہے ہوں تم اسلام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اہل مدینہ نے خود اپنے بتوں کو گرایا ..... (۶) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مدینے میں آمد کے وقت کچھ بت تھے جن کی کچھ لوگ عبادت کرتے تھے اہل مدینے میں سے جنہیں وہ چھوڑتے نہیں تھے۔ ان کے پاس ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان بتوں کے پاس انہوں نے آکر ان کو گرایا۔ اور ابو یاسر بن اخطب حی بن اخطب کا بھائی متوجہ ہوا۔ یہ حی بن اخطب حضور ﷺ کی زوجہ صفیہ کے والد تھے اور آکر نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اس نے حضور ﷺ کی باتیں سنی اور ان سے بات چیت کی اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گیا۔ یہ اس سے بعد کا واقعہ ہے جب قبلہ مسجد الحرام کی طرف پھیر دیا گیا تو اس وقت ابو یاسر نے کہا اے میری قوم میری بات مانو بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس وہ سب کچھ بھیج دیا ہے جس کا تم انتظار کر رہے تھے لہذا اس کی اتباع کرو اس کی مخالفت نہ کرو۔

چنانچہ ان کا بھائی چلا گیا جب اس نے یہ بات سنی۔ وہ ان دنوں یہود کا سردار تھا اور وہ دونوں بنو نظیر میں تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، ان کے پاس بیٹھ گیا اور حضور ﷺ کی باتیں سنی پھر اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آیا۔ وہ ان میں مطاع تھا لوگ اسی کی اطاعت کرتے تھے، آکر کہنے لگا اللہ کی قسم میں ایک ایسے شخص کے ہاں سے آ رہا ہوں میں ہمیشہ جس کا دشمن رہا ہوں گا۔ اس کے بھائی ابو یاسر نے کہا اے میرے ماں جائے (میری ماں کے بیٹے) اس امر میں آپ میری اطاعت کریں ایک بار اس کے بعد میری نافرمانی کر لینا، بعد میں اگر آپ چاہیں۔ آپ ہلاک نہیں ہوں گے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تیری اطاعت نہیں کروں گا اس پر شیطان غالب آیا اور اس کی قوم نے بھی اسی کی مرضی کے مطابق اس کی اتباع کر لی۔ (البدلیۃ والنہیۃ ۲۱۲/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابو بکر نے، ان کو ایک حدیث بیان کرنے والے نے صفیہ بنت حی سے، کہ اس نے کہا میں اپنے بھائی اور اپنے چچا کو بہت پیاری تھی جب بھی وہ اپنے اپنے بیٹوں کو لئے ہوتے تھے ان سے ملتی تو مجھے ضرور لیتے تھے (بچپن میں)۔ جب رسول اللہ ﷺ قباء میں آگئے تو وہ بنو عمرو بن عوف کی بستی میں اترے (اس وقت) میرے والد اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب صبح منہ اندھیرے ان کے پاس چلے گئے تھے۔ اللہ کی قسم (وہ سارا دن وہیں ان کی باتیں سنتے رہے) واپس مغرب کے بعد ہی آئے تھے مگر جب آئے تو پاگلوں کی

طرح تھے انتہائی سست اور گرے گرے، بڑی کمزوری سے چل رہے تھے۔ میں جا کر ان پر گری، یعنی ملنے لگی جیسے کرتی تھی۔ اللہ کی قسم دونوں میں سے ایک نے بھی میری طرف نہ دیکھا۔ میں نے اپنے چچا ابویاسر سے سنا وہ میرے والد سے کہہ رہے تھے کیا وہ وہی ہے سچ مچ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں بالکل وہی ہے اللہ کی قسم۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کی آنکھوں سے اور اس کی صفت سے اس کو اچھی طرح پہچان لیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم۔ پھر اس نے پوچھا کہ تیرے دل میں اس کے بارے میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم اس کی عداوت باقی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۳۰-۱۳۱)

### یہودیوں کے سوالات و اعتراضات اور ان کے جوابات میں اترنے والی آیات

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت نے، ان کو سعید بن جبیر نے اور ان کو عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عبید مسلمان ہوئے اور دیگر لوگ جو ان کے ساتھ یہود میں سے مسلمان ہوئے تھے وہ لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی تھی اور اسلام میں انہوں نے رغبت کی اور اس میں شامل ہو گئے تو یہودیوں کے عالموں نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے اندر میں سے اہل کفر ہیں۔ جن جن لوگوں نے محمد کی اتباع کی ہے اور اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں وہ لوگ ہمارے اندر اشرار لوگ تھے (شریروں نے اسلام قبول کیا ہے)۔ ہمارے شرفاء نہیں ہیں وہ لوگ اگر ہمارے شرفاء ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

لیسوا سوءاً من اهل الكتاب منهم امة قائمة يتلون آيات الله اناء الليل وهم يسجدون يؤمنون بالله واليوم  
الآخر ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات واولئك من الصالحين -  
(آل عمران : آیت ۱۱۳-۱۱۴) - (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۸۵)

سارے اہل کتاب برابر نہیں ہیں ان میں سے۔ ایک جماعت ایسی ہے جو راتوں کو کھڑے ہو کر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں رات کے لمحات کے اندر اور وہ اللہ کے آگے جھکتے ہیں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں آخرت کے دن پر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں وہی لوگ صالحین ہیں۔

اور رفاعہ بن زید تابوت یہودیوں کے سرداروں میں سے تھا۔ وہ جب حضور ﷺ سے بات کرتا تو اپنی زبان کو بل دے کر بولتا تھا (ازراہ طنز و طعن) اور کہتا تھا کہ اے محمد! آپ اپنے کان ہماری طرف کریں تاکہ ہم تجھے سمجھ سکیں۔ پھر وہ اسلام میں طعن کرتا اور حضور ﷺ کو عیب لگاتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری :

الم ترالی الدين اتوا نصيباً من الكتاب يشترون الضلالة ويريدون ان تضلوا السبيل ..... فلا يؤمنون الا قليلا -  
(سورۃ نساء : آیت ۳۵-۳۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کا ایک حصہ عطا کئے گئے ہیں اور وہ ضلالت و گمراہی کو خرید کرتے ہیں اور وہ راستے سے بھٹکنا چاہتے ہیں الا قليلاً تک -

رسول اللہ ﷺ نے علماء یہود کے سرداروں سے بات کی ان میں سے عبد اللہ بن صوری اور کعب بن اسد رضی اللہ عنہما حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے یہود کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو، اللہ کی قسم تم لوگ جانتے ہو کہ میں جو دین تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ برحق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد! ہم اس کو نہیں پہچانتے اور انہوں نے اس چیز کا انکار کیا جس کو وہ پہچانتے تھے اور وہ کفر پر مصر ہو گئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

يا ايها الذين اوتوا الكتاب آمنوا بما نزلنا مصدقاً لما معكم من قبل ان نطمس و جوهاً فتردها على اديبارها  
او نلعنهم كما لعنا اصحاب السبت و كان امر الله مفعولاً - (سورة نساء)

اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تم لوگ اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہم نے تمہاری کتاب کی تصدیق کندہ اتاری ہے اس وقت سے پہلے کہ ہم چہروں کو مسخ کر دیں گے  
اور ان کو پیٹھ کی طرح کر دیں گے یا ہم ان پر لعنت کر دیں جیسے ہم نے ہفتے کے دن کے بارے میں گڑ بڑ کرنے والوں پر لعنت کی تھی اور یہ معاملہ طے شدہ تھا۔

سکین اور عدی بن یزید نے کہا، اے محمد! ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی کتاب اتاری ہو موسیٰ علیہ السلام کے بعد۔  
پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے بارے میں یہ آیت اتاری :

انا او حيننا اليك كما او حيننا الى نوح و النبيين من بعده - آلی اخرہ

ہم نے اے محمد! آپ کی طرف بالکل اسی طرح وحی کی ہے جیسے ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف اور دیگر تمام نبیوں کی طرف وحی کی تھی جو ان کے بعد آئے تھے۔

آپ علیہ السلام کے پاس ایک جماعت آئی ..... اور ایک مرتبہ یہودیوں میں سے ایک جماعت حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئی،  
حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: خبردار! تم لوگ جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس بات کو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے  
یہ آیت نازل فرمائی :

لكن الله يشهد بما انزل اليك انزله بعلمه و الملائكة يشهدون و كفى بالله شهيدا -

اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے اس کی جو اس نے آپ کی طرف نازل کی اس نے اس کو علم کے ساتھ نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔

اور حضور ﷺ کے پاس (یہودیوں میں سے) نعمان بن امضا اور بحری بن عمرو اور شاس بن عدی آئے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات چیت کی  
اور حضور ﷺ نے ان سے کہا اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اللہ کی ناراضگی سے ان کو ڈرایا۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں اللہ سے نڈرائیں اے محمد! اللہ کی قسم  
ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اللہ کے محبوب ہیں عیسائیوں کے قول کی طرح۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت اتاری :

وقالت اليهود و النصارى نحن ابناؤ الله و احباءه قل فلم يعذيكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق -

(سورة: مائدہ)

یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ فرمادیتے تھے کہ اگر یہی بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے جرائم کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا رہا ہے  
(نہیں ایسی بات نہیں ہے) تم لوگ بھی اللہ کے پیدا کردہ انسان ہو۔

لہذا حضرت معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ اور عقبہ بن وہب نے ان سے کہا، اے یہود کی جماعت! اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم تم لوگ اچھی  
طرح جانتے ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اللہ کی قسم تم اس کی بعثت سے پہلے اس کا ذکر ہم سے کرتے رہتے تھے اور اس کی صفت بیان کرتے رہتے تھے  
(لہذا یہودیوں میں سے) رافع بن حریمہ اور وہب بن یہود نے کہا کہ ہم لوگوں نے تم سے یہ بات نہیں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد  
کوئی کتاب نازل نہیں کی اور نہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی بشیر و نذیر بھیجا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری :

يا اهل الكتاب قد جاءكم رسول لكم على فتره من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشير ولا نذير

فقد جاءكم بشر و نذير و الله على كل شىء قدير -

اے اہل کتاب! تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے وہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے رسولوں کے وقفے زمانے کے بعد تاکہ تم لوگ یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو  
کوئی بشیر و نذیر ہی نہیں آیا تھا۔ لویہ تمہارے پاس بشیر و نذیر آ گیا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کی خبر بیان کی ہے اور یہ بات بھی بتائی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف سے  
سابقہ پڑا تھا اور اس پر انہوں نے جو اللہ کے حکم کو توڑا تھا یہاں تک کہ وہ دھرتی پر چالیس سال تک سزا کے مستحق قرار پائے تھے۔

اور کعب بن اُسید اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شأس بن قیس میں سے بعض نے بعض سے کہا چلو چلتے ہیں محمد (ﷺ) کے پاس، شاید ہم اس کو اس کے دین سے بھلا دیں وہ بھی ایک بندہ تو ہے۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آئے اور بولے اے محمد! آپ نے تحقیق پہچانا کہ ہم لوگ یہود کے عالم ہیں اور ان کے اشراف ہیں اور سردار ہیں اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو سارے یہودی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہیں کریں گے۔ بے شک ہمارے اور فلاں ہماری قوم کے لوگوں میں کچھ اختلاف سا ہے اور جھگڑا ہے ہم ان کو فیصلے کے لئے آپ کے پاس لے آئے ہیں آپ ان کے خلاف اور ہمارے حق میں ہمارا فیصلہ کر دیجئے گا ہم آپ کے اوپر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اتاری :

و ان احکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبعہم اھواءہم واحذرہم ان یفتنوک الی قولہ یوقنون۔

اے پیغمبر ﷺ آپ ان کے درمیان قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کیجئے مگر ان کی خواہش کی اتباع نہ کیجئے اور ان سے ڈرتے اور بچتے رہیے کہ کہیں وہ آپ کو فتنے میں نہ مبتلا کر دیں۔ (یہ آیت نازل ہوئی یوقنون تک)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۹۶-۱۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد الصفرانے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد ابن نصر لباد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن حماد نے، ان کو اسباط نے، سُدّی سے، اس نے ابو مالک سے، اس نے ابو صالح سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حذّہ ہمدانی سے، اس نے ابن مسعود سے، اس نے اصحاب رسول کے کچھ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

ولما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما معہم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم

ما عرفوا کفروا بہ

جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی ایسی کتاب آگئی جو ان کے پاس موجود کتاب کو سچ بتاتی ہے اور وہ لوگ خود بھی اس سے قبل کافروں کے خلاف غلبہ مانگتے تھے۔ جب وہ خبر آگئی جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس کے ساتھ کفر کر لیا۔

کہتے ہیں کہ عرب یہودیوں کے ساتھ گزرتے تھے اور ان کو ایذا پہنچاتے تھے اور وہ لوگ محمد ﷺ کا توراہ میں ذکر پاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے تھے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نبی بنا کر بھیج دے اور وہ لوگ اس نبی کے ساتھ مل کر عربوں سے قتال کریں گے۔ مگر ہوا یہ کہ جب ان کے پاس محمد ﷺ آگئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر کر لیا محض اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔

علماء یہود نے حسد کیا ..... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن منصور کوفی نے، ان کو احمد بن ابو عبدالرحمن نے، ان کو حسن نے حکم سے ان کو سدی نے ابو مالک سے اس نے عباس رضی اللہ عنہما سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے توراہ میں بدل دیا اپنی کتاب کے اندر اور کہنے لگے کہ ہمارے محمد ﷺ کی تعریف موجود نہیں ہے اور کمتر اور بے عزت لوگوں سے کہا کہ یہ محمد ﷺ کی صفت نہیں ہے جو یہ مذکور ہے کہ وہ ایسے ایسے آئیں گے، بلکہ ایسے ایسے ہے اس کی صفت جیسے انہوں نے بدل لی تھی یعنی اس کی صفت ایسے ہے جیسے وہ بیان کر رہے ہیں۔ گویا کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے اس بارے میں تلمیس سے کام لیا۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ علماء یہود کی روزی بنی ہوئی تھی اور کھانے کا ایک ذریعہ بنا ہوا تھا کہ ان کو چھوٹے لوگ ان پڑھ اور غریب لوگ کھلاتے تھے اس لئے کہ وہ توراہ پر قائم ہیں اور اس کے عالم ہیں یہودیوں کو یہ خوف ہوا کہ اگر یہ عوام ایمان لے آئے محمد ﷺ کے ساتھ تو ان کی یہ کمائی ختم ہو جائے گی اور آمدنی ختم ہو جائے گی۔

## مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کا مسجد تعمیر کرنا اور اس بارے میں طلق بن علی یمامی کی روایت پھر ان کی واپسی اپنی قوم کے ساتھ اور حضور ﷺ کا گلی کیا ہوا پانی ساتھ لے جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی زمین کھجور سکھانے کا میدان تھا جو بنو نجار کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ جو اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ ان دونوں لڑکوں کا نام سھل اور سھیل تھا باپ کا نام عمر تھا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کی مدینے میں تشریف آوری سے قبل اسی جگہ پر لوگ نماز پڑھتے تھے۔ ان دونوں نے وہ زمین رسول اللہ ﷺ کو دے دی تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسعد بن زرارہ نے ان دونوں کے سامنے اپنے ایک کھجوروں کے باغ دینے کی پیش کش کی تھی جو کہ بنو بیاضہ میں تھا، اس زمین کے بدلے میں ان لڑکوں نے کہا تھا ہم وہ زمین رسول اللہ ﷺ کو دے دیتے ہیں۔

مسجد نبوی ﷺ کی زمین خریدی گئی ہے ..... اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس زمین کو ان دونوں سے خرید لیا تھا اور اس کو مسجد بنا دیا تھا۔ لہذا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب اینٹیں اٹھا اٹھا کر لارہے تھے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھائے ہوئے فرما رہے تھے :

هذا الحمال لا حمال خبير  
هذا ابرر بنا واطهر  
اللهم لا خير الا خير الاخرة  
فارحم الانصار والمهاجره

ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں سے کسی آدمی کے شعر کے ساتھ تمثیل بیان کی تھی جس کا حدیث میں نام نہیں لیا گیا اور مجھے حدیث میں یہ بات نہیں پہنچی اشعار کے علاوہ۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عقیل سے اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے ہجرت کے قصے میں۔ (فتح الباری ۲۳۹/۷-۲۴۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عبد الوارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو عبد الوارث بن سعید نے، ان کو ابو التیاح نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو بالائی مدینے میں اترے تھے ایک قبیلے میں جنہیں بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔ آپ نے وہاں پر چودہ راتیں قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے بنو نجار کی ایک جماعت کے پاس پیغام بھیجا وہ لوگ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا تھا کہ میں حضور ﷺ کو آپ کی سواری پر سوار ہوئے دیکھ رہا ہوں اور ابو بکر صدیق ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور بنو نجار کی ایک جماعت ان کے گرد ہے۔ یہاں تک کہ آپ ابو ایوب انصاری کے صحن میں اترے۔ حضور ﷺ اسی جگہ نماز پڑھ لیتے تھے جہاں نماز کا وقت آپ کو پالیتا تھا۔ اور نماز پڑھ لیتے بکریوں کے ریوڑ کی جگہ پر (یعنی قریب میں صاف جگہ دیکھ کر)۔ اس کے بعد آپ نے مسجد بنانے کا

حکم دیا۔ آپ نے بنو نجار کی ایک جماعت کے پاس پیغام بھیجا وہ آئے۔ آپ نے فرمایا: اے بنو نجار! اپنی یہ حویلی اور یہ باغ مجھے فروخت کر دو قیمتاً۔ انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں ہم لوگ آپ سے اس کی قیمت طلب نہیں کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس زمین میں یہ کچھ تھا جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس جگہ مشرکین کی چند قبریں تھیں اور کچھ ویران پڑی ہوئی جگہ تھی اور اس زمین میں کچھ کھجور کے درخت تھے۔ حضور ﷺ نے حکم دیا اور وہ مشرکین کی قبریں اُکھاڑ پھینکی گئیں اور ویران اور خراب جگہ برابر کر دی گئی اور کھجور کاٹ دی گئی اور ان کے تنے قبلہ کی طرف سے قطار میں کھڑے کر دیئے گئے جس سے قبلہ کی طرف دیوار بن گئے اور دونوں طرف سے پتھر لگا دیئے گئے۔ سلمان پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھنے لگے اور حضور ﷺ بھی ان کے ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے:

اللَّهُمَّ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرِ الْاٰخِرَةِ - فَاَنْصِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روز باری نے، ان کو ابو بکر محمد بن داسہ تمار نے بصرہ میں، ان کو ابو داؤد جستانی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوالتیاح سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی جگہ بنی نجار کی حویلی تھی اس میں کھیتی تھی اور کھجوریں تھیں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ زمین کی قیمت طے کرو۔ اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لینا چاہتے۔ لہذا کھجوریں کاٹ دی گئیں اور کھیت برابر کر دیا گیا اور مشرکین کی قبریں اُکھاڑ دی گئیں۔

کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث چلائی اور کہا لفظ فاغفر، فانصر کی جگہ۔ موسیٰ نے کہا کہ ہمیں عبدالوارث نے حدیث بیان کی ہے۔ اسی کی مثل اور عبدالوارث کہتے ہیں خربت۔ اور عبدالوارث نے گمان کیا ہے کہ انہوں نے حماد کو اس حدیث کا فائدہ دیا۔

### سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو خوبصورت بنوایا

(۴) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روز باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مجاہد بن موسیٰ نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم نے، ان کو ان کے والد نے صالح سے، ان کو نافع نے یہ کہ عبد اللہ بن عمر نے، اس کو خبر دی تھی کہ مسجد نبوی عہد رسول میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی چھڑیوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں کوئی اضافہ نہیں فرمایا تھا۔ ہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں اضافہ فرمایا تھا۔ انہوں نے اس کی تعمیر انہیں بنیادوں پر کی جن پر عہد رسول میں کچی اینٹوں کے ساتھ اور کھجور کی چھڑیوں کے ساتھ اور اس کے ستون دوبارہ بنائے لکڑی کے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا۔ انہوں نے اس کی دیواریں پتھروں کی بنوائیں جن پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ پتھروں اور چاندی کے ساتھ اور مسجد کے ستون منقش لکڑی کے بنوائے اور مسجد کی چھت سا گوان کی بنوائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے، اس نے یعقوب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محبوبی نے، ان کو محمد بن معاذ سلمیٰ نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ بن عمران نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابو علی روز باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن حاتم نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے شیبان سے، اس نے فراس سے، اس نے عطیہ سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مسجد نبوی کے ستون عہد رسول میں کھجور کے تنوں کے تھے۔ ان کے اوپر کھجور کی چھڑیوں کی چھت تھی پھر وہ خلافت ابو بکر میں پرانی ہو گئی تھی لہذا انہوں نے اس کو کھجور کے تنوں کا بنوایا تھا اور کھجور کی چھڑیوں سے پھر وہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں پرانی ہو گئی۔ انہوں نے اس کو پکی اینٹوں سے بنوایا وہ قائم اور ثابت ہے آج تک (یعنی مصنف کے دور تک) اور ابو عبد اللہ کی



ایک روایت میں ہے کہ قیامت اور اس میں لفظ حَزَبَتْ کے بدلے میں نَحْرَتْ ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے اس کی اسناد میں اس میں مروی ہے عطیہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ علیہ السلام کی شرکت ..... (۶) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابوالدنیانے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن حماد ضعی نے، ان کو عبد الرحیم بن سلمان نے اسماعیل بن سلمہ سے، اس نے حسن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی تو آپ کے اصحاب نے اس میں آپ کی اعانت کی، حضور ان کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کچی اینٹیں اٹھا کر دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کا سینہ مبارک غبار آلود ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھپرہ بنا دو موسیٰ کے چھپرے کی طرح۔ اسماعیل بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ چھپرہ موسیٰ کیسا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ جب ہاتھ اٹھاتے تھے تو چھت تک پہنچتا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۱۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابو احسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احسین بصری نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن حماد نے، ان کو ابو سلمہ منقری نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوسنان سے، اس نے یعلیٰ بن شداد بن اوس سے، اس نے عبادہ سے کہ انصار نے کچھ مال جمع کیا پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے ساتھ ہمارے لئے مسجد بنوائیے اور اس کو آراستہ کیجئے، کب تک ہم کھجوروں، چھپروں تلے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے اعراض نہیں ہے یہ چھپری ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی چھپری تھی۔ (ایضاً ۲/۳۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ملازم بن عمرو نے، ان کو عبد اللہ بن بدر نے، ان کو قیس بن طلق نے، ان کو ان کے والد طلق بن علی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد کی بنا کی مدینے میں۔ آپ فرما رہے تھے کہ قریب کرو ایمانی گارے کے اس سے تمہاری تعمیر اچھی ہوگی۔

اور مجھے حدیث بیان کی اس کے بعد اس کے بیٹوں نے کہ آپ نے یوں فرمایا تھا، یہ زیادہ مضبوط ہوگی اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے ان کے والد طلق بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جا کر ان کو خبر دی کہ ہماری سرزمین پر ہمارا ایک معبد ہے (گرجا)، ہم لوگوں نے حضور ﷺ سے آپ کے وضو کا بچا ہو پانی طلب کیا تو آپ نے پانی منگوایا اور آپ نے گلی بھری اور گلی کر کے اس کو ہمارے برتن میں ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ پانی لے جائیے۔ جب تم لوگ اپنے شہر میں پہنچو تو اپنے معبد (گرجے) کو توڑ دو۔ اور اس جگہ پر یہ پانی چھڑک دو پھر اس جگہ پر مسجد بنا دو۔ ہم نے عرض کی اے اللہ کے نبی! شہر بہت دُور ہے یہ پانی تو خشک ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بڑھا لو پانی کے ساتھ، بے شک وہ اس کی خوشبو کو اور زیادہ کر دے گا۔

ہم میں سے ہر شخص اس پر اصرار کرنے لگا کہ اس پانی کے برتن کو میں اٹھاؤں گا۔ لہذا ہم لوگوں نے بار بار مقرر کیں اپنے مابین کہ ہر شخص ایک دن اور ایک رات تک اس کو اٹھائے گا۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے اسی طرح کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت دی تھی۔ ہم لوگوں نے اس وقت قبیلہ بنو طے کے ایک آدمی کو راہب مقرر کر رکھا تھا۔ ہم نے جب نماز کی اذان کہی تو راہب نے کہا یہ دعوت حق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص بھاگ گیا اس کے بعد وہ کبھی نظر نہ آیا۔

## وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی

### اور اس میں نمازیں پڑھنے کی فضیلت

(۱) بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ وہ مسجد (جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے) وہ مسجد تقویٰ ہے۔ تحقیق ہمیں خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو حمید بن صخر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوسعید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے اس مسجد کے بارے میں پوچھا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹی بھری اور اسے زمین پر مار دیا، پھر فرمایا کہ یہی ہے یعنی مسجد مدینہ۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن اسحاق فاہبی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابوالحسن بن ابومیسرہ نے، ان کو مطرف بن عبد اللہ مزنی نے، ان کو احمد بن عبد اللہ بن محمد بن حبل نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ دونوں میں سے ایک نے کہا۔ چنانچہ ایک نے کہا کہ وہ مسجد رسول اللہ ﷺ ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ مسجد قباء ہے۔ لہذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر آپ سے اس مسجد کے بارے میں پوچھا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی وہ میری مسجد ہے۔ (مسند احمد)

یہ روایت مسند احمد میں ہے۔ (مسند احمد ۱۱۶/۵)

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت ..... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن وہب نے یہ کہ عبد الحمید بن جعفر نے اس کو حدیث بیان کی کہ عمران بن ابوانس نے اس کو حدیث بیان کی کہ سلمان الاغر نے اس کو حدیث بیان کی کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ خبر دے رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کرنے والا سفر کرے تین مساجد کی طرف۔ مسجد کعبہ، اور میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد ایلیا (بیت المقدس) اور میری مسجد میں نماز پڑھنا زیادہ پسندیدہ ہے میرے نزدیک نماز سے۔ زیادہ محبوب ہے میرے نزدیک ہزار نماز سے جو اس کے سوا کسی مسجد میں ہو مگر مسجد کعبہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہارون بن سعید سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو سیار بن معرور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ وہی مسجد ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بنایا تھا اور ہم ان کے ساتھ تھے مہاجرین بھی اور انصار بھی، ان سب نے اس میں نماز پڑھی تھی تو جو شخص تم میں سے اس میں جگہ نہ پائے اسے چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے۔

## وہ چیز جس کے بارے میں مصطفیٰ ﷺ نے خبر دی تھی

اپنی مسجد بناتے وقت پھر اس کی سچائی آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی اس چیز میں اور اس کی دیگر مثالوں میں واضح دلالت ہے آپ کی نبوت پر

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو عمرو بن ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے، ان کو ابو القاسم بغوی نے، ان کو ابو کامل جحدری نے، ان کو عبد العزیز بن مختار نے، ان کو خالد حذاء نے عکرمہ سے یہ کہ حضرت ابن عباس نے ان سے کہا اور اپنے بیٹے علی سے کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان کی حدیث جا کر سنو۔ عکرمہ نے کہا کہ ہم دونوں چلے گئے۔ وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے جب ہمیں دیکھا تو وہ اپنی چادر لے کر پیٹھ کے پیچھے ڈال کر گھٹنوں سے نیچے اپنے آپ کو باندھ کے بیٹھ گئے اور ہمیں حدیث بیان کرنے لگے، یہاں تک کہ تعمیر مسجد کے ذکر پر پہنچے تو فرمایا کہ ہم لوگ ایک ایک کر کے اینٹیں اٹھا رہے تھے اور عماد دودوا اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ازراہ شفقت اس کے اوپر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا، افسوس ہے کہ اس کو باغی جماعت قتل کرے گی جبکہ یہ ان کو جنت کی طرف بلارہا ہوگا اور لوگ اس کو جہنم کی طرف بلارہے ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ عمار کہنے لگے :

اعوذ باللہ من الفتن۔ (میں فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں مسدد سے، اس نے عبد العزیز سے مگر انہوں نے یہ قول ”تقتلہ الفئة الباغیة“ کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا، کو ذکر نہیں کیا۔ اور ان کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ خالد حذاء سے۔ (فتح الباری ۱/۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴)

اے عمار تجھے فرقہ باغی قتل کرے گا ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے، ان کو وہب بن بقیہ نے، ان کو خالد نے یعنی ابن عبد اللہ واسطی نے، ان کو ابن عبد الکریم نے، ان کو اسحاق بن شاہین نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے اور علی بن عبد اللہ بن عباس سے کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔ ہم ان کے پاس گئے۔ وہ اس وقت اپنے باغ میں تھے، انہوں نے ہمیں جب دیکھا تو ہمارے پاس آئے تو انہوں نے اپنی چادر لی اور پھر بیٹھ گئے اور ہمیں حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ وہ مسجد کی تعمیر کے ذکر تک پہنچے۔ کہا کہ ہم لوگ اینٹیں اٹھانے لگے ایک ایک کر کے اور حضرت عمار دودوا اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو بلا کر اس کے اوپر سے غبار جھاڑنے لگے عمار کے سر سے اور کہنے لگے اے عمار! کیا آپ ایسے نہیں اٹھا رہے جیسے آپ کے ساتھی اٹھا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ سے اجر چاہتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ آپ اس سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے افسوس ہے اے عمار! تجھ کو فرقہ باغی قتل کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو جہنم کی طرف بلارہے ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ عمار نے کہا میں رحمن کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابو حفص نے عمر بن حسن حلبی سے، ان کو ابن ابی سمینہ نے، ان کو عبد الوہاب ثقفی نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس نے فرمایا آپ چلیں علی بن عبد اللہ کے ساتھ ابوسعید کی طرف جا کر اس کی حدیث سنیں۔ ہم لوگ اس کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں جو کچھ بیان کیا اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد بنا رہے تھے۔ عمار حضور ﷺ کے پاس سے گزرے تو وہ دودوا اینٹیں اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا، افسوس ہے ابن سمیہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ابراہیم بن موسیٰ سے، اس نے عبد الوہاب سے اس لفظ کے سوا گویا کہ اس نے اس کو ترک کر دیا تھا ابو نضرہ سے اس نے ابو سعید عکرمہ سے اس میں سے۔

آپ علیہ السلام نے عمار کے سر کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن نعیم نے، ان کو محمد بن شنی نے (ح)۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے، کہا کہ حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابو سلمہ نے، اس نے سنا ابو نضرہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس نے خبر دی جو مجھ سے بہتر ہیں یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا عمار سے جس وقت وہ خندق کھود رہے تھے آپ ﷺ اس کے سر کو ہاتھ سے صاف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے مصیبت ہے ابن سمیہ کے لئے تجھے قتل کرے گی باغی جماعت۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن شنی سے اور محمد بن بشار سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابو سلمہ نے ابو نضرہ سے، اس نے ابو سعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی ہے اس نے جو مجھ سے بہتر ہیں یعنی ابو قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے کہا تھا مصیبت ہے ہلاکت تیرے لئے ابن سمیہ، تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم اور اسحاق بن منصور سے اور اس کو روایت کیا ہے خالد بن حارث نے شعبہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا تھا یعنی ابو قتادہ کو۔ اور ان کو روایت کیا ہے داؤد بن ابو ہند نے ابو نضرہ سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصہبانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو وہب نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے، ان کو ابو نضرہ نے، ان کو ابو سعید خدری نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب خندق کھودی تو لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار درد و تکلیف سے بے چین ہو رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ میرے اصحاب نے مجھے بات بتائی تھی کہ نبی کریم ﷺ اس کے سر سے غبار صاف فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے افسوس ہے ابن سمیہ تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم ۲۳۳/۴۔ منہاج ۵/۳)

تحقیق ابو نضرہ سے بیان کیا گیا اس نے ابو سعید خدری سے اس روایت میں جو دیگر لوگوں سے سنی گئی ہیں اس حدیث کے بارے میں اور اس میں ایک اینٹ اور دو دو اینٹ اٹھانے کا ذکر ہے، جیسے ان کو عکرمہ نے نقل کیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ خندق کا ذکر وہم ہو، ابو نضرہ کی روایت میں۔ یا پھر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات دونوں مقام پر کہی ہوگی تعمیر مسجد کے وقت بھی اور خندق والے دن بھی۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان دونوں کو ابو بکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے، ان کو عبد الملک بن محمد قاشی نے، ان کو عبد الصمد بن عبد الوارث نے، ان کو شعبہ بن حجاج نے خالد حذاء سے، اس نے سعید بن ابوالحسن سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمار کو قتل کرنے کا باغی گروپ۔

اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو شعبہ نے خالد حذاء سے، اس نے حسن سے اس نے اپنی ماں سے اسی حدیث کی مثل۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں عبد الصمد کی حدیث سے، اس نے شعبہ سے، اس نے خالد سے، اس نے سعید سے اور حسن سے، اس نے ان دونوں کی ماں سے۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی سے، ان کو محمد بن سعد عوفی سے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، ان کو ابن عون نے حسن سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے أم سلمہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق والے دن فرمایا تھا جبکہ وہ پتھر اٹھا رہے تھے، افسوس تیرے لئے ابن سمیہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن علیہ سے، اس نے ابن عون سے مگر اس میں خندق کا ذکر نہیں ہے۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو عمر نے اس سے جس نے سنی تھی جس سے وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنی ماں سے وہ سیدہ أم سلمہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں جب نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مسجد بنا رہے تھے صحابہ میں سے ہر شخص ایک ایک اینٹ اٹھا رہا تھا اور عمار دودوا اینٹیں اٹھا رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ اٹھے اور انہوں نے عمار کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اے ابن سمیہ! لوگوں کے لئے ایک اجر ہے اور تیرے لئے دو اجر ہیں اور دوسرا اجر تیرے لئے اضافی دودھ کا گھونٹ پینا ہے۔ (مسند رک اللحم ۳/۳۸۹-۳۸۹/۳-۳۱۹/۳)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوصالح عمر بن الطیب بن محمد عتری نے، ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ازہر بن مروان نے، ان کو عبد الوارث بن سعید نے، ان کو ابوالتیاح نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے پھر انہوں نے حدیث ذکر کی تعمیر کے بارے میں۔ ابوالتیاح کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن ابونذیل نے یہ کہ عمار بن یاسر ضبط و برداشت والے آدمی تھے، وہ دودو پتھر اٹھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے ملے، آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور کھڑے ہو کر ان کے سر سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا کہ افسوس ہے تیرے لئے اے ابن سمیہ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

(البدایة والنہایة ۳/۲۱۷)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو یعلیٰ نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبد الوارث نے، ان کو ابوالتیاح نے، اس نے اسی کی مثل ذکر کی ہے۔ مگر انہوں نے اس طرح ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ مٹی جھاڑنے لگے عمار کے سر سے اور سینے سے اور وہ کہہ رہے تھے اے ابن سمیہ! قتل کرے گی تجھے ایک باغی جماعت۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ابن طاؤس سے، اس نے ابو بکر بن محمد عمرو بن حزم سے، اس نے اس کے والد سے کہ اس نے اس کو خبر دی ہے کہ جب عمار بن یاسر قتل کر دیئے گئے تو عمرو بن حزم، عمرو بن العاص کے پاس آئے اور انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کیا وہ ان کے ساتھ تھا یا اس کو خبر دی ہے اس کے والد نے۔ بس فرمایا کہ عمار قتل کر دیئے گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ..... کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور ان اللہ واننا الیہ راجعون پڑھنے لگے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے آپ کا؟ انہوں نے کہا کہ عمار قتل کر دیئے گئے ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا عمار قتل ہو گئے پھر کیا ہو؟ عمرو نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا وہ فرما رہے تھے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ حضرت معاویہ نے ان کو جواب دیا کہ آپ اپنے پیشاب میں پھسل پڑے ہیں (یعنی آپ کی حجت و دلیل باطل ہے)۔ کیا ہم لوگوں نے اس کو قتل کیا ہے (بالکل نہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو قتل کیا ہے علی نے اور اس کے اصحاب نے وہی اس کو لے آئے تھے اور انہوں نے اس لاکر ہم لوگوں کے نیزوں کے آگے پھینک دیا تھا۔

یایوں کہا تھا کہ ہماری تلواروں کے آگے۔ (مسند احمد ۲/۱۹۹-۱۹۹/۲-مجمع الزوائد ۷/۲۳۲-۲۳۲/۷-۲۹۷/۹)

(۱۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو زکریا عنبری نے، ان کو محمد بن سلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن مسلم حلبی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عمش سے وہ کہتے تھے کہ ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ ہم لوگ جنگ صفین میں موجود تھے۔ جب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوتے تھے ادھر کے لوگ ادھر کے لوگ اور ادھر کے لوگ ادھر کے لوگوں میں۔ چنانچہ میں نے چار افراد کو دیکھا چل رہے تھے، معاویہ بن ابوسفیان، ابوالاعور سلمی، عمرو بن العاص اور ان کا بیٹا۔ چنانچہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے وہ اپنے والد سے کہہ رہے تھے کہ تحقیق ہم نے فلاں شخص کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کس نے مار دیا ہے؟ بولے عمار بن یاسر کو، کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن مسجد نبوی کی تعمیر کی تھی ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا کہ آپ دو دو اینٹیں اٹھا رہے ہیں حالانکہ آپ تکلیف سے پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں۔ آگاہ رہو آپ کو باغی لڑوہ قتل کر دے، اور آپ اہل جنت میں سے ہیں۔

چنانچہ عمرو معاویہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے حالانکہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا۔ معاویہ نے کہا خاموش رہو اللہ کی قسم آپ اپنے ہی پیشاب سے پھسلا کرتے ہیں (یعنی غلط سوچتے ہیں)۔ کیا ہم لوگوں نے اس کو قتل کیا ہے؟ (نہیں ہرگز نہیں) بلکہ اس کو تو علی نے اور ان کے احباب نے قتل کر دیا ہے وہ اس کو لے آئے اور لا کر ہمارے مابین پھینک دیا۔

جنت قریب آچکی ہے ..... (۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو ولید فقیہ نے اور ابو بکر بن قریش نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو حرملة بن یحییٰ نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عمار بن یاسر سے جنگ صفین میں اس دن جس دن وہ قتل کئے گئے تھے وہ پکار کر کہہ رہے تھے اُزْلِفَتِ الْحَنَّةُ جنت قریب آچکی ہے اور حوریں بیاہی جانے والی ہیں۔ آج کے دن ہم لوگ اپنے حبیب محمد ﷺ سے ملاقات کریں گے۔ انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ دنیا سے تیرا آخری زاد سفر وہ دودھ کا عطیہ ہوگا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو قبصہ نے، ان کو سفیان نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے ابو النختری سے، اس نے کہا کہ عمار بن یاسر کے پاس دودھ آیا اس دن جس دن وہ قتل کئے گئے تھے۔ وہ ہنس پڑے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آخری پینا جو آپ پیئیں گے جب آپ مریں گے وہ دودھ ہوگا۔ (متدرک ۳/۳۹۸۔ مسند احمد ۳/۳۱۹)

خلفاء راشدین کی تربیت ..... (۱۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو سعد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمام نے، ان کو یحییٰ بن عبد الحمید نے، ان کو حشر بن نباتہ نے سعید بن جہان سے، اس نے سفینہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد بنائی تو آپ نے ایک پتھر رکھا اس کے بعد فرمایا کہ میرے پتھر کے بعد ابو بکر اپنا پتھر رکھے اس کے برابر میں اس کے بعد فرمایا عمر اپنا پتھر رکھے اس کے پہلو میں یعنی ابو بکر کے پتھر کے برابر میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ عثمان اپنا پتھر رکھے عمر کے پتھر کے پہلو میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ میرے بعد خلفاء اور جانشین ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ اس سیاق کے ساتھ عزیز جدا ہے۔ مترجم (مصنف ۳/۳۱۸)

(۱۷) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی شیخ ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی عبید بن شریک نے، ان کو نعیم بن حماد نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو حشر بن نباتہ نے سعید بن جہان سے، اس نے سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اپنا پتھر رکھا اس کے بعد عمر پتھر لے آئے انہوں نے اسے رکھا اور عثمان اپنا پتھر لائے انہوں نے بھی رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی لوگ میرے بعد والی امر ہوں گے۔

## منبر جو حضور ﷺ کے لئے بنایا گیا

اس کے رکھنے اور حضور ﷺ کے اس پر بیٹھنے کے وقت جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے  
یہ واقعہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے تھوڑی سی مدت بعد پیش آیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی عبد العزیز بن ابو حازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابوطاہر عنبری نے یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے نانا نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو یعقوب بن عبد الرحمن قرشی اسکندری نے اور عبد العزیز بن ابو حازم نے اور یہ حدیث یعقوب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو حازم بن دینار نے یہ کہ کچھ لوگ آئے حضرت سہل بن سعد کے پاس، وہ اختلاف کر رہے تھے منبر رسول کے بارے میں کہ وہ کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے حضرت سہل سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی لکڑی کا ہے میں یہ بھی ضرور جانتا ہوں کہ اس کے پہلے دن کو جس دن وہ بچھایا گیا تھا اور پہلے دن کو جس دن رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فلاں فلاں خاتون کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ آپ اپنے غلام سے کہیں جو کہ بڑھئی ہے کہ وہ میرے لئے ایک منبر بنا دے تاکہ جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھا کروں۔ حضرت سہل نے اس خاتون کا نام بھی ذکر کیا تھا۔ اس نے جنگل کے جھاڑ (مورے کے) درخت سے اس کے بعد وہ اسے تیار کر کے اس خاتون کے پاس لے آیا۔ اس خاتون نے وہ منبر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا وہ اس جگہ پر بچھایا گیا پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی تھی اور آپ نے تکبیر کہی حالانکہ آپ اسی کے اوپر تھے۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو منبر پر تھے اس کے بعد آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور آپ نے منبر کے پیندے کے پاس سجدہ کیا پھر دوبارہ اسی طرح منبر پر واپس لوٹ گئے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے اس طرح (منبر پر چڑھ کر) اس لئے کیا تاکہ آپ لوگ میری اقتداء کر سکو اور تاکہ تم لوگ میری نماز کو پوری طرح جان سکو۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یعقوب کے۔ اور عبد العزیز کی روایت میں ہے کہ اس منبر کے تین درجے بنا دیئے گئے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے اس نے عبد العزیز سے۔

منبر رسول ﷺ کی حقیقت ..... (۲) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے ابو حازم سے، اس نے کہا کہ لوگوں نے سہل بن سعد سے پوچھا تھا کہ منبر رسول کس چیز کا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں میں اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ جنگل کے جھاڑ کے درخت کی لکڑی کا تھا جس کو فلاں فلاں شخص کے غلام نے تیار کیا تھا۔ البتہ تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا جس وقت آپ اس کے اوپر چڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا ہوا تھا آپ نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد آپ نے قراءت کی تھی پھر رکوع کیا تھا (یہ سب کچھ منبر کے اوپر کر رہے تھے)۔ اس کے بعد آپ ﷺ پچھلے پاؤں نیچے اترے تھے اور آپ نے نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ منبر پر چڑھے پھر قراءت کی پھر رکوع کیا (منبر کے اوپر) پھر نیچے اترے پچھلے پاؤں پھر آپ نے نیچے سجدہ کیا۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الخالق بن علی بن عبد الخالق مؤذن نے، ابو بکر محمد بن احمد بن حرب بخاری سے، ان کو خبر دی ابو اسماعیل نے ابو صالح سے، اس نے جابر سے، اس نے ابو اسحق سے، اس نے کریب سے، اس نے جابر سے، اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اسی مفہوم کے ساتھ۔ ہاں مگر یہ بات بھی ہے کہ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر ہم آپ کے لئے کرسی کی مثل کوئی چیز بنالیں جس کے اوپر آپ کھڑے ہوا کریں۔

پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ (رستن حنانہ ایسے رور ہا تھا) جیسے اپنے بچے کو گم پانے والی اونٹنی روتی ہے (جس کا بچہ مر گیا ہو)۔

کھجور کا سوکھا تنا رو پڑا ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو سلیمان بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (منبر بننے سے قبل) کھجور کے سوکھے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے منبر رکھے جانے سے پہلے۔ پھر جب منبر بچھا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھ گئے تو وہ سوکھا تنا رو پڑا اس قدر کہ ہم لوگوں نے اس کا رونا خود سنا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اوپر رکھ دیا جس سے وہ ہر سکون ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے۔ اس کی مثل سوائے اس کے اس نے حنین العشار کا لفظ کہا ہے دس ماہ کا گیا بھن اونٹنی۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن سعد نسوی نے، ان کو ابو اسحق ابراہیم بن فہد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن رجاء نے، ان کو ابو حفص بن علاء نے نافع سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عمر محمد بن عبد اللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبد الکریم وزان نے، ان کو بندار بن بشار نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے، ان کو ابو حفص بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنانا نافع سے۔ وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جب منبر بنالیا گیا تو آپ اس کی طرف پھر گئے لہذا وہ کھجور کا تنا رو پڑا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے اوپر اپنا ہاتھ پھیرا۔

یہ الفاظ یحییٰ بن کثیر کی روایت کے ہیں اور ابن رجاء کی ایک روایت میں ہے کہ جب منبر رکھا گیا تو کھجور کا تنا رو پڑا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ سکون پکڑ گیا۔ بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو موسیٰ سے، اس نے یحییٰ بن کثیر سے۔

آپ نے سینے سے لگا کر اس کو قرار دیا ..... بخاری نے کہا ہے کہ عبد الحمید نے کہا کہ ہمیں خبر دی عثمان بن ابو عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاذ بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے آخرین میں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن علاء نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس۔ جب آپ ﷺ نے منبر حاصل کر لیا تو وہ تنا رو پڑا۔ چنانچہ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو اپنے سینے سے لگایا اور وہ قرار پکڑ گیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن اسحاق فاہبی نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابو یحییٰ بن ابو میسرہ نے، ان کو بدل بن محیّر نے، ان کو معاذ بن علاء نے جو بھائی تھے ابو عمرو بن عطاء کے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنانا نافع سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جمعہ کے دن۔ جب منبر بنا دیا گیا تو آپ منبر کی طرف پھر گئے، لہذا وہ تنا رو نے لگا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا۔



(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے عمار بن ابوعمار سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس منبر بنائے جانے سے قبل جب منبر تیار کروالیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف پھر گئے تو وہ کھجور کا تنارونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چپ کرایا تو وہ آرام کر گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اس کو چپ نہ کرواتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

تناہیل کی طرح آواز نکال رہا تھا ..... (۸) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن حمش زیادی فقیہ نے اپنی اصل کتاب سے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابو صالح احمد بن منصور مروزی نے، ان کو عمر بن یونس بن قاسم بہامی نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو اسحاق بن عبد اللہ بن ابوظلمہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے دن مسجد میں نصب کئے ہوئے کھجور کے تنے کے ساتھ بیٹھ لگا کر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رومی آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں کیا آپ کے لئے کوئی ایسی چیز بنا دوں جس پر آپ بیٹھ جایا کریں مگر اس طرح اونچے ہوں جیسے آپ کھڑے ہوئے ہیں پھر اس نے منبر بنا دیا دو درجے اوپر چڑھتے تھے اور تیسرے پر بیٹھ جاتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر بیٹھے تو وہ کھجور کا تنہا اس طرح آواز نکالنے لگا جیسے بیل آواز نکالتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز نکالنے سے مسجد کانپ اٹھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اتر آئے اور اس کو سینے سے لگالیا، وہ سکون پکڑ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک رسول کے فراق میں مغموم رہتا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ دفن کر دیا گیا۔ (فتح الباری ۲/۳۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو حاجب بن احمد بن سفیان طوسی نے، ان کو ابو عبد الرحمن مروزی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو حسن نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دیا کرتے تھے اور اپنی پیٹھ کو ایک لکڑی کی طرف لگا لیتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میرے لئے ایک منبر بنا دو۔ چنانچہ آپ کے لئے منبر بنا لیا گیا وہ دو تختوں کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی سے منبر کی طرف مڑ گئے۔ لہذا وہ لکڑی آپ کی طرف جھک کر رونے لگی جیسے کوئی دکھ کر کے روتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا، میں سُن رہا تھا اس رونے کو کہتے ہیں کہ وہ دیر تک روتا رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور اس کی طرف چل کر گئے اور اس کو خاموش کروایا وہ سکون کر گیا، چنانچہ حسن رو پڑے اور فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! ایک لکڑی روتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق اور محبت میں۔ کیا بھلا وہ لوگ جو آپ کی ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں وہ اس سے زیادہ حقدار نہیں ہیں کہ وہ آپ کی طرف مشتاق ہوا کریں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو تمیم بن مختصر نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی منصور بن عبد الوہاب بن احمد صوفی نے، ان کو خبر دی ابو عمرو محمد بن احمد بن حمدان بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان بن بلال نے، ان کو ابو بکر بن ابو اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو سعد بن سعید بن قیس نے عباس رضی اللہ عنہ ابن سہل بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن، جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تو ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوتے تھے اس کے ساتھ سہارا لیتے تھے، یہ آپ کے مصلے کے پاس نصب تھی۔ میرے خیال میں یہ دوم کی تھی اور دو شاخہ تھی (بچ میں سے چیری ہوئی)۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ ماشاء اللہ زیادہ ہو گئے ہیں اگر آپ کوئی چیز بنوالیں جس کے اوپر آپ کھڑے ہوا کریں جب آپ خطبہ دیں تو بہتر ہوگا لوگ آپ کو دیکھ سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جیسے تم لوگ چاہو۔

سہل کہتے ہیں کہ مدینے میں اس وقت ایک بڑھئی تھا، سہل کہتے ہیں میں اور وہ بڑھئی دونوں وادی میں گئے اور ہم اس منبر کی لکڑی ایک جھاؤ (مورا) سے کاٹ کر لے آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو لکڑی رونے لگی جس کے ساتھ آپ سہارا لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا، کیا تم لوگ تعجب نہیں کرتے اس لکڑی کے رونے پر۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے رونے پر وہ نرم دل ہو کر رونے لگی اور ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس کے پاس آئے اور آپ نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا وہ قرار پکڑ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، لہذا اس کو آپ کے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں ڈال دیا گیا۔ (فتح الباری ۲/۲۹۷)

(۱۱) ہمیں خبر دی فقیہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طوسی نے، ان کو ابوالنضر محمد بن یوسف نے، ان کو معاذ بن نجدہ بن عرفان نے، ان کو خلدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبدالواحد بن ایمن نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے یہ کہ انصار کی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے منبر بنوادوں آپ اس پر بیٹھا کریں اس لئے کہ میرا غلام جو ہے وہ بڑھئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اگر آپ چاہو تو بنوادو۔

کہتے ہیں کہ اس نے آپ کے لئے منبر بنوایا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ اس منبر پر بیٹھے جو آپ کے لئے بنوایا گیا تھا، لہذا اس کھجور نے چیخ مارنا شروع کی جس کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جانی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور اس کو آپ نے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا۔ لہذا وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگی جیسے بچہ بھرتا ہے جو چپ کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ چپ کر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس پر رویا تھا جو وہ اپنے قریب ذکر سنتا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلدان بن یحییٰ سے۔

دست شفقت رکھنے سے سکون آ گیا ..... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو جعفر بن احمد بن عاصم دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عمار نے، ان کو سوید بن سعید نے ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو حفص بن عبد اللہ نے، انہوں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو ایک لکڑی کی طرف سہارا لیتے تھے جب منبر بنا دیا گیا تو آپ اس کی طرف سہارا لینے لگے لہذا وہ لکڑی رو پڑی جیسے اونٹنی روتی ہے۔ حضور ﷺ نیچے اترے اور اپنا دست شفقت اس کے اوپر رکھا وہ آرام کر گئی۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہانی نے، ان کو سعید بن حکم بن ابو مریم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید نے، ان کو خبر دی حفص بن عبید اللہ نے، اس نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، اس نے اسی حدیث کو ذکر کیا۔ بخاری نے اسے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابو مریم سے اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سلیمان بن بلال سے بھی، اس نے یحییٰ بن سعید سے۔

تحقیق ہم نے اس کو نکالا ہے کتاب الجمعہ میں کتاب السنن سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں جابر بن عبد اللہ ﷺ سے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی اور ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد المجید بن عبد العزیز نے، ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابو زبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو کھجور کے تنے سے سہارا لگاتے تھے۔ مسجد کے ستونوں میں سے۔ جب آپ کے لئے منبر بنوایا گیا تو آپ اس کے اوپر سیدھے ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ وہ ستون مضطرب ہو گیا جیسے اونٹنی روتی ہے اس قدر کہ اس کے رونے کو پوری مسجد کے لوگوں نے سنا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور اس کو آپ نے اپنے گلے سے لگایا پھر وہ آرام کر گیا۔

(نسائی ۱۰۲/۳۔ فی کتاب الجمعہ)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن داود دزازی نے، اس طرح کہ اس نے خود پڑھ کر سنائی بغداد میں اپنی اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو دقاق نے، ان کو ابراہیم بن یثیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابویاس نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق ہمدانی سے، اس نے سعید بن ابو کریب سے، اس نے جابر بن عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو خطبہ دیتے تھے تو اپنی پیٹھ کو ایک لکڑی کے ساتھ سہارا لگالیتے تھے۔ پھر جب منبر بنا دیا گیا تو لکڑی نے آپ کو اپنے پاس موجود نہ پایا، لہذا اس نے رونا شروع کر دیا جیسے اپنے بچے کو گم پانے والی اونٹنی اپنے بچے کے لئے بے تاب ہوتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اوپر رکھا تو وہ چُپ ہو گئی۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن ابوظلف صوفی اسفرائنی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر محمد بن یزید نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو عمر بن علی نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیتے تھے کھجور کے تنے کے ساتھ۔ جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ نے اس منبر پر خطبہ دیا اور وہ لکڑی روپڑی جیسے بچے کو گم پانے والی اونٹنی روتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو چُپ کروایا تو وہ آرام کر گئی۔

(۱۷) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن عبد ان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو تہمام نے، ان کو محمد بن محبوب بنانی نے، ان کو ابو عوانہ نے اعمش سے، ان کو ابوصالح نے جابر سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے کریب سے، اس نے جابر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک لکڑی نصب تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس خطبہ دیتے تھے، ہم نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر ہم اس کے لئے کوئی عریش سا بنا دیں آپ اس کے اوپر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کریں۔ حضور ﷺ نے ایسے کیا پھر لکڑی روپڑی جیسے اونٹنی روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے اور آپ نے اس کو خاموش کروایا اور اپنا ہاتھ اس کے اوپر رکھ دیا وہ خاموش ہو گئی۔

جدائی اور فراق برداشت نہ کر سکا ..... (۱۸) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ثنی ابو موسیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالمساور نے، ان کو ابو عوانہ نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے جابر سے، ان کو خبر دی عمران بن موسیٰ نے، ان کو تمیم بن منتصر نے، ان کو اسحاق ازرق نے شریک بن عبد اللہ سے، اس نے عمار دھنی سے، اس نے ابوسلمہ عبد الرحمن سے، اس نے ام سلمہ ﷺ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے ایک لکڑی تھی جب آپ خطبہ دیتے تھے تو اس سے سہارا لے لیتے تھے۔ آپ کے لئے کرسی بنوائی گئی یا کہا تھا کہ منبر۔ جب اس نے حضور ﷺ کو موجود نہ پایا اپنے پاس تو اس نے آواز نکالنی شروع کی جیسے بیل آواز کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل مسجد نے اس کو سنا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو چُپ کرایا تو وہ چُپ کر گئی۔

یہ تمام احادیث جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے رونے کے بارے میں سب کی سب صحیح ہیں اور رونے کا معاملہ امور ظاہریہ میں سے ہے اور روشن نشانیوں میں سے ہے جس کو خلف نے سلف سے لیا ہے اور روایت احادیث اس بارے میں مثل تکلیف اور مکلف بنانے کے ہے۔ والحمد للہ علی الاسلام والسنة۔ اور اس کے ساتھ ہے پناہ پکڑنا اور اسی کے پاس تحفظ اور عصمت۔ (السنن الکبریٰ ۱۹۸/۳۔ دلائل النبوة ص ۱۳۲-۱۳۳)

(۱۹) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبید نے ان کو عبید اللہ بن عمر نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر بن بالویہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ہارون نے، ان کو زہیر ابو خثیمہ نے، ان کو یحییٰ نے عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ضیب نے حفص بن عاصم سے، اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ جگہ جو میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو خثیمہ زہیر بن حرب سے دونوں نے یحییٰ بن قطن سے۔

(۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ علاف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے دھنی سے، اس نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے، اس نے ام سلمہ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے منبر کے پیر کے جنت میں درجات ہوں گے۔ (أخرج النسائي في المساجد ۲/۳۵-۳۶)

## باب ۱۱۱

### اصحاب رسول ﷺ کا مدینے آمد پر وباء سے دوچار ہونا

اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی مدینے کی وباء سے حفاظت کرنا، حضور ﷺ کا صحابہ کے لئے مدینے کی آب و ہوا موافق بنانے کی دعا کرنا اور مدینے کی وباء کو جھفہ کی طرف ہٹانا حضور ﷺ کی دعا کی قبولیت، حضور ﷺ کا مدینے سے حرمت قائم کرنا اور مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ، طاہر فقیہ، ابو زکریا بن ابواسحاق اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی انس بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو ابو بکر صدیق اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا تھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا تھا تو وہ یوں گویا ہوتے تھے :

كل امریء مصبح فی اہلہ والموت ادنی من شراك نعلہ

ہر انسان اپنے گھر والوں میں خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کی موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب آچکی ہوتی ہے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بخار سے اٹھتے تھے تو اونچی آواز میں یوں کہتے تھے :

الا لیت شعری هل أبتن لیلۃ بواد و حولی اذ خرو جلیل

وہل اردن يوماً میاہ محنة وہل یدون لی شامة و طفیل

اے میری بقاء میری زندگی کیا میں ایک رات وادی میں گزاروں گا اس طرح کہ میرے ارد گرد اذخر (لیمن گراس) اور جلیل گھانس ہو؟

اور کیا میں ایک دن محنة کے پانیوں پر بھی آؤں گا۔ کیا میرے لئے شامة اور طفیل پہاڑ سامنے ہوں گے

اے اللہ! تو لعنت فرما عقبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عمر و محمد بن عبد اللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبد اللہ بن صالح نے، ان کو ہارون بن عبد اللہ نے، ان کو ابوسامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، پھر اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے کہا ہے يَرْفَعُ عَقِيرَةَ اور یہ اضافہ کیا ہے کہ جیسے انہوں نے نکالا ہے ارض و باء کی طرف۔ اس کے بعد کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنا دے جیسے ہمیں مکہ سے محبت ہے اور اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! ہمارے (پیمانوں) صاع میں اور مُد میں برکت دے اور ان کو ہمارے لئے موافق اور درست کر دے اور مدینہ کے بخار کو جھٹھ کی طرف منتقل کر دے۔ فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینے میں آئے تھے تو یہ اللہ کی زمین پر سب سے زیادہ و باؤں والی زمین تھی۔ فرماتی ہیں کہ بطحان نخل کو بہاتی رہتی تھی، مدینے کی وادی مراد لیتی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابوسامہ سے۔ (صحیح البخاری ۵۵/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابو ذر عبد بن احمد بن محمد ہروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عباس بن فضل بن زکریا نے، ان کو حسین بن ادریس نے، ان کو محمد بن ریح نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن ابو حبیب سے، ان کو ابو بکر بن اسحاق بن یسار نے، اس نے عبد اللہ بن عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو آپ کے اصحاب بیمار ہو گئے تھے۔ ابو بکر بیمار ہو گئے تھے اور عامر بن فہیرہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام بھی اور بلال رضی اللہ عنہ بھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ان لوگوں کی بیماری پر سی کرنے کی اجازت مانگی تھی، حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تھی اور یہ واقعہ پردے کے حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ سیدہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

كل امرئ مصبح في اهله  
والموت ادنى من شرك نعله  
ہر مرد اپنے اہل خانہ کے ساتھ خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ موت جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ اس کے قریب آچکی ہوتی ہے۔

اور انہوں نے عامر بن فہیرہ کی طبیعت پوچھی تو انہوں نے کہا:

انسی وجدت الموت قبل ذوقه  
ان الجبان حتفه من فوقه  
میں نے موت کو پایا ہے موت کے جھلکنے سے پہلے۔ بے شک بزدلی کی موت موت سے بڑھ کر ہے۔

پھر انہوں نے بلال کی مزاج پرسی کی تو وہ کہتے ہیں:

الا ليت شعري هل ابين ليلة  
بفخ و حولى اذ حز و جليل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر لوگوں کے احوال ذکر کئے تو حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ! مدینے کو ہمارے لئے مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ پسندیدہ بنا دے، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے صاع میں اور مُد (ماپنے اور تولنے کے پیمانوں میں) برکت عطا فرما اور ان کی و باء کو مہیجہ یعنی جھٹھ کی طرف منتقل فرما۔

مدینہ کی و باء جاہلیت کے دور میں مشہور تھی ..... (۴) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں حضور ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو یہ اللہ کی سب سے زیادہ و باؤں والی زمین تھی اور مدینے کی وادی بطحان تو ہر وقت سیم کے پانی سے بہتی رہتی تھی۔ اس پر جھاؤ اُگے رہتے تھے۔ ہشام نے کہا کہ مدینے کی و باء جاہلیت کے دور میں

مشہور تھی۔ جب وادی میں وباء آجاتی تھی اور کوئی آدمی باہر سے یہاں آجاتا تو اسے کہا جاتا تھا کہ وہ گدھے کی طرح ڈھپچوں ڈھپچوں کرے۔ وہ جب ایسا کر لیتا تھا تو اس وادی کی وباء اس کو نقصان نہیں پہنچاتی تھی (یہ جاہلیت کا خیال تھا)۔

ایک شاعر نے اس وقت کہا تھا جب وہ مدینہ میں آیا :

لعمری لئن عشرت من خيفة الردی  
نهيق الحمار اننی لجزوع  
میری جان کی قسم! اگر میں موت کے ڈر سے گدھے کی طرح آوازیں نکالوں تو میں بڑا بزدل کہلاؤں گا۔ (البدایہ والنہایہ ۲۲۳/۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے تھے۔ راوی نے حدیث بیان کی ہے مثل حدیث ابو اسامہ کے مگر اس نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ پھر راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ”اور ہمارے لئے برکت عطا فرما اس کے صاع میں اور مُذ میں۔“

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو مسدد نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں آئے تو یہ وبائی بستی تھی۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ ہشام کہتے ہیں کہ پھر کوئی بچہ جب مقام جحفہ میں پیدا ہوتا تو اس کے جوان ہونے سے قبل بخار اس کو ہلاک کر دیتا۔ (البدایہ والنہایہ ۲۲۳/۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابو الحسن مقری اسفرائینی نے وہاں پر، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو فضل بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، ان کو سالم بن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور ﷺ کے خواب کے بارے میں مدینے کے اندر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی ہے جس کا سر بکھرا اور الجھا ہوا ہے، پھر وہ مدینے سے نکل کر مہیبۃ میں داخل ہو گئی ہے اور میں نے اس کی تعبیر یہ دی ہے کہ مدینے کی وباء مہیبۃ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو یہ بخار کی وجہ سے اللہ کی ساری زمین میں سے سب سے زیادہ وباء والی جگہ تھی۔ چنانچہ آپ کے صحابہ کو بھی اس وباء میں سے کچھ تکلیف اور بیماری پہنچی، یہاں تک کہ اس تکلیف نے ان لوگوں کو بہت مشقت و پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے ہٹا لیا تھا۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عبیدہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مدینے میں آئے تو وہ وبائی جگہ تھی۔ چنانچہ ابو بکر صدیق اور حضرت بلال بیمار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے جب اپنے اصحاب کو بیمار رہتے دیکھا تو دعا فرمائی: اے اللہ! مدینے کو ہمارے لئے پسندیدہ بنا دے جیسے آپ نے مکہ ہمارے لئے پسندیدہ بنایا تھا یا اس سے بھی زیادہ پسندیدہ اور مدینے کو صحیح کر دے، ٹھیک بنا دے اور ہمارے لئے اس کے صاع میں اور اس کے مُذ میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف پھیر دے۔

مسلم نے روایت کیا ہے ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (صحیح مسلم بشرح نووی ۱۳۵/۹-۱۳۶)

(۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے اور ابو عبد اللہ حافظ نے، اور ابو زکریا بن ابواسحاق نے اور ابو سعید بن ابوعمر نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابو العاص محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو خبر دی انس بن عیاض نے، ان کو خبر دی ہشام بن عروہ نے صالح بن ابوصالح سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں صبر کرے گا مدینے کی سختیوں اور مشقتوں کو کوئی ایک شخص مگر میں اس کے لئے شفیع ہوں گا یا فرمایا تھا گواہ ہوں گا۔

اس کو نقل کیا ہے مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے ہشام سے۔

مدینہ کو حرام بنا دے ..... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوالنصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور حسن بن سفیان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو کامل نے، ان کو عبد العزیز بن مختار نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباد بن تمیم سے، اس نے عبد اللہ بن زید سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا، بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں نے مدینے کو حرم بنادیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محترم قرار دیا تھا اور میں نے مدینے کو مُذ اور صاع (ماپ تول کے پیمانوں) کے لئے بھی دعا کی ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ (مُذ اور صاع) کے لئے دعا کی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کامل سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث وہب سے، اس نے عمرو بن یحییٰ سے اور اس مفہوم کی تمام احادیث نقل کی گئی ہیں کتاب السنن کی کتاب الحج میں۔

دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا ..... (۱۱) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن احمد مجوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسامہ بن زید نے، ان کو عبد اللہ قراظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اس کو۔ کہتے ہیں میں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعد سے وہ دونوں کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اے اللہ! میری اُمت کے لئے صاع میں اور مُذ میں برکت عطا فرما اور ان کے لئے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے اور آپ کے خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا رسول ہوں اور بے شک ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے دعا مانگی تھی مکہ کے لئے اور میں آپ سے دعا مانگتا ہوں مدینے کے لئے، بالکل اسی طرح جس طرح آپ سے دعا مانگی تھی ابراہیم نے مکہ کے لئے اور اس کی مثل اسی کے ساتھ بھی۔ بے شک مدینہ بھرا ہوا ہے فرشتوں کے ساتھ، اس کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے اور وہ مدینے کی حفاظت کرتے ہیں نہ ہی اس میں طاعون و بلاء داخل ہوگی اور نہ ہی دجال داخل ہوگا، جو شخص بھی اہل مدینہ کے لئے بُرائی سوچے گا اللہ تعالیٰ اس کو پگھلا دیں گے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے۔ (مسلم ص ۴۹۵)

باب ۱۱۲

## کعبہ کو مستقل قبلہ بنا دیا گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن رجاء نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابونصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو خلیفہ فضل بن جناب نجی نے، ان کو حدیث بیان کی عبد اللہ بن رجاء غدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے عازب سے

اُونٹ کا پلان خرید اٹھا۔ براء نے حدیث ذکر کی نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نزول کے بارے میں جہاں ان کو حکم ہوا تھا، کہتے ہیں تحقیق نماز پڑھتے رہتے تھے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ مہینے یا سترہ مہینے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کعبے کی طرف منہ کریں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قد نرى قلب وجہك فى السماء فلنو لىنك قبله ترضاها فول وجہك شطر المسجد الحرام  
تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے چہرے کا بار بار اوپر اٹھنا۔ پس ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے ایسے قبلے کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ پس آپ پھیر لیجئے  
اپنے چہرے کو مسجد الحرام کی طرف۔

کہتے ہیں کہ آپ کعبے کی طرف متوجہ کر دیئے گئے جبکہ لوگوں میں سے کم عقلوں نے کہا اور وہ یہود تھے کہ (مسلمانوں کو) کس بات نے پھیر دیا ان کے اس قبلے سے جس پر وہ پہلے سے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قل لله المشرق والمغرب يهدى من يشاء الى صراط مستقيم  
آپ (اے محمد ﷺ) فرمادیجئے کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی راہنمائی کرتا ہے۔

دوران نماز رخ کعبہ کی طرف پھیرنا ..... راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ نماز کے بعد انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ نماز عصر میں رکوع کی حالت میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ کعبے کی طرف پھیر دیئے گئے ہیں لہذا وہ لوگ اسی حالت میں پھر گئے (گھوم گئے)۔ یہاں تک کہ کعبے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دونوں کی روایت کے الفاظ برابر ہیں ایک جیسے ہیں مگر قحطان کی روایت میں ہے کہ قوم گھوم گئی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن رجا سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریقوں سے اسرائیل سے۔

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی سری بن خزمیہ نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ نے، ان کو مالک نے عبد اللہ بن دینار سے، اس نے عبد اللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک ایک لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے اور آپ کو حکم دے دیا گیا ہے کہ آپ کعبے کی طرف منہ کر لیں۔ پس وہ لوگ کعبے کی طرف متوجہ ہو گئے حالانکہ ان کے منہ شام کی جانب تھے، پس وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے مالک سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو زبیر نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے، وہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے جو تھوہل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے تھے اور وہ مرد جو قتل ہو گئے ہم نہیں جانتے کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرءوف رحيم  
اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ایمان کو ضائع نہیں کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا شفیق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو نعیم سے۔



تحویل قبلہ کا واقعہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ..... (۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں آنے کے بعد سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھائی تھی اس کے بعد قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تھا جنگ بدر سے دو ماہ قبل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو عبد اللہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ ابن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا سولہ مہینے کے آخر میں پھر نبی کریم ﷺ کی آمد سے مدینے میں اور یہ واقعہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابن فضیل نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آمد کے سولہ مہینے تک نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف۔ اس کے بعد آپ مسجد الحرام کی طرف پھیر دیئے گئے بدر سے دو ماہ قبل۔ (آخرچہ مالک فی کتاب القبۃ حدیث ۷۔ ص ۱۹۶/۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبد اللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، میرا گمان ہے کہ اس نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا مسجد الحرام کی طرف رجب میں سولہ مہینے کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ کے نکلنے سے مکہ سے اور نبی کریم ﷺ اپنے چہرے کو آسمان کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے حالانکہ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جب آپ کو بیت الحرام کی طرف متوجہ کیا :

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَن قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۔

عنقریب کہیں گے کم سمجھ لوگ کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اس قبلے سے پھیر دیا ہے جس پر وہ تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب اللہ کے ہیں وہ جس کو چاہتے ہیں صراط مستقیم کی رہنمائی عطا کرتے ہیں (یہ آیات اور اس کے بعد کی آیات نازل ہوئیں)۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے والوں کے اعمال ضائع نہیں ہوتے ..... اس کے بعد یہودیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ شخص اپنے شہر مکہ کی طرف مشتاق ہو گیا ہے اور اپنے باپ کے شہر کی طرف۔ ان کو کیا ضرورت تھی کہ انہوں نے اپنے مقدس قبلے کو بھی چھوڑ دیا ہے کبھی ایک طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں تو کبھی دوسری طرف۔ اور اصحاب رسول میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو ہم میں سے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے انتقال کر گئے۔ کیا ان کی نمازیں باطل ہو جائیں گی؟ چنانچہ مشرک اس سے خوش ہونے لگے اور کہنے لگے کہ محمد پر اس کا معاملہ گنڈ ہو گیا ہے۔ قریب ہے کہ یہ دوبارہ ہمارے دین پر آجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جن میں اس نے بے وقوفوں کے قول کو ذکر کیا (اور اس پورے پرویجر کی حکمت سمجھائی ..... ) کہ

وَلِيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔ وَلَنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقْبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةٌ

الاعلىٰ الذين هدى الله ۔ وما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لراءوف الرحيم ۔

(۱) ایک حکمت تو یہ تھی کہ رسول تمہارے اوپر گواہ بن جائیں۔

(۲) دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ علم ظہور کے ساتھ یہ جان لے کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اپنے قدموں پر پھر جاتا ہے۔

(۳) تیسری یہ کہ قبلہ سے پھرنا بڑی مشکل بات ہے مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔

(۴) چوتھی حکمت یہ سمجھائی کہ ثواب و اجر کا معاملہ ایمان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے قبلہ کے ساتھ نہیں۔

(۵) پانچویں بات یہ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفیق ہے جو کچھ فیصلہ فرماتا ہے اس میں لوگوں کے ساتھ شفقت ہی مقصود ہوتی ہے۔

دین پر بے جا اعتراض کرنے والے احمق ہیں ..... (۸) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید ابن ثابت نے، ان کو سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے شک کیا ہے محمد بن محمد نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا شام سے کعبے کی طرف ماہ رجب میں سترہ مہینے کے آغاز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد، اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رفاعہ بن قیس اور قردم بن عمرو اور کعب بن اشرف، نافع بن ابونافع، حجاج بن عمرو حلیف کعب بن اشرف، ربیع بن ربیع بن ابو الحقیق اور کنانہ بن ابو الحقیق آئے اور آ کر پوچھا کہ اے محمد! آپ کو کس بات نے اس قبلہ (بیت المقدس) سے پھیر دیا جس پر آپ تھے حالانکہ آپ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ملت ابراہیم پر ہیں اور اسی کے دین پر ہیں۔ آپ واپس اسی قبلہ پر آ جائیں جس پر تھے۔ لہذا ہم بھی آپ کی اتباع کر لیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ درحقیقت وہ آپ کو آپ کے دین کے معاملے میں فتنے میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ..... تَا ..... اَلَا لَنَعْلَمُ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقْبَيْهِ -

یعنی ابتلاء اور آزمائش کے لئے۔ اگرچہ یہ بڑی بھاری بات ہے مگر ان لوگوں کے لئے جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والے نہیں ہیں۔

مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازوں کو ضائع نہیں کریں گے جو پہلے قبلہ کی طرف تھیں اور نہ تمہاری اس تصدیق کو ضائع کریں جو تم نے نبی کے ساتھ کی تھی، نہ اس اتباع کو ضائع کریں گے جو تم نے اپنے نبی کی کی تھی دوسرے قبلہ کی طرف منہ کر کے بلکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے کا اجر عطا کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑے شفیق تر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا :

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ..... تَا ..... فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ -

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۶-۱۷۷)

باب ۱۱۳

## اعلان قتال کا آغاز

اور اس کے بعد جو احکامات آئے مشرکین اور اہل کتاب سے معافی اور درگزر کے منسوخ ہونے کے فرضیت جہاد کی وحی سے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری سے بغداد میں، اس نے کہا نہیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو عمر نے زہری سے، اس نے عروہ بن زبیر سے یہ کہ اسامہ بن زید نے اس کو خبر دی ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو

ابوسلیمان نے ح)۔ اور ہمیں خبری دی ہے ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے۔ ان کو علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبردی ابو بشر شعیب بن ابو حمزی نے، زہری سے، ان کو خبردی عروہ نے یہ کہ اسامہ بن زید نے ان کو خبردی ہے یہ کہ رسول ﷺ اس گدھے پر سوار ہوئے جس پر زین کسی ہوئی تھی (گھوڑے کی طرح)۔

فدک کے بنے ہوئے مخمل کی چادر پر اسامہ بن زید پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ عیادت کرنے چلے تھے سعد بن عبادہ کی بنو حارث بن خزرج میں بدر کے واقعہ سے قبل یہاں کی ایک مجلس سے حضور ﷺ کا گزر ہوا اس میں عبداللہ بن ابی بن سلول بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اتفاق سے مجلس میں مسلمان اور بت پرست مشرکین سب ہی موجود تھے اور یہود بھی تھے اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس کو چوپائے جانور سواری کے پیروں سے اڑنے والے غبار نے چھپا دیا تو ابی نے اپنی ناک کو چادر سے چھپالیا۔ اس کے بعد کہنے لگا تم لوگ ہمارے اوپر غبار تو نہ ڈالو۔

عبداللہ بن ابی کی شرارت ..... اتنے میں رسول اللہ نے السلام علیکم کہا اور پھر کھڑے ہو گئے۔ سواری سے اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا لہذا عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا ارے میاں آپ جو بات کرتے ہو اگر یہ حق ہے تو اس سے خوبصورت اور بہتر بات کوئی نہیں ہے لہذا تو ہمیں ہماری مجالس میں آکر تکلیف نہ دے۔ آپ اپنی منزل پر جائیے جو شخص تیرے پاس آئے اسی کے آگے بیان کیجئے۔ اور عبداللہ بن رواحہ نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ہماری مجالس میں آیا کریں، ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔ بس پھر کیا ہوا کہ مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ حضور ﷺ ہمیشہ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ اور سعد بن عبادہ کے پاس گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد سے! آپ نے سنا کیا کیا ہے ابو حیات نے یعنی عبداللہ بن ابی نے؟ فرمایا کہ اس نے ایسے ایسے کہا ہے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس کو معاف کر دیں اور اس سے درگزر فرمائیں۔ قسم سے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر کتاب اتاری ہے۔ البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ حق کو لے آیا ہے جو آپ کے اوپر اتارا گیا اور البتہ تحقیق اس مدینہ کی بستی والے تیار ہو گئے اس پر کہ وہ اس حق کی طرف متوجہ ہوں اور اس کو مضبوط کریں برادری کے ساتھ جب اگر اللہ نے رد کر دیا حق کو جو اس کو دیا ہے (یعنی اس کو اس حق سے محروم کر دیا ہے) تو اس نے بھی ازراہ حسد اس سے انکار کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے ایسا ایسا کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے درگزر کر لیا۔ آپ کے اصحاب بھی درگزر کرتے تھے۔ مشرکین اور اہل کتاب سے جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا ادھر ایذا پر صبر کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

ولتسمعن من الذین او تو الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً وان تصبروا و اتقوا فان ذلك من عزم الامور۔

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا، ایذا اور تکلیف پہنچائی اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو گے تو یہ بات بڑے اہم امور میں سے ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

ود کثیر من اهل الکتاب لو یردو نکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسہم من بعد ماتبین لہم الحق فا عفووا و اصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدير۔

اہل کتاب میں سے زیادہ تر یہ چاہتے تھے کہ وہ آپ لوگوں کو ایمان لانے کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹادیں۔ یہ ان کے دلوں کا حسد ہے، اس کے بعد کہ ان کے واسطے حق واضح ہو چکا ہے درگزر کرو اور منہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ غفور و درگزر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب اللہ نے ان کے بارے میں اجازت دی اور جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کی جنگ لڑی اور اللہ نے اس میں قتل کر دیا جن کو قتل کر لیا قریش کے سرداروں میں سے تو ابی بن سلول اور اس کے ساتھ بت پرست مشرکین نے جو اس کے ساتھ تھے کہا کہ یہ ایسا امر ہے جو غالب ہو کر رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ابوالیمان کی حدیث کے ہیں شعیب سے۔ حدیث معمر پوری ہو گئی اس لفظ پر فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق اور عبد بن حمید سے اس نے عبد الزراق سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حدیث عقیل سے اور دیگر سے۔ انہوں نے زہری سے۔ (مسلم ۱۳۲۲/۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے مسلم بطین سے اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے کہ وہ یہ آیت پڑھا کرتے تھے :

اذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير۔

جہاد کی اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جن سے قتال کیا گیا بائیس سبب کہ وہ مظلوم ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کرنے پر قادر ہے۔

ابن عباس سے فرماتے ہیں یہ پہلی آیت ہے جو قتال کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۶۸/۱۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں

اذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا

قریش نے مہاجرین کا تعاقب کیا ..... فرمایا کچھ لوگ اہل ایمان میں سے مکہ سے ہجرت کر کے مدینے کی طرف چلے تھے قریش کے کفار نے ان کا تعاقب کیا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتال کرنے کی اجازت فرمائی تھی تعاقب کرنے والوں کے ساتھ، لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی اور صحابہ نے ان سے قتال کیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن حافظ نے، ان کو ابو یحییٰ احمد بن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو محمد بن عبد اللہ نے، ان کو حاتم ابن علاء نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے اسماعیل ابن ابو خالد سے، اس نے سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ یہ تھی :

اذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا

ابتداءً جہاد صرف قریش کے خلاف تھا ..... محمد بن نصر نے کہا مسلمان آغاز میں اس طرح تھے کہ اللہ نے قتال کی اجازت اس طرح دی تھی کہ یہ حکم نہیں تھا کہ مجموعی طور پر مشرکین کے ساتھ قتال کرو بلکہ صرف یہ حکم ملا تھا کہ مخصوص طور پر انہیں لوگوں کے ساتھ قتال کریں جو ان سے قتال کریں۔ اور جو ان پر ظلم کریں اور جو ان کو ان کے گھروں سے نکالیں۔ یہ بات اس آیت کے مطابق ہے جس میں قتال کی اجازت مذکور ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا۔

قتال کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ قتال کریں اور حد سے نہ بڑھو (قتال کے اندر حد سے نہ بڑھو اس طرح کہ ان لوگوں سے بھی قتال کرنے لگو جو تم سے قتال نہیں کر رہے)۔

ان اللہ لا یحب المعتدین - بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

اور اگلی آیت بھی :

واقتلوہم حیث ثقتموہم - ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ۔

تا ..... الی قولہ - فإن قاتلوکم فاقتلوہم - اگر وہ تم سے لڑیں تم بھی ان سے لڑو۔

جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے اور آپ کے اردگرد بتوں کے پجاری بھی تھے اور اہل کتاب کے کئی گروہ بھی (یہی وجہ ہے) آپ نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی قتال نہیں کیا تھا۔ بلکہ جنگ بدر کے حوالے سے ان کے درپے ہی نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ خصوصی طور پر قریش کے درپے ہوئے تھے اور انہیں کا قصد کیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا تھا ان کو جنہوں نے ان پر ظلم کیا تھا اور جنہوں نے ان کو ان کے گھروں سے نکالا تھا۔ حالانکہ مشرک مدینے میں بھی رہتے تھے۔ اہل کتاب سے بھی اور بتوں کے پجاریوں سے بھی اللہ نے ان کی طرف پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنے کی دعوت دی اور ان کو معاف کرنے پر آمادہ کیا۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

لتسمعن من الذین ابوتوا الكتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ ان تصبروا و تتقوا فان ذلك من عزم الامور۔  
البتہ ضرورت تم لوگ سنو گے ان لوگوں سے کثیر ایذا جو تم سے پہلے کتاب میں دیئے گئے تھے اور مشرکوں سے بھی اگر تم صبر کر جاؤ اور بچنے کی تدبیر کر لو تو یہ بہت بڑی بات ہوگی۔

نیز ارشاد فرمایا :

و کثیر من اهل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسہم ..... تا .....  
حتی یأتی اللہ بامرہ -

اہل کتاب میں زیادہ تر لوگ وہ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹادیں ازراہ حسد جو ان کے دلوں میں ہے  
تا..... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک نیا حکم لے آئے۔

اور بسا اوقات آپ کو حکم دیا جاتا تھا ایک کے بعد ایک کو قتل کرنے کا ان میں سے جنہوں نے آپ کو ایذا دینے کا قصد کیا ہوتا تھا جب یہ بات ظاہر ہو جاتی تھی اور آپ کے ساتھ عداوت پر اتر آتا تھا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابوعمر نے، ان کو ابو العباس اصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ شافعی نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اس بات کی اجازت دی تھی کہ مشرکین کے ساتھ قتال کرنے کی ابتدا کریں۔ ارشاد ہوا :

اذن للذین یقاتلون بأنہم ظلموا

اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے قتال کیا گیا بائیں وجہ کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔ (تا آخر آیت)

اور اس طرح ان لوگوں کے لئے قتال جائز اور مباح فرما دیا تھا۔ مطلب یہ کہ اس حکم کو اپنی کتاب میں اللہ نے ظاہر اور واضح فرما دیا تھا۔

چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا :

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوہم حیث ثقتموہم  
کہ اللہ کی راہ میں قتال کرو ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ قتال کریں لیکن زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے اور تم ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ

تا اس حکم تک کہ ..... ولا تقاتلوہم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ

اور تم لوگ ان کے ساتھ مسجد الحرام میں قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ اس میں تم سے بھی قتال کریں

فان قاتلو کم فاقتلوہم - اگر وہ تم سے اس میں بھی قتال کریں تو تم ان کو ضرور قتل کرو۔

کذ لک جزاء الکافرین - یہی کافروں کی جزاء اور بدلہ ہے

اور امام شافعیؒ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ یہ مذکورہ آیت اہل مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف شدید ترین عداوت رکھتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں پر فرض کیا گیا ان کے خلاف قتال کرنے میں وہ سب کچھ اللہ نے جس کو ذکر فرمایا ہے پھر کہا جائے گا یہ سب کچھ منسوخ کر دیا گیا اور قتال سے ممانعت ہے یہاں تک کہ وہ قتال کریں۔ بس قتال سے ممانعت شہر الحرام میں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وقاتلوہم حتی لاتکون فتنة - (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۳)

کہ ان سے قتال کرو یہاں تک کہ (شُرک و کفر کا) فتنة باقی نہ رہے۔

اس آیت کا نزول فرضیت جہاد کے بعد ہوا۔

نیز امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خاص مدت گزر گئی آپ کی ہجرت سے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں انعام فرمایا، کئی جماعتوں پر حضور ﷺ کی اتباع کی بدولت تو اللہ کی مدد کے ساتھ ان لوگوں کے لئے تعداد میں ایک خاص قوت پیدا ہو گئی جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہاد فرض کر دیا اس کے لئے پہلے مباح تھا فرض نہیں تھا۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

کتب علیکم القتال و هو کرہ لکم و عسی ان تکرہوا شیئا و هو خیر لکم - الآية

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۶)

تمہارے اوپر فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ ناگوار ہے تمہارے لئے اور عین ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو حالانکہ وہ ہی خیر اور بھلائی ہو تمہارے حق میں۔

نیز ارشاد ہوا :

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ - الخ

(سورۃ التوبہ : آیت ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید کر لئے ہیں بایں طور کہ ان کے لئے جنت ہوگی وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں۔

اور ساری آیات جو جہاد کی فرضیت میں ہیں ذکر کی ہیں۔

آیت قتال سے عفو و درگزر کا حکم منسوخ ہو گیا..... (۶) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد :

و أعرض عن المشرکین - (سورۃ الحجر : آیت ۹۴)

نیز یہ ارشاد :

فاعفوا و اصفحوا حتی یأتی اللہ بامرہ - (سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

اور اسی طرح کی آیات جو مشرکین سے معافی کے بارے میں تھیں یہ ساری آیات منسوخ ہو گئیں اس آیت کے ساتھ۔

قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر..... الى قوله وهم صاغرون  
 کہ قتال کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ کے ساتھ اور نہ یوم آخرت کے ساتھ ..... یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کہ جزیہ دیں۔  
 لہذا یہ عفو و درگزر کرنا مشرکین سے منسوخ ہو گیا۔  
 اور ارشاد ہوا :

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة - ان سے قتال کئے جاؤ۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ (التوبہ ص ۱۹۳۔)

يعنى لا يكون شرك - یعنی شرک باقی نہ رہے۔

دیکھئے الرسالہ للامام الشافعی ص ۳۶۱-۳۶۳)



[www.ahlehaq.org](http://www.ahlehaq.org)

جلد اول۔ دوم ترجمہ کتاب دلائل النبوة ختم ہوا

والحمد لله على ذلك اللهم اجعل هذا العمل خالصاً لك و نجاتاً لى فى الآخرة وهدايةً  
 و فلاحاً لامة رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً كثيراً -

۲۸/ محرم الحرام - ۱۷/ فروری ۲۰۰۷ء

## خواتین کے لئے دلچسپ لوہائی اور مستند اسلامی کتب

حضرت تھانویؒ	انگریزی	اردو	تحفہ زوجین
• • •			بہشتی زیور
• • •			اصلاح خواتین
• • •			اسلامی شادی
• • •			پردہ اور حقوق زوجین
مفتی ظفیر الدین	"	"	اسلام کا نظام عفت و عصمت
حضرت تھانویؒ	"	"	جیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تسبیح نکاح
ابلیہ ظریف تھانوی	"	"	خواتین کے لئے شرعی احکام
سید سلیمان ندوی	"	"	سیر الصحابیات مع اسوۃ صحابیات
مفتی عبدالرؤف صاحب	"	"	چھ گناہ کار عورتیں
• • •	"	"	خواتین کا حج
• • •	"	"	خواتین کا طریقہ نماز
ڈاکٹر حفصانی میاں	"	"	ازواج مطہرات
احمد خلیل جمہ	"	"	ازواج الانبیاء
عبدالعزیز ثناوی	"	"	ازواج صحابہ کرام
ڈاکٹر حفصانی میاں	"	"	پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں
حضرت میاں صغیر حسین صاحب	"	"	نیک بیبیاں
احمد خلیل جمہ	"	"	جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین
• • •	"	"	دور نبوت کی برگزیدہ خواتین
• • •	"	"	دور تابعین کی نامور خواتین
مولانا عاشق الہی بلنڈ شہری	"	"	تحفہ خواتین
" • • •	"	"	مسلم خواتین کے لئے بیس سبق
" • • •	"	"	زبان کی حفاظت
" • • •	"	"	شرعی پردہ
مفتی عبدالغنی صاحب	"	"	میاں بیوی کے حقوق
مولانا ادریس صاحب	"	"	مسلمان بیوی
حکیم طارق محمود	"	"	خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق
نذیر محمد مکتبی	"	"	خواتین اسلام کا مثالی کردار
قاسم عاشور	"	"	خواتین کی دلچسپ معلومات و نصائح
نذیر محمد مکتبی	"	"	امرا بالمعروف و نہی عن المنکر میں خواتین کی ذمہ داریاں
امام ابن کثیرؒ	"	"	قصص الانبیاء
مولانا اشرف علی تھانویؒ	"	"	اعمال و تدآنی
صوفی عزیز الرحمن	"	"	اسیئہ عملیات
• • •	"	"	اسلامی وظائف

پیشکش کنندہ مفتی  
کتاب و سنت کے مراکز!!

قرآن و حدیث سے ماخوذ وظائف کا مجموعہ

پتہ دار الاشاعت اردو بازار ایم جگناح روڈ کراچی فون: ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۶۱۸



تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی سنہ ۱۴۲۸ھ  
**دارالاشاعت** کی مطبوعہ مستند کتب

**تفاسیر و علوم قرآنی**

تفسیر عثمانی بجز تفاسیر مع عنوانات جدید کتب ۲ جلد	.....	علاء شہید احمد عثمانی
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں	.....	قاضی محمد سن آثر پانی پتی
قصص القرآن ۳ حصے در ۲ جلد کامل	.....	مولانا حفصہ الرحمن سیو حارونی
تاریخ ارض القرآن	.....	علاء شہید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات	.....	انجنیئر شفیع حیدر شاہ
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	.....	ڈاکٹر حفصہ انیس میاں قادری
لغات القرآن	.....	مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن	.....	قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی)	.....	ڈاکٹر عبدالرشید عباس ندوی
مکمل البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی)	.....	حسان پینسر
امسال قرآنی	.....	مولانا اشرف علی نعمانی
قرآن کی باتیں	.....	مولانا احمد سعید صاحب

**حدیث**

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد	.....	مولانا نبور الساری اعظمی
تفسیر سلیم المسلم	.....	مولانا زکریا اقبال
جامع ترمذی	.....	مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابوداؤد شریف	.....	مولانا سہرا احمد صاحب
سنن نسائی	.....	مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۳ جلد ۷ حصے کامل	.....	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد	.....	مولانا عابد الرحمن کاندھلوی
ریاض الصالحین مترجم	.....	مولانا فیصل الرحمن نعمانی مظاہری
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح	.....	از امام بخاری
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل علی	.....	مولانا عبدالرشید جاوید غازی پوری
تقریر بخاری شریف ۳ حصے کامل	.....	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجربید بخاری شریف	.....	علاء شہید سلیمان ندوی
تنظیم الاشتات شرح مشکوٰۃ اردو	.....	مولانا ابوالحسن صاحب
شرح الربعین نووی ترجمہ و شرح	.....	مولانا مفتی عاشق الہی البرقی
قصص الحدیث	.....	مولانا محمد زکریا اقبال

ناشر:- دارالاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۶۳۱۸۶۸-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱

# سیرۃ اوساخ پر دارالاساعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

امام برحمان الدین حسینی  
علامہ شبلی نعمانی زید سیمان ندوی  
قاسمی محمد سیمان منصور پوری  
ڈاکٹر حافظ محمد ثانی  
ڈاکٹر محمد حیدر اللہ  
شیخ اکبریت حضرت مولانا مستند زکریا  
احمد خلیل جمعہ  
ڈاکٹر حافظ حفاتی میاں قادری  
احمد خلیل جمعہ  
عبدالعزیز الشناوی  
ڈاکٹر عبدالحی عارفی  
شاہ حسین الدین ندوی  
مولانا محمد یوسف کاندھلوی  
امام ابن قسیم  
علامہ شبلی نعمانی  
معراج اکبر عثمانی

سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تعنیف  
اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ  
عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب  
خطبہ حجۃ الوداع سے استشاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب  
دعوت و تبلیغ سے سرشار حضور کی سیاست اور عملی تعلیم  
حضور اقدس کے شمال و عادات مبارک کی تفصیل پر مستند کتاب  
اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل  
تابعین کے دور کی خواتین  
ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ  
انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب  
صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حالات و کارنامے  
ہر شبہ زندگی میں آنحضرت کا اسوہ حسنہ آسان زبان میں  
حضور اکرم سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ  
صحابیت کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب  
صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات، مطالعہ کے لئے راہ نما کتاب  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طیب پر سبھی کتاب  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات اور کارناموں پر مستند کتاب  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کپیور)  
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ ۲ جلد  
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۲ حصے بجا (کپیور)  
مؤمن انسانیت اور انسانی حقوق  
رسول اکرم کی سیاسی زندگی  
شمالی ترمذی  
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین  
دور تابعین کی نامور خواتین  
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین  
ازواج مطہرات  
ازواج الانبیاء  
ازواج صحابہ کرام  
اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
اسوہ صحابہ ۲ جلد کامل بجا  
اسوہ صحابیات مع سیر الصحابیات  
حیۃ الصحابہ ۳ جلد کامل  
طیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
الفساروق  
حضرت عثمان ذو النورین

## اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری  
علامہ عبد الرحمن بن عبد بن خلدون  
حافظ عماد الدین ابوالقاسم اسماعیل ابن کثیر  
مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی  
بڑی علمی و تاریخی کتاب تمام اہل علم کے لئے  
علامہ ابن جعفر محمد بن جریر طبری  
الحاج مولانا شاہ عین الدین احمد مدنی مرحوم

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ  
مع مقدمہ  
اردو ترجمہ النہایۃ البدایۃ  
تاریخ قبل از اسلام کہ غزیرہ ملت آفری اور ہندوستان کی تاریخ و ممالک  
اردو ترجمہ تاریخ الامم و الملوک  
انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات

طبقات ابن سعد  
تاریخ ابن خلدون  
تاریخ ابن کثیر  
تاریخ اسلام  
تاریخ ملت  
تاریخ طبری  
سیر الصحابہ

دارالاساعت اردو بازار ایم ای جناح روڈ کراچی پاکستان ۲۱۲۶۳۱۸۹۱  
مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز